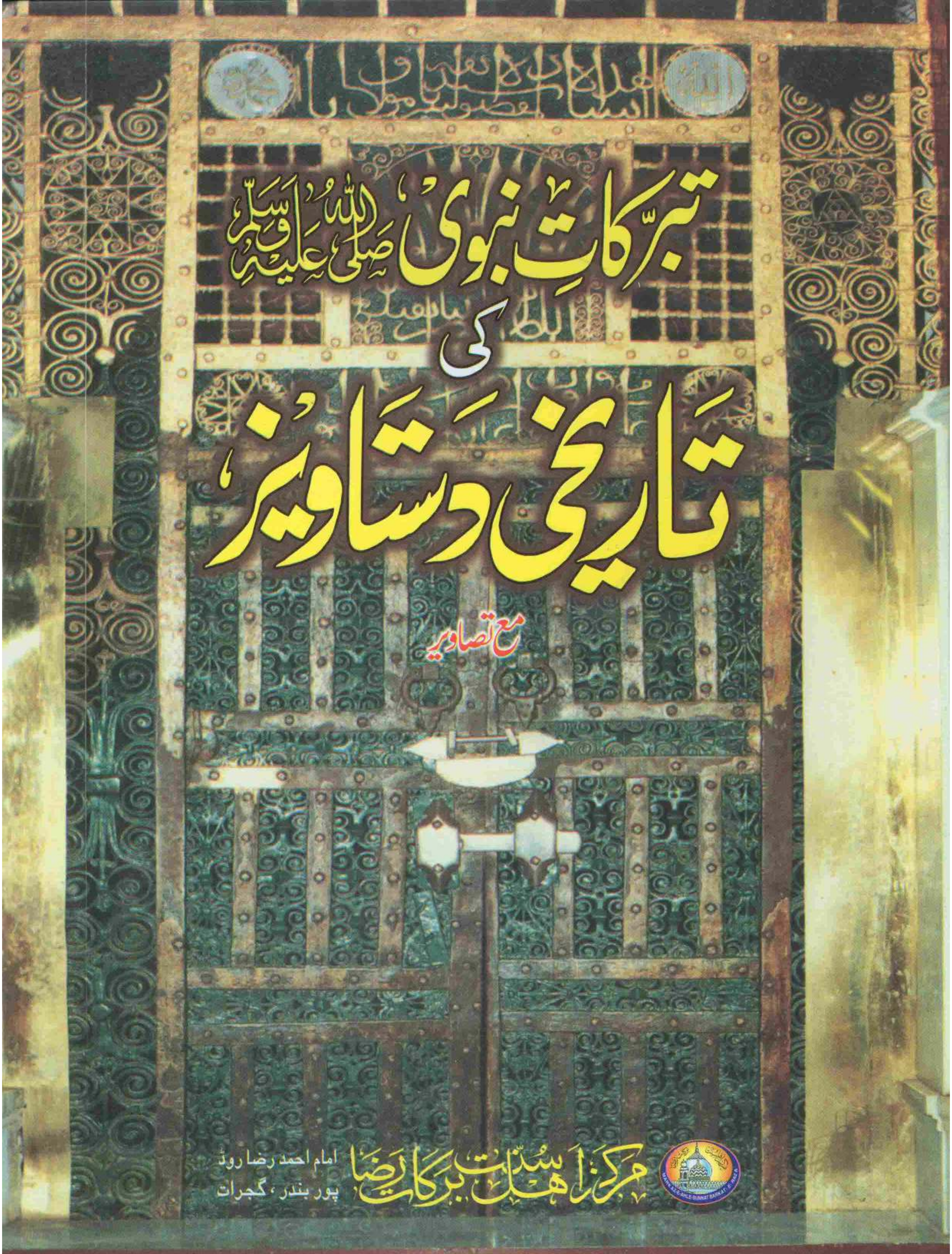

# تبرکاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

## کی

# تاریخی دستاویز

مع تصاویر

مرکز اہلسنت برکات رضا
امام احمد رضا روڈ
پور بندر، گجرات

March 2019

اہلسنت وجماعت کا قرآن وسنت کا عظیم ادارہ

# مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی

جہاں اسلامی اور عصری علوم کا عظیم امتزاج

## مختصر تعارف

### طلبہ:

شعبہ حفظ: 145 — شعبہ ناظرہ: 240

شعبہ درس نظامی: 105 — شعبہ تجوید: 10

اور انہیں شعبہ جات میں 400 سے زائد طلبا اسکول کی تعلیم انٹر تک حاصل کر رہے ہیں نیز کم وبیش 100 طلباء مدرسے میں رہائش پذیر ہیں جن کے طعام وقیام اور میڈیکل کا مکمل خرچ مدرسہ برداشت کرتا ہے۔

### مدرسہ کا اسٹاف

شعبہ حفظ وناظرہ 14 اساتذہ — شعبہ درس نظامی وتجوید 10 اساتذہ

شعبہ عصری علوم یعنی اسکول 11 اساتذہ — باورچی 2 خادم 4 چوکیدار 2

کل طلبہ کم وبیش پانچ سو اور پورہ اسٹاف 43 افراد پر مشتمل ہے۔

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی میٹھادر کراچی پاکستان

**DONATION**

HABIB BANK LTD. BARNESS STREET BRANCH
ACC TITLE: MARKAZ UL ALOOM ISLAMIA (TRUST)
ACC NO: 00500025657003 - BRANCH CODE :0050

www.facebook.com/markazuloloom

https://www.waseemziyai.com https://www.youtube.com/waseemziyai

حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی
طرف منسوب صندوق جو لکڑی کا بنا ہوا ہے۔

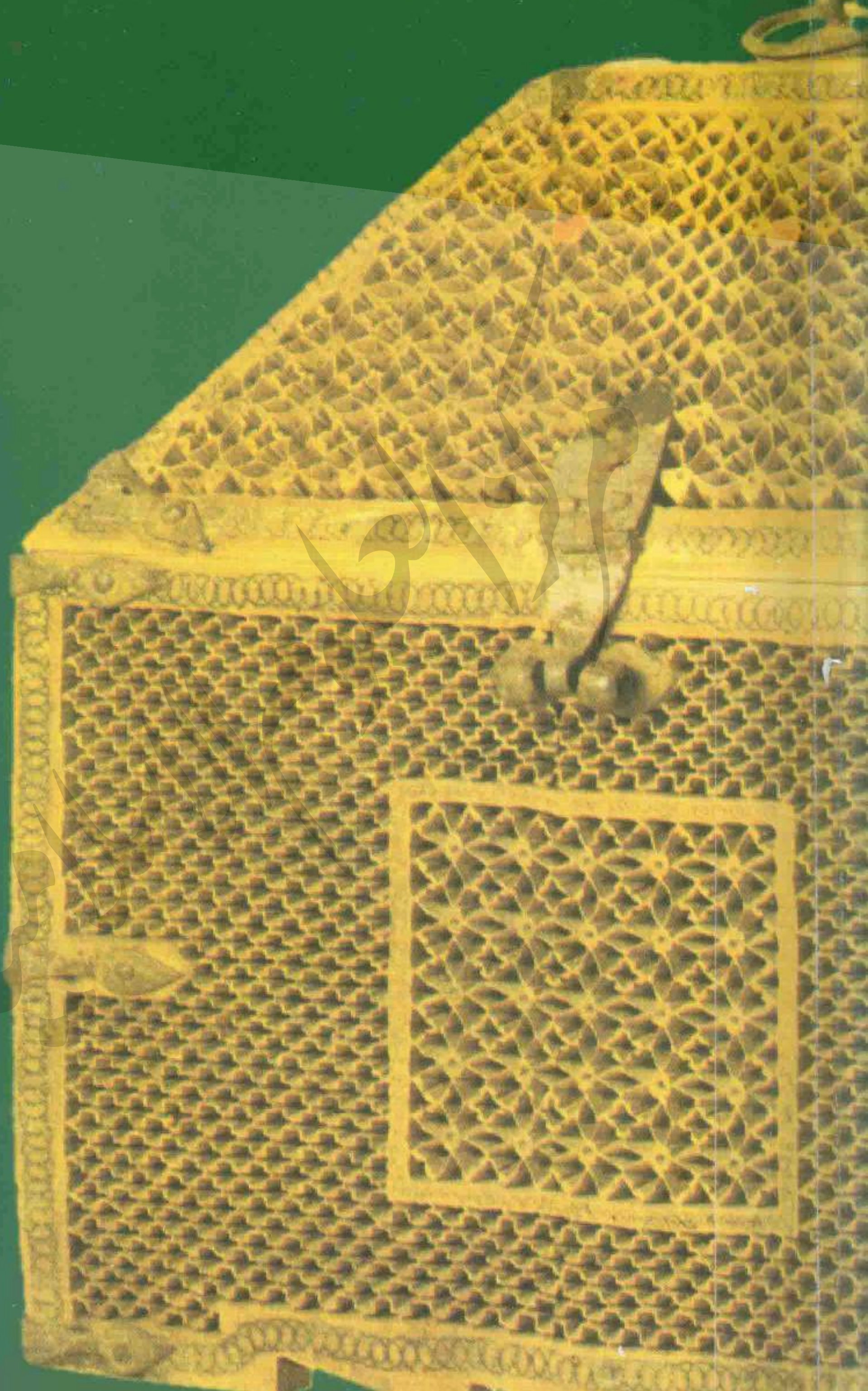

www.waseemziyai.com

# تبرکاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

# کی

# تاریخی دستاویز

(مع تصاویر)

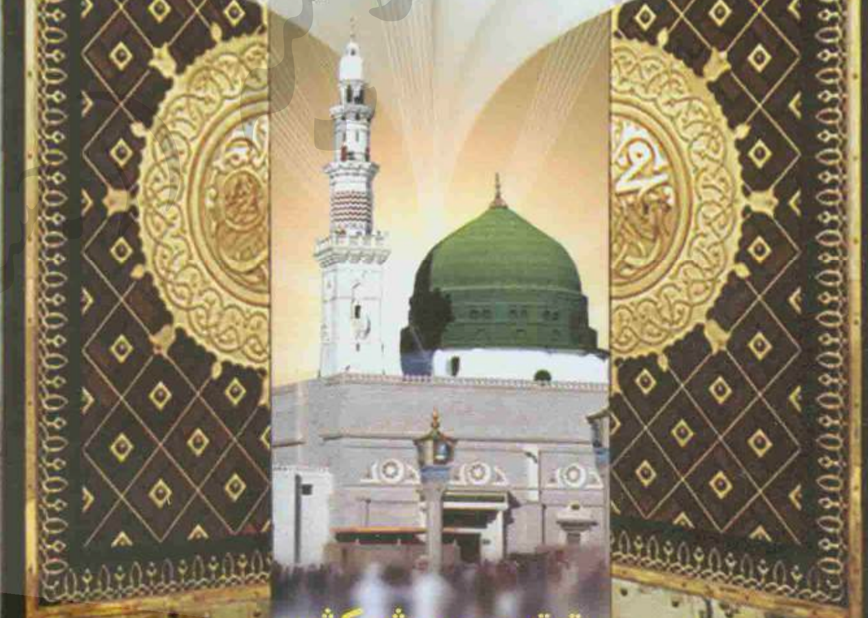

ترتیب و پیش کش

## مرکز اہلسنت برکات رضا

MARKAZ-E-AHLE-SUNNAT BARKAT-E-RAZA

امام احمد رضا روڈ
پور بندر، گجرات

www.waseemziyai.com

جملہ حقوق محفوظ بحق ناشر

نام کتاب : تبرکات نبوی ﷺ کی تاریخی دستاویز

اعداد و تقدیم : مولانا نعمان اعظمی (فاضل جامعہ ازہر، مصر)

کمپوزنگ : مولانا ارشد علی جیلانی، برکاتی (جبل پور، ایم پی)

بہ اہتمام : علامہ عبدالستار ہمدانی ''مصروفؔ'' برکاتی، نوری

ڈیزائننگ : سکندر نواز برکاتی، محمد ہاشم برکاتی، دہلی +91.9868937291

سن اشاعت : شوال المکرّم ۱۴۲۷ھ/نومبر ۲۰۰۶ء

ناشر : **مرکز اہل سنت برکات رضا**

امام احمد رضا روڈ، میمن واڈ، پوربندر، گجرات (انڈیا)

رسم اجراء : بموقع عرس قاسمی، مارہرہ مطہرہ

ISBN : 81-89870-19-X

## ملنے کے پتے

فاروقیہ بک ڈپو، مٹیا محل، جامع مسجد دہلی

کتب خانہ امجدیہ، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی

محمدی بک ڈپو، مٹیا محل، جامع مسجد دہلی

www.waseemziyai.com

﴿ ذٰلِکَ وَ مَنۡ یُّعَظِّمۡ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنۡ تَقۡوَی الۡقُلُوۡبِ ﴿32﴾ ﴾ (سورۂ حج)

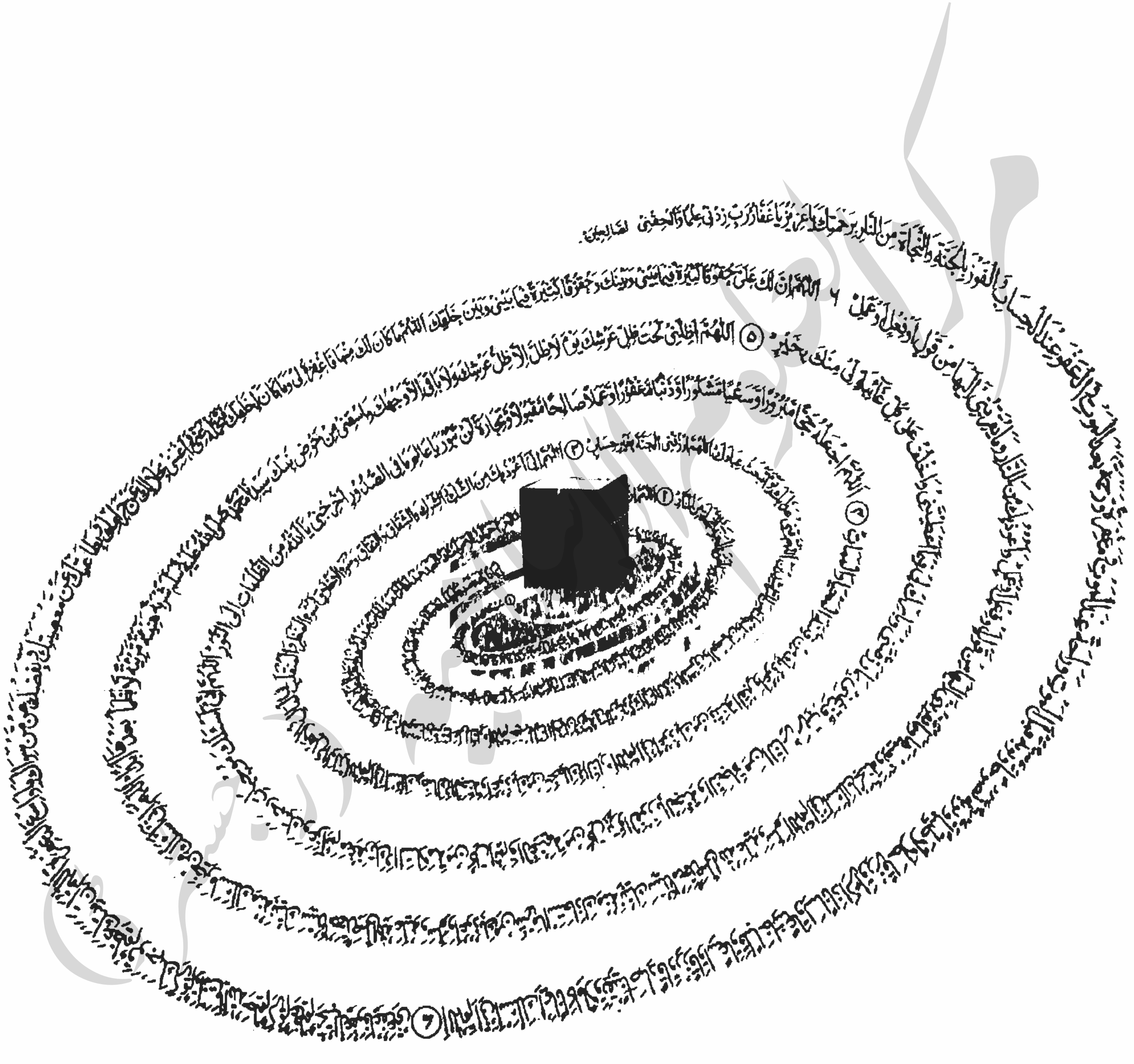

بات یہ ہے اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیز گاری سے ہے۔ (کنزالایمان)

www.waseemziyai.com

# اهداء

ان راست باز
پاک باز اور امانت دار شخصیتوں کے نام...

- جنھوں نے اللہ ورسول کی فرماں برداری کی۔
- جنھوں نے دین وایمان کو دنیا پر ترجیح دی۔

اور

- جنھوں نے اسی اطاعت خدا اور اطاعت رسول کے بدلہ میں اونچا مقام حاصل کیا، یہاں تک کہ وہ جنت کے حق دار ہوئے۔

فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنِ الْمُسْلِمِیْنَ خَیْرًا۔

خانقاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ اور
خانقاہ رضویہ نوریہ بریلی شریف کا
ادنیٰ سوالی
عبدالستار ہمدانی ''مصروف''
برکاتی، نوری

www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

مرکز العلوم الاسلامیہ (رجسٹرڈ)

مرکز اہل سنت برکات رضا

امام احمد رضا روڈ، پور بندر، گجرات

E-mail: hamdani786@hotmail.com
Website: www.muftiazam.com

# مقدمہ

اللہ تعالیٰ کا بے پایاں شکر ہے جس نے اپنے رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنا کر اس امت میں مبعوث فرمایا۔اور درود وسلام نازل ہو اس پاک پیغمبر کی ذات والا صفات پر جس کو اللہ تعالیٰ نے رسالت ونبوت کے لیے منتخب فرمایا۔

انبیائے کرام علیہم السلام کے تبرکات کی اہمیت ان کے زمانے میں ان کے امتیوں کے نزدیک بہت زیادہ تھی۔مثلاً: حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی، حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی، حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا وغیرہ۔مگر جیسے جیسے ان کی شخصیتیں روپوش ہوتی گئیں ان کے تبرکات بھی ان کی امتوں نے ضائع کر دیا۔ناچار آج ان کی ذات سے منسوب شاید دنیا میں کوئی چیز ملتی ہو۔

مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت جسے خیر امت ہونے کا شرف حاصل ہے۔اور خود محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی خاتم رسالت ہے۔اس خیر امت کے افراد نے اس آخری پیغام خداوندی کے جہاں اصول وفروع محفوظ کیے، وہیں اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منسوب ہر اس چیز کو بنفسہ ثابت ومحفوظ رکھنے کا جو جتن کیا وہ تاریخ کے اوراق میں سنہری حروف سے مکتوب ہے۔

کتب احادیث وسیرت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تبرکات سے برکت حاصل کرنے کے بہت سے واقعات درج ہیں جن میں سے بعض کا تفصیلی ذکر اس کتاب کے اندر بھی آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔اور بعض اہل قلم نے تو مستقل طور پر تبرکات نبوی پر کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، جو آپ اس کتاب کے مراجع کے ذیل میں دیکھ سکتے ہیں۔

آثار مدینہ منورہ یا تبرکات نبوی سے متعلق تصویری جھلکیوں کے ساتھ اب تک اردو زبان میں کوئی کتاب نظر نہیں آتی تھی۔

''مرکز اہل سنت برکات رضا'' نے ایک نادر تحفہ اسلامیان ہندوپاک کے لیے اردو زبان میں تیار کرایا ہے۔اس سے قبل عربی زبان میں اس طرح کے تبرکات کی کتابیں دستیاب تھیں مگر اردو میں پہلی بار مرکز نے شائع کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔اس کی یہ پیش کش قابل ستائش ہے اور امید کہ اہل ذوق حضرات اسے قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔

اس کتاب کے تعلق سے یہ دعویٰ نہیں کہ یہ سارے تبرکات نبوی یا جملہ آثار مدینہ منورہ کو محیط ہے، تاہم یہ دعویٰ ضرور ہے کہ اس میں درج ساری تصاویر اور بحثیں موثوق ومعتبر ذرائع سے موصول ہوئی ہیں۔



www.waseemziyai.com

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منسوب ہر چیز کو وہ عظمت و برتری حاصل ہے جو دوسری کسی چیز کو حاصل نہیں۔ مثال کے طور پر مسجد قباء (مدینہ منورہ) اسلام میں وہ پہلی مسجد ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجرت کے وقت مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے قبل تعمیر فرمائی۔ اب یہ مسجد دنیا کی دیگر مساجد سے اس طور پر ممتاز ہوگئی کہ اس میں دو رکعت نفل کا ثواب ایک عمرہ کے ثواب کے برابر ہے۔

جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا:

''الصَّلَاۃُ فِیْ مَسْجِدِ قُبَاءَ کَعُمْرَۃٍ'' مسجد قباء میں نماز پڑھنے کا ثواب عمرہ کی طرح ہے۔

[مسند احمد بن حنبل، ترمذی۔ بحوالہ: کنز العمال للمتقی الهندی، جلد ۱۲/ ۱۱۸، دار الکتب العلمیة، بیروت]

دوسری حدیث:

''صَلَاۃٌ فِیْ مَسْجِدِ قُبَاءَ کَعُمْرَۃٍ'' مسجد قباء میں نماز پڑھنے کا ثواب عمرہ کی طرح ہے۔

[بیهقی۔ بحواله: کنز العمال للمتقی الهندی، جلد ۱۲/ ۱۱۸، دار الکتب العلمیة، بیروت]

گویا مسجد قباء کو یہ امتیازی شان رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات سے نسبت کی بدولت حاصل ہوئی، لہٰذا ہر وہ چیز جو رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت میں درست و ثقہ ہو وہ دیگر اپنے ہم مثل اشیاء میں ممتاز ہوا کرتی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کتاب میں درج جملہ تبرکات کی تصویر و تفصیل بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ اہل عقیدت اور اہل تحقیق دونوں کے قلوب و اذہان کے لیے تسلی بخش ہیں۔ ان کی تعظیم و توقیر ہر اہل دل کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنے محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل اس کتاب کو قبول خاص و عام عطا کرے۔ اس کی تیاری میں جن لوگوں نے حصہ لیا سب کو اجر جزیل عطا کرے۔ آمین۔

وصلی الله تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و آله و أصحابه أجمعین۔

نعمان اعظمی ازہری
مرکز اہل سنت برکات رضا

www.waseemziyai.com

# عنوانات


- ★ تمہید
- ★ ہجرت کا حکم
- ★ ہجرت نبوی سے پہلے مدینہ منورہ
- ★ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر کی تعمیر کی ابتداء
- ★ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور باندیاں
- ★ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکانات
- ★ موت کی سختی
- ★ قبر نبوی کی کیفیت
- ★ کمروں کی تعمیر
- ★ قبر انور کی زمین اور اس کی شکل، حجرۂ پاک کی دیواریں اور چھت
- ★ حجرۂ پاک کا طول وعرض اور مقصورہ
- ★ مسجد نبوی شریف کی تعمیر اور حجروں سے اس کا تعلق
- ★ نبوی تبرکات کے ذخیرے، مقصورہ کے عطیہ
- ★ تقاضائے ادب


www.waseemziyai.com

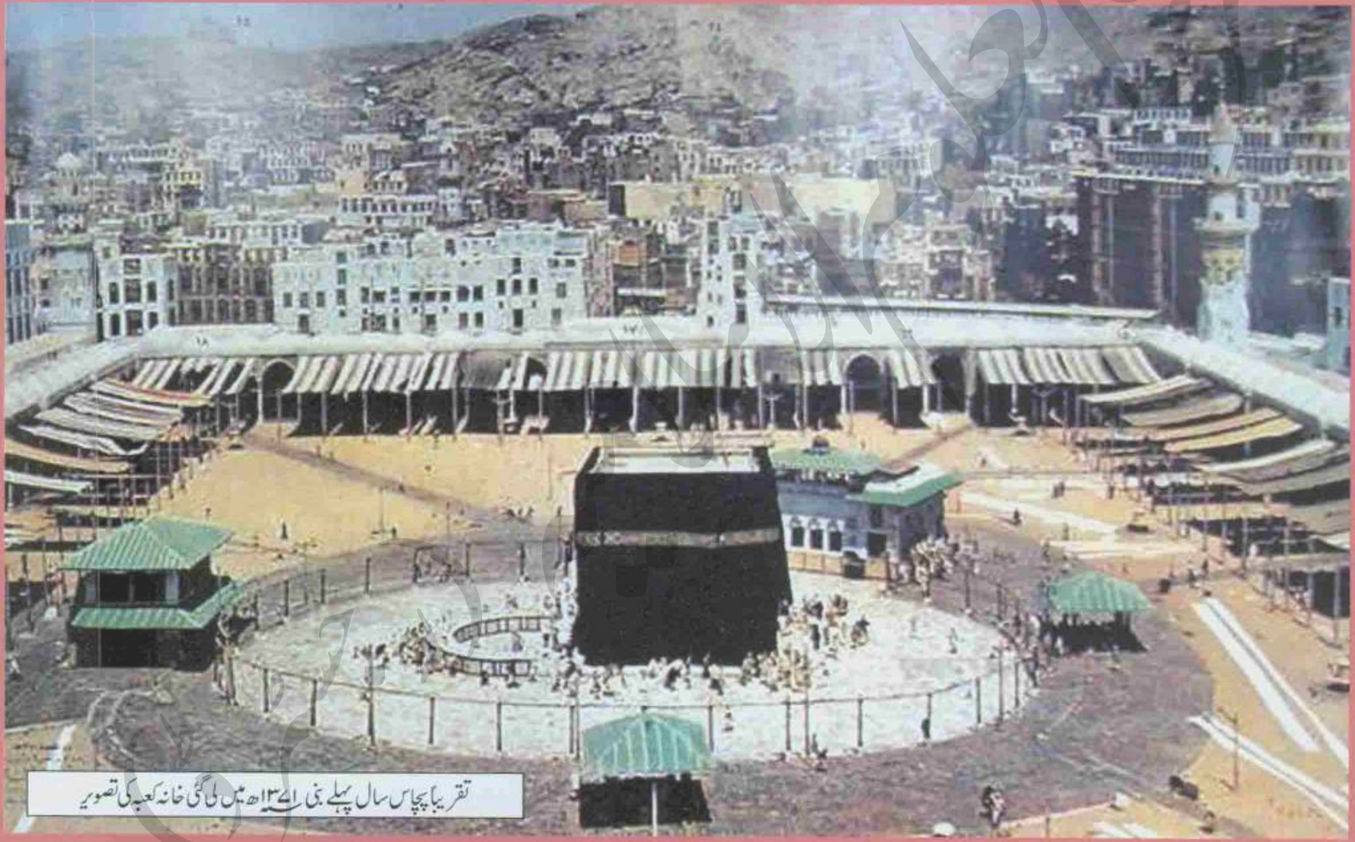

تقریباً پچاس سال پہلے بنی ۱۳۷۱ھ میں لی گئی خانہ کعبہ کی تصویر

www.waseemziyai.com

# ہجرت نبوی مدینہ ہی کی طرف کیوں؟:

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا:

”إِنِّیْ أُرِیْتُ دَارَ هِجْرَتِکُمْ ذَاتَ نَخْلٍ بَیْنَ لَابَتَیْنِ“

تمھاری ہجرت کی جگہ مجھے کھجوروں والی سرزمین دو سوختہ سنگلاخ کے درمیان دکھائی گئی۔

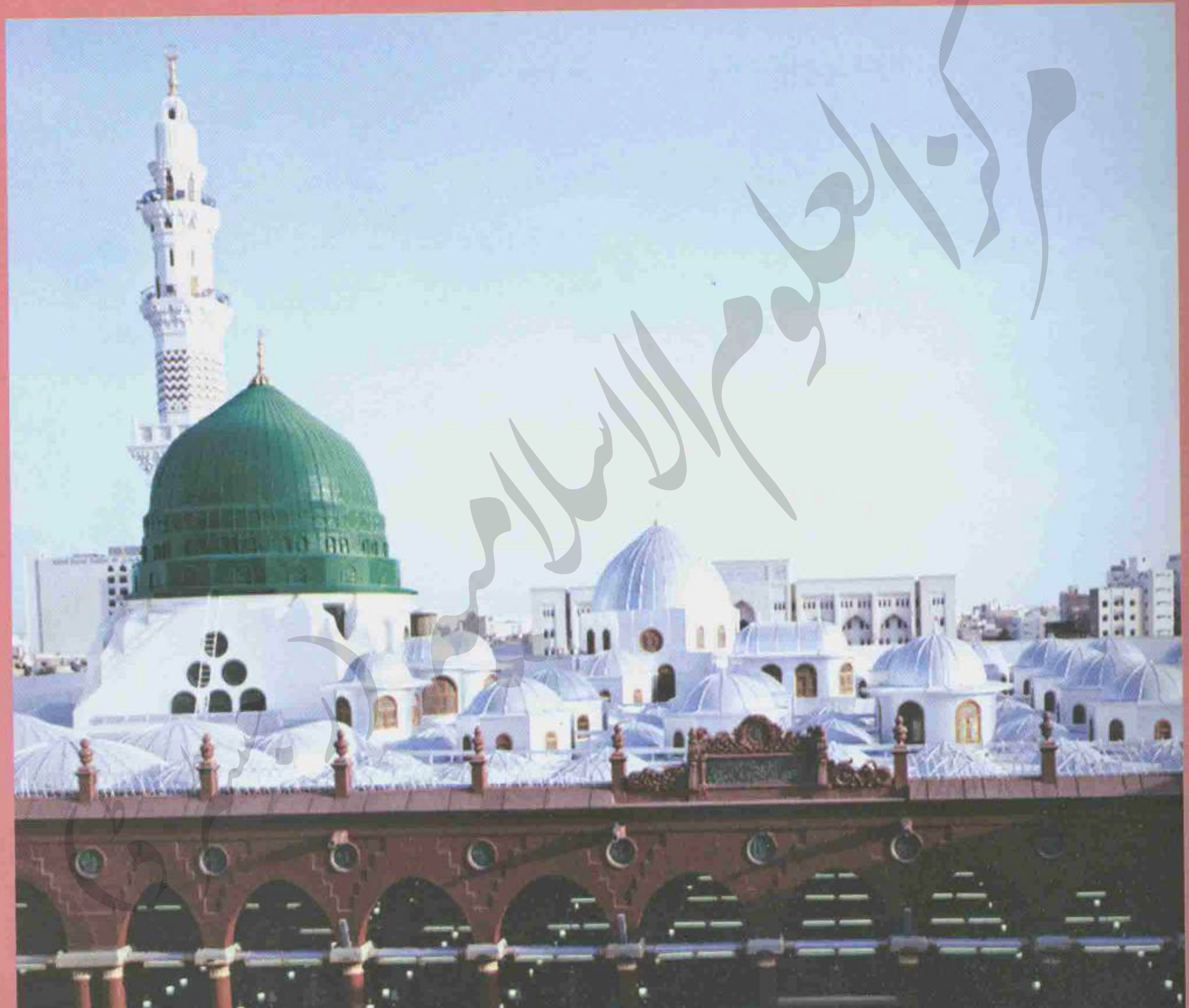

خم ہوگئی پشت فلک اس طعن زمیں سے

سن ہم پہ مدینہ ہے وہ رتبہ ہے ہمارا

(حضرت رضا بریلوی)

www.waseemziyai.com

# ہجرت نبوی مدینہ ہی کی طرف کیوں؟

اللہ تعالیٰ کی بے پناہ رحمت ہے کہ اس نے اپنے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نصرت وحمایت انصار کے ذریعہ فرمائی، اوران کی جائے پناہ مدینہ منورہ کو بنایا۔

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ''مسند'' میں باب السيرة المدنية ما كان بين الأوس و الخزرج (بیعت عقبہ) میں روایت کی :

حضرت کعب بن مالک جو بیعت عقبہ میں شریک تھے، کہتے ہیں: ہم حج بیت اللہ شریف کے لیے نکلے تو ایام تشریق کے بیچ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم سے عقبہ کا وعدہ فرمایا۔ جب ہم حج سے فارغ ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وعدہ لیا، اور ہمارے ساتھ عبداللہ بن عمر بن حرام ابو جابر جو ہمارے سردار تھے، اور جو ابھی تک مشرف بہ اسلام نہ ہوئے تھے اس لیے ہم اپنا معاملہ مشرکوں سے پوشیدہ رکھنا چاہتے تھے۔ اس لیے ابو جابر سے آہستہ بات چیت کی اور ان سے کہا کہ آپ ہمارے سردار اور ہم میں معزز ہو۔ ہمیں یہ کسی عنوان پسند نہیں کہ آپ کل روز قیامت جہنم کا ایندھن بنیں۔ پھر اتنی گفتگو کے بعد انھیں اسلام کی دعوت دی، اور عقبہ کے متعلق کیے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وعدے سے انھیں باخبر کیا۔ تو وہ اسلام لائے۔ ہمارے ساتھ عقبہ میں شریک ہوئے اور نگراں ہوئے۔ کہتے ہیں کہ اس رات ہم اپنی قوم کے ساتھ اپنے کجاوے میں سوئے۔ یہاں تک کہ جب تہائی رات گزر گئی، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وعدہ کے مطابق ہم اپنے اپنے کجاوے سے چھپ کر بلی کی طرح بالکل آہستگی کے ساتھ باہر آئے۔ یہاں تک کہ عقبہ کے پاس ایک گھاٹی میں جمع ہوگئے۔ ہم کل ستر افراد تھے جن میں دو خاتون نسیبہ بنت کعب ام عمارہ (بنو نجار سے) اور اسماء بنت عمرو بن عدی ثابت ام منیع (بنو سلمہ سے) بھی تھیں۔ ہم سب گھاٹی میں جمع ہوکر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انتظار کرنے لگے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب کے ہمراہ تشریف لائے۔ گو کہ عباس اس وقت تک ابھی ایمان نہ لائے تھے۔ تاہم اس بات کے متمنی تھے کہ اپنے بھتیجے کے معاملہ کو دیکھیں اور ان کے سلسلے میں پُر امید ہوں۔ جب ہم بیٹھ گئے تو عباس سب سے پہلے مخاطب ہوئے اور کہا: اے گروہ خزرج! (جاننا چاہیئے کہ اوس اور خزرج کے انصار جو کہ اس محلّہ کی طرف منسوب ہونے کے سبب اسی نام سے مشہور تھے) بے شک محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم سے ہیں۔ جب کہ تمھیں معلوم ہے کہ ہم نے انھیں اپنی قوم سے محفوظ کر رکھا ہے اور یہ اپنی قوم میں معزز اور اپنے شہر میں حفظ وامان میں ہیں۔ ہم نے جواب دیا کہ ہم نے سن لیا جو آپ نے کہا۔ پس اے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کچھ فرمایئے اور اپنے لیے اور اپنے رب کے لیے چن لیجیے جو آپ چاہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوں لب کشا ہوئے کہ قرآن کی تلاوت فرمائی۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی۔ اور اسلام قبول کرنے پر ابھارا۔ نیز فرمایا: میں تم سے اس بات پر عہد لینا چاہتا ہوں کہ تم میری حفاظت ایسی ہی کرو، جیسے اپنے اہل وعیال کی کرتے ہو۔ براء بن معرور یہ سن کر کھڑے ہوئے اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر عرض کی: ہاں! اس کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا، ہم اپنوں کی طرح آپ کی جان وعزت کی حفاظت کریں گے۔ آپ ہم سے بیعت لے لیجیے! اگر چہ ہم جنگ جو ہیں اور بچپن سے وراثت میں ہم نے یہ چیزیں پائی ہیں۔

براء یہی سب باتیں ابھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کر ہی رہے تھے کہ ابوالہیثم بن تیہان بن عدی اشہل کے حلیف نے بات کاٹتے ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول! ان لوگوں اور ہمارے درمیان ایک رسی (عہد) ہے، جسے میں کاٹنے جارہا ہوں، تو کیا اگر ہم ایسا کریں تو



www.waseemziyai.com

آپ پر گراں گزرے اور جب اللہ آپ کو غلبہ دے دے تو آپ ہمیں چھوڑ کر اپنی قوم سے جاملیں؟ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبسم ریز ہو گئے اور فرمایا: بلکہ خون خون، خون مباح خون مباح، میں تم سے ہوں اور تم مجھ سے ہو۔ جن سے تم برسر پیکار ہو گے میں ہوں گا اور جن سے تم صلح کے طالب ہو گے ان سے میں بھی صلح کروں گا۔ اس کے بعد فرمایا: اپنے درمیان سے بارہ آدمی مجھے دو جو اپنی قوم پر نگراں ہوں گے۔ خزرج سے نو اور اوس سے تین کل بارہ محافظ نکل کر سامنے آئے۔ معبد بن کعب نے مجھ سے بیان کیا کہ سب سے پہلے جس نے اپنا ہاتھ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں دیا وہ براء بن معرور تھے۔ اس کے بعد دیگر لوگوں نے بیعت کی۔ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیعت کر چکے تو عقبہ کی وادی سے شیطان نے سر اٹھایا اور بلند آواز سے کہا: اے اہل مکان! کیا تمھارے درمیان مذمم ہے؟ ایک جماعت تم سے جنگ پر آمادہ ہے۔ ابن اسحٰق نے کہا: یہ دشمن خدا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مراد لیتا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب دیا یہ عقبہ کا بدبخت ہے۔ اے دشمن خدا! میں سنتا ہوں، بخدا! میں تمھارے لیے ضرور فارغ ہوں۔ پھر آپ نے ہم سے فرمایا: تم اپنے کجاوے کس لو، تو عباس بن عبادہ نے عرض کی: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا! اگر آپ چاہیں تو ہم اہل منیٰ پر کل صبح اپنی تلواروں کے ساتھ ٹوٹ پڑیں، تو آپ نے فرمایا: مجھے اس کا حکم نہیں ملا ہے، تو ہم واپس ہو گئے اور سو گئے۔ جب صبح ہوئی تو قریش کے اشراف آئے اور کہا: اے خزرج والو! ہمیں خبر پہنچی ہے کہ تم ہمارے ساتھی (محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو ہمارے درمیان سے نکال دینا چاہتے ہو اور اس کے ہاتھوں پر ہم سے جنگ کے لیے بیعت کرتے ہو، خدا کی قسم! اہل عرب میں اس سے مبغوض کوئی نہیں، جو ہمارے اور ان کے درمیان جنگ کی راہ ہموار کرے۔ اس کے بعد وہاں سے قوم چلی گئی اور ہم ایک دوسرے کا منھ دیکھتے رہے۔ ہم میں حارث بن ہشام بن مغیرہ مخزومی بھی تھے، تو میں نے ان سے کہا کہ: ان لوگوں سے بات کرو، گویا ان کے ذریعہ قوم سے ملنا چاہتا ہوں۔ انھوں نے کہا: اے ابو جابر! تم ایسا نہیں کر سکتے، حالاں کہ تم ہمارے سردار ہو اور تم اس قریشی نوجوان جیسا جوتا نہیں لے سکتے۔ جب حارث نے یہ بات سنی تو اپنا جوتا اتار کر میری طرف پھینکا اور کہا: بخدا! تم اسے پہن لو۔ جابر نے کہا: میں اس نوجوان کو پہچانتا ہوں اور اسے جوتا واپس کر دوں گا۔ میں نے کہا: خدا کے لیے واپس نہ کرو تا کہ جنگ نہ ہو۔ اگر ایسا ہے تو واپس نہ کروں گا اور یہ نیک فال ہے۔

www.waseemziyai.com

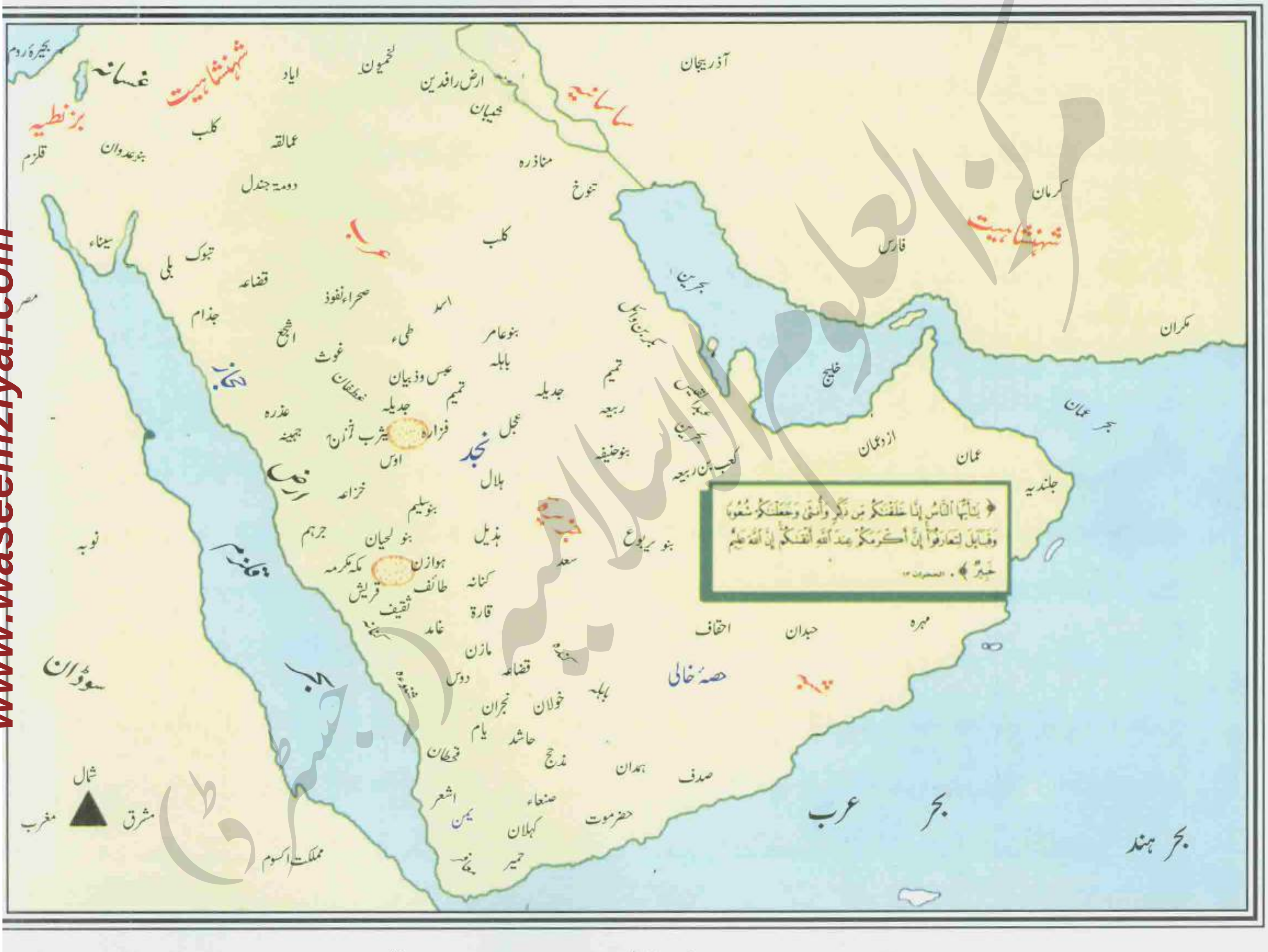


نقشہ: ہجرت نبوی سے پیش تر پہلی صدی میں جزیرۂ عرب کے قبیلے

www.waseemziyai.com

مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہم اپنے گھر میں ٹھیک دو پہر کے وقت جمع تھے، ابوبکر صدیق کے پاس میرے (عائشہ) اور اسماء کے علاوہ کوئی نہ تھا، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوپہر کی دھوپ میں ہماری طرف متوجہ نظر آئے، جب کہ آپ کی عادت شریفہ تھی کہ ابوبکر کے یہاں صبح یا شام میں تشریف لاتے، بلا وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد دیکھ کر ابوبکر سمجھ گئے ضرور کوئی بات ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اندر تشریف لائے اور ابوبکر سے فرمایا کہ اپنے پاس والوں کو یہاں سے نکال دو۔ ابوبکر نے عرض کیا: یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ کوئی جاسوس نہیں یہ دونوں میری بچیاں ہیں۔ پس آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مدینہ ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔ ابوبکر نے اسی وقت رفاقت کی درخواست کی۔ اور اپنی دو فربہ اونٹنیوں میں سے ایک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے پیش کی۔ جسے ابوبکر ہجرت کے ارادے سے پہلے سے تیار کر رہے تھے۔ یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ ایک آپ ہی کے لیے ہے۔ لیکن رسول گرامی نے فرمایا: نہیں، میں قیمت پر لوں گا۔

بخاری شریف کی روایت ہے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عروہ بن زبیر سے روایت کرتی ہوئی فرماتی ہیں: جب سے میں ہوشیار ہوئی، میں نے اپنے والدین کو دین دار پایا، اور کوئی دن ایسا نہیں گزرتا کہ صبح یا شام میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف نہ لاتے ہوں۔ پس جب مسلمانوں پر سختی شروع ہوگئی ابوبکر ''حبشہ'' کی طرف ہجرت کرنے نکلے۔ جب مقام ''برک غماد'' پر پہنچے تو سردار جزیرہ ''ابن دغنہ'' ان سے ملے آپ نے پوچھا اے ابوبکر! کہاں کا ارادہ ہے؟ ابوبکر نے جواب دیا، میری قوم نے مجھے نکال دیا، میں چاہتا ہوں کہ روئے زمین میں گشت کروں اور جہاں میں آزادی کے ساتھ اپنے رب کی عبادت کر سکوں وہاں سکونت اختیار کرلوں۔

ابن دغنہ نے کہا: اے ابوبکر آپ جیسے شخص کو نہیں نکالا جاسکتا۔ میری گزارش ہے کہ آپ خود نہ نکلو! بے شک آپ فقیروں کی حاجت برآری کرتے ہیں، رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرتے ہیں، مصیبت جھیلتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں، مصیبت زدہ کی مدد کرتے ہیں۔ اور میں آپ کا پڑوسی ہوں۔ واپس چلیے اور اپنے ہی شہر میں اپنے رب کی عبادت کیجیے۔ ابوبکر واپس لوٹ گئے، ساتھ میں ابن دغنہ بھی ہیں۔ رات میں ابن دغنہ سردار قریش کے پاس گئے، اور ان سے کہا کہ ابوبکر جیسے شخص کو نہیں نکالا جاسکتا، کیا تم اس کو نکالتے ہو جو فقیروں کی حاجت روائی کرتا ہے، صلہ رحمی کرتا ہے، مشقت برداشت کرتا ہے، مصیبت زدہ کی مدد کرتا ہے، ابن دغنہ کی تقریر سن کر قریش خاموش رہے اور ابن دغنہ کے پڑوسی ہونے کی وجہ سے اس کی تکذیب نہ کر سکے، پھر ابن دغنہ سے کہا کہ ٹھیک ہے ابوبکر سے کہہ دو کہ وہ اپنے گھر کے اندر ہی اپنے رب کی عبادت کریں، اسی چہار دیواری کے اندر رہ کر نماز پڑھیں، تلاوت کریں، اور اس کی وجہ سے ہمیں تکلیف نہ دیں اور نہ ہی یہ سب چیزیں اعلانیہ کریں، کیوں کہ ہمیں ڈر ہے اس کی وجہ سے ہمارے اہل وعیال فتنہ میں پڑیں گے۔

یہ قرارداد ابن دغنہ نے ابوبکر تک پہنچادی، اب اس کے مطابق ابوبکر اپنے گھر کے اندر نماز پڑھتے، گھر کے علاوہ کہیں اعلانیہ تلاوت قرآن نہ کرتے، اس کے بعد ابوبکر نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنالی اور اس میں نماز پڑھنی شروع کردی، تلاوت قرآن شروع کردی، اب کیا تھا؟ مشرکین کی عورتیں اور بچے بھیڑ لگانے لگے۔ ان کی طرف دیکھتے اور تعجب کرتے۔ واضح ہو کہ ابوبکر بڑے رقیق القلب تھے اور جب قرآن کی تلاوت کرتے تو اپنے اوپر قابو نہ پا کر بے تحاشہ گریہ کرتے۔ اس وجہ سے اشراف قریش اور مشرکین ڈر گئے اور ابن دغنہ کو کہلا بھیجا کہ ہم نے ابوبکر کو تمھارے کہنے پر اور تمھارے جوار میں ہونے کے ناطے اس بات کی اجازت دی تھی کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کریں، انھوں نے اس سے تجاوز کر کے گھر کے صحن میں مسجد تعمیر کرلی اور اس میں نماز وتلاوت اعلانیہ طور پر کرتے ہیں، ہمیں خوف ہے کہ کہیں ہمارے اہل وعیال فتنہ میں نہ پڑ جائیں پس تم ان کو روکو! اگر گھر کے اندر اپنے رب کی عبادت کر سکتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ اگر اعلانیہ کرنا ہے تو تم ان سے دست بردار ہوجانے کی اجازت مانگ لو، ہم نہیں چاہتے کہ تمھارے ساتھ بے وفائی ہو، اس لیے کہ ہم ابوبکر کو اعلانیہ عبادت کی اجازت ہرگز نہیں دے سکتے، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ابن دغنہ ابوبکر کے پاس آئے اور کہا کہ آپ کو بخوبی معلوم ہے کہ میں نے کس چیز پر آپ سے معاہدہ کیا ہے؟ لہٰذا آپ اسی پر قائم رہیے یا پھر مجھے اس ذمہ داری سے علاحدہ کر دیجیے، اس لیے کہ میں نہیں چاہتا کہ عرب مجھے طعنہ دے کہ میں نے کسی دوسرے شخص کے لیے بدعہدی کی۔ ابوبکر نے برجستہ جواب دیا کہ میں تمھاری ذمہ داری تمھیں واپس کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے جوار سے راضی ہوں۔ اس وقت نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ میں تھے اور آپ نے مسلمانوں سے فرمایا: بے شک تمھاری ہجرت کی جگہ مجھے کھجوروں والی زمین دو سوختہ سنگلاخ کے درمیان دکھائی گئی۔

اس کے بعد مدینہ کی جانب ہجرت شروع ہوگئی، اور پہلے جو حبشہ ہجرت کر گئے تھے وہ بھی مدینہ واپس ہوگئے۔ اب ابوبکر نے بھی مدینہ کے لیے تیاری شروع کردی، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تھوڑا ٹھہرو! مجھے امید ہے کہ مجھے بھی رب کی جانب سے اس کی اجازت ملے گی۔

میرے ماں باپ آپ پر قربان یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا آپ بھی اس کے متمنی ہیں؟ فرمایا: ہاں، تب ابوبکر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے شرف یاب ہونے کے لیے رک گئے، اور تقریباً چار مہینہ اپنی دو سواریوں کو چارہ سے فربہ کیا۔



www.waseemziyai.com

# کھجوروں والی سرزمین دو سوختہ سنگلاخ کے درمیان

سٹیلائٹ سے لی گئی تصویر، جس میں مدینہ منورہ واضح طور پر پہاڑوں اور سوختہ ٹیلوں کے درمیان ظاہر ہو رہا ہے۔



www.waseemziyai.com

# ہجرت کا پروانہ

اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا ہے :

﴿ وَ قُلْ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ﴿80﴾ ﴾ ( سورۂ اسراء )

اور یوں عرض کرو! کہ اے میرے رب مجھے سچی طرح داخل کر، اور سچی طرح باہر لے جا، اور مجھے اپنی طرف سے مددگار غلبہ دے۔ ( کنزالایمان )

تصویر مدینہ منورہ کی طرف جانے والی شاہراہ

www.waseemziyai.com

# ہجرت کا پروانہ

مسند احمد بن حنبل میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے: کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ میں تھے، تو آپ کو ہجرت کا حکم ملا اور یہ آیت پاک نازل ہوئی:

﴿ وَ قُلْ رَبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَ أَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَ اجْعَلْ لِي مِنْ لَدُنْكَ سُلْطَانًا نَصِيرًا ﴿80﴾ ﴾

(سورۂ اسراء)

اور یوں عرض کرو! کہ اے میرے رب مجھے سچی طرح داخل کر، اور سچی طرح باہر لے جا، اور مجھے اپنی طرف سے مددگار غلبہ دے۔

(کنزالایمان)

حضرت عائشہ صدیقہ کہتی ہیں: ایک دن ہم ٹھیک دوپہر کے وقت ابوبکر کے پاس گھر میں بیٹھے ہوئے تھے، تب تک کسی نے کہا وہ دیکھو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔ جب کہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی نہ آتے تھے۔ ابوبکر بولے میرے ماں باپ ان پہ قربان۔ اس وقت آنے کی زحمت فرمانا ضرور کوئی اہم کام ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آئے اجازت لی اور اندر داخل ہوئے۔ اس کے بعد ابوبکر سے فرمایا کہ اپنے پاس والوں کو کہہ دو چلے جائیں۔ ابوبکر نے عرض کی: یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرے والد آپ پر قربان یہ تو آپ کے عزیز ہیں۔ تب رسول اللہ نے فرمایا: مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔ ابوبکر فوراً بول پڑے مجھے اپنی رفاقت کا شرف عنایت فرمائیں یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرے والد آپ پر نثار۔ اللہ کے رسول نے ہاں فرمایا۔

پھر ابوبکر نے کہا یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میری دونوں اونٹنیوں سے جو آپ پسند فرمائیں اپنی سواری کے لیے منتخب فرمالیں۔ آپ نے فرمایا مال کے عوض لوں گا۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ پھر ہم نے ان کے لیے سامان سفر تیار کرنا شروع کر دیا۔ اور توشۂ سفر ایک تھیلی میں رکھ کر اوپر سے منہ باندھنے کے لیے حضرت اسماء بنت ابی بکر نے اپنے کمربند (پٹہ) کو دو جگہ چیر کر ایک کو اس خدمت میں لگا دیا۔ اسی دن سے آپ کا لقب ''ذات النطاقین'' (دو پٹوں والی) پڑ گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابوبکر مکہ میں جبل ثور کے ایک غار میں رو پوش ہو گئے۔ اور وہیں تین رات رہے۔ رات میں ابوبکر کے صاحبزادے عبداللہ بھی ہوتے جوان دونوں جوان سال اور زیرک تھے۔ صبح صادق سے پہلے وہاں سے نکل لیتے اور مکہ میں قریش کے ساتھ دن گزارتے۔ ان دونوں کے متعلق جو کچھ افواہیں گشت کرتیں سب یاد کر کے ان تک رات میں پہنچا دیتے۔ ابوبکر کے غلام عامر بن فہیرہ ان دونوں کی دیکھ بھال کرتے، رات گئے عشاء کے بعد انھیں دودھ پلاتے اور وہ شکم سیر ہو کر آرام کرتے۔ عامر بن فہیرہ نے تینوں راتیں ایسا ہی کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابوبکر نے بنودیل کے ایک شخص جو بنی عبد بن عدی سے تھے راستہ کی رہنمائی کے لیے اپنے ساتھ کرایہ پر لے لیا۔

یہ گائڈ گو کہ غیر مسلم تھا تاہم اس نے آل عاص بن وائل سہمی کے ساتھ حلف لی تھی۔ اس لیے ماموں تھا۔ اس کو غار ثور کا پتہ بتا دیا گیا اور تیسری صبح وہ دونوں سواروں کے ساتھ ساحلی راستہ سے مدینہ کو روانہ ہو گیا۔

اب ادھر سراقہ بن جعشم کہتے ہیں کہ کفار قریش کا پیغام واعلان ہمارے پاس پہنچ گیا، کہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابوبکر کو شہید کر دے یا قیدی بنا لائے اس کے لیے انعام واکرام ہے۔



www.waseemziyai.com

میں بنی مدلج کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ان میں کا ایک شخص آیا اور کہنے لگا اے سراقہ ! میں نے ابھی ساحل پر کچھ لوگوں کو دیکھا، لگتا ہے کہ محمد اور ان کے اصحاب ہیں۔ سراقہ نے کہا کہ میں سمجھ گیا کہ وہی لوگ ہیں میں نے کہا تم نے کچھ لوگوں کو نہیں بلکہ فلاں، فلاں کو دیکھا ہے۔ بھیجو اپنے جاسوسوں کو! پھر میں محفل میں تھوڑا رک گیا۔ تھوڑی دیر بعد اٹھا، اپنی لونڈی سے کہا کہ میری گھوڑی نکالو، اس نے ٹیلے کے پیچھے میرے لیے اس کی زین کسی، میں نے اپنا نیزہ لیا اور مکان کے پیچھے سے نکل گیا، چپکے سے اپنے گھوڑی تک آیا، سوار ہوا اور تیزی سے وہاں سے چل پڑا اور آن کی آن میں وہاں پہنچ گیا۔ جیسے ہی میں ان سے قریب ہوا میری گھوڑی لڑکھڑائی اور میں نیچے گر گیا، پھر میں اٹھا اور اپنے ہاتھ ترکش تک لے گیا، تیر نکالے اور نشانہ لگانے سے پہلے چاہا کہ قرعہ اندازی کرلوں کہ نشانہ لگاؤں یا نہ لگاؤں تو وہی نکلا جو میں ناپسند کرتا تھا، لہٰذا تیر چھوڑ کر پھر سوار ہوا اور پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اتنا قریب ہوا کہ ان کی تلاوت کی آواز سن لی۔ مگر وہ قطعاً ملتفت نہ ہوئے البتہ ابوبکر بار بار متوجہ ہوئے۔ اب کہ بار میری گھوڑی کا اگلا پیر گھٹنوں تک زمین کے اندر گڑ گیا، میں گر گیا اور گھوڑی کو پھٹکار لگائی، تو وہ اٹھی مگر اس کے پاؤں زمین سے نہ نکل سکے۔ جب سیدھی کھڑی ہوئی کہ آسمان میں ایک دھوئیں کے مانند غبار اٹھا پھر میں نے تیر کا نشانہ لگانے کے لیے قرعہ ڈالا۔ اب کی بار بھی قرعہ ناموافقت میں نکلا۔

اب میں نے ان سے امان کی درخواست کی، تو وہ ٹھہر گئے۔ میں اپنی گھوڑی پر سوار ہو کر ان کے پاس آیا۔ اور میرے دل میں خیال آیا کہ جب ان سے ملوں تو یہ بہانہ کروں کہ میں انھیں پکڑنے کے لیے نہیں آیا۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معاملہ کا پتہ لگانے آیا تھا۔ تو میں نے یوں کہا کہ آپ کی قوم نے آپ کے متعلق انعام رکھا ہے اور لوگوں کے احوال سے میں نے انھیں باخبر کیا۔ پھر میں نے ان پر توشہ اور کچھ سامان پیش کیا۔

تو انھوں نے نہ لیا۔ اور نہ ہی کچھ مانگا۔ مگر اتنا کہا: ہم سے ڈرو، میں نے امن کا معاہدہ لکھنے کی درخواست کی، عامر بن فہیرہ نے حکم کے مطابق چمڑے کے ایک ٹکڑے پر لکھ دیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی راہ لی۔

اس مبارک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جو معجزہ تاریخ کے اوراق میں ثبت ہے وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سراقہ بن مالک سے وعدہ کیا کہ تم ایک دن کسرائے فارس کے دو سونے کے کنگن پہنو گے۔ اور یہ معجزہ اس وقت بالکل سچا ثابت ہوا جب فارس فتح ہوا۔ اور جسے سراقہ بن مالک نے یاد کیا۔

تصویر: حکومت سعودیہ کی توسیع سے پیش تر مسجد قباء کا عقبی منظر، اس کے جنوب میں کلثوم بن ہدم اور سعد بن خیثمہ کے مکان نظر آرہے ہیں۔

وہ گلستاں ہے جہاں آپ ہوں اے جانِ جہاں
آپ صحرا میں اگر آئیں گلستاں ہوگا (حضور مفتیٔ اعظم ہند نوریؔ)

www.waseemziyai.com

تصویر: سہل بن سعد کا پیالہ جس میں انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہجرت کے داخلہ کے وقت پانی پیش کیا تھا۔
سولہویں صدی عیسوی میں اس پیالہ پر چاندی کی ملمع سازی کی گئی۔
ٹوپ کاپی، ترکی کے میوزیم کا نادر ذخیرہ۔

مئے سر جوش در آغوش ہے شیشہ تیرا
بے خودی چھائے نہ کیوں پی کے پیالہ تیرا
(حسن رضا حسنؔ بریلوی)

www.waseemziyai.com

# مبارک قافلہ مدینہ پہنچا

ابن شہاب نے کہا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شام سے آئے مسلمانوں کے ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ مجھ سے ملاقات کی، تو زبیر نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق کو سفید جوڑا پہنایا۔ ادھر اہل مدینہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکہ سے نکلنے کی خبر پہنچ چکی تھی۔ اور وہ ہر صبح کو ٹیلے پر چڑھ کر انتظار کرتے یہاں تک کہ جب دھوپ تیز ہو جاتی واپس لوٹ آتے۔ ایک دن ایسے ہی انتظار کرتے کرتے واپس لوٹے ہی تھے کہ کوئی یہودی اپنے کسی کام سے قلعہ پر چڑھا، اس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کو دیکھ لیا جو سراب کے درمیان ظاہر ہو رہے تھے۔ وہ اپنے اوپر قابو نہ پا سکا۔ زور سے چلایا اے گروہ عرب! دیکھو یہ تمھارے جد کریم، جن کا تم بڑی شدت سے انتظار کر رہے تھے، آ گئے۔ مسلمان یہ سن کر دوڑ پڑے اور ٹیلے پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ داہنی جانب ہو کر آپ بنی عمرو بن عوف کے یہاں جلوہ افروز ہوئے اور وہ ماہ ربیع الاول میں پیر کا دن تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آرام کرنے لگے، ابوبکر کھڑے ہو کر لوگوں سے ملتے، انصار کے لوگ آتے، جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہلے کبھی نہ دیکھا تھا ابوبکر کو سلام کرتے، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دھوپ پہنچ گئی۔ ابوبکر نے بڑھ کر اپنی چادر سے آپ پر سایہ کر دیا۔ اس وقت لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صحیح پہچان لیا۔ بنی عمرو بن عوف میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دس اور کچھ راتیں ٹھہرے اور وہیں مسجد قباء تعمیر کی جس کی بنیاد تقوی پر ہے۔

www.waseemziyai.com

تصویر: مسجد قباء کی توسیعی تعمیر کے وقت کا فضائی منظر

اس مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز ادا کی ہے۔ پھر اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر چل پڑے۔ لوگ بھی ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اونٹنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی (جہاں آج مدینہ میں) مسجد ہے، وہاں بیٹھی۔

اسعد بن زرارہ کی گود میں دو یتیم بچے سہل اور سہیل کی یہ زمین ملکیت تھی۔ اور جو کھجوروں کا باڑہ تھی جس میں ان دنوں مسلمان نماز پڑھتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اونٹنی اسی جگہ بیٹھی تو آپ نے فرمایا: انشاء اللہ یہی ہماری منزل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان دونوں بچوں کو بلا کر باڑہ کا بھاؤ کیا تا کہ اسے خرید کر اس میں مسجد نبوی تعمیر ہو۔ انھوں نے عرض کیا: نہیں، یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ تو آپ کے لیے ہدیہ ہے۔ اللہ کے رسول نے یہ پسند نہ فرمایا۔ اور قیمت ادا کر کے ہی وہ زمین لی گئی۔ اور مسجد نبوی کی تعمیر شروع ہوگئی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بذات خود جس میں اینٹیں اٹھاتے اور رجز کے یہ اشعار پڑھتے:

هذا الحمال لا حمال خيبر     هذا أبر ربنا و أطهر

یہ خیبر کا بوجھ اٹھانے والا نہیں یہ پاکباز ہے اور رب نے اسے پاکیزہ بنایا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دونوں بچوں کو بلایا، اور ان سے باڑے کا بھاؤ کیا۔ اور فرمایا:

اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَةِ     فَارْحَمِ الْأَنْصَارَ وَ الْمُهَاجِرَةَ

اے اللہ! آخرت کی بھلائی کے علاوہ کوئی بھلائی نہیں، انصار و مہاجرین پر رحم فرما۔

یہ ایک نامعلوم شخص کا شعر ہے۔ جس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی زبان اقدس پر جاری فرمایا۔



www.waseemziyai.com

ابن شہاب کہتے ہیں: احادیث نبوی کے ذخیرہ میں اس کے علاوہ کوئی شعر نہیں جو ہم تک پہنچا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان پر جاری ہوا ہو۔

[صحيح البخاري ، كتاب المناقب ، باب هجرة الرسول و أصحابه إلى المدينة]

مسند احمد بن حنبل کی روایت میں ہے، حضرت عبداللہ بن عباس کہتے ہیں: ''نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیر کے دن پیدا ہوئے، پیر کے دن اعلان نبوت فرمایا، پیر کے دن آپ کا وصال ہوا، پیر کے دن مکہ سے ہجرت کے لیے نکلے، پیر کے دن مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور پیر کے دن حجر اسود اٹھایا''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجرت کی ابو بکر ساتھ میں تھے، ابو بکر پہلے شام کا سفر کر چکے تھے لہٰذا راستے میں کئی لوگوں نے آپ کو پہچان لیا، آپ سے پوچھتے، اے ابو بکر! آپ کے ساتھ یہ کون ہیں؟ حضرت ابو بکر کمال مصلحت و دور اندیشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہتے: '' هادی یهدین '' ہادی برحق ہیں جو مجھے سیدھی راہ چلاتے ہیں۔ جب مدینہ قریب ہوا، انصار کے لوگوں کو خبر بھیجی، تو ابو امامہ اور ان کے ساتھی ان کی جانب نکلے اور کہا: داخل ہو جائیے امن و امان کے ساتھ آپ کی اطاعت کی جائے گی، تو آپ دونوں داخل ہو گئے۔

انس کہتے ہیں:

جس دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر مدینہ میں داخل ہوئے اس سے زیادہ پُر انوار اور عمدہ دن میں نے کبھی نہ دیکھا۔ اور جس دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو میں موجود تھا پس اس دن سے زیادہ تاریک اور ناخوشگوار دن میں نے کبھی نہ دیکھا۔

انس بن مالک سے مروی ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے، مدینہ کے اونچے علاقہ میں نزول فرمایا جو بنی عمرو بن عوف کے نام سے مشہور تھا، نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہاں تقریباً چودہ راتیں ٹھہرے، پھر بنو نجار کے پاس بھیجا تو وہ تلواریں لٹکائے ہوئے آئے، گویا میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی سواری پر جلوہ افروز اور ابو بکر کو ان کے پیچھے دیکھ رہا ہوں۔ بنو نجار نے ان کو گھیرے میں لے لیا۔ یہاں تک کہ ابو ایوب کا صحن بھر گیا۔ آپ جیسے ہی نماز کا وقت ہو جاتا، وہیں نماز ادا کرنا پسند فرماتے، اور آپ نے بکریوں کے باڑے میں نماز ادا فرمائی۔ اور آپ نے مسجد کی تعمیر کا حکم دیا، کچھ لوگوں کو بنی نجار کے پاس بھیجا، انھوں نے اس چہار دیواری کی قیمت لگائی۔ اہل بنی نجار نے کہا: قسم خدا کی! ہم ہرگز اس کی قیمت نہیں لے سکتے۔ اس کے بدلہ کا اللہ سے سوال کرتے ہیں۔

انس نے کہا کہ اس میں مشرکوں کی قبریں تھیں، وہ جگہ ویران تھی اس میں کھجور کے درخت تھے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مشرکین کی قبریں اکھاڑ پھنکوائیں، ویرانی کو ختم کر دیا گیا، کھجور کے درختوں کو کاٹ دیا گیا اور اس کے تنے کو مسجد میں قبلہ کی جانب استعمال کیا گیا۔ پتھر کی محراب بنائی گئی، لوگ پتھر اٹھاتے تھے اور رجزیہ اشعار پڑھتے تھے۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس میں پیش پیش تھے۔ اور آپ کہتے:

اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَةِ
فَارْحَمْ الْأَنْصَارَ وَ الْمُهَاجِرَةَ

اے اللہ! آخرت کی بھلائی کے علاوہ کوئی بھلائی نہیں
انصار و مہاجرین پر اپنا فضل و کرم فرما۔

[صحيح البخاري ، كتاب الصلاة، باب هل تنبش قبور مشركي الجاهلية و يتخذ مكانها مسجد]

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو لوگ انھیں دیکھنے کے لیے ان کی طرف بھاگے اور کہا گیا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں بھی لوگوں کے ساتھ آپ کو دیکھنے کے لیے آیا، جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نورانی چہرہ دیکھ لیا میں نے جان لیا کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔

پس پہلی بات جو آپ نے فرمائی وہ یہ کہ اے لوگو! آپس میں سلام کرنا عام کرو، بھوکوں کو کھانا کھلاؤ، اور رات میں نماز پڑھو جب دیگر لوگ سو رہے ہوں اگر ایسا کرو گے تو جنت میں داخل ہو گے۔

[سنن ابن ماجه ، كتاب إقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في قيام الليل]

www.waseemziyai.com

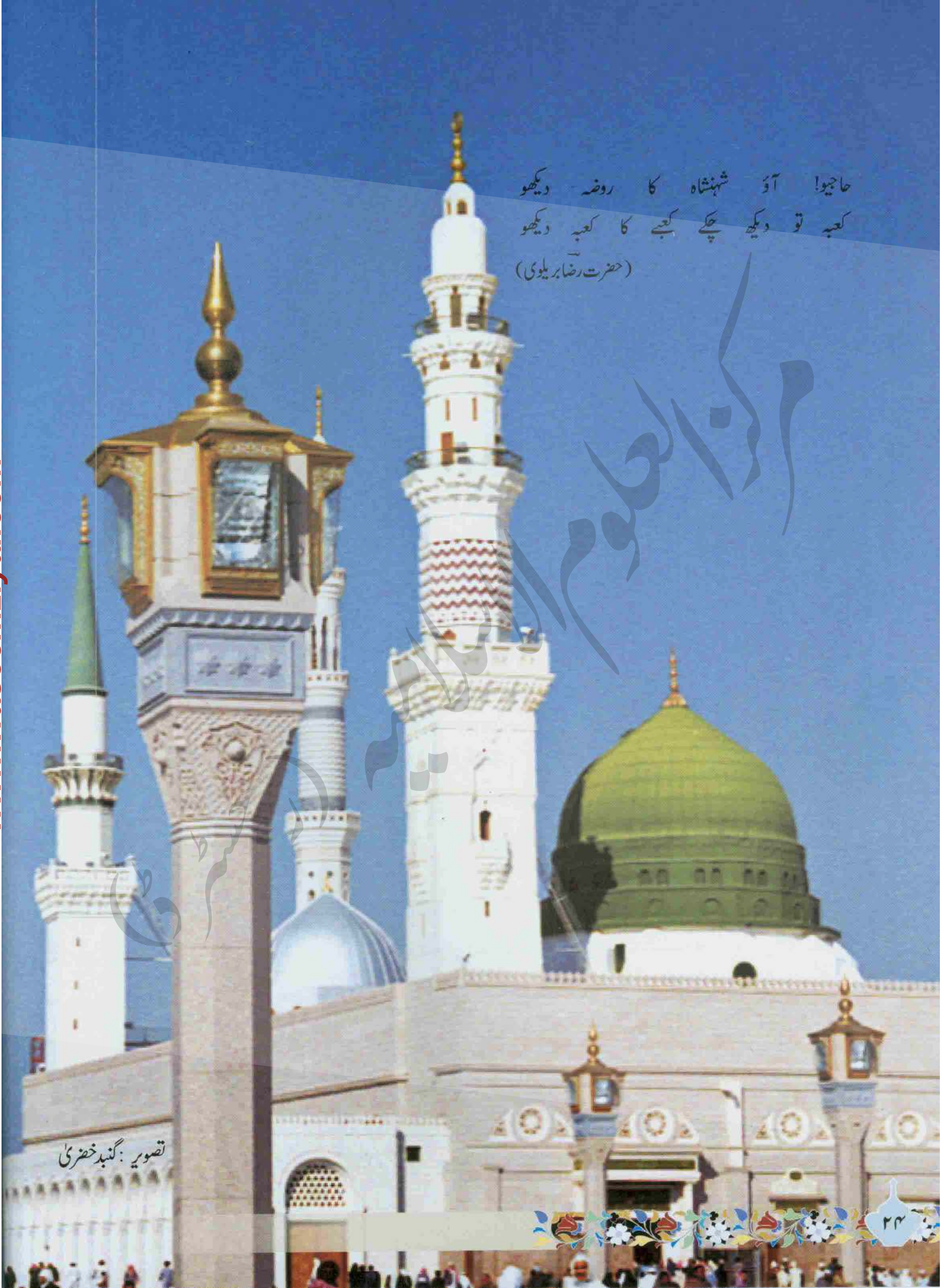

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

(حضرت رضاؔ بریلوی)

تصویر: گنبد خضریٰ

www.waseemziyai.com

حضرت جابر بن سمرہ نے کہا لوگ ''یثرب'' اور ''مدینہ'' کہا کرتے تھے، تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

''إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالىٰ سَمَّاهَا طَيْبَةَ''

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کا نام ''طیبہ'' رکھا۔

تصویر: مسجد نبوی شریف کا فضائی منظر جدید تعمیر و توسیع کے درمیان

مدینہ کے خطے خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے

(حضرت رضا بریلوی)

www.waseemziyai.com

# ہجرت نبوی سے پیش تر مدینہ منورہ

آج کی طرح شہر مدینہ ہجرت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پیش تر نہ تھا، بلکہ چند محلّہ، ابتدائی منازل، مختصر بلا نظام منتشر گھروں اور زراعت و کھیتی پر مشتمل ایک مجموعہ کا نام تھا۔ جہاں کے رہنے والے زراعت پر اعتماد کرتے تھے۔

صاحب کتاب ''وفاء الوفاء'' علامہ سید سمہودی نے مدینہ منورہ کے کوئی نوے نام شمار کیے ہیں۔ جن میں زیادہ مشہور و معروف وہ ہیں جو قرآن وحدیث میں وارد ہوئے ہیں۔

قرآن کریم نے اس کا نام ''مدینہ'' رکھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الأَعَزُّ مِنْهَا الأَذَلَّ ...﴿8﴾﴾ (سورۂ منافقون)

کہتے ہیں ہم مدینہ پھر کر گئے تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے وہ اس میں سے نکال دے گا اسے جو نہایت ذلت والا ہے۔ (کنز الایمان)

نیز فرمایا :

﴿ وَ مِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِنَ الأَعْرَابِ مُنَافِقُوْنَ وَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ...﴿101﴾﴾ (سورۂ توبہ)

اور تمھارے آس پاس کے کچھ گنوار منافق ہیں، اور کچھ مدینہ والے۔ (کنز الایمان)

ہجرت نبوی سے پہلے مدینہ کا پرانا نام ''یثرب'' تھا۔ اسے قرآن نے بھی ذکر کیا ہے۔

﴿ وَ إِذْ قَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لاَ مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ...﴿13﴾﴾ (سورۂ احزاب)

اور جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا، اے مدینہ والو! یہاں تمھارے ٹھہرنے کی جگہ نہیں تم گھروں کو واپس چلو۔ (کنز الایمان)

ڈاکٹر عبد الباسط بدر نے اپنی کتاب ''التاریخ الشامل للمدینۃ المنورۃ'' (جلد اول) میں یثرب کی تاریخ و نام کے متعلق ساری تفصیل تلخیص کے ساتھ پیش کر دی ہے۔

حضرت سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر سے مغرب جانب شمال مغربی کونہ پر ایک جگہ تھی جس کا عربی نام ''یثرب'' تھا۔ اور یہی نام ''الکتابات المعینیۃ'' میں (ی ث ر ب) نام کے تحت وارد ہے۔ اسی طرح بطالمہ کے نزدیک بطلیموس اور بیزنطین کے جغرافیہ میں ''یثربا'' نام کے تحت ذکر ہے۔ زجاجی نے کہا: یثرب نام اس کی طرف منسوب جس نے اس شہر کی تعمیر کی اور اس کا پورا نام یوں ہے: يثرب بن قانية بن مهلائيل بن آدم اور اس کا سلسلہ نسب سام بن نوح علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔

اسی طرح قرآن کریم نے اس کا نام ''الدار'' رکھا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا نام 'طیبہ' اور 'طابہ' رکھا جو طیب سے ماخوذ ہے جس کا معنی خوشبو ہے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہا: لوگ یثرب اور مدینہ کہتے تھے، تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اس کا نام ''طیبہ'' رکھا ہے۔ [مسند احمد بن حنبل ، كتاب اول مسند البصريين ، باب حديث جابر بن سمره]

اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے (غزوۂ احد کے دن بعض لوگوں کے پلٹنے کے قصہ کی بابت) اور اسی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''أَنَّهَا طَيْبَةُ تَنْفِي الذُّنُوْبَ ، كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْفِضَّةِ'' [ صحيح البخاری و أصل الحديث متفق عليه ]

بے شک یہ طیبہ ہے جو گناہوں کو اس طرح مٹاتا ہے جیسے بھٹی چاندی کی گندگی دور کر دیتی ہے۔



www.waseemziyai.com

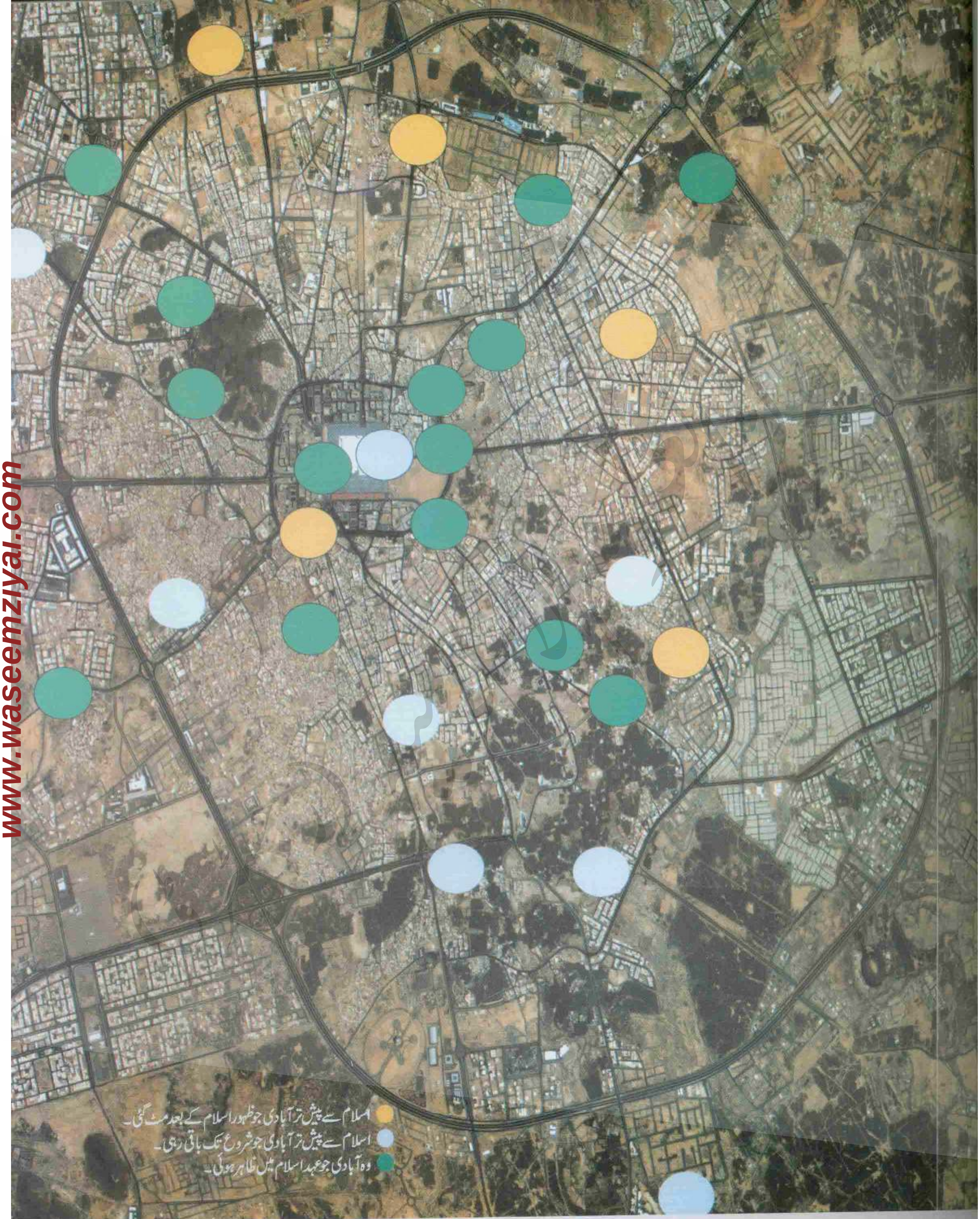


www.waseemziyai.com

# مدینہ منورہ کے اسمائے گرامی

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| **أثرب**<br>جائے آزمائش | **أرض الله**<br>اللہ کی سرزمین | **أرض الهجرة**<br>ہجرت (رسول) کی جگہ | **أكّالة البلدان**<br>شہروں کا مال غنیمت کھانے والا | **أكّالة القرى**<br>شہروں کا مال غنیمت کھانے والا | **الإيمان**<br>ایمان | **البارّة**<br>نیکوکار | **البرّة**<br>نیکی |
| **البحرة**<br>سمندر | **البحيرة**<br>جھیل | **البلاط**<br>ہموار | **البلد**<br>شہر | **بيت رسول الله**<br>رسول اللہ ﷺ کا گھر | **تندد**<br>یگانہ | **تندر**<br>یکتا | **الجابرة**<br>مصلح |
| **جبار**<br>صالح | **الجبّارة**<br>سخت | **جزيرة العرب**<br>جزیرۂ عرب | **الجُنّة الحصينة**<br>محفوظ ڈھال | **الحبيبة**<br>ہر دل عزیز | **الحرم**<br>حرم | **حسنة**<br>خوب صورت | **حرم رسول الله**<br>حرم رسول |
| **الخيّرة**<br>بہت بھلائی والا | **الدّار**<br>مکان | **دار الأبرار**<br>نیکوں کا مکان | **دار الإيمان**<br>ایمان کا گھر | **دار السّنّة**<br>جائے سنت | **دار الفتح**<br>فتوحات کا گھر | **دار السّلام**<br>سلامتی کا گھر | **دار الهجرة**<br>ہجرت کا گھر |
| **ذات الحجّة**<br>دلیل والا | **ذات الحرار**<br>سیاہ پتھریلی زمین والا | **ذات النّخيل**<br>کھجوروں والا | **السلقة**<br>سخت تپش والا | **سيّدة البلدان**<br>شہروں کا سردار | **الشّافية**<br>شفا دینے والا | **طابة**<br>خوش گوار | **طيبة**<br>پاکیزہ |
| **طائب**<br>خوش منظر | **ظباب**<br>برابر زمین والا | **العاصمة**<br>دار الحکومت / مامون گھر | **العذراء**<br>پامالیوں سے پاک | **الغراء**<br>پست مکانوں والا | **العروض**<br>نشیبی زمین والا | **الغرّاء**<br>چمک دار | **غلبة**<br>غلبہ والا |
| **الفاضحة**<br>نفاق کو رسوا کرنے والا | **القاصمة**<br>بدنیت کو توڑنے والا | **قبّة الإسلام**<br>مینارۂ اسلام | **قرية الأنصار**<br>انصار کا شہر | **قرية رسول الله**<br>رسول اللہ ﷺ کا شہر | **قلب الإيمان**<br>ایمان کی جان | **المؤمنة**<br>ایمان دار | **المباركة**<br>برکت والا |
| **مبوأ الحلال والحرام**<br>حلت وحرمت کا مرجع | **مبين الحلال والحرام**<br>حلال وحرام کا حکم ظاہر کرنے والا | **المجبورة**<br>اصلاح شدہ | **المحبّة**<br>محبت | **المحبّبة**<br>اللہ کا پسندیدہ | **المحبوبة**<br>محبوب | **المجبورة**<br>خوش کن | **المحرّمة**<br>حرم کیا گیا |
| **المحفوفة**<br>فرشتوں سے بھرا | **المحفوظة**<br>بلاؤں سے محفوظ | **المختارة**<br>منتخب | **مدخل صدق**<br>سچائی کا گھر | **المدينة**<br>شہر | **مدينة الرّسول**<br>شہر رسول ﷺ | **المرحومة**<br>رحمت والا | **المرزوقة**<br>رزق دیا ہوا |
| **مسجد الأقصى**<br>مسجد اقصیٰ | **المسكينة**<br>تواضع وانکساری والا | **المسلمة**<br>اسلام والا | **مضجع رسول الله**<br>رسول اللہ کی جائے آرام | **المطيّبة**<br>خوشبودار | **المقدّسة**<br>پاک وصاف | **المقر**<br>جگہ | **المكّتان**<br>دو مکہ |
| **مهاجر الرّسول**<br>ہجرت رسول ﷺ کی جگہ | **الموفية**<br>وفادار | **النّاجية**<br>نجات دہندہ | **نبلاء**<br>شریف | **النّحر**<br>سخت گرمی والا | **الهذراء**<br>شدید گرمی والا | **يثرب**<br>آزمائش کی جگہ | **يندر**<br>یگانۂ روزگار |

www.waseemziyai.com

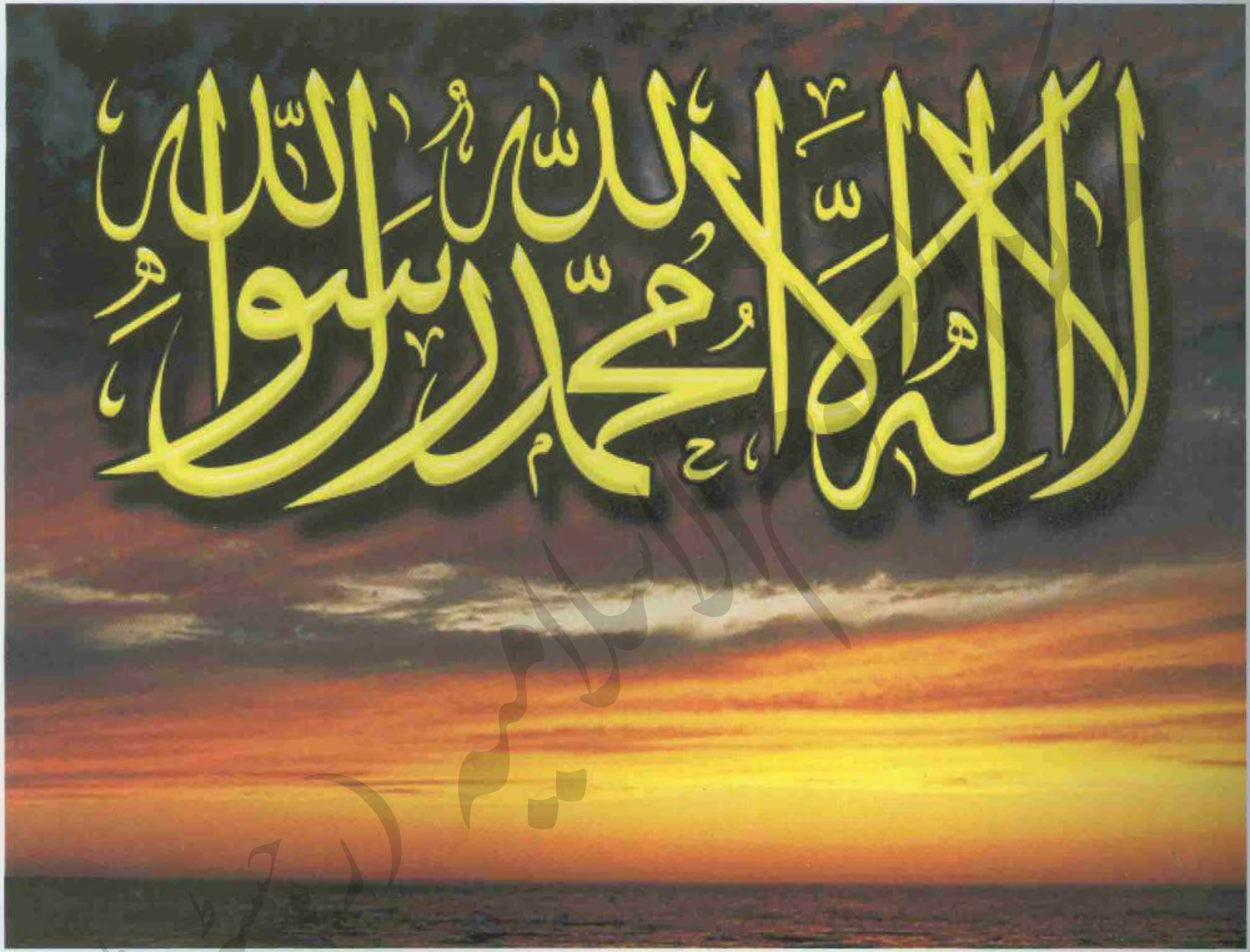


www.waseemziyai.com

# مدینہ کے باشندے

بہت سے مورخین نے لکھا ہے کہ عرب عمالقہ کے باشندے اسی جگہ رہتے تھے جس کا نام اس وقت ''العیون'' ہے۔ اور یہ اس سے پہلے کی بات ہے جب ۴۵۰ء میں یمن سے ''سیل العرم'' (زبردست سیلاب) کے بعد ہجرت کر کے بعض عرب قبائل یہاں آ گئے۔

اس درمیان مدینہ اپنے سبزہ زاروں اور پانی کی بہتات کے باعث ایک مرکز کی حیثیت رکھتا تھا، جہاں سے قافلے والے پانی، سبزیاں اور میوہ جات جمع کر لے جاتے۔ اس کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ یہاں کثرت سے لوگ آنے لگے۔

اہل مدینہ نے جب لوگوں کی بھیڑ بڑھتی دیکھی تو قلع تعمیر کرنا شروع کیا تا کہ وقت خطرہ ان میں پناہ لے سکیں۔ کیوں کہ پہلے کبھی مدینہ میں فصیل شہر بھی نہ تھی۔ اس کے باشندے درختوں اور کھجور کے تنوں کو ہی اپنے لیے جائے پناہ اور فصیل شہر تصور کرتے تھے۔

یہودیوں کا مدینہ میں کب ورود ہوا؟ اس بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ تاہم اتنا طے ہے کہ ۷۰ء کے بعد ہی وہ یہاں آنا شروع ہوئے جب کھیتی باڑی شروع کی، اور سونے کی صنعت شروع کی اور تمام منتشر عمارتوں پر قبضہ جما کر قلعوں کے گرد مجمع اکٹھا کرنا چاہا ان قبیلوں میں سے مشہور قبیلہ ''قینقاع'' ہے، جو مدینہ کے مغرب میں تھا اور جو سونے کی صنعت و تجارت کے لیے مشہور تھا۔

اور قبیلہ بنو نضیر تھا، جو وادی بطحان کے قریب آباد تھا۔ اور قبیلہ قریظہ تھا جو وادی مہذور کے پاس تھا۔

اس کے علاوہ مدینہ میں متعدد تجارتی منڈیاں تھیں، جو رہائشی آبادی سے دور اور الگ تھیں، دفاعی اور اجتماعی اسباب کے اعتبار سے ان منڈیوں میں سب سے اہم قینقاع کا بازار ہے۔

ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اپنا گھر بنایا۔ قریب قریب ایک ہی حصہ زمین پر اپنی مسجد بنائی۔ اس کے بعد آپ کے صحابہ نے بھی اس کے گرد اپنے اپنے مکانات تعمیر کرنے شروع کیے۔ تا کہ وہ مرکز حکومت و سربراہی (مسجد نبوی) سے قریب ہوں۔ اس وقت مسجدیں مختلف دینی کام میں آتی تھیں۔

اس لیے کہ دین اسلام زندگی کے ہر شعبہ پر مشتمل ہے۔ اس کی تعلیم کی حاجت دینی، سیاسی، عسکری (فوجی) صحتی، اقتصادی اور اجتماعی زندگی میں بھی ہر لحہ ہے۔ جس کے نتیجہ میں اہل اسلام کے مکانات اسلامی نظام کے مرکز کے گرد جمع ہو گئے۔ اور جو روز اول سے بلاد عرب میں قائم ہونے والی رسم تھی کہ مسجد اور دار الحکومت (ایوان حکومت) ساتھ ساتھ تعمیر ہوتے، یا کم از کم ایک ہی محلّہ میں کئی مربوط مکانات ایک ساتھ تعمیر ہوتے، اور اس کی جیتی جاگتی مثال شہر بغداد (عراق) ہے۔

دو (۲) ربیع الاول بروز پیر، پہلی صدی ہجری مطابق ۲۰ ستمبر ۶۲۲ء تاریخ مدینہ کا خاص کر اور پورے عالم کی تاریخ کے تبدیلی کا دن ہے۔ یہی وہ دن ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ میں جلوہ بار ہوئے اور اسے اسلامی حکومت کا دار الخلافت بنایا۔ فتوحات اسلامی کی قیادت کا مرکز اور دعوت و تبلیغ کی مہم کا آغاز بھی یہیں سے ہوا۔

دو ربیع الاول بروز پیر پہلی صدی ہجری، مطابق ۲۰ ستمبر ۶۲۲ء ہجرت رسول کا مبارک کارواں پہلی بار مدینہ میں جلوہ بار ہوا۔ نور نبوت کی نورانی کرنیں مدینہ سے پھوٹیں اور دیکھتے ہی دیکھتے پورے عالم کو منور کر دیا پس مبارک ہیں وہ مہمان۔ مہاجرین۔

اور مبارک ہیں وہ پڑوسی۔ اور مبارک ہیں وہ مکانات۔ اور کیا ہی مبارک ہیں انصار کہ ان سب کو ایسی دولت ملی۔



www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

تصویر : حضرت سعد بن خیثمہ اور حضرت کلثوم بن ہدم کے گھر جہاں پہلی بار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ٹھہرے اور آپ کے رفیق حضرت ابوبکر ٹھہرے۔

★ نچلی تصویر میں کلثوم بن ہدم کا گھر ہے جو تعمیر جدید اور مدرسہ قباء بننے سے پہلے کی ہے۔

★ اوپر والی تصویر میں اسی گھر کی چھت مسجد قباء کے جوار میں نظر آ رہی ہے۔

www.waseemziyai.com

تصویر: مسجد قباء کا قدیم گنبد

تصویر: مسجد قباء اور مبارک گھر کے درمیان تنگ گلی جو دونوں کو الگ کرتی ہے

حضرت سعد بن خیثمہ کو یہ شرف ملا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف فرما ہوئے۔ ایسے ہی حضرت کلثوم بن ہدم کے نصیب میں بھی یہ سعادت مندی آئی۔

جیسا کہ سیرت ابن ہشام (جلد ثانی) میں ہے: جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلثوم بن ہدم کے گھر سے نکلتے تو سعد بن خیثمہ کے گھر تشریف فرما ہوتے، کیوں کہ آپ مجرد تھے آپ کے اہل و عیال نہ تھے، اسی دن سے ان کے گھر کا نام ''دار الاعزب''، یعنی کنوارے کا گھر پڑ گیا تھا۔

لیکن آپ کے یار غار اور ہجرت کے ہم سفر ابو بکر تو حضرت حبیب بن اساف جو بنو حارث بن خزرج کے فرد تھے ان کے یہاں قیام پذیر تھے وہ مقام ''سنخ'' میں تھے۔

سعد بن خیثمہ اور کلثوم بن ہدم کے مکانات مسجد قباء کے جنوب میں واقع تھے۔ جب جب مسجد قباء کی مرمت یا تعمیر و توسیع ہوئی اسی کے ساتھ دونوں بزرگوں کا متصل مکان ہونے کے سبب ان کی اصلاح ہوتی رہی۔

۱۴۰۵ھ مطابق ۱۹۸۵ء میں حرمین شریفین کے والی ملک فہد بن عبد العزیز کے دور اقتدار میں دونوں گھروں کو منہدم کر کے مسجد قباء کے جنوبی میدان میں ضم کر دیا گیا۔ اور اس کی توسیع کر دی گئی۔

تصویر: سعودی حکومت کے دور میں سعد بن خیثمہ اور کلثوم بن ہدم کے مکان تعمیر جدید کے بعد بچوں کے اسکول کے لیے کچھ دن استعمال ہوئے

مسجد قباء کے گردو واقع سبھی مکانات مکمل منہدم کر کے مسجد کے صحن میں داخل کر دیے گئے۔ ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔ عبدالعزیز (فہد)

www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

شہر مدینہ کا پُر فریب فضائی منظر۔ مسجد قباء (نیچے) مسجد جمعہ (اوپر)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چند دن قباء میں قیام پذیر رہے اور وہاں تقویٰ پر بنیاد رکھ کر ایک مسجد تعمیر کرائی۔ گویا دین حنیف کی خشت اول اسی کے ذریعہ رکھی گئی۔ قباء پہنچنے کے بعد پہلے جمعہ کو یہ کارواں مدینہ منورہ کی جانب کوچ کر گیا۔ انصار کا جم غفیر ان کو اپنے گھیرے میں لیے ہوئے تھا۔ تلواریں گردنوں میں لٹک رہی تھیں۔ ہر ایک کی کوشش تھی کہ وہ اپنے محلّہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا استقبال کرے اور اس شرف سے مشرف ہو۔ بنو سالم بن عوف کے گھر تک پہنچنے میں نماز جمعہ کا وقت آن پڑا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہیں اتر گئے اور وہیں وادی رانوناء کے کنارے نماز جمعہ ادا فرمائی جو مقام مسجد قباء سے تقریباً پانچ سو میٹر کے فاصلہ پر شمال میں ہے۔ اس وقت وادی رانوناء کے آثار تو اس علاقہ میں باقی نہیں۔ تاہم مسجد جمعہ کی تعمیر جدید اور توسیع ہوگئی۔ اور آج بھی قباء سے مدینہ کے راستہ پر بڑی تاریخی مسجد کی حیثیت سے واقع ہے۔

# اس کاراسہ چھوڑ دو یہ اللہ کی جانب سے مامور ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں :

”وُلِدَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الإِثْنَیْنِ وَ اسْتَنْبَیءَ یَوْمَ الإِثْنَیْنِ وَ تُوُفِّیَ یَوْمَ الإِثْنَیْنِ وَ خَرَجَ مُہَاجِرًا مِنْ مَکَّۃَ إِلَی الْمَدِیْنَۃِ یَوْمَ الإِثْنَیْنِ وَ قَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ یَوْمَ الإِثْنَیْنِ وَ رَفَعَ الْحَجَرَ الأَسْوَدَ یَوْمَ الإِثْنَیْنِ.“

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیر کے دن پیدا ہوئے، اور پیر کے دن اعلان نبوت فرمایا، اور پیر کے دن وصال فرمایا، اور پیر کے دن مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ روانہ ہوئے اور پیر کے دن مدینہ میں داخل ہوئے اور پیر کے دن حجر اسود اٹھایا۔

قربان اے دوشنبے تجھ پر ہزار جمعے
وہ فضل تو نے پایا صبح شب ولادت

(حسن رضا حسن بریلوی)



www.waseemziyai.com

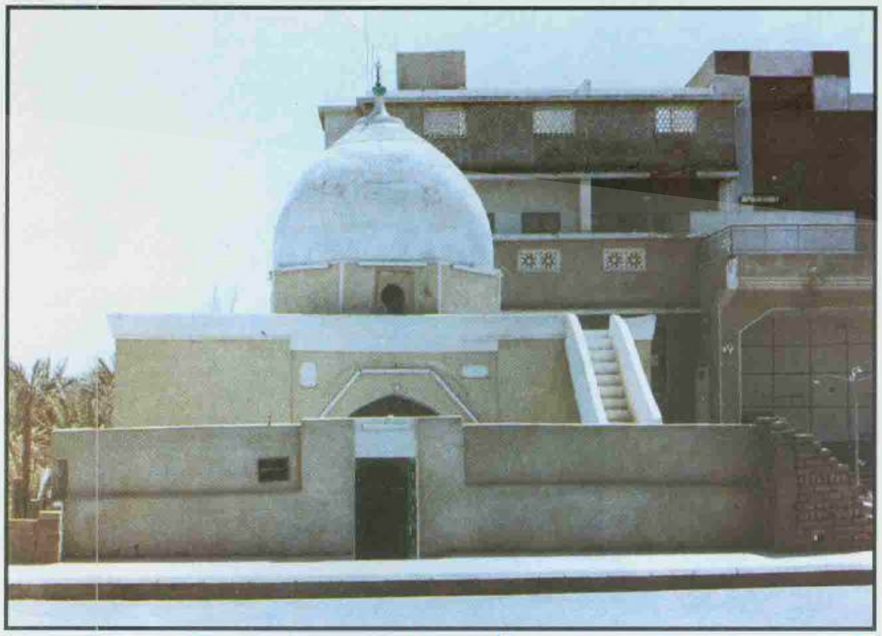

تصویر: مسجد جمعہ کی قدیم تصویر جو خادم حرمین شریفین (ملک فہد بن عبدالعزیز کی مرمت وتوسیع سے پہلے کی ہے)

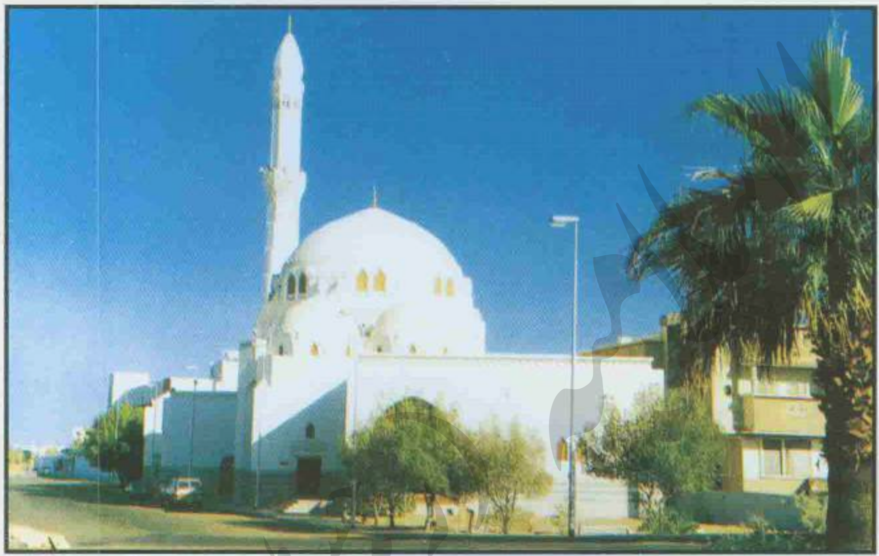

تصویر: مسجد جمعہ کی جدید تصویر جسے مذکورہ بادشاہ نے ۱۴۱۸ھ مطابق ۱۹۹۸ء میں تعمیر کرائی۔

نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد جہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں پہلا خطبہ دیا، یہ نورانی کارواں اللہ کی برکت کے ساتھ شمال کی جانب رواں دواں ہوگیا۔ اور اس درمیان انصار کے متعدد محلوں اور مکانوں سے گزرتا جیسا کہ سیرت ابن ہشام میں ہے:

مدینہ کی طرف پیش قدمی کرتے وقت راہ میں عتبان بن مالک اور عباس عبادہ بن نضلہ قبیلہ بنو سالم بن عوف کے لوگوں کے ساتھ آئے اور گزارش کی یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ ہمارے یہاں قیام فرمائیں۔ ارشاد فرمایا: اس (ناقہ) کا راستہ چھوڑ دو، بے شک یہ اللہ کی جانب سے مامور ہے۔ یہاں تک کہ جب یہ بیاضہ کے گھروں کے سامنے پہنچی تو زیاد بن لبید اور فروہ بن عمرو نے اصرار کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ ہمارے یہاں قیام فرمائیے۔ آپ نے وہی جملہ دہرایا۔ اس کا راستہ چھوڑ دو یہ مامور ہے۔ لوگوں نے اس کا راستہ چھوڑے رکھا یہاں تک کہ وہ بنو ساعدہ کے مکانات تک آ پہنچی۔ حضرت سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو بنو ساعدہ کے بہت سے لوگوں کے ساتھ آئے اور عرض کی یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ ہمارے پاس تشریف لائیے۔

آپ نے پھر وہی جملہ دہرایا: اس کا راستہ چھوڑ دو، یہ اللہ کی طرف سے مامور ہے۔

لوگوں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا یہاں تک کہ بنو حارث بن خزرج کے مکانات تک پہنچی، انھوں نے بھی درخواست کی یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ ہمارے یہاں قیام فرمائیے۔

آپ نے ان سے بھی یہی فرمایا: اس کا راستہ چھوڑ دو، یہ اللہ کی طرف سے مامور ہے۔

لوگوں نے راستہ چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ماموں بنو عدی بن نجار کے مکانات سے گزری تو سلیط بن قیس اور ابو سلیط بن ابو خارجہ بنی عدی بن نجار کے بعض لوگوں کے ساتھ آئے اور عرض کی، یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ اپنے ماموں کے یہاں قیام فرمائیے۔

ان سے بھی آپ نے وہی جواب عنایت فرمایا: اس کا راستہ چھوڑ دو یہ اللہ کی جانب سے مامور ہے۔

لوگوں نے راستہ چھوڑ دیا یہاں تک کہ یہ بنی مالک بن نجار کے پاس پہنچی تو رک گئی اور وہیں بیٹھ گئی۔

www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

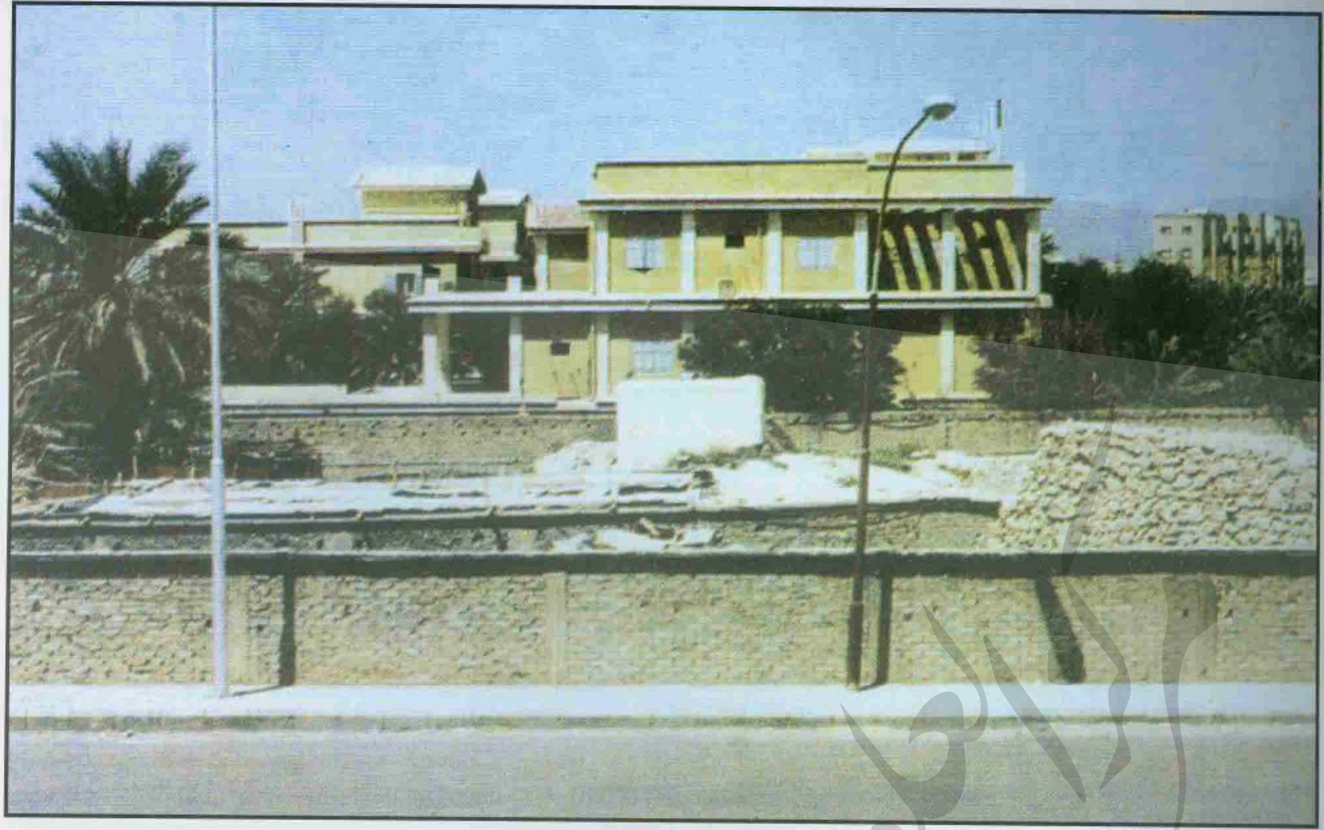

تصویر: مسجد عتبان بن مالک۔ جہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی، تا کہ وہ جگہ بنو سالم بن عوف کے لیے وادی رانوناء کے شمالی حصہ میں مسجد ہو جائے۔ جو مسجد جمعہ اور ان کے درمیان حائل ہے۔

تصویر: مسجد عتبان بن مالک (قریب سے)

تصویر: مسجد عتبان بن مالک کا اندرونی منظر

www.waseemziyai.com

نقشہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قباء پہنچنے کے بعد وہاں سے مدینہ منورہ تک کا نقشۂ راہ۔

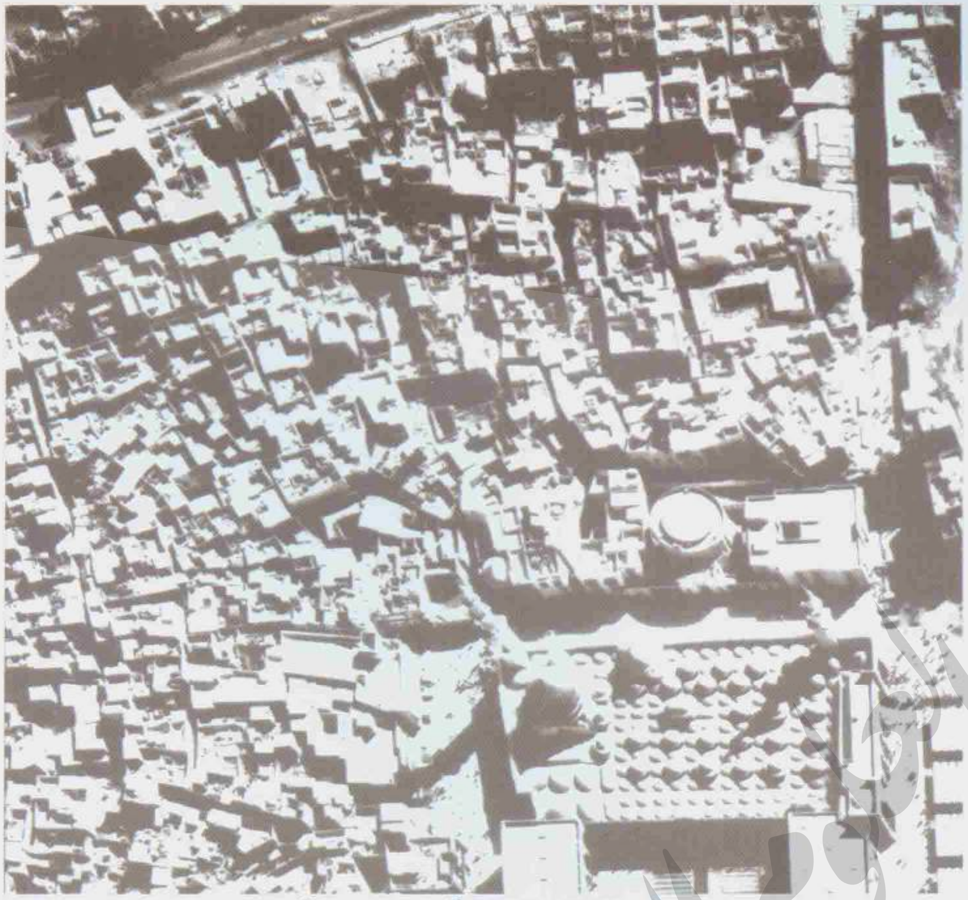

جس جگہ اونٹنی جا کر بیٹھی وہ دو یتیم بچوں کی ملکیت تھی جو بنو نجار سے تعلق رکھتے تھے اور وہ عمرو کے دو بیٹے سہل اور سہیل ہیں۔ جو معاذ بن عفراء کی کفالت میں تھے۔ اس باڑہ میں کھجوریں سوکھائی جاتی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی اونٹنی سے اس وقت تک نیچے تشریف نہ لائے جب تک وہ ایک جگہ ساکن نہ ہوگئی اور بالکل یہاں سے آگے نہ چلنے کے لیے آمادہ نہ ہوگئی۔ اور اپنی گردن جھکا دی یعنی یہ واضح ہوگیا کہ یہی زمین ہماری منزل ہے۔

تصویر: مسجد نبوی شریف کے گرد مکانات کا فضائی منظر

اب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی اونٹنی سے نیچے اترے، حضرت ابوایوب زید انصاری نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامان اٹھائے، اور اپنے گھر میں رکھا۔ انھیں کے گھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مہمان بن کر اترے۔ جس جگہ اونٹنی بیٹھی اس زمین کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: معاذ بن عفراء نے بتایا کہ وہ عمرو کے بیٹے سہل اور سہیل کی ملکیت ہے۔ میں انھیں راضی کر لوں گا آپ مسجد کے لیے یہ زمین لے لیجیے کیوں کہ وہ میری ہی کفالت میں ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کی تعمیر کا فرمان جاری کر دیا ٹھیک اسی جگہ میں جہاں اونٹنی بیٹھی تھی۔ انصار و مہاجرین کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بذات خود اس تعمیر میں حصہ لیتے، اور یہ رجز یہ اشعار پڑھتے:

لَا عَیْــــشَ إلَّا عَیْــــشُ الآخِـــرَۃِ
اَلــلّٰھُـمَّ ارْحَـمُ الأنْـصَــارَ وَ الْـمُـھَـاجِـرَۃَ

آخرت کی نعمت کے علاوہ کوئی نعمت نہیں۔ اے اللہ! انصار و مہاجرین پر رحم فرما۔

یہ ہے وہ مسجد، پس عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے خبر دی:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ مسجد کچی اینٹ کی بنی، جس کی چھت کھجور کی ٹہنیوں کی تھی اور ستون کھجور کی لکڑیوں کے تھے۔

یہ مسجد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد اسی طرح تھی، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں کچھ بھی نہیں بڑھایا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اس کی مرمت کرائی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رکھی ہوئی بنیاد پر کچی اینٹ اور کھجور سے، البتہ ان کے ستون کی لکڑیاں تبدیل کرائیں۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں زیادتی کی۔ اس طور پر کہ دیواریں پتھر کی بنوائی جس میں خوبصورت نقش تھے۔ ستون بھی نقش دار پتھر کے ترشوائے اور چھت ساگون کی عمدہ لکڑی سے بنوائی۔ [صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب بنیان المسجد]



www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

تصویر : مسجد نبوی شریف کی توسیع کا منظر

جس میں جنوب کی طرف واقع ابوایوب انصاری کا مکان اور دیگر مکانوں کو منہدم کر کے مسجد کے صحن میں ملا دیا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوایوب انصاری کے مکان کو چند مہینے زینت بخشی۔

جیسا کہ ابن اسحاق کی روایت میں ہے: ابوایوب انصاری کہتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے گھر اترے تو نچلی منزل میں قیام فرمایا اور میں اور ام ایوب (ان کی بیوی) اوپری منزل میں تھے۔ تو میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ مجھے سخت گراں گزر رہا ہے اور میں ناپسند کرتا ہوں کہ میں آپ کے اوپر رہوں اور آپ میرے نیچے منزل میں ہوں۔ آپ اوپری منزل میں تشریف لے چلیں اور ہم نیچے اتر جاتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوایوب ہم پر نرمی کرو، اور جو ہمارے پاس ملنے والے آتے ہیں ان پر نرمی کرو۔ اس طور پر کہ ہمیں نیچے چھوڑ دو۔

اس طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابوایوب انصاری کے گھر معزز مہمان کی حیثیت سے ماہ ربیع الاول اور ماہ صفر تک قیام پذیر رہے یہاں تک کہ آپ کی مسجد اور آپ کے گھر کی تعمیر مکمل ہوگئی۔

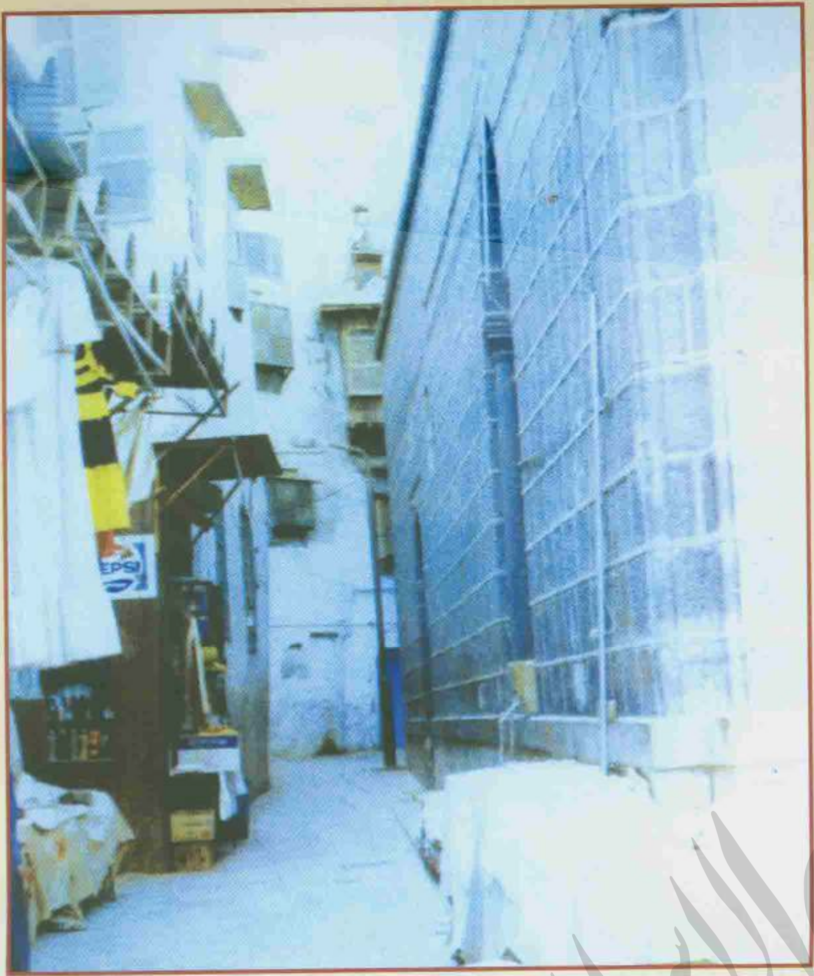

تصویر: ابوایوب انصاری کے مکان کی جگہ

تصویر: رہائشی مکان بنا، جس میں دوکانیں بھی بنیں۔

www.waseemziyai.com

ابوایوب انصاری کے گھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مہمان کی حیثیت سے مقررہ مدت تک ایک صحابی کی ضیافت میں رہے۔ جنھیں کھانا دیا جاتا، جتنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاہتے، تناول فرماتے، باقی ماندہ ابوایوب انصاری کو لوٹا دیتے پلیٹوں اور تھالیوں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کھانے کی وجہ سے انگشت مبارک کے نشان موجود ہوتے، جب یہ کھانا واپس جاتا ابوایوب اور ام ایوب اسی نشان سے کھانا کھاتے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست پاک کی برکت حاصل ہو۔

ایک دن ابوایوب نے ایسا کھانا بنایا جس میں پیاز یا لہسن تھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے واپس کر دیا۔ ابوایوب گھبرائے، ہوئے بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ نے رات کا کھانا تناول نہ فرمایا۔ میں نے اس میں آپ کی نگشت پاک کے نشان نہیں پائے۔ جیسا کہ اس سے پہلے آپ کے بچے ہوئے کھانوں میں برکت کے لیے میں اور ام ایوب اسی جگہ سے کھاتے ہیں جہاں سے آپ تناول فرمائے ہوئے ہوتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اس میں پیاز یا لہسن کی بو محسوس کی۔ اور میں اپنے رب سے ہم کلام ہوتا ہوں۔

لیکن تم لوگ بخوشی کھا سکتے ہو۔ اس کے بعد پھر کبھی ان کے کھانوں میں پیاز یا لہسن نہیں ڈالا گیا۔

ایک دن ابوایوب کے گھر اوپری منزل پر پانی کا ایک گھڑا ٹوٹ گیا، پس جلدی سے ابوایوب اور ان کی اہلیہ نے اسے ایک لحاف سے سوکھایا جب کہ ان دونوں کے استعمال کے لیے اس کے علاوہ کوئی دوسرا لحاف نہ تھا ایسا اس لیے کیا کہ کہیں اوپر سے پانی ٹپکنے کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تکلیف ہو۔

حضرت ابوایوب انصاری اوس کے ان لوگوں میں سے ہیں جو بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک ہوئے، جیسا کہ طبری نے ذکر کیا۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں وہ بات ذکر کی جائے جسے مراغی نے اپنی تحقیق میں پیش کی ہے کہ ابوایوب انصاری کا یہ گھر ''تبع اول'' (یمن کے بادشاہوں کا لقب) نے بنایا تھا جس کا نام ''تبان اسعد'' تھا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب وہ مدینہ سے گزرا اور اس میں جو اس نے سو عالموں کی جماعت چھوڑی۔ اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام ایک خط لکھا اور ان کے سردار کے حوالہ کیا اور کہا کہ اسے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچا دے۔ پس یہ گھر بدلتے بدلتے ابوایوب انصاری کی ملکیت میں آیا اور آپ اسی عالم کی اولاد سے ہیں۔ اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ یہ گھر بنیادی طور پر تبع اول کی طرف سے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تحفہ ہے۔ نیز اس گھر کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ اس سرزمین کا پڑوسی ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے مسکن اور مسجد کے لیے منتخب فرمایا۔ اور یہی سرزمین روئے زمین میں سب سے افضل ہے جس سے وہ پاک جسم ملا ہوا ہے۔ اور یہی وہ پاکیزہ مٹی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعش پاک دفن ہوئی۔

جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے:

''كُلُّ إِنْسَانٍ يُدْفَنُ فِي التُّرْبَةِ الَّتِي خُلِقَ مِنْهَا.''

ہر انسان اسی مٹی میں دفن ہوتا ہے جس سے اس کی تخلیق ہوتی ہے۔

لب پہ آجاتا ہے جب نام جناب    وجد میں ہو کہ ہم اے جاں بے تاب
منھ میں گھل جاتا ہے شہد نایاب    اپنے لب چوم لیا کرتے ہیں

(حضرت رضا بریلوی)

تصویر: باب مسجد نبوی شریف



www.waseemziyai.com

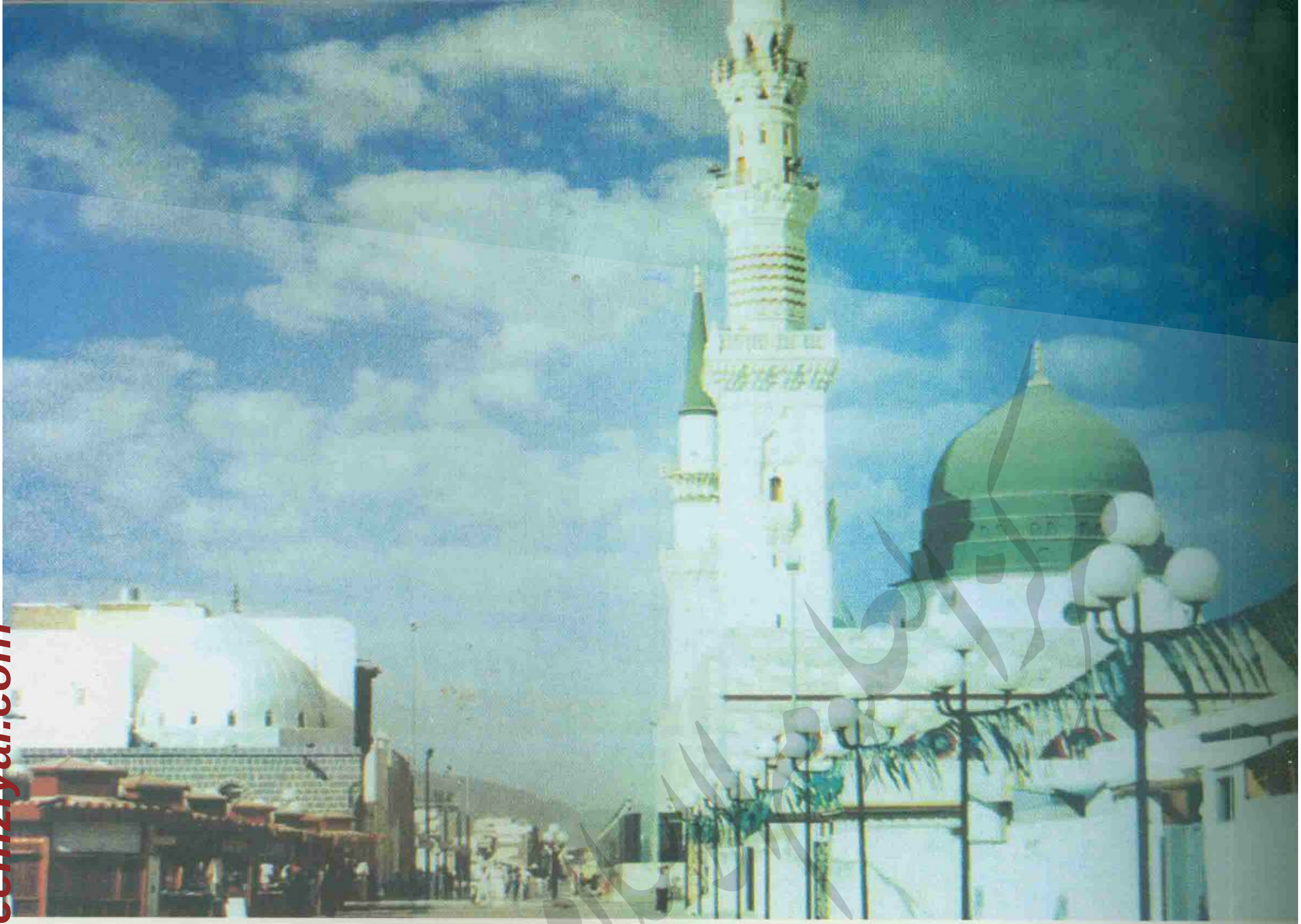

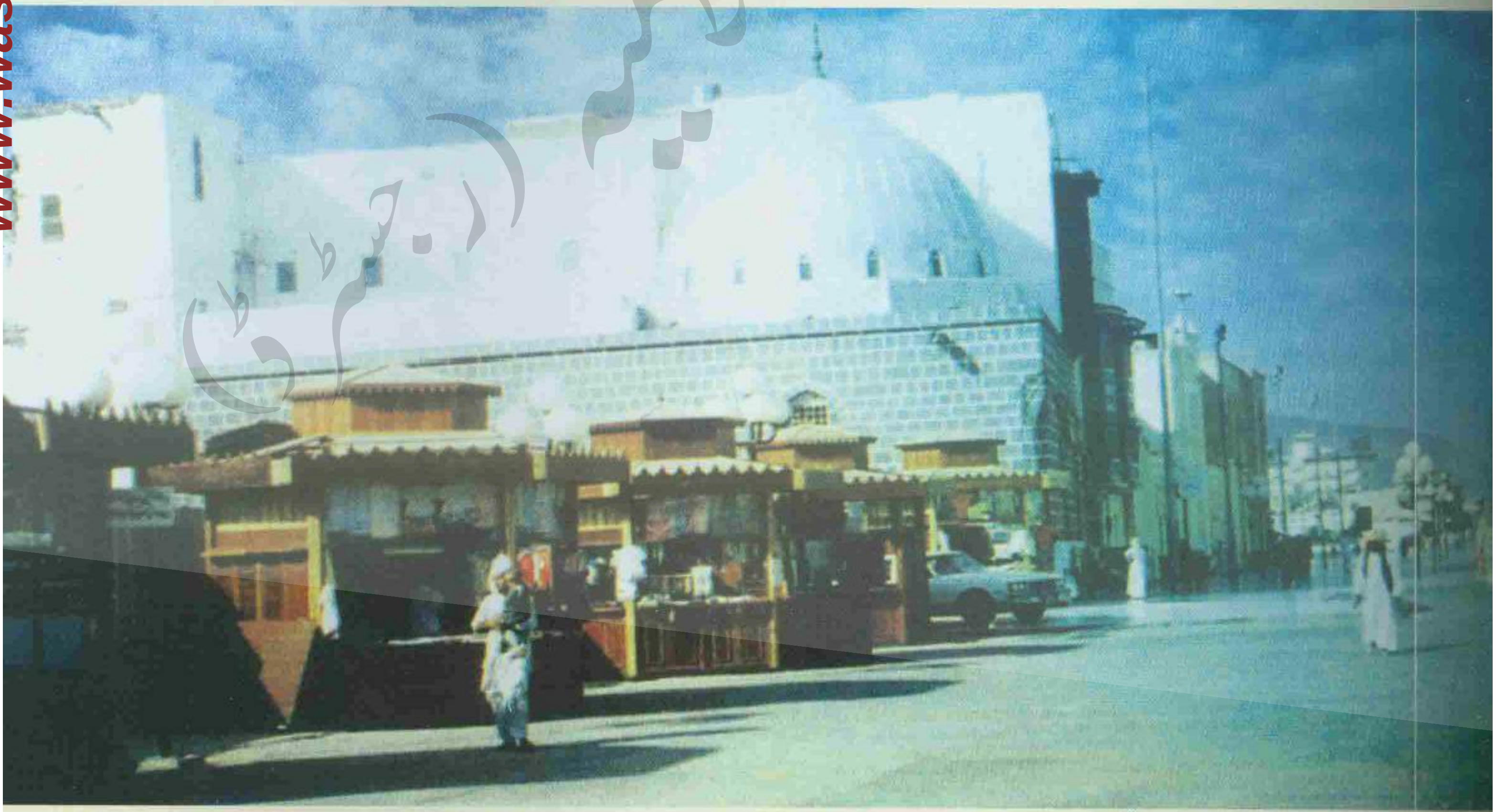

www.waseemziyai.com

تصویر: مسجد نبوی شریف کی تعمیر جدید سے قبل کی تصویر

ابوایوب انصاری اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حجروں کے درمیان چند میٹر کا فاصلہ سامنے کتب خانہ عارف حکمت ہے جو مغربی طرف سے ابوایوب کے گھر سے ملتا ہے۔

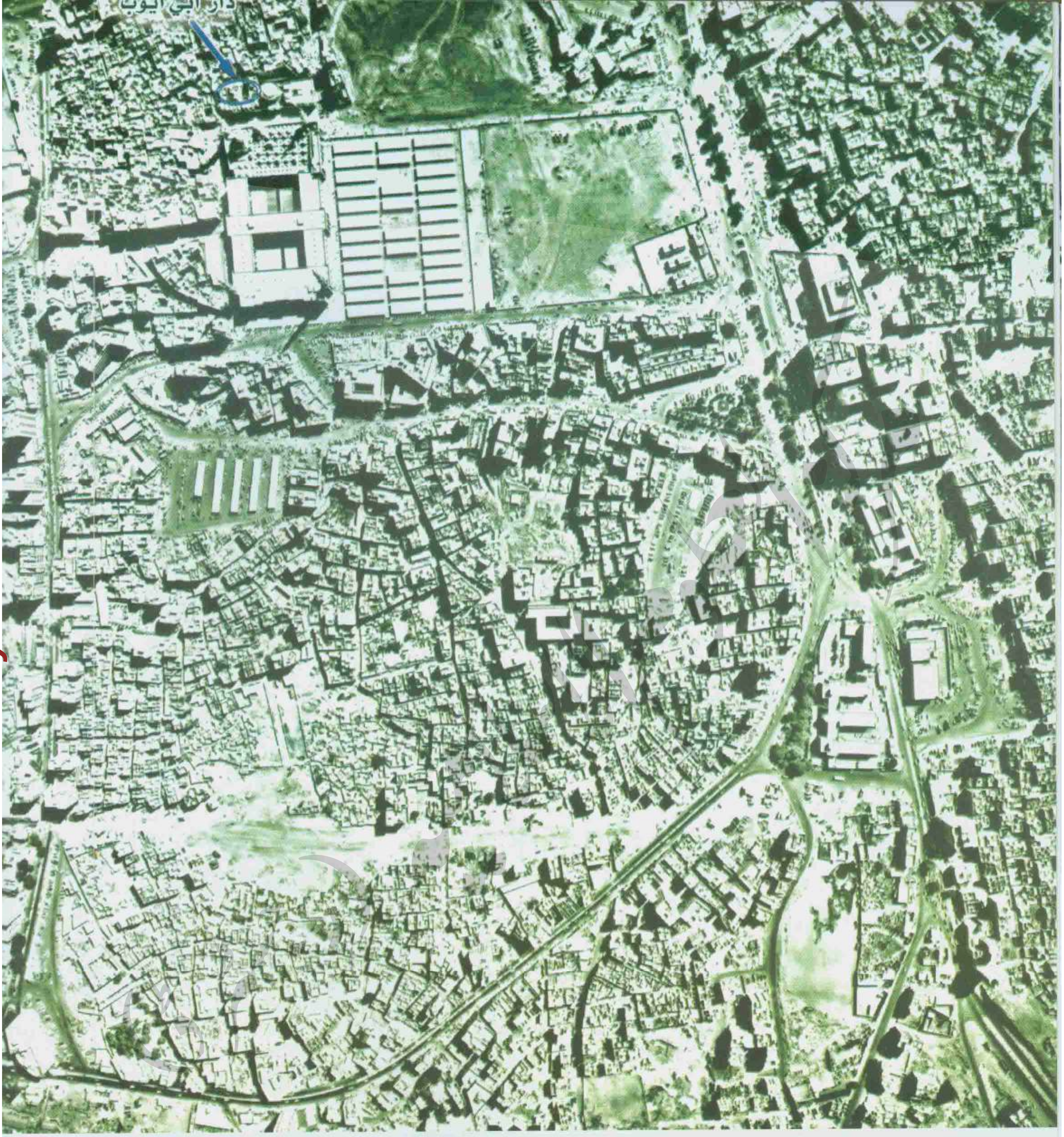


تصویر: مدینہ منورہ کا مرکز مسجد نبوی شریف کا فضائی منظر جس کے ارد گرد صحابہ کے مکانات اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمرے نیز تیر کے نشان کے ذریعہ ابوایوب انصاری کا گھر دیکھا جاسکتا ہے۔(تصویر ۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۷ء)

یہ رنگینی یہ شادابی کہاں گلزار رضواں میں
ہزاروں جنتیں آکر بسی ہیں کوئے جاناں میں

(حسن رضا حسنؔ بریلوی)

www.waseemziyai.com

ماہ صفر پہلی صدی ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بنیاد رکھی ہوئی مسجد تعمیر ہو چکی تھی، جس کی قبلہ کی دیوار کچی اینٹ کی، چھت کھجور کی ٹہنیوں کی، ستون کھجور کے تنوں کے اور بنیاد پتھروں کی تھی۔

حضرت عکرمہ سے مروی ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان سے اور ان کے بیٹے علی سے کہا کہ حضرت ابوسعید خدری کے پاس جاؤ اور ان سے حدیث سنو! ہم گئے تو وہ اپنی ایک چہار دیواری (احاطہ) میں تھے۔ جیسے ہی ہمیں دیکھا اپنی چادر لے کر ہمارے پاس آ گئے اور بیٹھ گئے اور حدیث بیان کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ مسجد نبوی شریف کی تعمیر کی بات چل پڑی تو کہا کہ ہم سب ایک ایک اینٹ اٹھاتے تھے اور عمار بن یاسر دو دو اینٹیں اٹھاتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں دیکھ لیا۔ ان سے مٹی (گرد) جھاڑتے ہوئے فرمایا: اے عمار! اپنے ساتھیوں کی طرح ایک اینٹ کیوں نہیں اٹھاتے؟ عرض کی میں اللہ سے اجر (زیادہ) چاہتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی گرد جھاڑتے ہوئے فرمایا: ہائے عمار! جسے باغی جماعت شہید کر دے گی صرف اس لیے کہ یہ انھیں جنت کی طرف بلائیں گے اور وہ جہنم میں جانے کو تلی ہوگی۔ یہ سن کر عمار نے کہا'' أَعُوذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنَ الْفِتَنِ '' میں فتنوں سے رحمٰن کی پناہ طلب کرتا ہوں۔ [سنن احمد کتاب باقی سنن المکثرین]

حضرت قیس بن طلق سے مروی ہے، کہتے ہیں میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور آپ کے اصحاب مسجد تعمیر کر رہے تھے، تو میں نے دیوار برابر کرنے کا آلہ لیا اور اسے مٹی میں ڈبو دیا، شاید میرا یہ عمل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پسند نہ آیا تو فرمایا ویسے ہی چھوڑ دو میں مٹی برابر کرتا ہوں۔ [مسند احمد کتاب اول مسند المدینین]

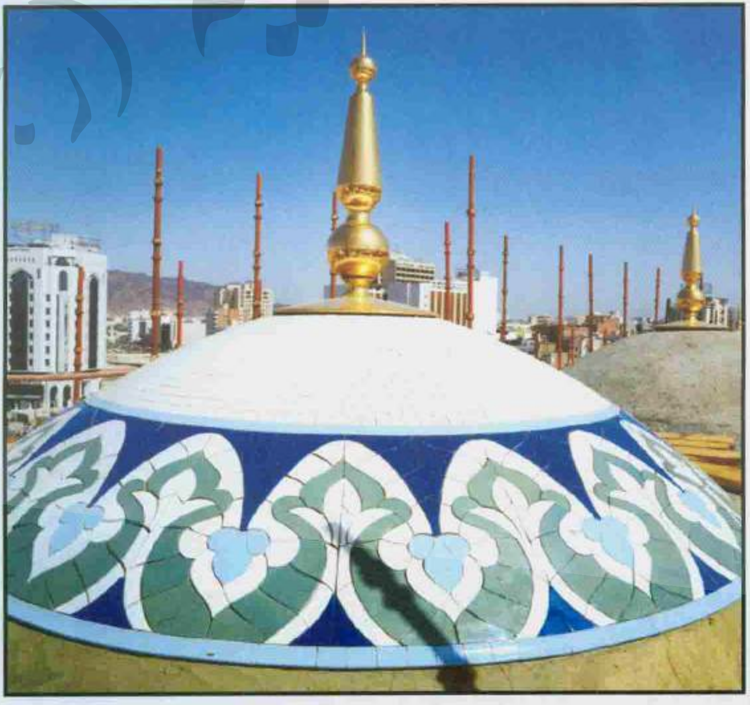

www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

# البدء في بناء الحجرات

تصویر: مواجہہ شریف

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مالدار تھیں، انھوں نے اپنے کمرے میں کھجور کی ٹہنی کی بجائے اینٹ لگوائی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"يَا أُمَّ سَلَمَةَ إِنَّ شَرَّ مَا يَذْهَبُ فِيهِ مَالُ الْمَرْءِ الْبُنْيَانُ."

اے ام سلمہ! مرد کا مال برائی میں اگر کہیں صرف ہونے والا ہے تو وہ عمارت (بے جا اسراف) ہے۔

مرادیں مل رہی ہیں شاد شاد ان کا سوالی ہے
لبوں پر التجا ہے ہاتھ میں روضے کی جالی ہے
(حسن رضا حسن بریلوی)

www.waseemziyai.com

# حجروں کی تعمیر کی ابتداء

کتب سیرت وتاریخ سے ثابت ہے کہ مسجد نبوی شریف کی تعمیر کے ساتھ سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سیدہ عائشہ بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کمرے بھی تیار ہو چکے تھے۔ یہاں تک کہ ان دونوں کمروں کے سامان اسی قسم کے تھے جو مسجد نبوی شریف میں استعمال ہوئے تھے۔ دیواریں کچی اینٹ کی، چھت کھجور کی ٹہنی کی۔ نہ بہت زیادہ بلند کہ ایک لمبا آدمی آسانی سے اس کی چھت چھو لے، ہر ایک گھر میں صرف ایک کمرہ تھا جس پر بالوں کا پردہ تھا اور یہی مذکورہ کیفیت باقی کمروں کی رہی جو بعد میں ازواج مطہرات کی تعداد میں اضافہ کے بعد تعمیر ہوئے۔

رسول پاک اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تواضع کا عکس گھر کی تعمیر سے نمایاں ہوتا تھا، ایک گھر ساڑھے تین میٹر سے زیادہ طول وعرض کا نہ تھا، اور چھت کی اونچائی بمشکل تین میٹر پہنچتی تھی، کہ ہر لمبا آدمی بہ آسانی اس کی چھت چھو سکے۔

اور بعض گھروں میں ساگون یا عرعر (سرو کے مانند) کی لکڑی کا دروازہ ہوتا، کھجور کے تختوں کا فرش اور اس کی چٹائی کمرہ کے دروازہ پر پردہ کے طور پر لگی ہوتی۔

## نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر اور ان کے کمرے اس طرح تھے

بالکل ٹھیک پرانی جگہ گھروں کی تعیین میں مختلف روایات وارد ہیں۔ مگر اس میں تقریباً سبھی متفق ہیں کہ وہ مسجد نبوی شریف کے مشرق میں تھے اور بعض جنوب مشرقی کونہ سے ملے تھے۔ ان مبارک گھروں کی جگہ کی صحیح تعیین کے لیے افضل یہی ہے کہ ان ساری مختلف ضیہ روایتوں کو پیش کر دیا جائے۔ وہ ساری روایتیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کمرہ اور سیدنا علی بن ابی طالب اور فاطمہ زہراء کے گھر کی جگہ ضرور معین کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر سے قریب تھا۔ کیوں کہ آپ دونوں کا تعلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گہرا تھا۔ دیگر کمرے تو مسجد نبوی شریف کی توسیع میں ضم ہو گئے۔ مگر سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کمرہ باقی رہا کیوں کہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر شریف ہے۔

اب وہ سب روایات تفصیل سے ذکر کی جاتی ہیں۔

اول: سید سمہودی کی روایت جو ان کی کتاب ''خلاصۃ الوفاء باخبار دار المصطفیٰ'' میں مذکور ہے۔

کمروں کی تعداد معین ہے، ان کی جائے وقوع کی خبر بھی اجمال کے ساتھ ملتی ہے لیکن ان کی لمبائی چوڑائی (مسافت) بناوٹ کی ترتیب یا صفت کی تفصیل نہیں ملتی، ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کی طرز پر اپنی دو ازواج سودہ اور عائشہ کے لیے دو گھر تعمیر کیے، حضرت عائشہ کی رخصتی تو بعد میں ہوئی مگر زوجیت میں اس وقت داخل تھیں، باقی حجروں کی تعمیر حسب ضرورت ہوتی رہی۔

محمد بن عمرو نے کہا: حارثہ بن نعمان کے کئی گھر مسجد نبوی کے اردگرد تھے جب جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوئی نئی شادی فرماتے حارثہ اپنا ایک گھر خالی کر دیتے۔ اس طرح ان کے سارے گھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہو گئے۔ اسے ابن جوزی نے بھی ذکر کیا ہے۔

محمد بن ہلال سے مروی ابن زبالہ کی روایت میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج کے گھر کھجور کی شاخوں کے اور بالوں کے تھے، مشرق اور قبلہ کی جانب بکھرے تھے مغربی طرف کوئی مکان نہ تھا حضرت عائشہ کے مکان کا دروازہ ملک شام کی جانب تھا، اس میں ساگون یا عرعر (سرو) کا ایک ہی کواڑ تھا۔

ابن جوزی کی ایک روایت ہے، کہتے ہیں کہ وہ سب کے سب بائیں جانب تھے جب کوئی نماز کے لیے کھڑا ہوتا۔ مگر یہ بعید روایت ہے۔

جب حضرت زینب کا انتقال ہوا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے گھر میں ام سلمہ کو رکھ دیا تا کہ ان کی یاد باقی رہے۔

عبداللہ بن یزید ہذلی سے مروی ہے، کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج کے گھر کچی اینٹ، شاخ اور گارے کے دیکھے، کمروں



www.waseemziyai.com

سمیت ۹ نو گھر تھے۔ جو حجرۂ عائشہ سے منزل اسماء بنت حسن کے درمیان تھے۔ اور مغربی طرف باب رحمت کے بالمقابل تھے۔ اسماء کا گھر باب نساء کے بعد والے گیٹ کے بالمقابل تھا۔ لہٰذا جہت شام کی طرف واقع حجرے باب نساء سے لگے تھے۔ اور یہی حجرے جہت شام کے لیے مسجد کی حد سمجھے جاتے تھے۔

یحیٰی نے کہا: حضرت ام سلمہ کا گھر کچی اینٹ کا تھا، اور اس کے پیچھے ایک قصہ ہے۔

عطاء خراسانی نے کہا: حضرت علی اور سیدہ فاطمہ کی شادی گاہ مواجہہ شریف کے ستون کے ٹھیک پیچھے ہے۔ اور ان کا گھر اس چہار دیواری میں تھا جو اب قبر میں ہے۔

سلیمان نے کہا: مسلم نے کہا کہ اس مقام پر نماز پڑھنا نہ بھولو یہ وہ دروازہ ہے جس سے داخل ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت سیدہ فاطمہ کے پاس جاتے تھے۔ اور محراب تہجد اسی خانۂ فاطمہ کے پیچھے ہے۔

ابن نجار نے کہا کہ آج ان کے گھر کے گرد مقصورہ ہے اور اس میں محراب ہے جو حجرۂ نبوی کے پیچھے ہے۔ وہ مقصورہ آج روضہ اطہر اور اس محراب کو گھیرے میں لیے ہوئے ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ سیدہ فاطمہ کی قبر وہیں ہے مگر اس میں اختلاف ہے عمارت کے متولی نے وہاں ایک ستون بنایا جس کی بنیاد کی کھدائی حد قبر سے شروع تھی۔ اور حضرت فاطمہ کا گھر محراب تہجد اور قبر انور کی چوہدی کے مابین تھا اور جہاں محراب مذکور ہے وہیں ان کی شادی ہوئی۔ لیکن ابن شبہ نے کہا کہ وہ (بیت فاطمہ) مسجد سے مشرقی جانب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر اور باب مواجہہ کے پاس اسماء بنت حسن بن عبد اللہ کے گھر کے درمیان تھا۔ جو کہ شامی جہت میں باب نساء سے ملا ہے اور رباط نساء (جو آج رباط سبیل کے نام سے مشہور ہے) کے بالمقابل تھا۔ دار عثمان اور قبر کی چوہدی تک ان کا گھر پھیلا ہوا تھا۔ مگر پہلی روایت زیادہ درست ہے۔

مطری نے کہا: عمر بن عبد العزیز نے فاطمہ کے گھر کا بعض حصہ حجرۂ شریفہ سے متصل کر دیا تھا جو ایک کونہ پر ملتا تھا۔ اور شمال کی طرف ویسے ہی چھوڑ دیا۔

اور طبرانی کی روایت میں ابو ثعلبہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی سفر سے واپس تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں داخل ہوتے دو رکعت نماز (نفل) ادا کرتے پھر فاطمہ کے گھر جاتے اور پھر اپنی ازواج کے گھر آتے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حجرے کھجور کی شاخوں کے تھے۔ دروازوں پر بال دار پردے تھے۔ عمران بن ابی انس نے کہا ان میں چار گھر کچی اینٹ کے تھے، جن میں ایک کا کمرہ کھجور کی شاخ اور پانچ گھر کھجور کی شاخوں کے اور گارے کے جن میں کوئی کمرہ نہیں اور دروازہ پر بال والا پردہ جس کی لمبائی تین ہاتھ تھی۔

سہیلی نے حضرت حسن بصری سے روایت کی، میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھروں میں داخل ہوتا تھا اور میں جواں سال تھا تو اس کی چھت اپنے ہاتھ سے پا لیتا۔ ہر گھر میں کمرے تھے۔ اور ان میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حجرہ عرعر (سرو) کی لکڑی کا ہوتا۔

حضرت مالک نے ثقہ راویوں سے نقل کیا کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج کے گھروں میں داخل ہوتے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اس میں جمعہ کے دن نماز پڑھتے، کیوں کہ مسجد نبوی ان دنوں تنگ ہوگئی تھی اور ان حجروں کے دروازے مسجد میں ہی تھے۔ ابن سعد نے کہا کہ حضرت سودہ نے اپنا کمرہ حضرت عائشہ کے لیے وصیت کر دیا تھا۔ اور حضرت صفیہ کے ولی حضرت معاویہ سے ان کا گھر بیچ دیا اور حضرت عائشہ سے ان کا گھر خرید لیا۔ مگر ان کی زندگی بھر اس میں رہنے کی شرط لگائی، اور کہا گیا کہ بلکہ اسے ابن زبیر نے خریدا اور یہی شرط لگائی۔



www.waseemziyai.com

تصویر:     محراب تہجد۔ جو سیدہ فاطمہ زہراء کے گھر سے متصل ہے۔ جو مقصورہ سے باہر، ستون تہجد کے بغل میں ہے۔

دالان مسجد نبوی شریف

www.waseemziyai.com

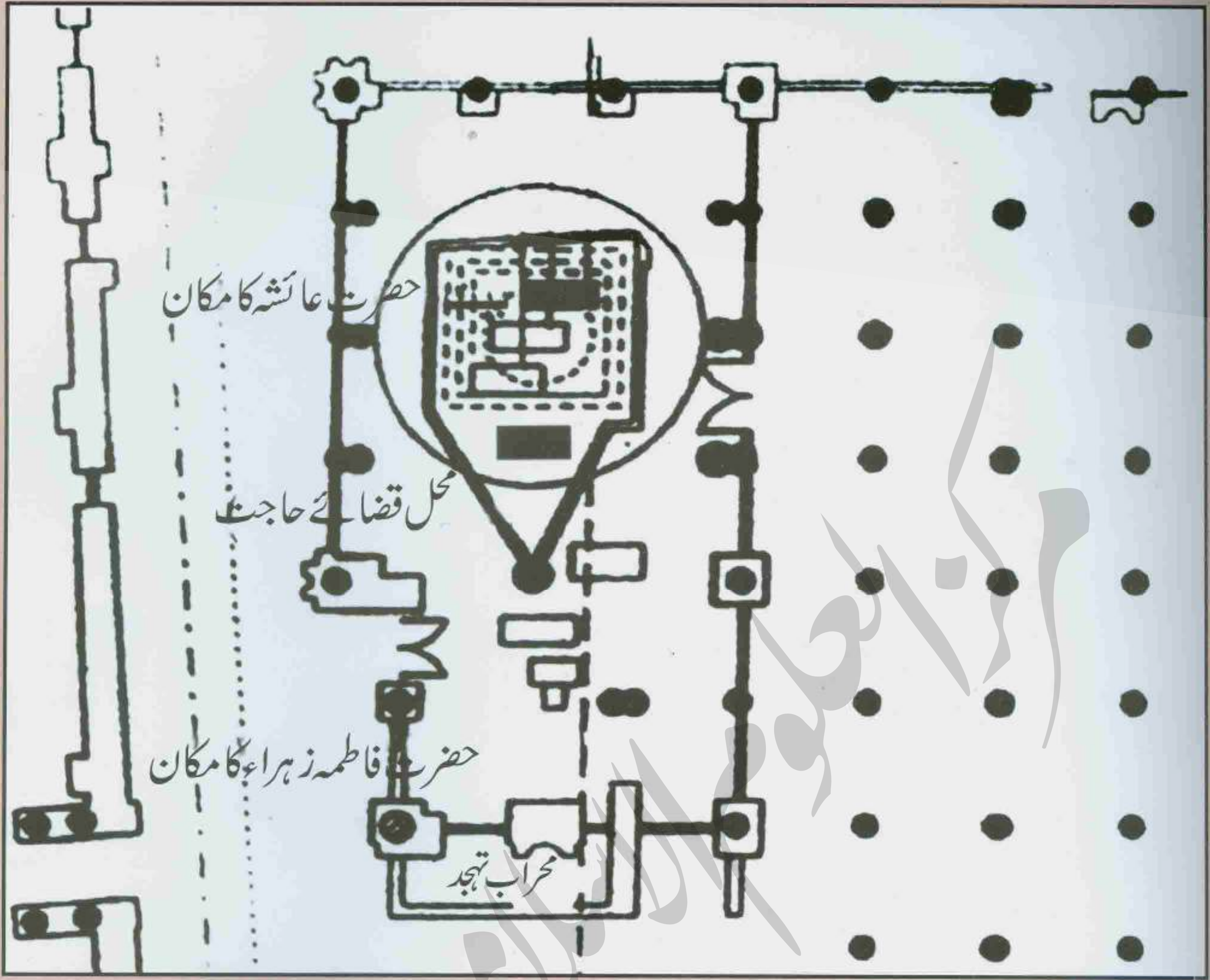


نقشہ: خاکہ جس میں سیدہ عائشہ کا حجرہ اور سیدہ فاطمہ زہراء کا گھر اور محراب تہجد کی خاص نشان دہی ہو رہی ہے۔

ہشام بن عروہ سے مروی ابن زبالہ کی روایت میں ہے کہ زبیر کو دو ایسی بزرگی حاصل ہوئی جو دوسرے کو نہ ملی۔ پہلی یہ کہ حضرت عائشہ نے انھیں کے لیے اپنے حجرے کی وصیت کی، دوسرے یہ کہ انھوں نے حضرت سودہ کے حجرہ کو خریدا، اور یہ اس بات کا متقاضی ہے کہ تمام حجرے ازواج مطہرات کی ملکیت تھے۔ یحییٰ کی روایت میں ہے کہ فاطمہ کا گھر اس دائرہ میں تھا جو اب قبر میں ہے۔ اس کے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر کے درمیان ایک جھونپڑا تھا۔ پھر روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نکلنے کی جگہ وہیں تھی۔ جب نکلتے فاطمہ کو خبر مل جاتی اور حضرت عائشہ رات میں ادھر سے داخل ہو جاتیں یہاں تک ان کے درمیان کچھ بات ہوگئی۔ تو فاطمہ نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اسے (مخرج) کو بند کر دوں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بند کر دیا۔ پھر حضرت عائشہ کا قول دہرایا یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم آپ کے گوشہ گزرگاہ میں داخل ہوتے ہیں تو کچھ ناپسندیدہ چیز نہیں دیکھتے، ارشاد فرمایا: انبیاء کی ناپسندیدہ شئی کو زمین نگل جاتی ہے۔ تو جان لیا کہ وہ گزرگاہ مقام قضائے حاجت تھی، جو حجرۂ عائشہ کے پیچھے تھا۔ اس کے اور فاطمہ زہراء کے گھر کے درمیان مقام مزور ہے جو عمر بن عبدالعزیز کی بنائی تکونی دیوار میں ہے۔

سید سمہودی (وفات ۹۱۱ھ) کے مشاہدات کے مطابق یہ روایتیں نقل ہوئیں۔ اور ایسے ہی ابن زبالہ کی روایت جس پر سید سمہودی نے اعتماد کیا ایسی تحقیق ہے کہ اس زمانہ میں کوئی نشان باقی نہ تھا۔

www.waseemziyai.com

جنرل ابراہیم رفعت پاشا نے اپنی کتاب ''مرأة الحرمین الشریفین'' (الرحلات الحجازیة) میں کچھ روایتیں بغیر سند و مرجع ذکر کیں اور حجرات نبوی کی کیفیت یوں نقل کی ہے:

کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے جنوب مشرقی کنارۂ مسجد پر ایک گھر تھا جو حجرۂ حضرت عائشہ سے مشہور تھا اور ان دونوں کے جنوب میں حضرت حفصہ کا گھر تھا جسے ایک تنگ راستہ الگ کرتا تھا۔ باقی گھر جن میں نو ازواج رہتی تھیں مسجد کے جنوب میں محراب مسجد کے برابر میں تھے۔ نیز وہ مشرق میں باب نساء کے بعد اور شمال میں منبر رسول کے برابر تھے، باب رحمت اور باب نساء کے درمیان ان میں سے سوائے حجرۂ عائشہ کے کوئی گھر مسجد سے متصل نہ تھا۔ حجرۂ عائشہ میں دو دروازے تھے ایک مغربی طرف یعنی مسجد نبوی میں اور دوسرا شمالی طرف، ازواج کے ہر گھر میں ایک حجرہ تھا جو کھجور کی شاخوں کا بنا تھا جس پر بال دار پردہ ہوتا لیکن گھر تو کچی اینٹ اور شاخوں کا ہوتا جس کی چھتیں زیادہ اونچی نہ تھیں بلکہ اتنی ہی بلند تھیں کہ کوئی لمبا آدمی ہاتھوں سے چھو لیتا۔

۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ میں جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔ تو آپ حجرۂ عائشہ میں دفن کیے گئے۔ آپ کا سر مبارک مغرب کی طرف اور چہرہ قبلہ کی طرف ہے۔

اور جب ۲۲ جمادی الاولی ۱۳ھ میں حضرت ابوبکر کا انتقال ہوا تو اسی حجرہ میں شمال کی طرف دفن ہوئے۔ آپ کا سر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شانہ کے پیچھے رکھا گیا اور جب حضرت عمر کو زخمی کیا گیا تو آپ نے حضرت عائشہ سے اسی حجرہ میں اپنے صاحبوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت چاہی تو حضرت عائشہ نے اجازت دے دی۔

پس جب ۲۷ ذی الحجہ ۲۳ھ میں آپ کا انتقال (شہادت) ہوا ان دونوں بزرگوں کے پہلو میں، ابوبکر کے شمال میں ان کے شانہ کے پاس عمر کا سر رکھ کر دفن کیا گیا۔

مسجد نبوی شریف کی قبلہ والی دیوار کا اندرونی منظر



www.waseemziyai.com

## دوم: انجینئر عبدالرحیم محمود خولی کی تحقیق

موصوف نے مختلف روایتوں کو جمع کیا ہے، پھر ان کی تلخیص کر کے مسجد نبوی شریف اور حجرات ازواج کے مابین تعلق کو نقشہ (خاکہ) کے ذریعہ واضح اور نمایاں کیا ہے۔

کہا کہ خانوادہ رسول پورے نو کمروں پر مشتمل تھا، ہر زوجۂ پاک کے لیے ایک کمرہ مخصوص تھا۔

یہ کمرے بھی یکے بعد دیگرے حسب ضرورت تعمیر ہوئے، جیسے جیسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ترتیب کے ساتھ ازواج مطہرات آئیں، اسی ترتیب سے کمرے ان کے لیے تعمیر ہوئے۔

وہ ترتیب حسب ذیل ہے:

(۱) حضرت سودہ بنت زمعہ

(۲) حضرت عائشہ بنت ابی بکر الصدیق

(۳) حضرت حفصہ بنت عمر بن الخطاب

(۴) حضرت زینب بنت خزیمہ

(۵) حضرت رملہ بنت ابی سفیان ام حبیبہ

(۶) حضرت ہند بنت ابی امیہ المخزومیہ ام سلمہ

(۷) حضرت زینب بنت جحش

(۸) حضرت جویریہ بنت الحارث

(۹) حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب (رضی اللہ تعالیٰ عنہن)

گھروں کی تعمیر گارہ، کچی اینٹ اور کھجور کی شاخ سے ہوئی تھی جو تواضع نبوی کی عکاس ہے۔ نیز اس میں خیر و برکت ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ میں ایک کواڑ والا دروازہ تھا، جو ساگون یا عرعر (سرو) کی لکڑی کا بنا تھا۔ یہ تمام کمرے (گھر) مسجد نبوی شریف کے مشرقی جانب تھے، ہر ایک کی لمبائی، چوڑائی ساڑھے تین میٹر اور اونچائی تقریباً تین میٹر سے زائد نہ تھی (برعکس اس کے کہ اسے لمبا آدمی پالیتا) نقشہ (خاکہ) دیکھئے! جو حجرات نبویہ مسجد میں ضم ہونے سے پہلے کس طرح اور کہاں واقع تھے؟



www.waseemziyai.com

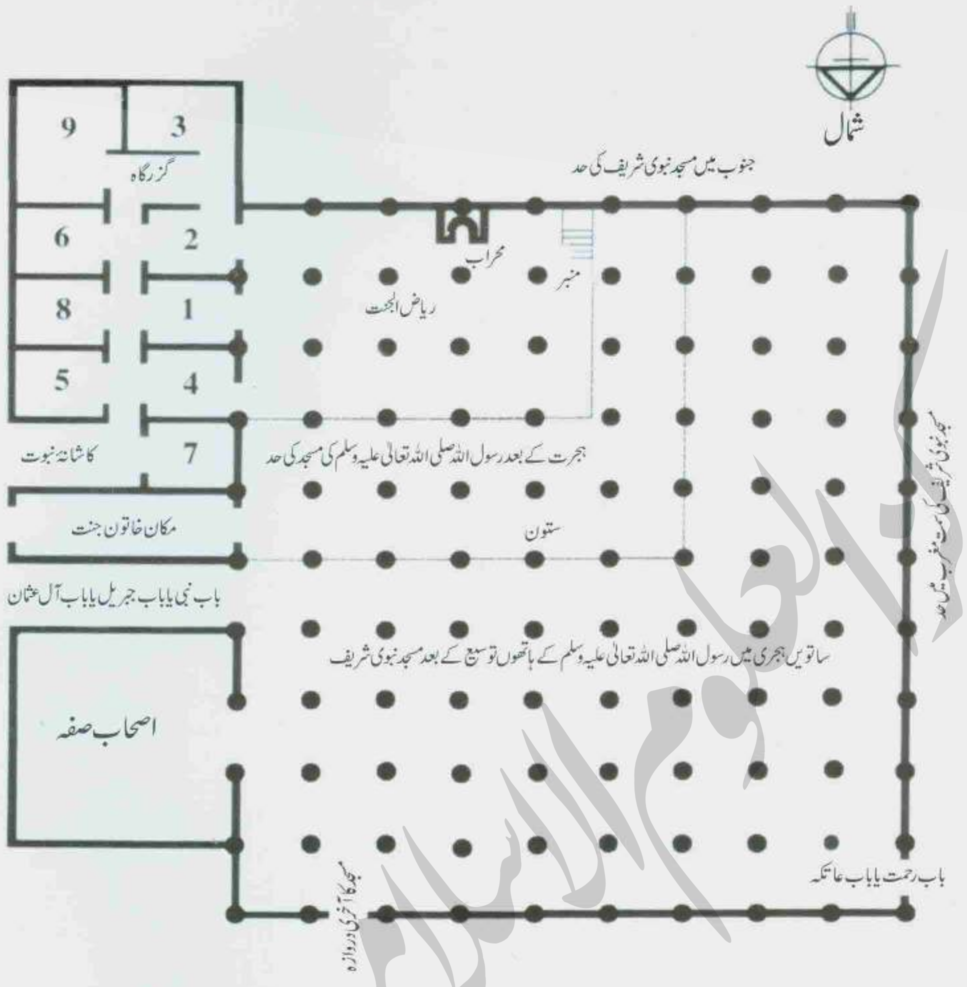


خاکہ جو واضح کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مسجد حجروں کے کس جانب تھی۔ ایسے ہی ساتویں صدی ہجری میں اس کی توسیع، اس کی موجودہ حدود، روضہ اطہر، منبر شریف، محراب اور دیگر ازواج کے مکانات کی نشان دہی کرتا ہے۔ حجروں کے نمبر ترتیب کے ساتھ ازواج کی بیت نبوت میں اضافہ کے حساب سے ہے۔

حجرے :

(۱) حضرت سودہ بنت زمعہ

(۲) حضرت عائشہ بنت ابوبکر

(۳) حضرت حفصہ بنت عمر فاروق

(۴) حضرت زینب بنت خزیمہ

(۵) حضرت رملہ بنت ابوسفیان (ام حبیبہ)

(۶) حضرت ہند بنت امیہ مخزومیہ (ام سلمہ)

(۷) حضرت زینب بنت جحش

(۸) حضرت جویریہ بنت حارث بن ابوضرار

(۹) حضرت صفیہ بنت حیی بنت اخطب (رضی اللہ تعالیٰ عنھن)

نقشہ: انجینئر عبدالرحیم خولی کا بنایا ہوا خاکہ جو حجروں کے جائے وقوع، تعداد، مسجد نبوی سے ان کا تعلق، بعض اجزاء مسجد مثلاً روضہ اور چبوترہ اہل صفہ وغیرہ واضح طور پر پیش کر رہا ہے۔

www.waseemziyai.com

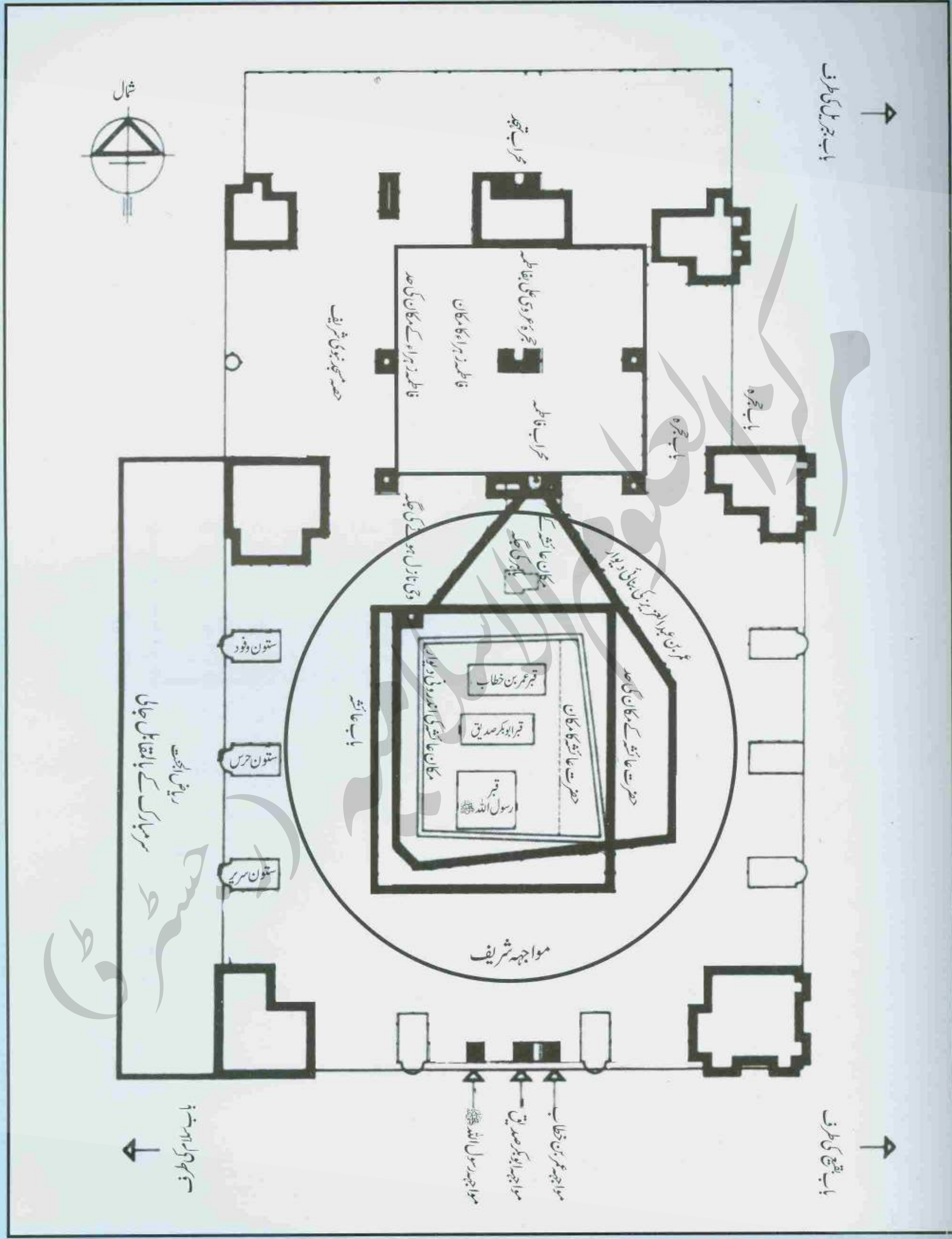


نقشہ: انجینئر عبدالرحیم خولی کا خاکہ موجودہ حجرۂ نبویہ کی تفصیل کے ساتھ

www.waseemziyai.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں کھجور کی چھالوں کا ایک فرش (تخت) تھا، جس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیٹتے تھے، اور جب اپنی مسجد میں اعتکاف فرماتے تو اسی پر بیٹھتے تھے۔

اس فرش (تخت) کا ذکر کرتے ہوئے حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں ''کبھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات میں نماز (تہجد) پڑھتے اور میں اس پر ان کے اور قبلہ کے درمیان حائل ہوتی، پس جب مجھے کسی ضرورت سے جانا پڑتا تو میں پائنتی کی طرف سے کھسک جاتی تاکہ میرا چہرہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نہ ہو۔''

اس حجرہ کے سامان میں سے ایک چٹائی تھی، اس کا وصف بیان کرتے ہوئے حضرت عائشہ کہتی ہیں: ہمارے پاس ایک چٹائی تھی جسے دن میں بچھاتے اور رات میں اسی پر آرام کرتے۔ اس کے علاوہ ایک چھوٹا سا پردہ تھا جس کو حضرت عائشہ نے اپنے پاس رکھا تھا، بعد میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو نکلوا دیا کیوں کہ اس میں تصویر (فوٹو) تھی۔ جیسا کہ حضرت عائشہ سے ہی مروی ہے، کہتی ہیں: ہمارے پاس ایک پردہ تھا جس پر پرندہ کی تصویر تھی، جب داخل ہونے والا کمرہ میں داخل ہوتا تو سامنے پڑتا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ اسے ہٹا دو، کیوں کہ جب میں آتا ہوں اس پر نظر جاتی ہے اور مجھے دنیا یاد آتی ہے۔

نیز فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم داخل ہوئے اور میں باریک کپڑے میں لیٹی ہوئی تھی جس میں تصویر تھی، تو آپ نے اس کو پھاڑ دیا اور فرمایا: قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب انھیں ہوگا جو کسی مخلوق سے مشابہت کرتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کے پیچھے ایک گوشہ تھا جہاں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی حاجت رفع فرماتے، عمران بن ابوانس حجرات نبی کا وصف بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: چار گھر کچی اینٹوں کے بنے تھے جن میں کھجور کی لکڑی کے کمرے تھے اور پانچ گھر لکڑی اور گارے کے تھے جن میں کمرے نہ تھے ان کے دروازوں پر بال دار پردے، تین تین گز لمبے چوڑے تھے۔

ان کمروں کی مساحت (لمبائی، چوڑائی) کے بیان میں دوسری روایتیں بھی آئی ہیں، جنھیں امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "ادب مفرد" میں داود بن قیس سے روایت کی ہیں، کہا: میں نے ان کمروں کو کھجور کی لکڑیوں کا دیکھا اور باہر سے بالوں سے ڈھکے ہوئے، گمان ہے کہ گھر کا طول وعرض اندر سے تقریباً سات یا چھ ہاتھ ہوگا اور اونچائی سات یا آٹھ ہاتھ۔

یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمرے اور گھر جو تکلف سے دور بالکل سادہ تھے۔

انجینئر عبدالرحیم خولی نے ساڑھے تین فٹ لمبائی اور چوڑائی کے حساب سے جو نقشہ (خاکہ) پیش کیا ہے اس میں اندر سے گزرگاہ واضح طور سے نظر آ رہی ہے۔

www.waseemziyai.com

## سوم: پروفیسر منصور عبدالحکیم محمد کی تحقیق

اس محقق نے اپنی روایت کی بنیاد اس پر رکھی کہ ہر گھر تقریباً ساڑھے تین میٹر لمبا اور تقریباً پانچ میٹر لمبا تھا اور ہر ایک دوسرے سے جڑے تھے کوئی گزرگاہ درمیان سے انھیں الگ نہیں کرتی تھی۔

اس میں کسی مورخ یا سیرت نگار نے اختلاف نہیں کیا کہ تمام حجرات نبی مسجد نبوی کے مشرقی جانب تھے۔

تعمیر اور رہائشی اعتبار سے سب سے پہلے حضرت سودہ بنت زمعہ اور حضرت عائشہ بنت ابوبکر کا کمرہ ہے اور وہی آج روضۂ اقدس میں تبدیل ہوگیا ہے۔ اور یہ دونوں حجرے ملے ہوئے تھے۔

باقی دیگر کمرے حسب ضرورت ترتیب سے بعد میں تعمیر ہوئے، اور ان کی مجموعی تعداد نو ہے۔ حضرت عائشہ کا کمرہ مسجد نبوی میں جائے نماز کے دائیں جانب تھا۔ اور اس کے بعد دیگر کمرے بھی مسجد نبوی کے مشرق میں قبلہ کے دائیں جانب۔ حضرت حفصہ بنت عمر کا کمرہ جنوب مشرقی کونہ پر تھا۔ اور اس کے پیچھے سیدہ عائشہ کا کمرہ اور بغل میں حضرت سودہ بنت زمعہ کا کمرہ اور ان دونوں کے پیچھے حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دو کمرے مسجد کی طرف تھے۔ اور دوسرا سیدہ زینب بنت خزیمہ کا تھا جو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی میں وفات پا گئیں۔ ان کے بعد اسی کمرہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رہنے لگیں۔ اس کے بعد باقی پانچ ازواج مطہرات کے کمرے سیدہ فاطمہ اور ام سلمہ کے کمروں کے پیچھے تھے۔ گھر کے اندر کا عرض تقریباً ساڑھے تین میٹر اور طول پانچ میٹر۔ گھر ایک سونے کے کمرہ اور ایک حال پر مشتمل تھا۔

ان گھروں میں دنیاوی سامان میں سے کوئی ایسی چیز نہ تھی جو قابل ذکر ہو۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعمیر میں اسراف سے منع فرمایا ہے۔ اس لیے جب حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے حجرے میں کھجور کی شاخ کی جگہ کچی اینٹ لگوا دیں تو آپ نے ان سے فرمایا: یہ کیا ہے؟ عرض کیا کہ میں چاہتی ہوں کہ لوگوں کی آنکھیں بند کردوں۔ ارشاد فرمایا: اے ام سلمہ سب سے بری چیز جس میں لوگوں کا مال جائے تعمیر (عمارت) ہے۔

حضرت سعید بن مسیّب جلیل القدر تابعی ہیں انھوں نے کہا کہ اگر مسلمان حکمراں ان گھروں کو اپنی حال پر چھوڑ دیتے تو زیادہ بہتر تھا اور توسیع کے وقت مسجد نبوی میں ضم نہ کرتے۔ تاکہ اہل دنیا کھلی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے اور عبرت حاصل کرتے کہ سب سے بہتر شخص (رسول) کا کیا حال تھا؟

بخدا! میں دل سے چاہتا ہوں کہ وہ ان گھروں کو اپنی حال پر چھوڑ دیں تاکہ مدینہ میں پیدا ہونے والا اور باہر دنیا سے آنے والا دیکھتا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی زندگی کیسی کفایت شعار گزارتے تھے۔ تاکہ وہ دنیا طلبی اور فخر ومباہات میں نہ پڑتا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز والی (گورنر) مدینہ نے ۸۷ھ میں ولید بن عبدالملک کے دور خلافت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے سارے گھر منہدم کرا کے مسجد نبوی شریف کی توسیع میں ضم کرا دیے اور مسجد نبوی میں بیس دروازے رکھے۔



www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

نقشہ: پروفیسر عبدالحکیم محمد کا پیش کردہ خاکہ جس میں مسجد نبوی اور حجرات رسول کے جگہوں کی واضح طور پر نشان دہی کی گئی ہے۔

مرکز العلوم الاسلامیہ (رجسٹرڈ)

# اصلاح

ہجرت کے دوسرے سال جب تحویل قبلہ ہوا اور بیت المقدس کے بجائے کعبہ شریف قبلہ بنا تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر مسجد میں نمازیوں کے لیے برآمدہ کی طرح ہو گئے کیوں کہ آگے ہو گئے اور جب بیت المقدس قبلہ تھا تو وہ پیچھے تھے (مدینہ شریف میں قبلہ اول، قبلہ ثانی کے بالکل برعکس ہے) اور اس وقت دو ہی گھر تھے سیدہ سودہ بنت زمعہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مکان ہی تعمیر ہوئے تھے۔ تیسرا مکان سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے تو ہجرت کے تیسرے سال بنا کیوں کہ وہی تاریخ ان کی رخصتی کی ہے۔

اور وہاں سیدہ فاطمہ زہراء کا مکان تو غالب امر یہ ہے کہ ابھی تعمیر نہ ہوا تھا، بلکہ تحویل قبلہ کے بعد ماہ رجب ہجرت کے دوسرے سال تعمیر ہوا اور یہ بات قرین قیاس بھی معلوم ہوتی ہے ورنہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا علی کے گھر کو اپنی مسجد میں نماز کے لیے برآمدہ نہ بناتے جب کہ وہ آخر میں تھا جب قبلہ تحویل ہوا تو آخر میں مسجد میں پڑا۔

بہر حال وہاں کوئی راستہ یا گزرگاہ تھی جو مسجد نبوی شریف اور حجروں کے درمیان تھی۔ ایک اندازے کے مطابق کوئی دس ہاتھ کی معلوم ہوتی ہے۔

کیوں کہ جب مسجد نبوی شریف کی توسیع سن سات ہجری میں غزوۂ خیبر سے واپسی کے بعد تقریباً دس ہاتھ اسی جانب ہوئی تو اس کے بعد مشرقی جانب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر مسجد نبوی شریف سے مل گئے۔

یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے بھی میل کھاتی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بالوں میں کنگھا کرتیں اپنے کمرے سے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں معتکف ہوتے۔

ہر گھر کے لیے دو دروازے تھے ایک مسجد کی طرف دوسرا راستہ کی طرف۔ اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرے میں بھی دو دروازے تھے ایک مسجد نبوی شریف کی طرف اور دوسرا شام کی طرف۔ جیسا کہ ابن زبالہ کی روایت گزری کہ میں نے ازواج مطہرات کے حجرے دیکھے جو کھجور کی شاخوں کے بال دار ٹاٹوں سے چھپے قبلہ سے ملے تھے، مشرقی جانب اور مغربی جانب کوئی چیز نہ تھی اور حضرت عائشہ کا حجرہ جہت شام میں تھا۔ یعنی یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد کی بات ہے۔ ورنہ سیدہ عائشہ کا اپنے گھر کا وہ دروازہ جو مسجد میں تھا استعمال کرنا متصور نہیں جب کہ وہ استعمال کرتی تھیں۔

اس خاکہ سے محراب تہجد کی نشان دہی ہوتی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز تہجد ادا فرماتے۔ رمضان شریف کی ان راتوں میں جن میں آپ معتکف نہ ہوتے ہر رات ایک چٹائی لے کر نکلتے۔ جب لوگ غافل ہو جاتے تو اسے حضرت علی کے گھر کے پیچھے ڈال دیتے پھر نماز تہجد ادا کرتے۔ ایک دن کسی آدمی نے دیکھ لیا اس نے بھی وہی نماز پڑھنی شروع کر دی، پھر دوسرے کو معلوم ہوا اس نے بھی شروع کر دی۔ یہاں اب بھیڑ ہونے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متوجہ ہوئے اور اپنی چٹائی اٹھا دینے کا حکم فرمایا۔

ان روایات کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ محراب تہجد کی سہی جگہ معلوم ہو جائے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر کے دروازہ سے قریب تھی جہاں وہ گھر سے نکلتے اور اس میں داخل ہو جاتے۔

یکے بعد دیگرے ازواج مطہرات کی وفات کے بعد یہ حجرے خالی پڑے ہوتے اور ایسے ہی ۸۷ھ میں عمر بن عبد العزیز کی مدینہ پر گورنری، اور ولید بن عبد الملک کی مسجد نبوی کی توسیع تک مقفل تھے۔

اور اس درمیان جیسا کہ

www.waseemziyai.com

نقشہ: مسجد نبوی شریف کی اصل جگہ، توسیع سے پہلے اور توسیع کے بعد

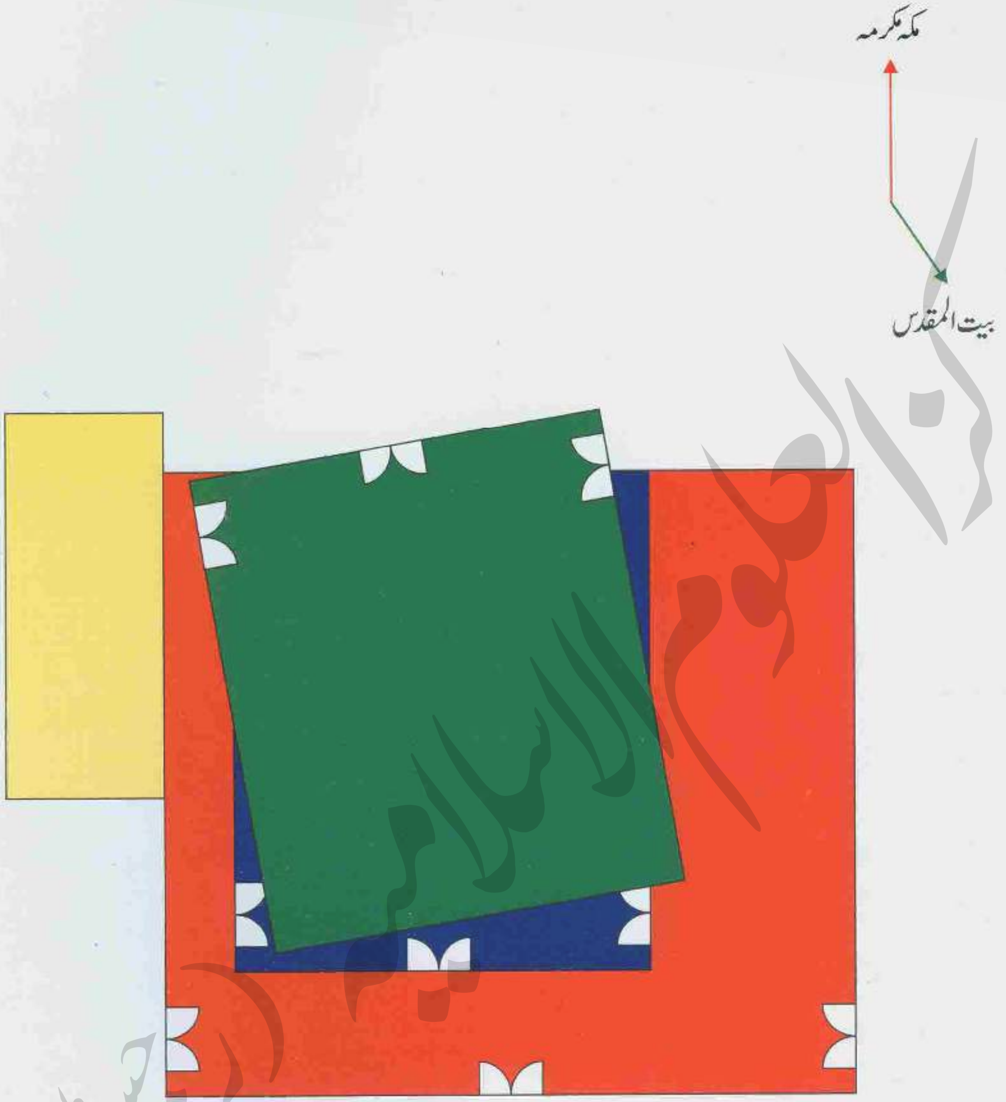


| | | |
|---|---|---|
| (زرد) | بھورا: | رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر۔ |
| (سبز) | سبز: | مسجد نبوی شریف کی پہلی تعمیر جب کہ قبلہ بیت المقدس تھا۔ |
| (نیلا) | نیلا: | مسجد نبوی شریف ہجرت کے دوسرے سال میں جب کہ تحویل قبلہ ہوا۔ |
| (سرخ) | سرخ: | مسجد نبوی شریف ہجرت کے ساتویں سال میں آخری تعمیر۔ |

www.waseemziyai.com

مسجد نبوی شریف کے تین تعمیری مراحل جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں طے ہوئے، خاص بات یہ کہ وہاں مسجد نبوی اور حجرات ازواج کے مابین گزرگاہ (خاص راستہ) تھا۔ جو غزوہ خیبر سے واپسی پر ہجرت کے ساتویں سال ختم کرکے مسجد کی توسیع میں شامل کرلیا گیا۔ اور آج بھی ستونوں کے اوپر نشانات لگائے گئے ہیں جو اصلی حد مسجد کی گواہی دیتے ہیں۔

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے: محمد سے ثقہ راوی نے بیان کیا کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے کمروں میں آپ کی وفات کے بعد نماز جمعہ پڑھنے کے لیے داخل ہوتے تھے۔ مالک نے کہا کہ مسجد تنگ ہوگئی تھی، گو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر مسجد سے نہ تھے تاہم ان کے دروازے مسجد کی طرف تھے۔

حجرۂ عائشہ جس میں روضۂ انور بنا اس کے علاوہ کوئی گھر استعمال میں نہ تھا، ایسے ہی حضرت علی و فاطمہ کے مکان بھی حضرت حسین و حسن سے پہلے استعمال میں تھے۔ پھر انھیں عمر بن عبدالعزیز نے ان سے خرید لیا اور ماہ صفر ۸۷ھ میں انھیں منہدم کرانا شروع کیا، وہ دن اہل مدینہ کے لیے یوم غم سے کم نہ تھا جس دن حجرۂ ازواج منہدم ہوئے۔

جیسا کہ واقدی نے عطاء خراسانی سے روایت کی میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج کے کمرے کھجوروں کے پائے جن کے دروازوں پر بال کے پردے تھے۔ میں نے جب ولید کا خط حجرات منہدم کرکے مسجد میں ملانے والی نص کا پڑھا تو انھیں اتنا روتا دیکھا کہ اس کے بعد کبھی نہ دیکھا۔ تو میں نے سعید بن مسیّب کو کہتے سنا اگر ان حجروں کو یوں ہی چھوڑ دیا جاتا اور باہر سے آنے والے دیکھتے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی کتنی سادہ اور کفایت شعار تھیں (تو زیادہ اچھا ہوتا)

جیسا کہ سید سمہودی نے کتاب "وفاء الوفاء" میں مالک بن معول سے روایت کی اور وہ رجاء بن حیوہ سے روایت کرتے ہیں: ابن عبد الملک نے عمر بن عبدالعزیز کو لکھا اور انھوں نے حجرات ازواج کو خرید لیا تھا کہ انھیں منہدم کرکے مسجد میں ملا لیے جائیں، تو عمر ایک کونے میں بیٹھے انہدام کا حکم تو نافذ کردیا مگر اس دن سے زیادہ روتا انھیں کبھی نہ دیکھا گیا۔

مدینہ منورہ میں بہت سے معارضین ظاہر ہوئے جنھوں نے حجروں کے انہدام کا تعرض کیا اور انھیں میں سے خبیب بن عبداللہ بن زبیر ہیں جو حجروں کو منہدم ہوتے وقت مسجد نبوی میں چیخ پڑے اور کہا اے عمر! میں تمھیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں تو کتاب اللہ کی ایک آیت ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ ...﴿4﴾﴾ (سورۂ حجرات) ختم کررہے ہو۔ تو عمر نے انھیں سو کوڑے لگانے کا حکم دیا اس کے بعد ٹھنڈے پانی سے نہلایا گیا یہاں تک وہ مر گئے۔ پس جب عمر خلیفہ ہوئے اور زہد و تقویٰ نے غلبہ کیا تو اکثر کہتے تھے "مَنْ لِي بِخُبَيْبَ" خبیب کے سلسلے میں میرا کیا ہوگا؟

اہل مدینہ نے اس طرح کا تعرض حجرات شریفہ کے انہدام کے رد عمل میں کیا اور اس لیے بھی کہ وہ اس بابرکت یادگار سے محروم ہوجائیں گے۔ ایسے ہی اہل مدینہ روضۂ رسول کو مسجد نبوی سے علیٰحدہ رکھنا پسند کرتے تھے۔ لہٰذا اس کو مسجد میں ضم کرنے پر بھی ناراض تھے۔ جیسا کہ سید سمہودی نے وفاء الوفاء میں ذکر کیا۔ مدینہ کے ایک شیخ اور فقیہ عثمان بن عروہ کہتے ہیں:

قبر رسول کے سلسلہ میں میں نے عمر بن عبدالعزیز سے بہت بحث کی کہ اسے مسجد کے اندر نہ داخل کی جائے لیکن انھوں نے انکار کیا اور کہا کہ امیر المومنین کا ایسا ہی حکم ہے جس کا نفاذ لازمی ہے۔ میں نے کہا اگر نفاذ لازمی ہے تو ایک ڈھال (ترچھی دیوار) کیوں نہیں اٹھا دیتے۔ تب عمر بن عبدالعزیز نے حجرہ شریف کا دروازہ بنوایا جس سے براہ راست قبر شریف تک پہنچا جاسکتا تھا۔ پھر پرانی دیوار پر ایک نئی دیوار ملا بنوائی جس میں کوئی دروازہ نہیں رکھا۔ جو پتھر سے بنوائی گئی اور اس دیوار کی چھت لکڑی کی تھی پھر اس دیوار کے گرد اونچی دیوار بنائی اور شمال کی طرف سے زیارت گاہ بنائی۔

www.waseemziyai.com

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ قبر شریف کے گرد وہ چیز پائی جاتی ہے جسے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنایا تھا اور جس میں دروازہ تھا، مشرق کی سمت اور اسی پر لکڑی کی چھت تھی، اسی طرح جیسے عہد نبوی میں تھی پھر اسی کے گرد عمر بن عبدالعزیز کی دیوار بنی جس میں کوئی دروازہ نہیں۔ نیز مشرقی دروازہ بھی مقفل کر دیا اور اوپر سے چھت بھی لکڑی سے بند کر دی۔ اس حجرہ کے گرد پانچویں دیوار بغیر چھت کے ہے۔ اور جو صندل اور آبنوس کی قیمتی لکڑی سے ۵۴۸ھ میں بلند کی گئی۔ المقتفی کے عہد خلافت میں جمال الدین وزیر بن زنگی نے بنوائی۔ نیز اس پانچویں دیوار کو سنگ مرمر سے بنوائی جو قد آدم برابر ہے۔ اس کے اوپر پھر مشک وعنبر بسائے پھر اس کے اوپر لکڑی کی جالی جس پر سورۂ اخلاص لکھی ہوئی تھی لگائی گئی وہ لکڑی صندل اور آبنوس کی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج پاک کے کمروں کے اوصاف اور مسجد نبوی شریف سے ان کے تعلقات کی جو خبر ہم تک پہنچی ہے اور جیسا کہ یہ بھی معلوم ہے کہ حجرہ شریف سیدہ عائشہ کا ہی کمرہ کا کچھ حصہ ہے نہ کہ پورا گھر۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ان نو گھروں کو جانا جائے جو امہات المومنین کے تھے۔ اور ایک فاطمہ زہراء اور حضرت علی کا تھا۔

ان گھروں کی آخری حد شمال میں سیدہ فاطمہ کے گھر تک تھی، جہاں باب عثمان یا باب جبریل کے برابر محراب تہجد تھی۔ جس کا ذکر پیچھے گزرا۔ سیدہ حفصہ کا مکان جنوب مشرقی کونہ پر تھا۔ باقی سات سیدہ عائشہ کے مکان سے متصل مشرقی جانب تھے۔ اور جو مسجد سے ملے ہوتے اگر درمیان میں سیدہ عائشہ کے مکان سے لے کر سیدہ فاطمہ زہراء کے مکان تک گلی نہ ہوتی۔ جہاں ایک مکان حاجت تھا۔ اس ربط کا پتہ اس خاکہ سے چل جائے گا جسے ڈاکٹر محمد ہزاع شہری نے بنایا ہے۔ جنھوں نے صرف دو گھر پر اکتفا کیا باقی جو مسجد میں مشرقی جانب سے تھے ان کو شامل نہیں۔ دونوں مکانوں کے درمیان جب تک اس کشادگی سے ربط نہ ہو تب تک حجرہ شریف کا ان سے تعلق سمجھ میں نہ آئے گا۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ موجودہ حجرہ شریف کا احاطہ بند حصہ اور مسجد نبوی شریف کی مشرقی دیوار عمر بن عبدالعزیز کی تعمیر، المہدی کی تعمیر، مجیدیہ کی تعمیر جس پر اس وقت مسجد قائم ہے وہ سب ازواج کے مکانات کو شامل ہے۔

لہٰذا یہ بات اہل مدینہ کے یہاں تواتر کی حد کو پہنچی ہے کہ یہ خطہ زمین جس پر مسجد نبوی قائم ہے سبھی ازواج مطہرات کے مکانات کو محیط ہے۔ اور سب آج مسجد کا حصہ بن چکے۔ مجیدیہ کی تعمیر میں بڑے طاق کی وسعت جو اس دیوار میں بڑھائی گئی وہ مسجد کی ضرورت کے پیش نظر تھا۔ جیسا کہ آج قبلہ کی دیوار میں اوپری سطح پر تیس طاق ہیں۔ مگر ہماری بحث کا موضوع مشرقی جانب کے وہ تین ہیں۔ اور یہی اتنے بڑے ہیں گویا کہ دروازہ ہیں۔ بلندی کے اعتبار سے یہ دیوار کے بیچ میں ہیں۔ ان میں تراشیدہ پتھروں کے کنگرے ہیں۔ خادم الحرمین شریفین ملک فہد بن عبد العزیز کی تعمیر میں مرکزی منارہ جو گنبد خضریٰ کے پاس ہے اس کے بغل سے نیچے ایک نیا دروازہ باب السلام کے بالمقابل کھولا گیا تاکہ باب جبریل کے برابر ہو جائے۔ نیز زیارت کرنے والے اور نمازیوں کے لیے آسانی ہو۔ وللہ الحمد

جیسا کہ معلوم ہے کہ یک بارگی نو کمروں کی تعمیر نہیں عمل میں آئی۔ بلکہ سب سے پہلے فقط سیدہ سودہ بنت زمعہ اور حضرت عائشہ کے ہی مکان تھے۔ وہاں ہر گھر کے درمیان ایک خاص راستہ (گلی) تھی جو مکانوں کو مسجد نبوی سے الگ کرتی تھی جو تقریباً دس ہاتھ (۵ میٹر) سمجھی جاتی ہے۔ اور وہی ساتویں ہجری میں خیبر کے سال مسجد میں ملا لی گئی۔

www.waseemziyai.com

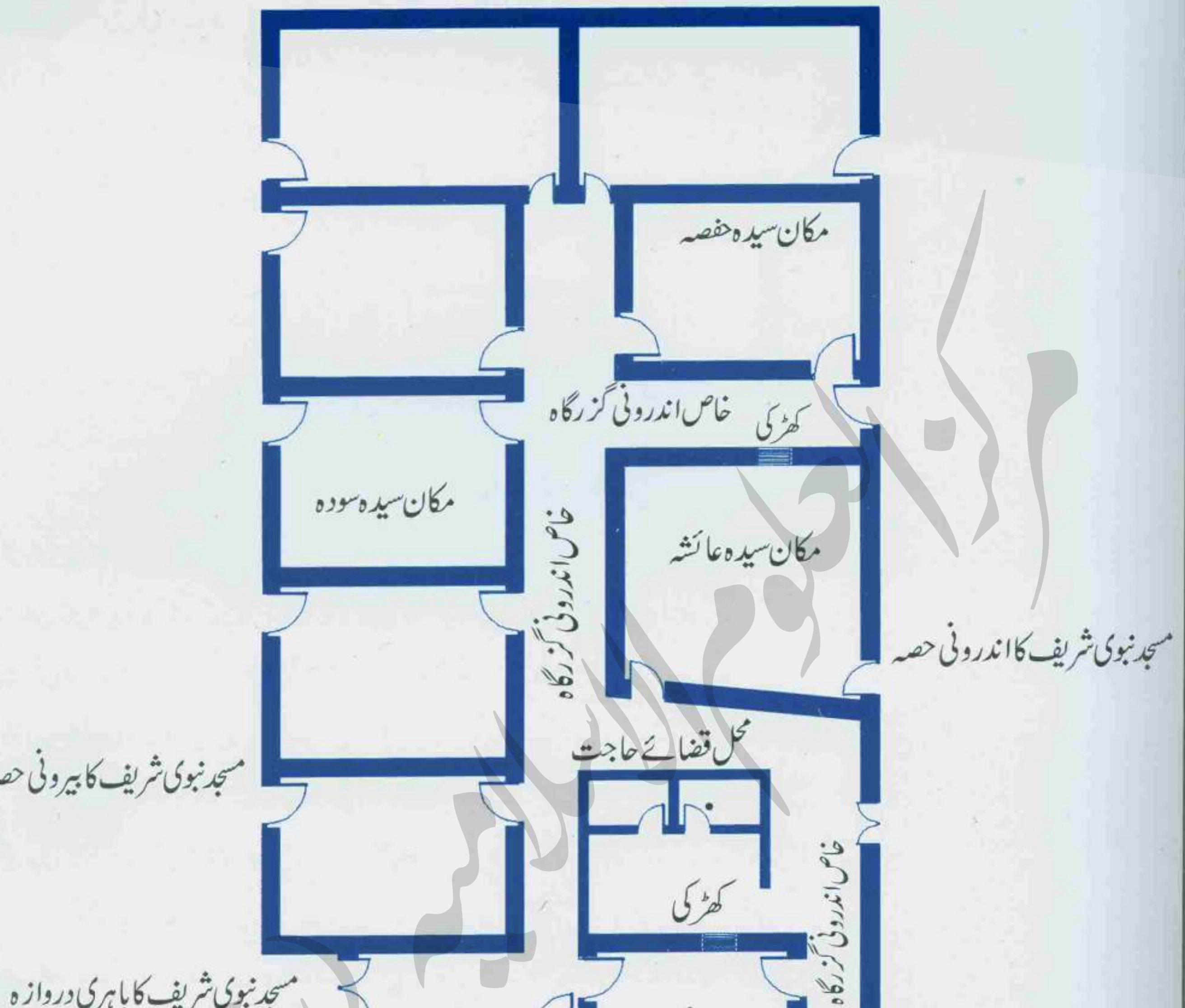


نقشہ: ڈاکٹر محمد ہزاع شہری کا پیش کردہ خاکہ جو تقریباً پچھلے انجینئر عبدالرحیم خولی والے خاکہ سے ملتا جلتا ہے۔

www.waseemziyai.com

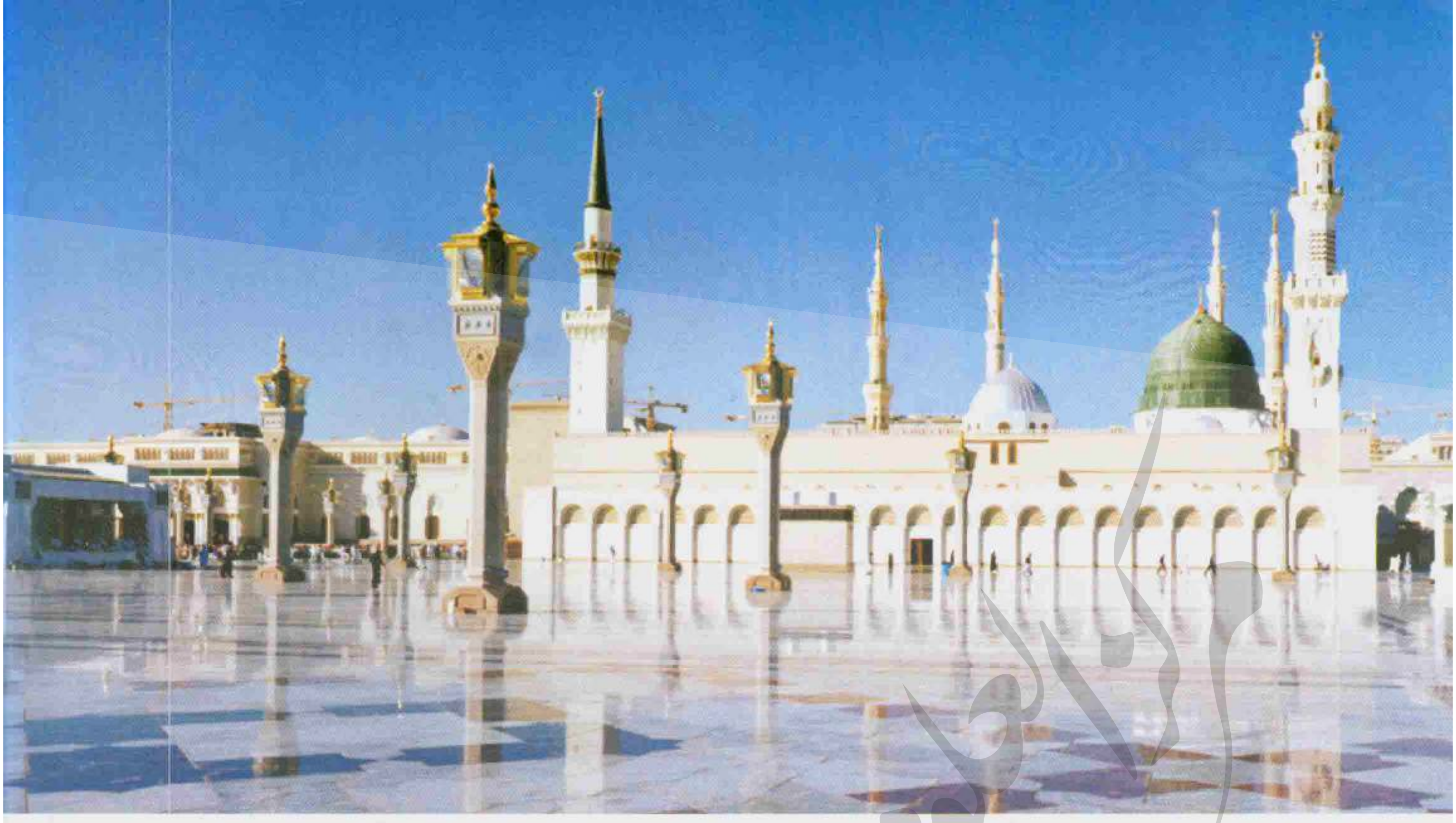

مسجد نبوی شریف کا عقبی منظر

## خلاصۂ کلام

گزشتہ تمام روایات اور کتب سیرت کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امہات المومنین اور صحابہ کرام کے درمیان اجتماعی تعلقات تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ازواج پاک کے گھروں میں ان کا آنا جانا تھا۔ نیز امام مالک کی روایت حجرات ازواج جمعہ کی نماز کے لیے استعمال ہوتے تھے وغیرہ کا خلاصہ یہ ہے۔

- ★ ایک بارگی نو مکانوں کی تعمیر عمل میں نہیں آئی، بلکہ پہلے پہل دو مکان بنے ایک سیدہ سودہ کے لیے دوسرا عائشہ کے لیے اور بس۔
- ★ ازواج پاک کے مکانوں اور مسجد کے درمیان ضرور کوئی گزر گاہ (راستہ) تھا جو دونوں کو آپس میں الگ کرتا تھا جو تقریباً ۵ رمیٹر معلوم ہوتا ہے۔ اور جسے بعد میں ہجرت کے ساتویں سال فتح خیبر کے وقت مسجد نبوی میں توسیع کر کے ملا لیا گیا
- ★ یہ تمام مکانات مسجد نبوی شریف کے مشرق میں تھے۔
- ★ الولید بن عبدالملک کی تعمیر سے لے کر موجودہ تعمیر (ملک فہد) تک تمام مکانات ازواج مطہرات حدود مسجد میں داخل ہو گئے۔
- ★ موجودہ حجرہ (روضۂ انور) مکمل طور پر سیدہ عائشہ کا مکان، کچھ حصہ سیدہ حفصہ کا مکان اور کچھ سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے حدود پر مشتمل ہے۔
- ★ اس وقت مواجہہ شریف میں کھڑے ہونے والا سیدہ حفصہ کے باقی حصہ مکان میں ہوتا ہے۔



www.waseemziyai.com

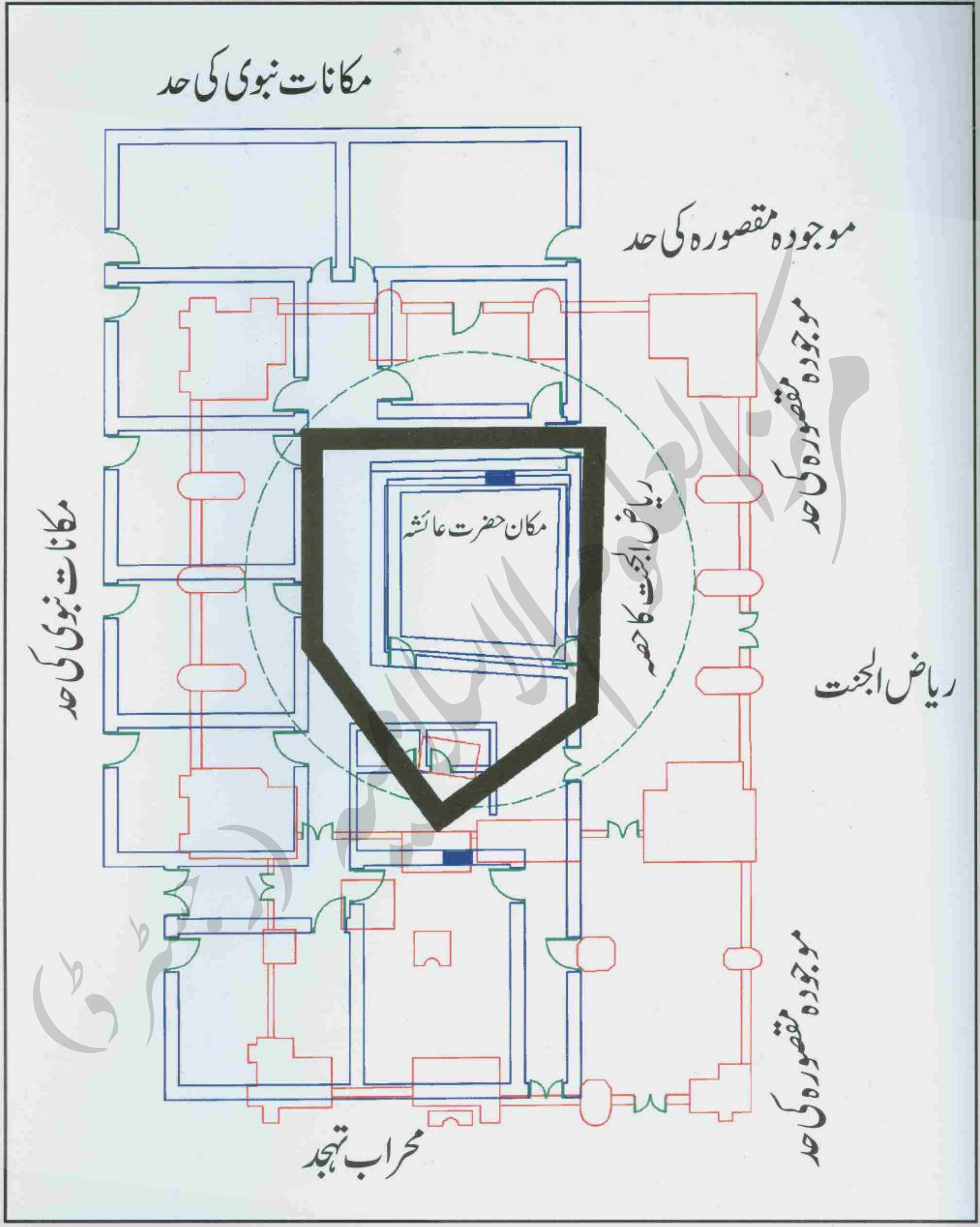


نقشہ: مجمل خاکہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکانات کی نشان دہی کرتا ہے، نیلے رنگ سے، بیچ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکان واضح نظر آ رہا ہے۔
حجرہ مبارکہ کی چہار دیواری سرخ رنگ سے واضح کی گئی ہے

www.waseemziyai.com

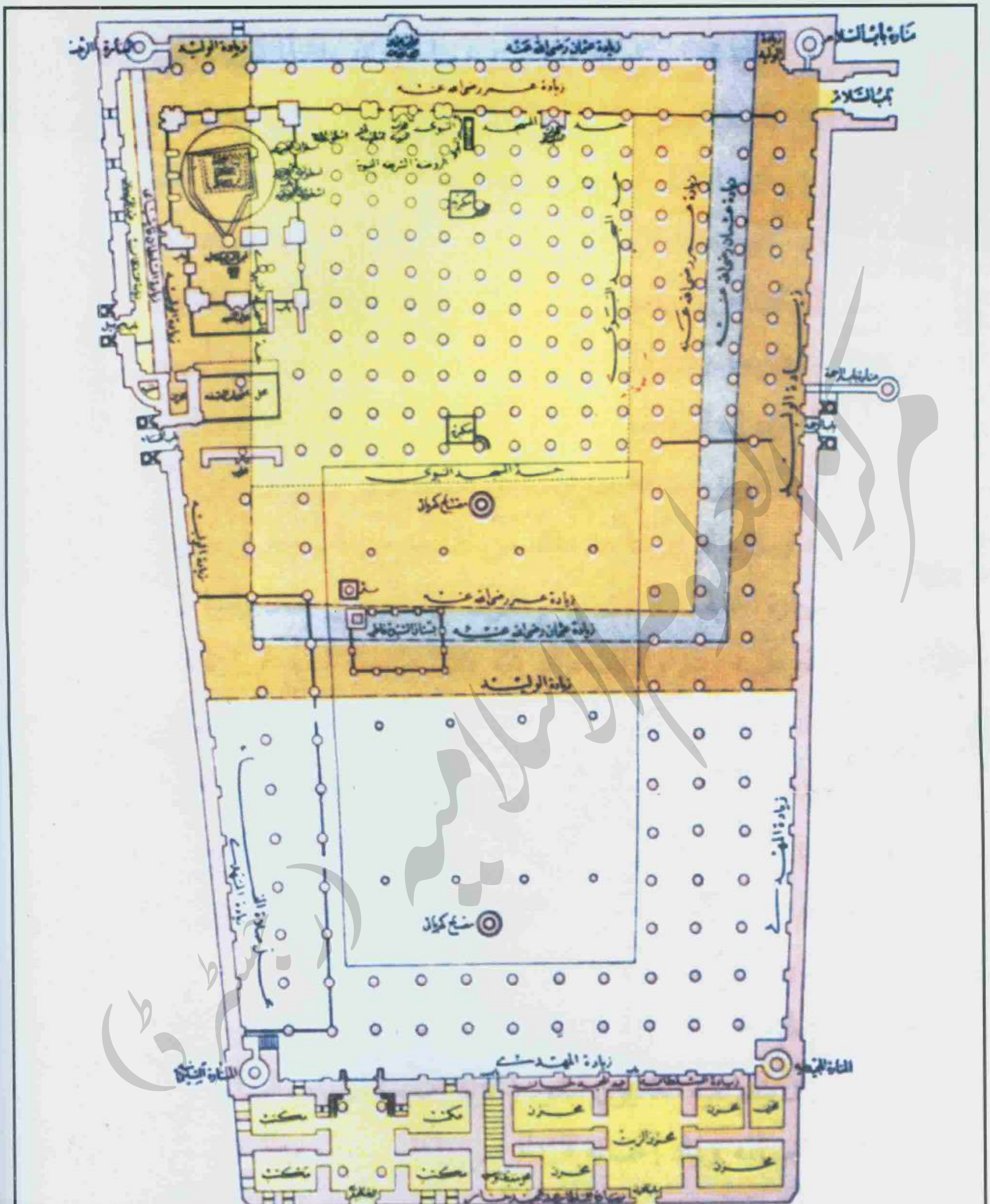

نقشہ: حکومت سعودیہ کی توسیع سے پہلے عہد عثمانی میں تعمیر ہوئی مسجد نبوی اور حجرات مبارکہ مسجد نبوی کے اندر اہم مقامات کا خاکہ ابراہیم رفعت پاشا نے پیش کیا۔ اس خاکہ میں مشرقی جانب حجرہ کی اندرونی دیوار اور اندر کی پانچویں دیوار کے درمیان کشادگی دیکھائی گئی ہے جو کہ سید سمہودی کے پیش کردہ خاکہ کے خلاف ہے۔

www.waseemziyai.com

# ازواج مطہرات اور باندیاں

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"أَفْضَلُ نِسَاءِ الْجَنَّةِ خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدَ وَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَ آسِيَةُ بِنْتُ مَزَاحِمَ"

جنتی عورتوں میں سب سے افضل خدیجہ بنت خویلد ہیں، فاطمہ بنت محمد ہیں، مریم بنت عمران ہیں اور آسیہ بنت مزاحم ہیں۔

اہل اسلام کی مادران شفیق
بانوان طہارت پہ لاکھوں سلام

(حضرت رضا بریلوی)

www.waseemziyai.com

## (۱) حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

نام سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ سے نکاح حضرت عائشہ سے پہلے مکہ مکرمہ میں ہجرت سے پیش تر اور حضرت خدیجہ بنت خویلد کی وفات کے بعد کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس عمر رسیدہ ہوگئیں تو آپ نے انھیں طلاق دینے کا ارادہ کیا تو انھوں نے عرض کی کہ مجھے طلاق نہ دیجیے۔ بے شک آپ میرے لیے ہمیشہ حلال ہوں گے، کیوں کہ میں پسند کرتی ہوں کہ میں آپ کی ازواج میں اٹھائی جاؤں۔ اس لیے میں اپنی باری حضرت عائشہ کو ہبہ کرتی ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں روک لیا اور طلاق نہیں دیا اور انھیں کے سلسلے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

﴿وَ إِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا... ﴿128﴾﴾ (سورۂ نساء)

اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ کرے۔ (کنز الایمان)

آپ کی وفات عہد عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہوئی۔

## (۲) حضرت عائشہ بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما:

نام عائشہ بنت ابوبکر صدیق عبداللہ بن ابو قحافہ بن عثمان تیمی سعدی قرشی۔ آپ کی ماں ام رومان بنت عامر کنانیہ ہیں۔

ہجرت سے تین سال پیش تر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ سے شادی فرمائی۔ اس وقت ان کی عمر چھ سال تھی اور رخصتی کے وقت آپ کی عمر نو سال تھی۔ کیوں کہ آپ کی رخصتی ہجرت مدینہ کے بعد ہوئی۔ ۵۸ھ میں وفات پائیں۔ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ ہر برائی اور گندگی سے پاک۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَ الْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ وَ الطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَ الطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ... ﴿26﴾﴾ (سورۂ نور)

گندیاں گندوں کے لیے اور گندے گندیوں کے لیے اور ستھریاں ستھروں کے لیے اور ستھرے ستھریوں کے لیے۔ (کنز الایمان)

تو لوگوں میں سب سے پاکیزہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور اسی طرح آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔

امام ترمذی نے روایت کی: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا محبوب ترین زوج پاک کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: عائشہ، پھر مردوں میں کون سب سے محبوب ہیں؟ فرمایا: ان کے والد (ابوبکر)

ہشام بن عروہ سے مروی ہے، حضرت عائشہ کہتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے شادی کی اور میں چھ سال کی عمر میں تھی، پھر ہم مدینہ آئے اور خزرج کے قبیلہ سے بنو حارث کے یہاں اترے۔ میں تھکی ماندی تھی اور میرا سر گھوم رہا تھا میں نے بالوں کا جوڑا باندھ لیا میں جھولے میں تھی اور میرے ساتھ میری سہیلیاں تھی کہ ام رومان (ماں) میرے پاس آئیں اور زور سے آواز دے کر بلائیں میں آئی مگر نہ جان سکی کہ کیا بات ہے؟ انھوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے گھر کے دروازہ پر ٹھہرا دیا۔ جب میں نے اطمینان کی سانس لی تو انھوں نے پانی سے میرا منھ دھویا اور سر صاف کیا، اس کے بعد مجھے کمرہ میں داخل کیا تو میں نے دیکھا کہ وہاں انصار کی کچھ عورتیں ہیں انھوں نے کہا ”عَلَى الْخَيْرِ وَ الْبَرَكَةِ“ یعنی خیر و برکت کے ساتھ۔ تو میری ماں نے مجھے ان کے حوالہ کر دیا، انھوں نے مجھے سنوارا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حوالہ کر دیں اور اس وقت میں نو سال کی تھی۔ [سنن دارمی، كتاب النكاح، باب فی تزويج الصغار زوجهن أباء هن]



www.waseemziyai.com

## (۳) حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما :

نام حفصہ بنت عمر بن الخطاب العدوی قرشی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ سے ہجرت کے تیسرے سال شادی فرمائی۔ ۴۵ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو طلاق دے دی تھی۔ طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کی، جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حفصہ کو طلاق دیا اور یہ بات حضرت عمر کو پہنچی تو آپ نے اپنے سر پر خاک ڈالی اور کہا: اللہ تعالیٰ نے عمر اور اس کی بیٹی کو پسند نہ فرمایا۔ دوسرے دن حضرت جبریل امین نازل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا: اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ آپ عمر کے لیے حفصہ سے رجعت فرمالیں۔

آپ کی ماں زینب بنت مظعون جمحی قرشی، حضرت عثمان بن مظعون کی بہن جو مدینہ میں مہاجروں میں سب سے پہلے دفن ہوئے۔

## (۴) حضرت ام سلمہ بنت ابوامیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا :

نام ام سلمہ بنت ابوامیہ زاد رکب حذیفہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم بن عطاء بن یقظہ بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن قرشی۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے آپ ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ اور ان سے عمر، درہ، سلمہ اور زینب پیدا ہوئیں۔

ام سلمہ اور آپ کے شوہر نے سب سے پہلے حبشہ ہجرت فرمائی اور کہا گیا کہ مدینہ کی طرف ہجرت کرنے والی پہلی خاتون ہیں۔

غزوۂ بدر ۲ھ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ سے نکاح فرمایا۔ یزید بن معاویہ کے عہد حکومت میں آپ کی وفات ہوئی۔

## (۵) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا :

نام زینب بنت جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرۃ بن کبیر بن غنم بن دوران بن اسد بن خزیمہ۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی کی بیٹی امیمہ بنت عبدالمطلب ہیں۔

ہجرت کے پانچویں سال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ سے شادی فرمائی۔ بعض نے تیسرے سال کا قول کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے آپ زید بن حارثہ کے نکاح میں تھیں۔ آپ ہی کے بارے میں یہ آیت قرآنی نازل ہوئی :

﴿فَلَمَّا قَضٰی زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا...﴿37﴾﴾ (سورۂ احزاب)

پھر جب زید کی غرض اس سے نکل گئی تو ہم نے وہ تمھارے نکاح میں دے دی۔ (کنزالایمان)

اس لیے حضرت زینب اکثر باقی ازواج مطہرات پر فخر کرتیں اور کہتیں: تمھاری شادیاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تمھارے والدین نے کرائی ہیں اور میری شادی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اللہ نے کرائی۔

آپ ہی ہیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سخت ناراض ہوئے اور تقریباً ڈھائی مہینہ الگ رہے۔ وجہ یہ تھی کہ آپ نے کسی معاملہ میں حضرت صفیہ بنت حیی کو کہا تھا ''تِلْكَ الْيَهُوْدِيَّةُ'' (وہی یہودیہ)

ازواج مطہرات میں سے آپ سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جا ملیں۔

جیسا کہ صحیحین اور حاکم کی روایت میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''أَسْرَعُكُنَّ لِحَاقًا بِيْ أَطْوَلُكُنَّ يَدًا.''
میرے وصال کے بعد سب سے پہلے مجھ سے ملنے والی سب سے لمبے ہاتھ والی ہیں۔ یہ سن کر ازواج مطہرات آپس میں اپنے ہاتھ ناپتی تھیں۔ حضرت عائشہ نے کہا: زینب کے ہاتھ ہم سب سے لمبے تھے کیوں کہ آپ اپنے ہاتھ سے کام کرتی تھیں اور صدقہ کرتی تھیں۔ حضرت فاطمہ کے بعد پہلی خاتون ہیں جن کی لاش ڈھانپی گئی۔

## (۶) حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا :

نام برہ جویریہ بنت حارث۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کا نام جویریہ بنت حارث بن ابوضرار بن حبیب بن عائذ بن



www.waseemziyai.com

مالک بن جزیمہ بن سعید بن کعب بن عمر رکھا اور وہ خزاعہ بن ربیعہ ہیں۔

غزوۂ مریسیع کے قیدیوں میں سے تھیں جو ثابت بن قیس انصاری کے حصہ میں آئیں۔ اور آپ نے مکاتب بنا دیا یعنی معین مقدار میں مال ادا کرنے پر آزاد ہو جائیں گی۔ جیسا کہ امام احمد اور ابوداؤد کی روایت میں ہے: انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنے مکاتبہ کے بارے میں پوچھا (یعنی مال مانگا) تو آپ نے ارشاد فرمایا: اس سے بہتر یہ ہے کہ میں تم کو خرید کر آزاد کر دیتا ہوں اور پھر تم سے شادی کر لیتا ہوں۔ تو آپ اس پر راضی ہوگئیں اور آپ نے ان سے شادی فرمالی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان کی قوم کے ساتھ رشتہ مصاہرت کی وجہ سے دیگر لوگوں نے اپنے قیدیوں کو آزاد کر دیا۔

آپ کی وفات ۵۶ھ میں ہوئی۔

## (۷) حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما :

نام رملہ بنت ابوسفیان حضرت معاویہ کی بہن۔ آپ کے شوہر عبد اللہ بن جحش اسدی کا انتقال حبشہ میں ہوا۔ کیوں کہ آپ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں کے ساتھ تھے۔ وہیں حبیبہ پیدا ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نجاشی کے پاس پیغام بھیجا، نجاشی نے چار سو دینار آپ کی مہر رکھی۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مہر و شادی کی ذمہ داری اپنے سر لی کیوں کہ وہ آپ کی چچی کی بیٹی تھیں۔ ازواج میں سب سے زیادہ مہر آپ کی قرار پائی۔

ہجرت کے چھٹویں سال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شرحبیل بن حسنہ کو بھیجا تاکہ وہ انھیں لائیں۔

۴۰ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

## (۸) حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ تعالیٰ عنہا :

نام صفیہ بنت حیی بن اخطب بن سعید بن ثعلبہ بن عبید بن کعب بن خزرج بن ابوحبیب بن نحام بن ینحوم بنی اسرائیل سے حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے تھیں۔ پہلے کنانہ بن ابوحقیق شاعر کے یہاں تھیں جو جنگ خیبر میں فوت ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پر انعام فرماتے ہوئے آپ کے ساتھ کر دیا۔ آپ کے حصہ میں آئیں تو آپ نے آزاد کر کے شادی فرمالی اور آپ کا مہر آپ کی آزادی رکھی۔ آپ کا ولیمہ ہجرت کے ساتویں سال کھجور اور ستو سے ہوا۔

ترمذی اور حاکم نے مستدرک میں روایت کیا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صفیہ کے پاس آئے اور وہ رو رہی تھیں۔ پوچھا کیوں رو رہی ہو؟ عرض کی حضرت عائشہ اور حفصہ کہتی ہیں کہ وہ مجھ سے افضل ہیں کیوں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی کی بچیاں ہیں اور ان کی ازواج بھی ہیں۔ تو اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم نے ان سے کیوں نہ کہا کہ تم مجھ سے بہتر کیسے ہوسکتی؟ جب کہ میرے والد حضرت ہارون اور میرے چچا حضرت موسیٰ علیہم السلام ہیں۔ اور میرے شوہر محمد ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

رمضان ۵۰ھ میں انتقال ہوا۔

## (۹) حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا :

نام میمونہ بنت حارث بن حزم بن بجیر بن ہزم بن رؤیبہ بن عبد اللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ۔ آپ کا سلسلہ نسب سعد بن عدنان تک پہنچتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے ابورہم بن عبد العزی قرشی کی زوجیت میں تھیں۔

آپ کا نام برہ تھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کا نام میمونہ رکھا۔ ہجرت کے سات سال بعد آپ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا۔

۵۱ھ میں مقام سرف میں انتقال ہوا۔ اور یہ وہی جگہ ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہاں آپ کی رخصتی ہوئی تھی۔



www.waseemziyai.com

# وہ ازواجِ مطہرات جن کا انتقال حیاتِ اقدس میں ہوا

## (۱) حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا :

پہلی خاتون جو اللہ و رسول پر ایمان لائیں۔ عہدِ جاہلیت میں آپ کا نام ''طاہرہ'' تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نکاح سے قبل ابو ہالہ ہند بن نباش کی زوجیت میں تھیں۔ جہاں ایک بچہ پیدا ہوا جو حسن و حسین کے ماموں ہوئے۔ پھر آپ کا نکاح عتیق بن عائد مخزومی سے ہوا وہاں بھی ایک بچی پیدا ہوئی جس کا نام ہند ہے جو حسن و حسین کی خالہ ہوئیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سوتیلی بیٹی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے اعلانِ نبوت سے پہلے نکاح فرمایا جب کہ آپ کی عمر پاک پچیس سال تھی۔ ہجرت سے تین سال پیش تر آپ کا انتقال ہوا۔ آپ اور ابو طالب کی وفات میں صرف تین دن کا فرق ہے۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سال کا نام اپنے لیے ''عام الحزن'' غموں کا سال رکھا۔ انتقال کے وقت ان کی عمر ۶۵ ر سال تھی۔

ترمذی اور ابن حبان نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: '' سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مَرْيَمُ ثُمَّ فَاطِمَةُ ثُمَّ خَدِيْجَةُ ثُمَّ آسِيَا. ''

جنتی عورتوں کی سردار چار ہیں: مریم، فاطمہ، خدیجہ، اور آسیا۔

جیسا کہ امام احمد بن حنبل نے مسند میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی :

''أَفْضَلُ نِسَاءِ الْجَنَّةِ خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدَ وَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَ آسِيَةُ بِنْتُ مَزَاحِمَ''

جنتی عورتوں میں سب سے افضل خدیجہ بنت خویلد، پھر فاطمہ بنت محمد، پھر مریم بنت عمران، اور آسیا بنت مزاحم ہیں۔

جیسا کہ نسائی اور حاکم نے روایت کی: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''جَاءَ جِبْرِيْلُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ عِنْدَهٗ خَدِيْجَةُ ، قَالَ : إِنَّ اللّٰهَ يَقْرَأُ خَدِيْجَةَ السَّلَامَ ، فَقَالَتْ : إِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ ، وَ عَلٰى جِبْرِيْلَ السَّلَامُ وَ عَلَيْكَ السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ . ''

حضرت جبریل نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ کے پاس خدیجہ تھیں۔ جبریل نے کہا: اللہ تعالیٰ حضرت خدیجہ کو سلام بھیجتا ہے۔ تو آپ نے جواب دیا۔ اللہ ہی سلام ہے۔ اور جبریل پر سلام اور آپ (نبی) پر سلام اور اللہ کی رحمت و برکات نازل ہوں۔

حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم، اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی ماں حضرت خدیجہ ہیں۔

تصویر: گڑھوں کے نشانات حضرت خدیجہ بنت خویلد کے مکان کے ہیں۔ مکہ مکرمہ

## (۲) حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا :

نام زینب بنت خزیمہ بن حارث بن عبد اللہ بن عمر بن عبد مناف عامریہ قیسیہ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے آپ عبد اللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں جو جنگ احد میں شہید ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے تین ہجری میں نکاح فرما لیا۔

فقط دو یا تین مہینہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس رہیں کہ وفات ہو گئی۔ بہت زیادہ صدقہ کیا کرتی تھیں جس کے سبب آپ کا لقب ''ام المساکین'' تھا۔



www.waseemziyai.com

## (۱) اسماء بنت نعمان زوج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

نام اسماء بنت نعما بن جون بن شراحیل بن نعمان کندہ ہے۔ ابن الاثیر نے ''اسد الغابہ'' میں اور ابن حجر نے ''الاصابہ'' میں ذکر کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے عقد فرمایا اور دخول سے پہلے جدائی اختیار فرمائی: کہتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سے قریب ہوئے تو انھیں بلایا، انھوں نے آنے سے انکار کیا اور کہا: بلکہ آپ آیئے! اور بعض لوگوں نے کہا کہ انھوں نے اس وقت کہا ''أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ'' میں اللہ سے آپ کی پناہ چاہتی ہوں تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قَدْ عُذْتُ بِمُعَاذٍ وَ قَدْ أَعَاذَكَ اللّٰهُ مِنِّي'' تو نے پناہ چاہی لو اللہ نے مجھ سے تجھ کو پناہ دے دی اور طلاق دے دیا۔

نیز کہا گیا: یہ جملہ بنی سلیم کی ایک خوبصورت عورت نے کہا جس سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شادی فرمائی۔ آپ کی ازواج ڈریں کہ کہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حسن کی وجہ سے غالب نہ آجائیں تو انھیں سکھایا کہ اگر تم ''أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ'' کہو تو انھیں پسند آئے گا۔ جیسے ہی انھوں نے یہ جملہ کہا رسول اللہ ان سے الگ ہو گئے۔ اس لیے انھوں نے اپنا نام ''شقیہ'' رکھا اور کہا گیا کہ یہی کندیہ ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## (۲) اُم شریک بنت دودان زوج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

نام اُم شریک غزیہ بنت دودان بن عوف بن عامر بن رواحہ بن حجر، آپ کا سلسلہ نسب لوئ بن غالب تک پہنچتا ہے۔ روایت کیا گیا کہ آپ ہی نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہدیہ کیا تھا۔ اور یہ مکہ میں ہوا۔

اور کہا گیا کہ وہ اُم شریک انصاریہ ہیں۔ آپ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا اور دخول نہ فرمایا کیوں کہ آپ انصار کی عورتوں کی غیرت ناپسند کرتے تھے۔

## (۳) حضرت خولہ بنت ہزیل زوج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

نام خولہ بنت ہزیل بن ہبیرہ بن قبیصہ بن حارث۔ سلسلۂ نسب نزار بن ربیعہ غرس تک پہنچتا ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا: آپ تک پہنچنے سے پہلے راستہ میں وفات پا گئیں۔

www.waseemziyai.com

تصویر: گنبد خضریٰ، مسجد نبوی شریف۔ باب السلام کی جانب سے۔

خدا خیر سے لائے وہ دن بھی نوریؔ
مدینے کی گلیاں بہارا کروں میں

(حضور مفتیٔ اعظم ہند نوریؔ)

www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

# رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو باندیاں

## (۱) ماریہ بنت شمعون زوج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

شاہ اسکندریہ مقوقس نے آپ کو تحفہ بھیجا تھا۔ آپ قبطی تھیں۔ آپ کے ساتھ آپ کی بہن سیرین اور خصی غلام تھے جس کا نام مأبور تھا۔ آپ کی بہن کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت کو ہبہ کر دیا تو ان کو اس سے عبد الرحمٰن کی ولادت ہوئی۔

ماریہ قبطیہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ایک بچہ حضرت ابراہیم پیدا ہوئے۔ ان کے بچے نے انھیں آزاد کر دیا۔ اور مدینہ کے فراز میں جنوبی طرف کھجوروں کے باغات اور کھیتوں کے علاقہ میں پہنچا دیا۔

حضرت ابراہیم اور ان کے غلام خصی مأبور کو ان کی خدمت میں وہیں چھوڑا حضرت ابراہیم دو سال کی عمر میں وفات پا گئے۔

ماریہ قبطیہ کا انتقال ۱۶ ھ میں عہد فاروقی میں ہوا۔ عمر بن خطاب نے نماز جنازہ پڑھائی اور لوگوں کو ان کے جنازے میں شرکت کے لیے اعلان کرایا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے سیدہ خدیجہ بنت خویلد اور سیدہ ماریہ قبطیہ بنت شمعون کے علاوہ ازواج مطہرات سے اولاد نہ ہوئی۔ اور کہا گیا کہ سیدہ عائشہ سے ایک حمل ضائع ہو گیا جس کا نام عبد اللہ تھا۔

## (۲) ریحانہ بنت شمعون زوج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

نام ریحانہ بنت شمعون بن زید بن عمرو بن خنافہ، بن شمعون، بنو قریظہ سے، اپنے چچا کے بیٹے عبد الحکم کے پاس تھیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیدی بنا لیا، بنو قریظہ اور آپ پر اسلام پیش کیا تو آپ نے انکار کیا اور یہودیت کو پسند کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الگ ہو گئے تو آپ ایمان لائیں پھر آپ نے پیغام بھیجا اور حجاب لگایا۔ تو عرض کی: بلکہ مجھے اپنے ملکیت میں رکھیں۔

آخر دم تک آپ کی ملکیت میں رہیں یہاں تک کہ حجۃ الوداع کے بعد سن دس ہجری میں وفات ہوئی۔

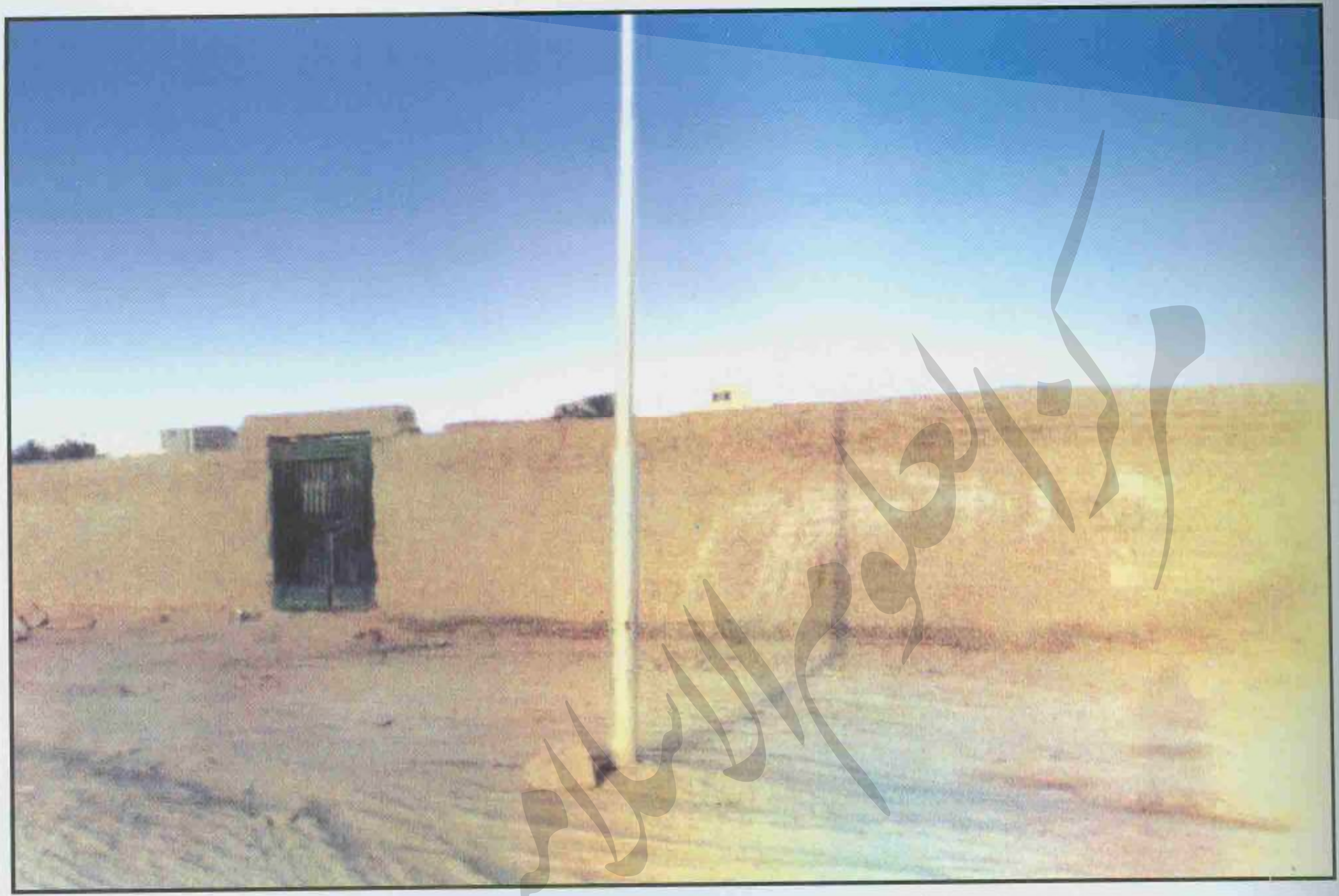

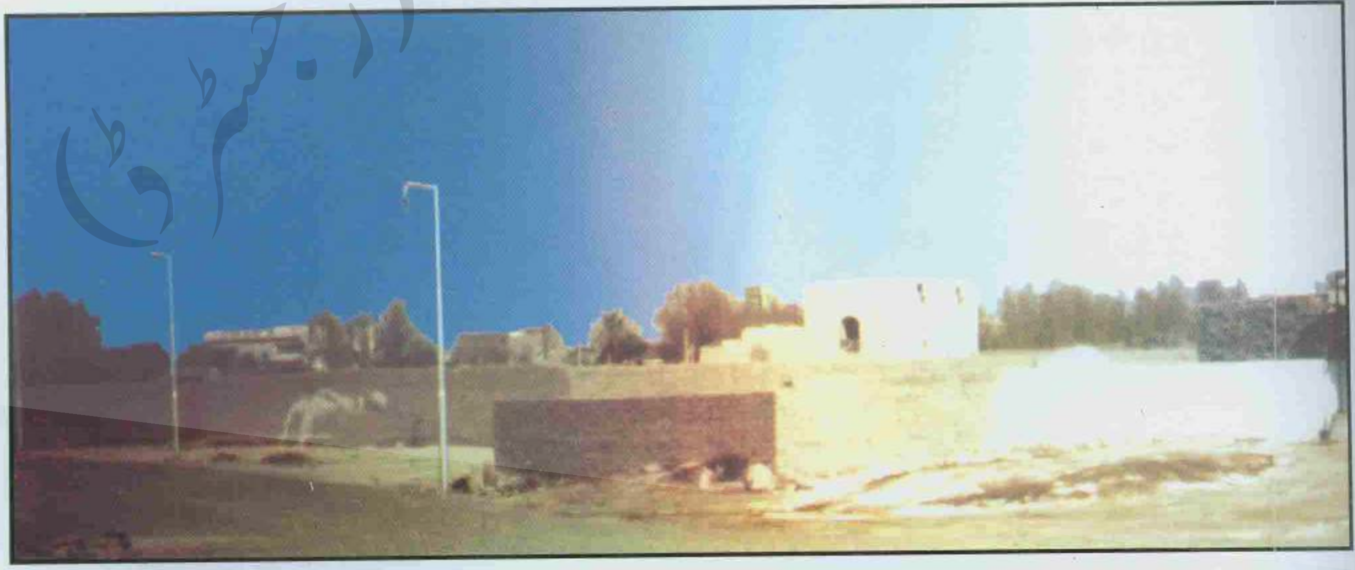

تصویر: مدینہ منورہ کے نواح میں حضرت ماریہ قبطیہ اُم ابراہیم کا مکان جہاں قیام پذیر رہیں۔ کہا گیا کہ آپ کی مسجد اور آپ کی قبر وہیں ہے جہاں آپ زندہ رہیں اور وفات پائیں۔

www.waseemziyai.com

نقشہ: ازواج مطہرات کا شجرہ نسب

www.waseemziyai.com

# رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حجرے

مدینہ منورہ میں مسجد نبوی شریف کے بغل میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے لیے حجرے تھے۔ جو آپ کے ساتھ رہتی تھیں اور جن سے آپ قریب ہوئے۔

ان کے اسمائے گرامی درجہ ذیل ہیں :

(۱) حضرت سودہ بنت زمعہ، (۲) حضرت عائشہ بنت ابوبکر، (۳) حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب، (۴) حضرت زینب بنت خزیمہ، (۵) حضرت ام سلمہ بنت ابو امیہ، (۶) حضرت زینب بنت جحش، (۷) حضرت جویریہ بنت حارث، (۸) حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان، (۹) حضرت صفیہ بنت حیی، (۱۰) حضرت میمونہ بنت حارث (رضی اللہ تعالیٰ عنہن اجمعین)

ان ازواج مطہرات میں سے ہر ایک کے لیے مخصوص گھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنوایا تھا۔ البتہ حضرت ام سلمہ بنت ابوامیہ کے لیے الگ سے گھر نہ بنوایا تھا بلکہ وہ حضرت زینب بنت خزیمہ کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں پس آپ کے ہی حجرہ میں قیام فرمایا۔

## مکان یا کمرہ؟

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کمروں کا نام جیسے گھر رکھا اسی طرح حجرات بھی رکھا۔ اور بعض روایتوں میں کمروں (حجرہ) اور گھروں کے ذکر کے بغیر فقط قبر بھی وارد ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: '' مَا بَيْنَ بَيْتِي وَ مِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَ مِنْبَرِي عَلَىٰ حَوْضِي '' میرے گھر اور منبر کے درمیان جنت کے باغات میں سے ایک کیاری ہے اور میرا منبر حوض کوثر پر ہے۔ [صحیح مسلم ، کتاب الحج، باب ما بین القبر و المنبر]

انھیں سے دوسری روایت یوں ہے: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : '' مِنْبَرِي هٰذَا عَلَىٰ تُرْعَةٍ مِنْ تُرَعِ الْجَنَّةِ وَ مَا بَيْنَ حُجْرَتِي وَ مِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ '' میرا یہ منبر جنت کی نہروں میں سے ایک نہر پر ہے اور میرے حجرے اور منبر کے درمیان باغ جنت کی کیاری ہے۔ [مسند احمد بن حنبل ، کتاب باقی مسند المکثرین]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: '' مَا بَيْنَ قَبْرِي وَ مِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ '' میری قبر اور منبر کے درمیان جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے۔ [مسند احمد بن حنبل ، کتاب باقی مسند المکثرین باب مسند ابی سعید ]

ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھروں کا ذکر قرآن کی متعدد آیات میں فرمایا ہے، بعض میں ''حجرات'' کمرے ذکر ہے:

جیسے: ﴿ إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿4﴾ ﴾ سورۂ حجرات

وہ جو تمھیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں، ان میں اکثر بے عقل ہیں۔ (کنزالایمان)

ان حجروں کی عزت افزائی کی خاطر قرآن کریم کی ایک سورہ کا نام ''الحجرات'' ہے۔ اور بعض دیگر آیتوں میں ''بیوت'' گھر کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بیوت کی نسبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کر کے فرمایا:

جیسے: ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ... ﴿53﴾ ﴾ (سورۂ احزاب)

اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں حاضر نہ ہو، جب تک اذن نہ پاؤ، مثلاً کھانے کے لیے بلائے جاؤ نہ یوں کہ خود اس کے پکنے کی راہ تکو۔ (کنزالایمان)

اور بعض دیگر آیتوں میں بیوت کی نسبت آپ کی ازواج مطہرات کی طرف کی گئی۔

جیسے: ﴿ وَ قَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ... ﴿33﴾ ﴾ (سورۂ احزاب)

اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو۔ جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی۔ (کنزالایمان)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ قلم بند کرنے والوں نے ان گھروں اور خاص کر ان میں موقع بہ موقع جبریل امین کے وحی لے کر نازل ہونے کا ذکر بڑی تفصیل سے کیا ہے۔

لہٰذا یہ گھر یا کمرے بیک وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر ہیں، امہات المومنین کے گھر ہیں۔ یہی دارالتقویٰ ہیں۔ یہی اسلام کے مدرسہ اول ہیں۔ یہی وہ سرزمین ہے جسے اللہ نے اپنی رسالت کے لیے منبع کی حیثیت دی، اسی کو اپنے رسول کا مسکن قرار دیا اور اس کو پسند فرمایا۔

www.waseemziyai.com

# عہد نبوت سے اب تک مدینہ منورہ کا طول وعرض

مدینہ منورہ کا طول وعرض (پیمائش) اوراس کی آبادی عہد نبوی سے لے کر اب تک مختلف ادوار میں حسب ذیل رہی ہے۔

ڈاکٹر صالح لمعی مصطفیٰ کہتے ہیں: مدینہ کی آبادی اور پیمائش کا اندازہ عہد رسالت میں غزوات میں نکلنے والے افراد سے اچھی طرح لگایا جاسکتا ہے۔ غزوۂ بدر ۲ھ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ۳۱۳ افراد نکلے۔ صلح حدیبیہ سے پیش تر مارچ ۶۲۸ء میں عمرہ کے لیے نکلنے والے افراد کی تعداد ۱۴۰۰-۱۶۰۰ تھی جن میں خزاعہ کے بدو بھی شامل ہیں۔

غزوۂ بدر رمضان دو ہجری مطابق مارچ ۶۲۲ء میں ہر وہ مسلمان جو فوجی کاروائی کرنے پر قادر تھا شریک ہوا۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس وقت خاندانوں کی تعداد تقریباً ۲۰۰-۲۵۰ تھی۔ اس طرح گھروں کی تعداد ۶۳۴ھ تک ۲۰۰-۲۵۰ تک ہی تھی۔

مذکورہ بالا مردم شماری میں خاص بات قابل توجہ ہے جس کی طرف ڈاکٹر موصوف نے اشارہ نہ کیا۔ وہ یہ کہ یہ مردم شماری تو فقط مسلمانوں کے مکان کی ہے۔ جب کہ اس وقت مدینہ میں یہودی بھی آباد تھے ان کے بھی مکانات تھے حتی کہ خود غزوۂ بدر ہی مدینہ منورہ میں یہود کی بڑھتی ہوئی اکثریت ان کے قلعے اور پناہ گاہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ مدینہ سے ان کا خروج (جلاوطنی) غزوۂ خندق کے بعد ہوا۔ خود میدان بدر کی طرف خروج کسی جنگ کے ارادہ سے نہیں تھا بلکہ قریش کا راستۂ تجارت روکنے کے لیے پہل کی گئی تھی۔

| بمطابق | باشندوں کی تعداد | عیسوی سن |
|---|---|---|
| BURCKHARD | 20000-16000 | 1815 |
| SADLIER | 18000 | 1818 |
| BURTON | 16000 | 1853 |
| WAVELL | 30000 | 1908 |
| BATNOONI | 60000 | 1910 |
| MORITZ | 70000-60000 | 1914 |
| ALI HAFIZ | 15000 | 17-1916 |
| BUTTER | 6000 | 1925 |
| PHILBY | 15000 | 1931 |
| ROBURT MATHIYU | 137000 | 1975 |
| وزارت مالیات کے مطابق ۱۴۱۳-۱۹۹۳ کی مردم شماری | 608295 | 1993 |

نقشہ: مدینہ میں مردم شماری اور پیمائش مختلف سالوں میں

مدینہ منورہ کی امانت کے مصادر کے مطابق مستقل آبادی ۲۰۰۰ء تک تقریباً (۹۰۰۰۰۰) نو لاکھ افراد پر مشتمل تھی۔

www.waseemziyai.com

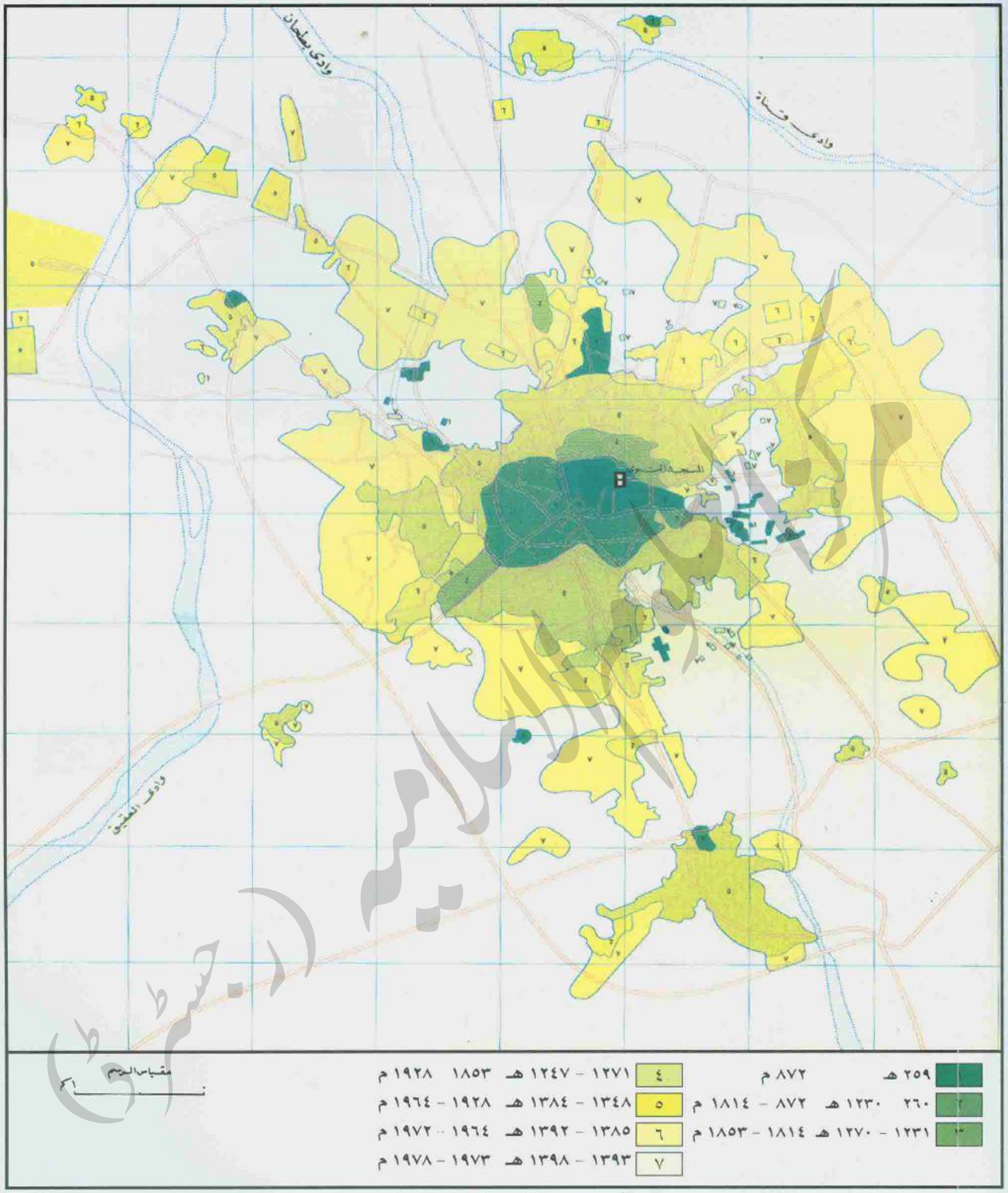


نقشہ : مردم شماری مختلف سالوں میں

ہجرت رسول کے بعد مدینہ منورہ اسلامی حکومت کا پایۂ تخت (مرکز) بن گیا۔ اور دیگر قبائل اور قومیں مدینہ سے دور ہونے لگیں۔ عہد رسالت کے بعد جب حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے دور خلافت میں اسلامی پایۂ تخت کوفہ منتقل ہوا۔ ان کے بعد بھی جب دوسرے حکمراں نے بلاد شام وعراق کو مرکز کی حیثیت دی۔ تب بھی مدینہ کی مرکزیت باقی رہی۔ اس لیے کہ وہ اسلامی مملکت کے بیچ میں تھا اور اس لیے بھی کہ ان کے اطراف میں واقع مشرق میں بلاد سندھ اور مغرب میں بلاد مغرب اور اسپین وغیرہ تھے۔ ان سے رابطہ آسان ہو جائے۔

www.waseemziyai.com

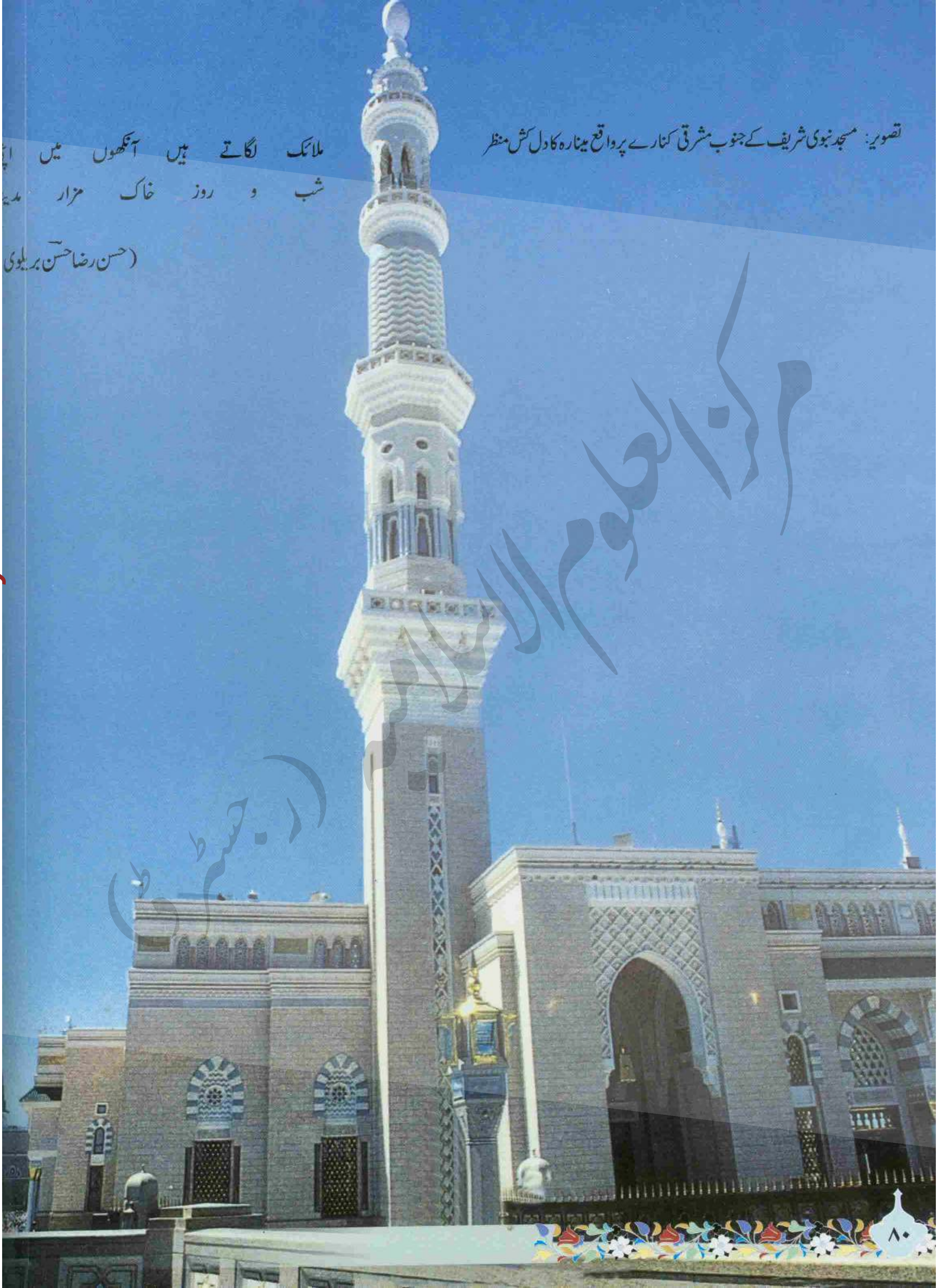

تصویر: مسجد نبوی شریف کے جنوب مشرقی کنارے پر واقع مینارہ کا دل کش منظر

ملائک لگاتے ہیں آنکھوں میں اپ
شب و روز خاک مزار مدی

(حسن رضا حسنؔ بریلوی

www.waseemziyai.com

# " لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ "

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بے شک موت کی سختیاں ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

'' إِذَا أَصَابَ أَحَدُكُمْ مُصِيبَةٌ فَلْيَذْكُرْ مُصِيبَتَهُ لِي فَإِنَّهَا أَعْظَمُ الْمَصَائِبِ . '' [بيهقى فى شعب الايمان]

جب تم میں سے کسی کو کوئی مصیبت پہنچے تو اسے چاہئیے کہ وہ میری مصیبت کو یاد کرے۔ بے شک وہ سب سے بڑی مصیبت ہے۔

نہ کیوں کر کہوں یا حبیبی اغثنی<br>
اسی نام سے ہر مصیبت ٹلی ہے

(حضرت رضا بریلوی)

www.waseemziyai.com

# ’’لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ‘‘

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ۔ بے شک موت کی سختیاں ہیں ۔

## آرزوئیں برآئیں :

صحیح مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث میں اس مشہور بات کا ذکر ہے ۔ جو فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور انصار کے درمیان ہوئی ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’ یَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ ‘‘ اے گروہ انصار! انھوں نے جواب دیا ہم حاضر ہیں، یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ارشاد فرمایا: ’’قُلْتُمْ أَمَّا الرَّجُلُ فَأَدْرَكَتْهُ رَغْبَةٌ فِي قَرْيَتِهٖ ‘‘ تم نے یہ کہا کہ یہ شخص (میں) اپنے پرانے شہر کی محبت میں سرشار ہیں ۔ لوگوں نے کہا: ایسا بعض لوگوں کا خیال ہے ۔

ارشاد فرمایا: ’’ كَلَّا إِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ وَ رَسُوْلُهٗ ، هَاجَرْتُ إِلَى اللّٰهِ وَ إِلَيْكُمْ ، وَ الْمَحْيَا مَحْيَاكُمْ ، وَ الْمَمَاتُ مَمَاتُكُمْ . ‘‘

ہرگز نہیں! میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں ۔ میں نے اللہ کی طرف ہجرت کی اور تمھاری طرف ہجرت کی ۔ اب زندگی تمھارے ساتھ گزرے گی اور موت تمھارے درمیان آئے گی ۔

اس حدیث پاک سے مدینہ منورہ اور انصار کی محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے واضح طور پر نمایاں ہو رہی ہے ۔ یہی نہیں بلکہ اس بات کا بھی اشارہ ملتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آخری آرام گاہ مدینہ منورہ ہوگی ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا. فَإِنِّيْ أَشْفَعُ لِمَنْ يَمُوْتُ بِهَا. ‘‘ [مسند احمد ، نسائی شریف، ابن ماجه ، ترمذی، ابن حبان وغیره ]

جس سے ہو سکے کہ مدینہ منورہ میں مرے تو اسے چاہیئے کہ مدینہ میں مرے، کیوں کہ جو مدینہ میں مرے گا میں اس کی شفاعت کروں گا ۔

دوسری حدیث حضرت صمیتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَمُوْتَ إِلَّا بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا، فَإِنَّهٗ مَنْ يَمُتْ بِهَا نَشْفَعُ لَهٗ وَنَشْهَدُ لَهٗ. ‘‘

جس سے ہو سکے کہ مدینہ ہی میں مرے تو اسے چاہیئے کہ وہ یہیں مرے ۔ کیوں کہ جو یہاں مرے گا ہم اس کی شفاعت کریں گے اور اس کے حق میں گواہی دیں گے ۔ [نسائی ابن احبان ، طبرانی فی الکبیر ، ابن جمیع ، بیهقی ]

مدینہ منورہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس درجہ محبت والفت تھی کہ مکہ میں اپنی موت کو ناپسند فرمایا، جب کہ وہی آپ کا آبائی وطن ہے، جہاں آپ پیدا ہوئے اور جہاں پرورش پائی ۔

جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مکہ میں داخل ہوتے تو یہ دعا کرتے ۔

’’ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ مَنَايَانَا بِهَا حَتّٰى تُخْرِجَنَا مِنْهَا. ‘‘

اے اللہ! ہمیں موت یہاں (مکہ) میں نہ دے، یہاں تک کہ ہمیں یہاں سے (مدینہ) نکال دے ۔ [مسند احمد، طبرانی، بزار، بیهقی]

## آپ کی بیماری کی حالت اور اپنی موت کی خبر دینا :

حجۃ الوداع سے واپسی کے بعد چند دنوں میں وہ امر حتمی آپہنچا جو ہر ایک کو پہنچنا ہے ۔ وہ دن جسے کبار صحابہ بھلانے سے قاصر رہے ۔ وہی وداعی حج تھا اور اسی میں ساری وصیتیں ہوئیں ۔

www.waseemziyai.com

وصال سے چودہ دن پہلے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سخت مصیبت اور شدت مرض برداشت کی۔ بیماری کی حالت میں بھی آپ عدل وانصاف قائم رکھنے کے لیے اپنی ازواج مطہرات کی باریوں کا خیال فرماتے اور وہاں ضرور تشریف لے جاتے۔ جب بیماری بہت بڑھ گئی اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا آنا گراں ہوگیا تو آپ نے دیگر ازواج سے اجازت چاہی کہ میں حضرت عائشہ کے حجرہ میں مقیم ہو جاؤں تو اجازت مل گئی۔

جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث پاک میں ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں: '' لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ ، اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يَمْرَضَ فِي بَيْتِي فَأَذِنَّ لَهُ. ''

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر چلنا پھرنا گراں ہوگیا اور درد بڑھ گیا تو ازواج مطہرات سے اجازت چاہی کہ میرے گھر (حجرہ) میں مقیم ہوں، تو آپ کو اجازت مل گئی۔

سیرت ابن ہشام اور حاکم کی مستدرک میں یہ روایت موجود ہے۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں: نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنت البقیع سے واپس ہوئے اور میرے پاس آئے تو میرے سر میں بہت درد تھا۔ اور میں کہہ رہی تھی ہائے میرا سر!

تو آپ نے فرمایا: ''بَلْ أَنَا وَ اللّٰهِ يَا عَائِشَةُ وَا رَأْسَاهُ''

بلکہ قسم خدا کی! اے عائشہ! میرے سر میں بہت درد ہے۔

پھر فرمایا: ''وَ مَا ضَرَّكِ لَوْ مُتِّ قَبْلِي فَقُمْتُ عَلَيْكِ وَ كَفَّنْتُكِ وَ صَلَّيْتُ عَلَيْكِ وَ دَفَنْتُكِ.''

کیا ہوگا اگر تم مجھ سے پہلے مر جاؤ تو میں تمھاری تجہیز وتکفین کروں اور تمھاری نماز جنازہ پڑھاؤں اور تمھیں دفن کر دوں۔

حضرت عائشہ کہتی ہیں: میں نے عرض کی بخدا گویا میں آپ سے ہوں اگر ایسا ہوا تو آپ میرے گھر واپس آئیں گے اور آپ دیگر ازواج کے ساتھ (میری جگہ) خوشی منائیں گے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبسم ریز ہوگئے اور آپ کا درد جاتا رہا۔

آپ اپنی ازواج پر دور فرماتے رہے یہاں تک کہ پھر حضرت میمونہ کے حجرہ میں گرانی ہوئی۔ تو ازواج مطہرات کو بلا کر اجازت طلب کی مجھے حجرۂ عائشہ میں اقامت کرنے دیا جائے تو آپ کو اجازت مل گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مرض بڑھتا گیا۔ صحیحین میں حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے روایت ہے: کہتے ہیں کہ میں عائشہ کے پاس آیا تا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حالت مرض کے بارے میں پوچھوں، تو انھوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر گرانی کا وقت تھا اور فرماتے: '' أَصَلَّى النَّاسُ ؟'' کیا لوگ نماز ادا کر چکے؟ ازواج کہتیں نہیں، لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ فرماتے ''ضَعُوْا لِيْ مَاءً فِي الْمِخْضَبِ'' میرے لیے لگن میں پانی بھرو، تو ہم نے ایسا کیا۔ آپ نے غسل فرمایا اور بہ مشکل تھوڑا اٹھے کہ بے ہوش ہوگئے، جب افاقہ ہوا فرمایا '' أَصَلَّى النَّاسُ ؟'' کیا لوگ نماز ادا کر چکے؟ نہیں یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ فرمایا: ''ضَعُوْا لِيْ مَاءً فِي الْمِخْضَبِ'' میرے لیے لگن میں پانی بھرو، آپ نے بیٹھ کر غسل فرمایا، پھر بہ مشکل تھوڑا اچلے کہ غشی طاری ہوگئی۔ پھر جب افاقہ ہوا پوچھا ''أَصَلَّى النَّاسُ ؟'' کیا لوگ نماز ادا کر چکے؟ نہیں یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مسجد میں بیٹھے آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ تمام لوگ مسجد میں بیٹھے عشاء کی نماز میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو کہلا بھیجا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ قاصد نے آکر حکم سنایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ابوبکر لوگوں کو نماز پڑھائیں، حضرت ابوبکر نے کہا (وہ رقیق القلب تھے) اے عمر! لوگوں کو نماز پڑھاؤ، عمر نے جواب دیا امامت کے حق دار آپ زیادہ ہو۔ ان دنوں ابوبکر نے امامت فرمائی۔



www.waseemziyai.com

حضرت عائشہ سے ہی مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب ان کے حجرے میں داخل ہوئے اور درد بہت بڑھ گیا تھا "هَرِيقُوا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ لَمْ تُحَلَّلْ أَوْكِيَتُهُنَّ لَعَلِّي أَعْهَدُ إِلَى النَّاسِ"

سات مشکیزوں سے میرے اوپر پانی بہاؤ جن کے منھ نہ کھلے ہوں۔ شاید میں لوگوں تک پہنچ سکوں۔

دارمی نے حضرت عائشہ سے روایت نقل کی، نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی بیماری کی حالت میں فرمایا: "صُبُّوا عَلَيَّ سَبْعَ قِرَبٍ مِنْ آبَارٍ شَتَّى."

مختلف کنوؤں سے میرے اوپر سات مشکیزوں سے پانی بہاؤ۔

بخاری شریف میں یہی روایت "آبار شتی" کے علاوہ ہے۔ اہل مدینہ کے یہاں وہ سات مشہور کنوویں جن سے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضو فرماتے، غسل فرماتے اور ان کا پانی نوش فرماتے درج ذیل ہیں:

أَرِيْس ، حَاء ، رُوْمَه ، غَرَس ، بِضَاعَة ، بُصَّة ، كُبْرٰى ، سُقْيَا ، عِهْن ، جَمَل ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود اپنی وفات کی خبر اپنی صاحب زادی فاطمہ زہراء کو دی، جیسا کہ بخاری اور ترمذی کی روایت، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے، کہتی ہیں: فاطمہ دوڑتی ہوئی آئیں۔ آپ کی چال نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چال کے مشابہ تھی۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "مَرْحَبًا يَا بُنَيَّتِيْ" میری بیٹی خوش آمدید، پھر آپ کو اپنے دائیں جانب بٹھایا یا بائیں جانب (راوی کا شک) پھر کان میں کچھ سرگوشی فرمائی تو آپ رونے لگیں، میں نے پوچھا کیوں روتی ہیں؟ پھر سرگوشی فرمائی تو آپ ہنس پڑیں، میں نے پوچھا کی کیا بات ہے کہ آج میں آپ کو غم آمیز خوشی میں دیکھ رہی ہوں؟ اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بات پوچھنی چاہی، فاطمہ نے جواب دیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا راز فاش نہیں کرسکتی، یہاں تک کہ آپ کا وصال ہوگیا۔ پھر میں نے بعد میں پوچھا تو جواب دیا پہلی مرتبہ سرگوشی میں کہا کہ جبریل امین ہر سال قرآن کریم کا ایک دور کرتے تھے، امسال دو دور کیا ہے، لگتا ہے کہ تم سے جدائی کا وقت آگیا ہے۔ اور میرے اہل خانہ میں سے تم سب سے پہلے مجھ سے ملوگی۔ یہ سن کر میں رونے لگی، دوسری مرتبہ سرگوشی فرمائی تو یہ کہا: کیا تمھیں یہ پسند نہیں کہ تو جنتی عورتوں کی سردار ہو؟ تو میں ہنس پڑی۔

ہیثمی نے مجمع الزوائد میں عبداللہ بن مسعود سے روایت نقل کی: کہا کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے چھ دن پیش تر ہمیں خبر دی۔ جب جدائی کا وقت آگیا ہمیں حضرت عائشہ کے حجرے میں جمع کیا اور آپ ہماری جانب پُرنم نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ پھر فرمایا: خوش آمدید، اللہ تمھیں زندہ رکھے، اللہ تمھاری حفاظت فرمائے، اللہ تمھاری مدد و اعانت فرمائے، اللہ تمھیں سربلند کرے، اللہ تمھیں ہدایت دے، اللہ تمھیں رزق دے، اللہ تمھیں توفیق دے، اللہ تمھیں سلامت رکھے، اللہ تمھیں قبول فرمائے...

میں تمھیں تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں، اللہ سے تمھارے لیے دعا کرتا ہوں، اور تمھارے درمیان اپنا نائب چھوڑے جاتا ہوں بے شک میں ڈرسنانے والا ہوں۔ اللہ کے بندوں اور ملکوں پر زیادتی نہ کرنا، بے شک اللہ تعالیٰ مجھ سے اور تم سے فرماتا ہے:

﴿ تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿83﴾ ﴾ (سورۂ قصص)

یہ آخرت کا گھر، ہم ان کے لیے کرتے ہیں جو زمین میں تکبر نہیں چاہتے اور نہ فساد اور عاقبت پرہیزگاروں ہی کی ہے۔ (کنزالایمان)

اور فرمایا: ﴿ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِلْمُتَكَبِّرِينَ ﴿6﴾ ﴾ (سورۂ زمر)

کیا مغرور کا ٹھکانہ جہنم میں نہیں۔ (کنزالایمان)

www.waseemziyai.com

ارشاد فرمایا :

”أَيُّهَا النَّاسُ ! بَلَغَنِىْ أَنَّكُمْ تَخَافُوْنَ مِنْ مَوْتِ نَبِيِّكُمْ هَلْ خَلَدَ نَبِىٌّ قَبْلِىْ فِيْمَنْ بَعَثَ اللّٰهُ فَأَخْلَدَ فِيْكُمْ ؟ أَلَا إِنِّىْ لَاحِقٌ بِرَبِّىْ ، وَ أَنْتُمْ لَاحِقُوْنَ بِىْ فَأُوْصِيْكُمْ بِالْمُهَاجِرِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ خَيْرًا وَ أُوْصِى الْمُهَاجِرِيْنَ فِيْمَا بَيْنَهُمْ.“

فإن الله تعالىٰ يقول :

اے لوگو! مجھے معلوم ہوا کہ تم اپنے نبی کی موت سے ڈرتے ہو، کیا مجھ سے پہلے جو انبیاء تم میں مبعوث ہوئے وہ ہمیشہ زندہ رہے؟ خبر دار میں اپنے رب سے ملنے والا ہوں اور تم بھی عن قریب مجھ سے ملنے والے ، میں تم سے اولین مہاجرین کے بارے میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔ اور مہاجرین کو آپس میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔

بے شک اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :

﴿وَ الْعَصْرِ ﴿1﴾ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِىْ خُسْرٍ ﴿2﴾ إِلَّا الَّذِيْنَ آمَنُوا وَ عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿3﴾﴾ (سورۂ عصر)

اس زمانہ محبوب کی قسم بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے۔ مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے۔ اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔ (کنز الایمان)

”وَ إِنَّ الْأُمُوْرَ تَجْرِىْ بِإِذْنِ اللّٰهِ وَ لَا يَحْمِلَنَّكُمْ اسْتِبْطَاءُ أَمْرٍ عَلَى اسْتِعْجَالِهٖ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَا يَعْجَلُ بِعَجَلَةِ أَحَدٍ وَ مَنْ غَالَبَ اللّٰهَ غَلَبَهٗ وَ مَنْ خَادَعَ اللّٰهَ خَدَعَهٗ.“

تمام امور اللہ کے حکم سے جاری ہیں۔ کسی کام کی سستی تمھیں اس کی عجلت پر نہ ابھارے۔ بے شک اللہ کسی بندے کی عجلت کی وجہ سے عجلت نہیں فرماتا۔ جو اللہ پر غالب آنا چاہتا ہے اللہ اس پر غالب ہوتا ہے اور جو اللہ کو دھوکہ دینا چاہتا ہے اللہ اس کا بدلہ اسے دیتا ہے۔

پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِى الْأَرْضِ وَ تُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ﴿22﴾﴾ (سورۂ محمد)

تو کیا تمھارے یہ لچھن (انداز) نظر آتے ہیں کہ اگر تمھیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ۔ (کنز الایمان)

”وَ أُوْصِيْكُمْ بِالْأَنْصَارِ خَيْرًا فَإِنَّهُمُ الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُوا الدَّارَ وَ الْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِكُمْ أَنْ تُحْسِنُوْا إِلَيْهِمْ أَلَمْ يُشَاطِرُكُمْ فِى الثِّمَارِ ، أَلَمْ يُوَسِّعُوْا لَكُمُ الدَّارَ، أَلَمْ يُؤْثِرُوْكُمْ عَلىٰ أَنْفُسِهِمْ وَ بِهِمُ الْخَصَاصَةُ؟ أَلَا فَمَنْ وُلِّىَ لِيَحْكُمَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَ لِيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيْئِهِمْ أَلَا وَ لَا تَسْتَأْثِرُوْا عَلَيْهِمْ أَلَا وَ إِنِّىْ فَرَطٌ لَكُمْ وَ أَنْتُمْ لَاحِقُوْنَ بِىْ أَلَا فَإِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْحَوْضُ ، أَلَا فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَرِدَهُ عَلَىَّ غَدًا فَلْيَكْفُفْ يَدَهٗ وَ لِسَانَهٗ إِلَّا فِيْمَا يَنْبَغِىْ.“

میں تمھیں انصار کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرتا ہوں، قبل اس کے کہ تم ان کے ساتھ بھلائی کرتے انھوں نے تمھیں پناہ دی۔ کیا انھوں نے تمھیں پھلوں میں آدھے کا شریک نہ کیا۔ کیا انھوں نے تمھارے لیے اپنے مکان کشادہ نہ کیے، کیا انھوں نے تمھیں اپنے اوپر ترجیح نہیں دی گرچہ وہ اس کے زیادہ محتاج تھے؟ خبر دار جو کسی دو شخصوں کے درمیان فیصلہ کرنے پر مامور ہو تو اسے چاہیئے کہ اپنے محسن کو قبول کرے اور اپنے ساتھ بدخواہی کرنے والے سے درگزر کرے۔ خبر دار ان پر ترجیح نہ دو، خبر دار میں تمھارے لیے آگے جانے والی بھلائی ہوں اور تم میرے پیچھے آنے والے ہو، خبر دار،

www.waseemziyai.com

تمھارا ملنا حوض (کوثر) پر ہوگا۔ خبردار جو مجھ سے وہاں ملنا چاہے تو چاہیئے کہ وہ اپنے ہاتھ وزبان کو محفوظ رکھے۔

یہی وہ وقت ہے کہ جدائی کی گھڑی قریب ہوئی جارہی ہے اور آپ کے مرض میں اضافہ ہوا جارہا ہے۔ حضرت عائشہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت جو کہ صحیح بخاری شریف میں وارد ہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وقت رخصت قریب ہوا، اپنے چہرہ پر کالا کپڑا ڈال لیتے جب غم بڑھ جاتا چہرہ کھولتے اور اسی حال میں فرماتے۔

''لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُودِ وَ النَّصَارىٰ اِتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَاءِ هِمْ مَسَاجِدَ.''

اللہ تعالیٰ یہود ونصاریٰ پر لعنت کرے، انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنالیا۔

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک چھوٹا سا ڈول تھا جس میں پانی تھا۔ روح پرواز ہونے کے وقت آپ اس میں اپنا دست مبارک داخل فرماتے اور بھیگے ہوئے ہاتھ چہرہ پر ملتے اور فرماتے: '' لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ إِنَّ لِلْمَوتِ سَكَرَاتٍ.''

اللہ کے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں۔ بے شک موت کی سختیاں ہیں۔ پھر ہاتھ بڑھاتے اور فرماتے: ''فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلىٰ''

یہاں تک کہ روح پرواز کرگئی اور آپ کا دست اقدس ساکت ہوگیا۔ تو نہیں ہے کوئی شخص جس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ درد ہو۔ اسی حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جیسا کہ مسند احمد، ترمذی اور ابن ماجہ کی صحیح حدیث میں موجود ہے۔

'' اَللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلىٰ سَكَرَاتِ الْمَوتِ.''

اے اللہ موت کی سختیوں پر میری اعانت فرما۔

امام بخاری اور امام احمد نے حضرت انس سے روایت کیا کہا:

جب نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر گرانی ہوئی اور آپ کو ڈھانپ لیتی، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتیں ہائے میرے والد کی شدت! تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے '' لَيْسَ عَلىٰ أَبِيكِ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ'' آج کے بعد تمھارے والد پر کوئی شدت نہیں، جب وصال ہوگیا فاطمہ کہتی ہیں: ہائے میرے والد نے داعی حق کو لبیک کہا، ہائے میرے والد آپ کا ٹھکانہ جنت الفردوس ہے، اے میرے والد جبریل نے آپ کی موت کی خبر دی۔

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زیر زمین روپوش کردیے گئے تو فاطمہ نے کہا: اے انس! کیا تمھیں اچھا لگ رہا ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر پر مٹی ڈالو۔

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے، کہا: جس دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں جلوہ گر ہوئے اس دن مدینہ کی ہر چیز چمک اٹھی اور جس دن آپ اس دنیا سے رخصت ہوئے، ہر چیز تاریکی میں ڈوب گئی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تدفین سے ہم ابھی فارغ بھی نہیں ہوئے تھے کہ ہمارے دل ہمیں ناپسند ہوگئے۔ [ترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، باب فی فضل النبی]

بخاری، نسائی اور احمد کی روایت میں ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں: اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں میں سے میرے لیے بڑی نعمت یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے حجرے میں واصل بحق ہوئے، اور میری باری کے دن اس دنیا سے رخصت ہوئے، آخری وقت میں ان کا سر اقدس میری گود میں تھا، اللہ نے میرا اور ان کا لعاب یکجا کیا وہ بھی آخری وقت میں، اشارہ اس مسواک کی طرف جس کو سیدہ عائشہ نے اپنے



www.waseemziyai.com

دانتوں سے نرم کیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آخری وقت میں اپنے دہن پاک میں لیا۔

ہائے وہ مصیبت! جس کے آگے ساری مصیبتیں ہیچ ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سچ فرمایا: '' إذَا أَصَابَ أَحَدُكُمْ مُصِيْبَةً فَلْيَذْكُرْ مُصِيْبَتَهُ بِيْ فَإِنَّهَا أَعْظَمُ الْمَصَائِبِ . '' [بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کی]

جب تم میں سے کسی کو مصیبت پہنچے تو اسے چاہیئے کہ میری مصیبت کو یاد کرلے۔ پس بے شک وہ سب سے بڑی مصیبت ہے۔

اب وقت ہے جسم اقدس کو غسل دینے اور کفن دینے کا، جیسا کہ آپ نے وصیت فرمائی۔

بخاری و مسلم اور ابوداود و حاکم نے عباد بن عبداللہ بن زبیر سے روایت کی: حضرت عائشہ کہتی ہیں: جب لوگوں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو تردد میں پڑے، آیا ہم اپنے عام مردوں کی طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے کپڑوں کو الگ کر کے غسل دیں یا کپڑے سمیت؟ جب یہ اختلاف بڑھا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر اونگھ مسلط کردی اور ہر ایک شخص کی گردن جھک گئی پھر کمرے کے ایک کونہ سے صدا دینے والے نے صدا دی، مگر کوئی نہ جان سکا یہ کس کی ہے؟

'' أَنِ اغْسِلُوا النَّبِيَّ وَ عَلَيْهِ ثِيَابٌ. '' نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کپڑوں سمیت غسل دو، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غسل دیا گیا اور ان کے جسم اطہر پر قمیص موجود تھی، قمیص کے اوپر سے ہی پانی بہایا گیا۔ اور کسی کے ہاتھ لگنے کے بجائے قمیص کے ذریعہ ہی ملا گیا۔

ابن ماجہ کی نقل کردہ ابن بریدہ کی روایت میں ہے: جب لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غسل دینا چاہا تو حجرہ کے اندر سے آواز آئی '' لَا تَنْزِعُوْا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَمِيْصَهُ '' رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قمیص نہ اتارو۔

ابن سعد نے اپنی طبقات میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت نقل کی، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غسل دیا تو میں نے چاہا کہ میت سے جن چیزوں کو صاف کرنا ہوتا ہے وہ کردوں تو میں نے کچھ نہ پایا۔ آپ ظاہری و باطنی حیات دونوں میں پاکیزہ اور طیب و طاہر تھے۔

حضرت علی سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے وصیت کی کہ میرے علاوہ کوئی دوسرا آپ کو غسل نہ دے۔

'' فَإِنَّهُ لَا يَرَىٰ أَحَدٌ عَوْرَتِيْ إِلَّا طُمِسَتْ عَيْنَاهُ '' کیوں کہ جو میری موضع عورت دیکھ لے اس کی آنکھ جاتی رہتی۔

کہتے ہیں کہ پس عباس اور اسامہ پردہ کے اوٹ سے مجھے پانی دیتے، میں نے کوئی عضو نہیں چھوا مگر یہ کہ میرے ساتھ تیں مرد اسے سیدھا کرتے یہاں تک کہ میں غسل سے فارغ ہوا۔

سنن ابن ماجہ کی روایت حضرت علی سے ہی مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا '' إذَا أَنَا مِتُّ فَاغْسِلُوْنِيْ بِسَبْعِ قِرَبٍ مِنْ بِئْرِيْ بِئْرِ غَرْسٍ. ''

جب میرا وصال ہو جائے تو مجھے سات مشکیزوں سے غرس کے کنویں سے غسل دیں، غرس کنواں حضرت سعد بن خیثمہ کا مقام قباء میں تھا۔

اور یحییٰ کی روایت میں ہے: مجھے غرس کے کنویں سے سات ایسے مشکیزوں سے غسل دیا جائے جن کے منہ بند تھے ہوں۔

محمد بن قیس کی ایک ضعیف مرسل روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت علی، فضل بن عباس نے غسل دیا، انھوں نے کہا کہ ہم جو عضو پانی بہانے کے لیے اٹھانا چاہتے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود اٹھا دیتے۔ یہاں تک کہ ہم نے چاہا کہ آپ کے موضع عورت کی طہارت کردیں تو ہم نے کمرہ کے کونہ سے ایک آواز سنی '' لَا تَكْشِفُوْا عَنْ عَوْرَةِ نَبِيِّكُمْ '' اپنے نبی کے موضع عورت کو بے حجاب نہ کرو۔



www.waseemziyai.com

# قبر نبی کے اوصاف

یحیٰ بن سعید سے مروی ہے، کہتے ہیں: مدینہ منورہ میں کسی کی قبر کھودی جا رہی تھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہاں تشریف فرما تھے، کھودنے والے شخص پر کچھ ظاہر ہوا۔ تو اس نے کہا: مومن کا ٹھکانا کیا برا ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے کیا ہی بری بات کہی تو اس شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں نے غلط بات مراد نہیں لی بلکہ اس سے میری مراد راہ خدا میں شہادت ہے، تو آپ نے فرمایا راہ خدا میں شہادت کی کوئی مثال نہیں پھر فرمایا روئے زمین پر مدینہ سے زیادہ محبوب کوئی خطہ نہیں جہاں اپنی قبر ہونا پسند کروں۔ [موطا امام مالک، کتاب الجهاد، باب الشهداء فی سبیل الله]

بخاری شریف، کتاب الجنائز میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی آخری علالت میں جس سے جاں بر نہ ہو سکے فرمایا ''لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُودَ وَ النَّصَارىٰ اِتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَاءِ هِمْ مَسَاجِدَ.''

اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے، انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنالیا۔

اگر اسی بات کا ڈر نہ ہوتا میں بھی ان کی قبر خوب ظاہر کر دیتی۔

سفیان تمار سے روایت کرتے ہوئے ابوبکر بن عیاش کہتے ہیں کہ انھوں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر سطح زمین سے ابھری دیکھی۔

عمر بن عثمان بن ھانی سے مروی ہے کہ میں حضرت عائشہ کے پاس آیا اور کہا اے ماں! نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے صاحبین (ابوبکر و عمر) کی قبریں مجھے دکھا دیں تو انھوں نے تینوں قبروں کو میرے سامنے بے حجاب کر دیا تو وہ نہ زیادہ ابھری نہ زیادہ پست، برابر سرخ رنگ کے عقیق کے مانند تھیں۔

تصویر: نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کنواں جس کا نام ''غرس'' ہے۔
یہ ان کنوؤں میں سے ہے جس کا پانی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حالت علالت میں آپ پر بہایا گیا، اور اس سے آپ نے غسل فرمایا۔



www.waseemziyai.com

تصویر: کنواں عھن مدینہ منورہ

تصویر: کنواں، بصہ کبریٰ مدینہ منورہ

ابوالیمن ابن الزین مراغی نے شعر کہا:

طیبہ (مدینہ) میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پرانے کنوویں کو میں نے شمار کیا تو اسے سات پایا جس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں۔ اور وہ اُریس، غرس، رومہ، بضاعہ، بصہ، بیرحاء، اور عھن ہے۔

www.waseemziyai.com

ابوداؤد نے کتاب الجنائز میں روایت نقل کی، ابوعلی نے کہا: کہا گیا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آگے ہیں۔ ابوبکر ان کے سر کے پاس اور عمران کے پائے اقدس کے پاس ان کا سر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پائے اقدس کے پاس ہے۔

اس طرح کی سادہ اور متواضع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر پاک ہے نہ زیادہ زمین سے اٹھی نہ سونے کے گنبد کے نیچے، نہ جواہرات کی دیوار سے گھری، نہ ہیرے کے صندوق کے اندر، کیا ہی پاکباز ہیں یہ نبی اور کیسے معلم ہیں جنھوں نے اپنے اصحاب کے دلوں میں سچی محبت کا صحیح مفہوم اور سچی اتباع کا صحیح معنی راسخ کر دیا۔

بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی: جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا لوگوں نے کمرے میں ایک ہاتف غیبی کو ندا کرتے سنا:

”اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُه إِنَّ فِی اللّٰهِ عَزَاءً مِنْ كُلِّ مُصِيْبَةٍ وَ خَلْفًا مِنْ كُلِّ فَائِتٍ وَ دِرْكًا مِنْ كُلِّ هَالِكٍ، فَبِاللّٰه فَثِقُوا، وَ إِيَّاهُ فَرْجُوا فَإِنَّمَا الْمَحْرُوْمُ مَنْ حُرِمَ الثَّوَابُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔“

اے صاحب خانہ تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت و برکات، بے شک اللہ کے پاس ہر مصیبت کا مداوا ہے۔ اور ہر فوت شدہ شئی کا نعم البدل ہے اور ہر ہلاک شدہ کا بدلہ ہے تو اللہ ہی پر بھروسہ رکھو اور اسی سے تمنا کرو۔ بے شک محروم وہی ہے جو ثواب سے محروم ہوا اور تم پر سلام اور اللہ کی رحمت و برکات ہو۔

ابوالقاسم کی روایت بھی اسی طرح کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے وقت کمرے کے گوشہ سے تعزیت کی آواز سنی گئی، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جانتے ہو یہ کون ہے؟ یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔

ڈاکٹر شیخ خلیل ملا خاطر عزامی کی کتاب ”الحب المتبادل“ میں ہے کہ انسان وہیں دفن ہوتا ہے جس جگہ کی مٹی سے اس کی تخلیق ہوئی۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی تخلیق کے لیے مٹی جمع کرانی چاہی اور فرشتوں کو جمع کرنے کا حکم نافذ فرمایا، اس مٹی کا ہر ذرہ ذریت آدم علیہ السلام کا ایک فرد ہے اور اس ذریت کا ہر فرد نہیں دفن ہوگا (پورے دہر میں) مگر اسی ذرۂ زمین میں جہاں سے وہ بنا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری سے مروی ہے کہا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک جنازہ کے ساتھ کسی قبر کے پاس سے گزرے تو ارشاد فرمایا: ”قَبْرُ مَنْ هٰذَا ؟“ یہ کس کی قبر ہے؟ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فلاں حبشی کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ” لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، سِيْقَ مِنْ أَرْضِهٖ وَ سَمَاءِهٖ إِلٰی تُرْبَتِهِ الَّتِیْ مِنْهَا خُلِقَ“ اللہ کے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں دو مرتبہ فرمایا، اپنی زمین اور اپنے آسمان سے اس سرزمین کی طرف ہنکایا گیا جس سے پیدا ہوا۔ [بزار، حاکم، نے روایت کی اور امام ذہبی نے موافقت کی]

لہٰذا جو مدینہ منورہ کو شرف حاصل ہے وہ پوری روئے زمین کے کسی خطہ کو نہیں، کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے: اے اللہ! مجھے ہر تنگی سے نجات دے کہ تو ہی سب کا مولیٰ ہے، اور مجھے مدینہ منورہ میں جائے پناہ دے، اس میں رزق دے اور جنت البقیع میں مدفن نصیب فرما۔ (آمین)



www.waseemziyai.com

# حجرات نبوی کی تعمیر

تصویر: گنبد خضریٰ کا نکہت و نور میں ڈوبا ہوا رات کا منظر

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''لَا إلٰهَ إلَّا اللّٰهُ ، لَا إلٰهَ إلَّا اللّٰهُ ، سِيْقَ مِنْ أرْضِهٖ وَ سَمَاءِهٖ إلىٰ تُرْبَتِهِ الَّتِىْ مِنْهَا خُلِقَ''

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اپنے آسمان و زمین سے اس سرزمین کی طرف ہنکایا گیا جس سے پیدا ہوا۔

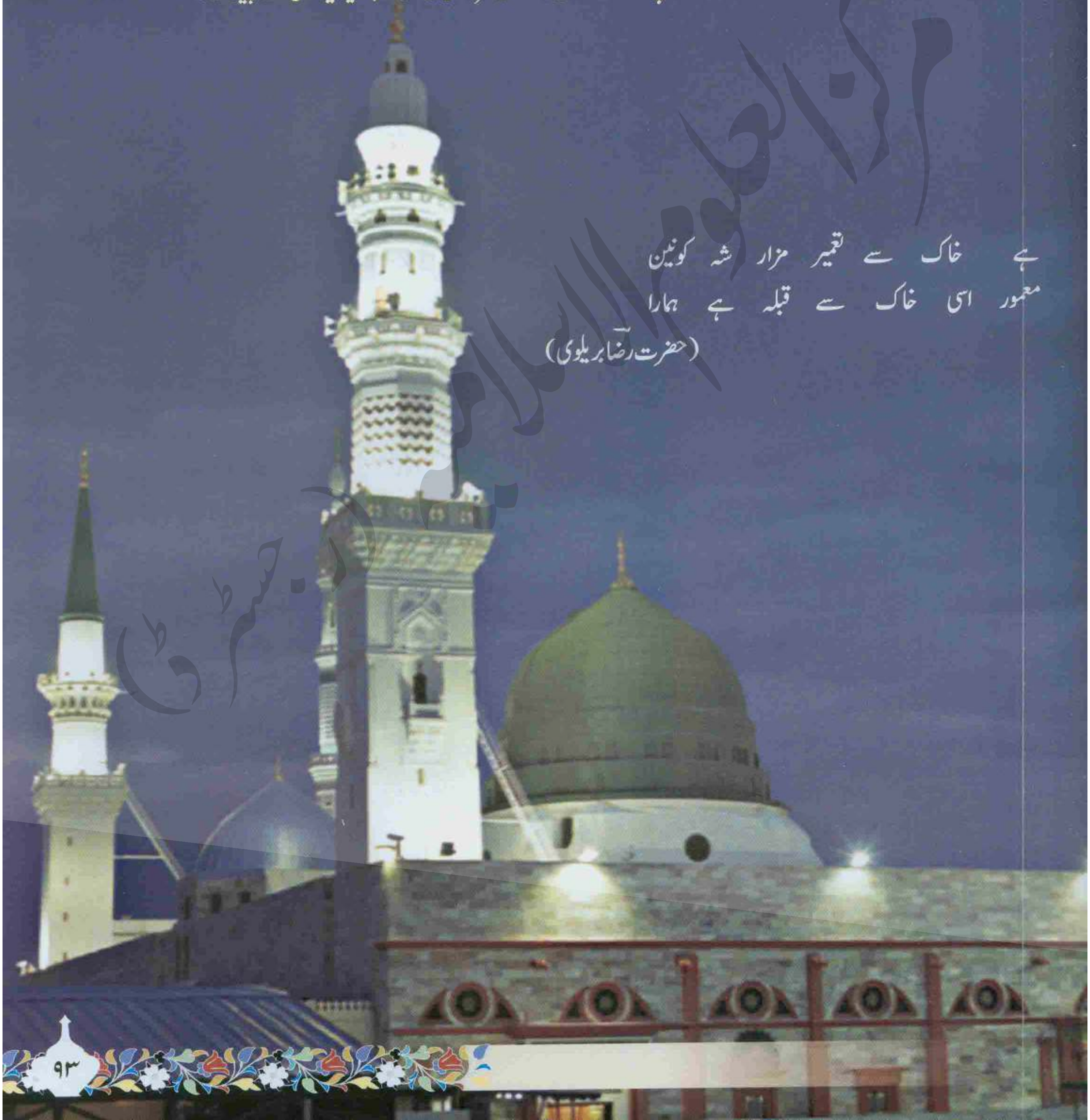

ہے خاک سے تعمیر مزار شہ کونین
معمور اسی خاک سے قبلہ ہے ہمارا

(حضرت رضاؔ بریلوی)

www.waseemziyai.com

# حجرات نبوی کی تعمیر

ہجرت رسول کے پہلے دن سے لے کر آج تک مدینہ منورہ، مسجد نبوی شریف اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکانات امراء و سلاطین اور بادشاہ و رعایا کے لیے یکساں طور پر مرکز عقیدت و عنایت رہے۔

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکانات تعمیری حیثیت سے کن مراحل سے گزرے؟ اور حجرۂ نبوی (مزار اقدس) اور اس کے گرد موجود چہار دیواری کی شکل کب کیسی تھی؟ اس کی مختصر تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے:

## اول: ہجرت کے پہلے سال حجرۂ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعمیر:

تعمیر اول رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست پاک پہ نہایت سادہ انداز میں ہوئی ہر طرح کی سجاوٹ و نمائش سے پاک، صرف کچی اینٹوں اور کھجور کی شاخوں اور پتوں سے تعمیر ہوئی۔ مکان کی چھتیں بہت نیچی کہ لمبا آدمی ہاتھ سے چھو لے۔ ہر مکان کے اندر ایک لکڑی کا کمرہ اس پر بال دار پردے۔

## دوم: حضرت عائشہ کا حجرہ دو حصوں میں تقسیم:

ایک حصہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کی قبریں جب کہ اس میں حضرت عمر فاروق بھی دفن ہو گئے (۲۷ ذی الحجہ ۲۳ھ) اس وقت آپ اس حجرہ میں بہت کم داخل ہوتیں اور داخل ہوتیں تو بالکل پردہ کے ساتھ۔ دوسرے حصہ میں آپ رہائش اختیار کی ہوئی تھیں۔

## سوم: حضرت عمر بن خطاب کی تعمیر:

حضرت عائشہ کے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حجرہ کی تعمیر عہد فاروقی میں کچی اینٹو سے ہوئی اس میں دروازہ لگوایا جس پر پردہ تھا۔

## چہارم: ولید بن عبدالملک کی تعمیر:

ولید کے دور حکومت میں مدینہ کے گورنر عمر بن عبدالعزیز نے امہات المومنین کے مکانات مسجد نبوی میں داخل کر دیے اور تمام مکانات حضرت عائشہ کے حجرہ کا حصہ اور صحن مسجد کا جزء بن گئے اور حجرۂ نبوی کے گرد ایک پانچ کونوں والی دیوار کھڑی کرا دی۔

یہ تعمیر سخت پتھر سے کی گئی اور اس کے اوپری حصہ پر تقریباً آدھا ہاتھ (۲۵ سینٹی میٹر) موٹا پکی اینٹ ڈلوائی جو اندرونی دیوار جس پر کمرہ کی چھت ہے اس کے برابر کرائی۔ حجرۂ نبوی کی تعمیر منقوش پتھروں سے کرائی یہ دیوار مشرقی جانب کے علاوہ ہر طرف نقش و نگار والی تھی اور مشرقی طرف سخت پتھر سے، یہ تعمیر آج بھی باقی ہے لیکن اندر ہونے کی وجہ سے دکھائی نہیں دیتی۔

## پنجم: ظاہر بیبرس ۶۶۸ھ کا اضافہ:

ظاہر بیبرس نے حجرۂ نبوی (حجرۂ عائشہ) کے گرد اور کہا گیا کہ حضرت فاطمہ زہراء کی قبر اور مکان کے گرد اور بعض ازواج کے مکانات جو منہدم ہو گئے تھے، ان کی نئی تعمیر کرائی اور ان کے گرد لکڑی کا دو قد آدم اتنا اونچا مقصورہ (کیبن) بنوایا۔



www.waseemziyai.com

پھر اس بلندی میں بادشاہ عادل کتبغا نے اضافہ کیا یہاں تک کہ اس کی اونچائی مسجد کی چھت کے برابر ہوگئی۔ یہ مقصورہ (کیبن) مندرجہ ذیل پر مشتمل ہے:

- ★ حضرت عائشہ کا مکان جو حجرۂ نبوی کے اندر تھا۔
- ★ حضرت فاطمہ کا مکان جو ایک صندوق کی شکل میں تھا (بعض کا گمان ہے کہ وہی آپ کی قبر ہے۔ جب کہ اصح روایات کے مطابق آپ بقیع میں مدفون ہیں)
- ★ حضرت فاطمہ کی محراب
- ★ حضرت علی کا حجرۂ عروسی
- ★ مقام جبریل علیہ السلام جو کہ شمال مغربی کونہ پر ہے۔
- ★ مسجد نبوی شریف کا ایک جزء جو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکانات کے مغربی جانب کا ہے۔ حضرت عائشہ کے مکان کے برابر کا حصہ مغربی طرف کا روضۂ انور کا حصہ شمار ہوتا ہے۔

## ششم: سلطان قایتبای ۸۸۸ھ کی تعمیر:

اس تعمیر میں وہی پرانی لکڑی والے مقصورے (کیبن) لوہے اور پیتل کی جالیوں سے بدلے گئے اور اس جالی میں چھ دروازے رکھے گئے۔ باب قبلی (باب توبہ) جو مواجہہ شریف کی طرف ہے۔ باب شرقی (باب فاطمہ) اور یہی دروازہ اس وقت مستعمل ہے۔ مغربی باب روضہ کے (باب وفود)، باب شمال (باب تہجد) جو محراب تہجد کے بغل میں ہے۔ دو دروازے صندوق فاطمہ کے دائیں بائیں جو مقصورہ کے اندر ہیں۔

مصر میں شعبان ۸۸۸ھ میں سلطان قایتبای نے اس مقصورہ کی تیاری کے بعد مدینہ بھیجنے سے پہلے قاہرہ قلعہ کے وسیع وعریض میدان میں زبردست جشن منایا۔ یہ سب ملا کر انیس (۱۹) حصہ (ٹکڑے) تھے۔ جو کہ ستر (۷۰) اونٹوں پر لادے گئے۔

ظاہر بیبرس کے ہاتھوں ۶۶۸ھ میں حجرۂ نبوی پر مقصورہ (کیبن) لگنے کے بعد مختلف موسم میں دروازہ مقفل ہوتا۔ اور باقی عام دنوں میں کھلا ہوتا۔ تاکہ لوگ جاکر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام پیش کریں۔ اسی طرح مقصورہ کے اندر روضہ شریف سے الگ جگہ میں نماز بھی ادا کی جاتی۔ سلطان برسبای (تقریباً ۸۳۱ھ) کے دور حکومت میں شیخ علاء الدین بخاری حنفی نے مسجد نبوی شریف کے اندر حجرۂ نبوی کے مقصورہ کے دروازوں کو میخوں سے مضبوط کرایا تاکہ زیادہ چھونے کی وجہ سے خراب نہ ہوں۔ نیز روضہ کے اندر نماز کے لیے خالی جگہ کو بھی بند کرادیا گیا۔ اب کوئی شخص خدام حجرہ کی اجازت کے بغیر داخل نہیں ہوسکتا۔ مقصورہ کی تجدید، لکڑی کے بجائے لوہے اور پیتل کے لگنے کے بعد بھی حکومت کے عہدہ دار اور خدام کے علاوہ لوگوں کے لیے ہمیشہ کے لیے بند ہوگیا۔

## ہفتم: باہری دیوار کی سنگ مرمر سے مرمت:

سید سمہودی نے ذکر کیا کہ سب سے پہلے صانع خلیفہ متوکل (اسحاق بن سلمہ) نے ۲۳۲-۲۴۷ھ میں دیواروں کو سنگ مرمر سے بنوایا۔



www.waseemziyai.com

مقتفی کے دور خلافت ۵۴۸ھ میں جمال الدین وزیر بن زنگی نے سنگ مرمر لگوا کر تجدید کی۔

سلطان قایتبای کی تعمیر میں سنگ مرمر کا استعمال نہ ہوا تھا جیسا کہ قبہ اٹھانے والے ستون سنگ پر مرمر لگادیے گئے تھے اور مواجہہ شریف کے ستون پر بھی سنگ مرمر چڑھا دیا گیا تھا۔

سید سمہودی نے ذکر کیا۔

مغربی طرف سے شروع میں قبلہ کی چھت میں ایک ٹکڑا دینار سے تھوڑا بڑا پایا گیا جو ایک تختی کے ساتھ ملا ہوا تھا۔ پس مشہور ہو گیا کہ ایک عمدہ جوہر مل گیا، پھر تعمیر کے متولی نے دیکھا تو وہ شہد کے رنگ کا ایک پتھر تھا جو سرخی مائل تھا شاید وہ برقان تھا۔ پہلے کی طرح دوبارہ دیوار میں وہ نہ لگ سکا لہٰذا اس سنگ کو نکال دیا گیا۔

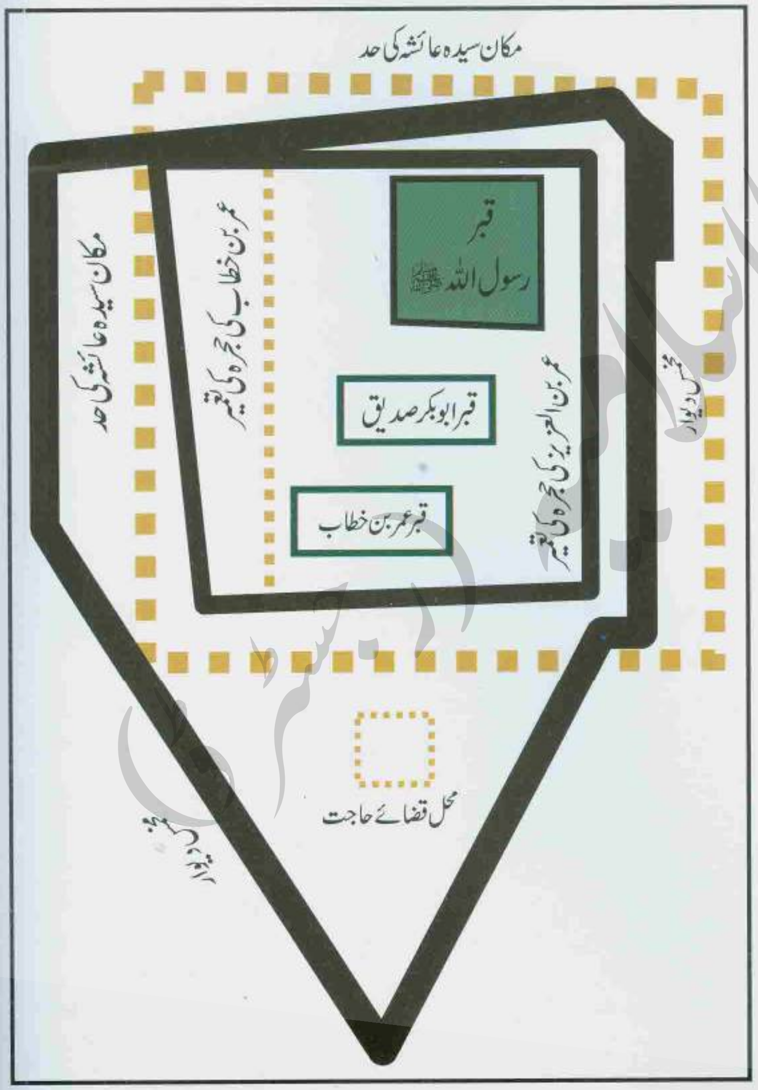


نقشہ: حدود حجرۂ عائشہ کا خاکہ

البتہ حجرے کا فرش سب سے پہلے متوکل کے عہد خلافت میں ہی سنگ مرمر کا بنا۔ اہل مدینہ کے یہاں یہ بات تواتر کی حد کو پہنچی ہوئی ہے کہ زیارت کرنے والا جب مواجہہ شریف میں کھڑا ہوتا ہے تو چاندی کی کیل اس کے سامنے ہوتی ہے اور اس کے سر پر ایک قندیل (فانوس) ہوتا ہے اور وہ چاندی کی کیل ٹھیک چہرہ انور کے سامنے تھی۔ اور یہ کیل ہر مرتبہ مسجد نبوی میں آتش زنی کے بعد درست کی گئی جو کہ سلطان قایتبای کی تعمیر میں لگائی گئی تھی مگر اب اس کا وجود نہیں۔

حجرہ کا سنگ مرمر سے بننا، اس کا رنگ، چاندی کی کیل وغیرہ چیزیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حجرہ پر پردہ زمین تک نہیں تھا بلکہ وہ اوپر جالی سے شروع ہو کر سنگ مرمر کی دیوار تک ہی تھا۔

لیکن مدینہ منورہ کی قدیم تاریخ، اور اس شہر و مسجد کی پرانی تصاویر یہ ظاہر کرتی ہیں کہ حجرہ شریف کی پوری دیوار پر پردہ لٹکتا تھا۔ آخری چوہدی والی دیوار تو سنگ مرمر کی ۱۳۸۷ھ میں تعمیر ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر مبارک کے پاس ایک سنگ مرمر کی تختی تھی جس پر " لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ " کندہ تھا، بجائے چاندی کی کیل یا چمک دار تارہ کے۔

www.waseemziyai.com

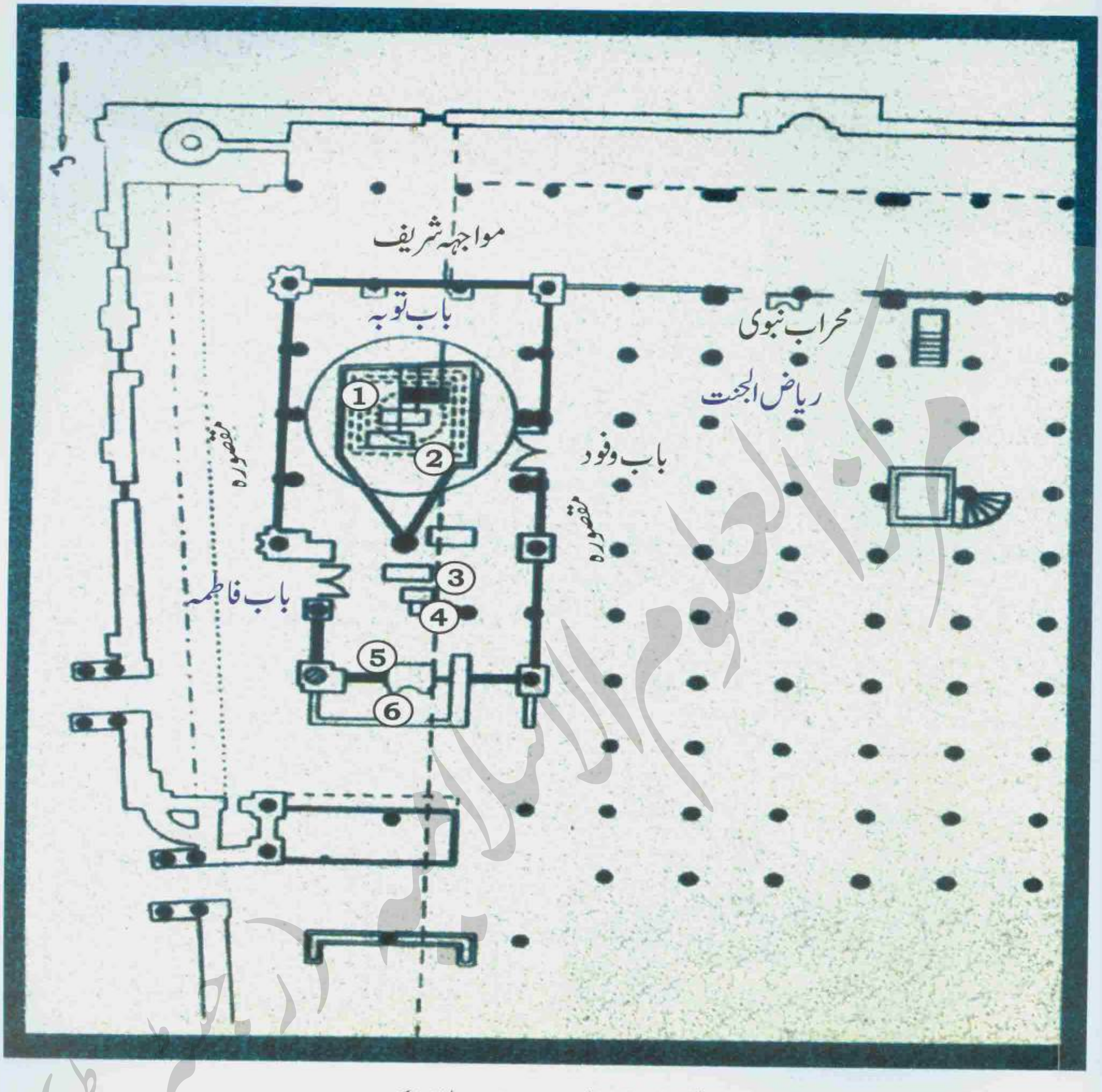


نقشہ: مسجد نبوی شریف اور روضۂ رسول کا خاکہ

روضۂ رسول کا توضیحی خاکہ اور دروازوں کی نشان دہی:

(۱) حضرت عائشہ کا گھر جس کے اندر روضۂ رسول ہے۔

(۲) مقام جبریل علیہ السلام۔

(۳) حضرت علی بن ابی طالب کی عشرت گاہ۔

(۴) حضرت فاطمہ کا مکان جو صندوق پر مشتمل ہے۔ جس کو بعض ان کی قبر بتاتے ہیں۔

(۵) حضرت فاطمہ کی محراب۔

(۶) محراب تہجد۔

www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

تصویر:  روضۂ رسول کی باہری پیتل کی جالی۔

حضرت فاطمہ کا دروازہ آج حجروں کا دروازہ کے طور پر مستعمل ہے۔

حضرت فاطمہ کے دروازہ کی کنڈی جس پر آیت قرآنی کندہ دیکھی جاسکتی ہے۔

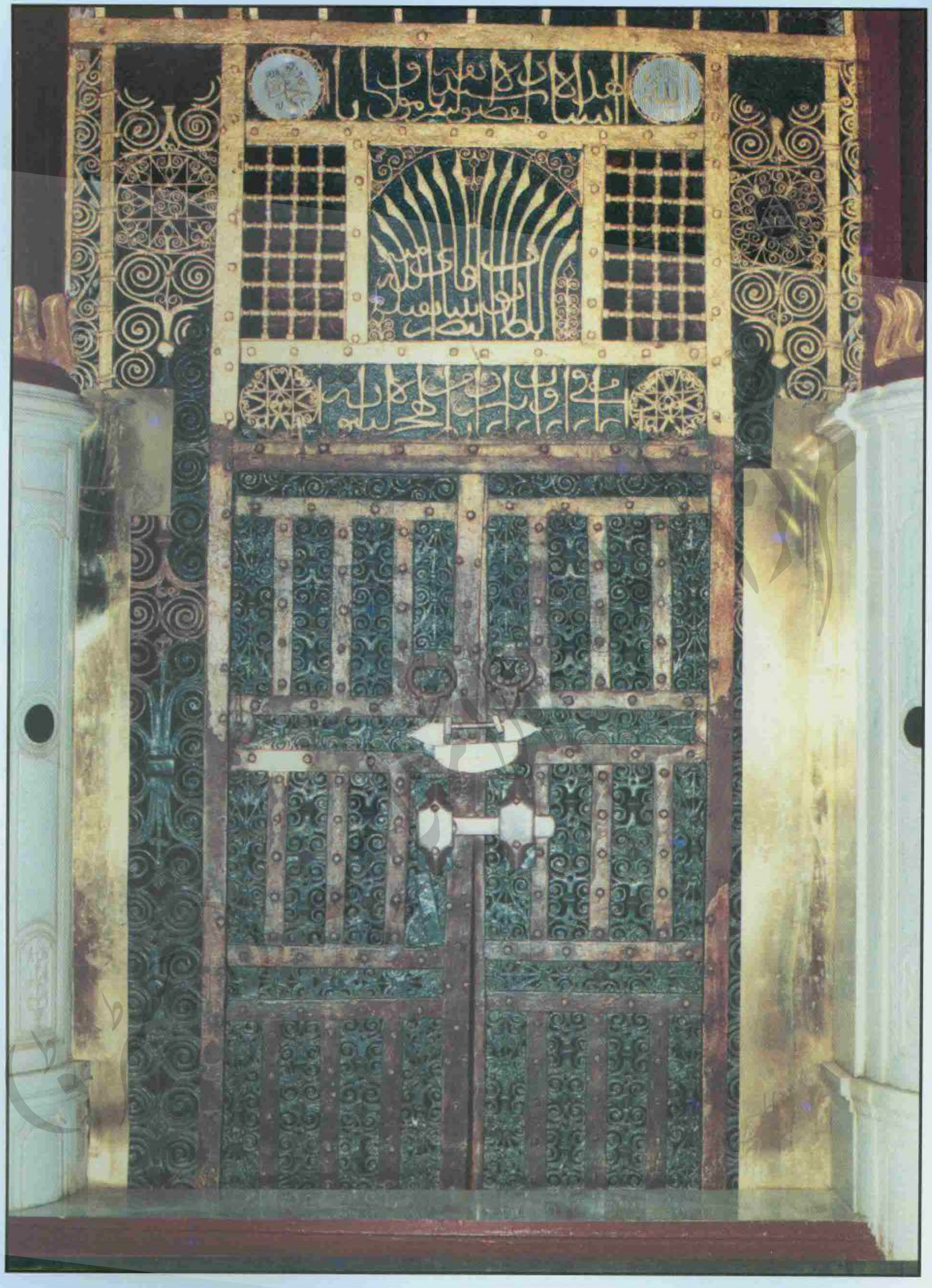

تصویر: حضرت عائشہ کا دروازہ جو ''باب وفود'' کے نام سے مشہور تھا۔

اس وقت اس کے آگے الماریاں رکھ دی گئیں اور وہ قرآن کریم کے نسخوں سے بھری ہوتی ہیں جس کے باعث یہ دروازہ نہیں دیکھائی دیتا۔

اس طرف روضہ کا نور اس سمت منبر کی بہار
بیچ میں جنت کی پیاری پیاری کیاری واہ واہ (حضرت رضا بریلوی)

www.waseemziyai.com

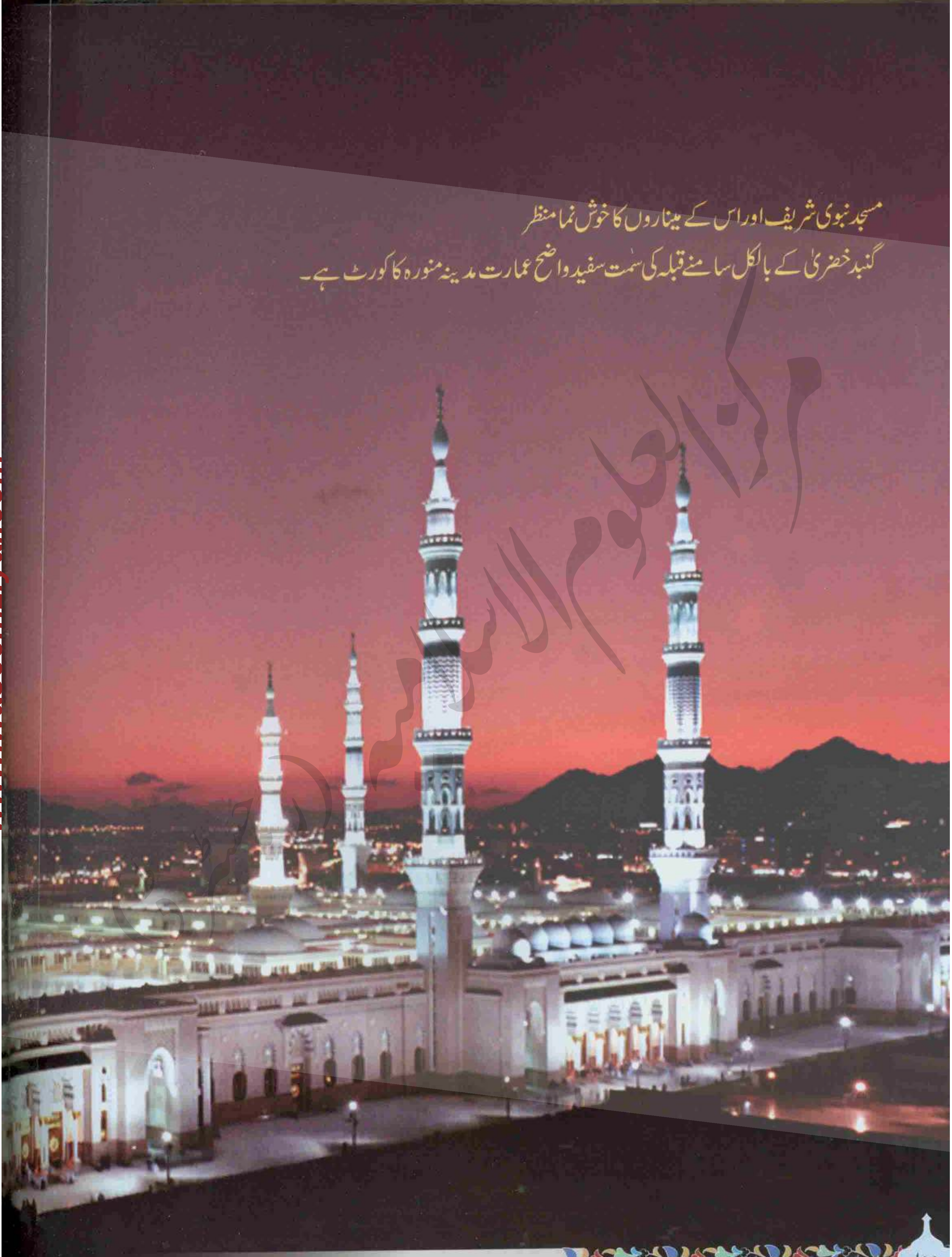

مسجد نبوی شریف اور اس کے میناروں کا خوش نما منظر
گنبد خضریٰ کے بالکل سامنے قبلہ کی سمت سفید واضح عمارت مدینہ منورہ کا کورٹ ہے۔

www.waseemziyai.com

بخاری شریف میں حضرت سفیان سے مروی ہے:

"رَأَیْتُ قَبْرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُسَنَّمًا."

میں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبرانور ابھری دیکھی۔

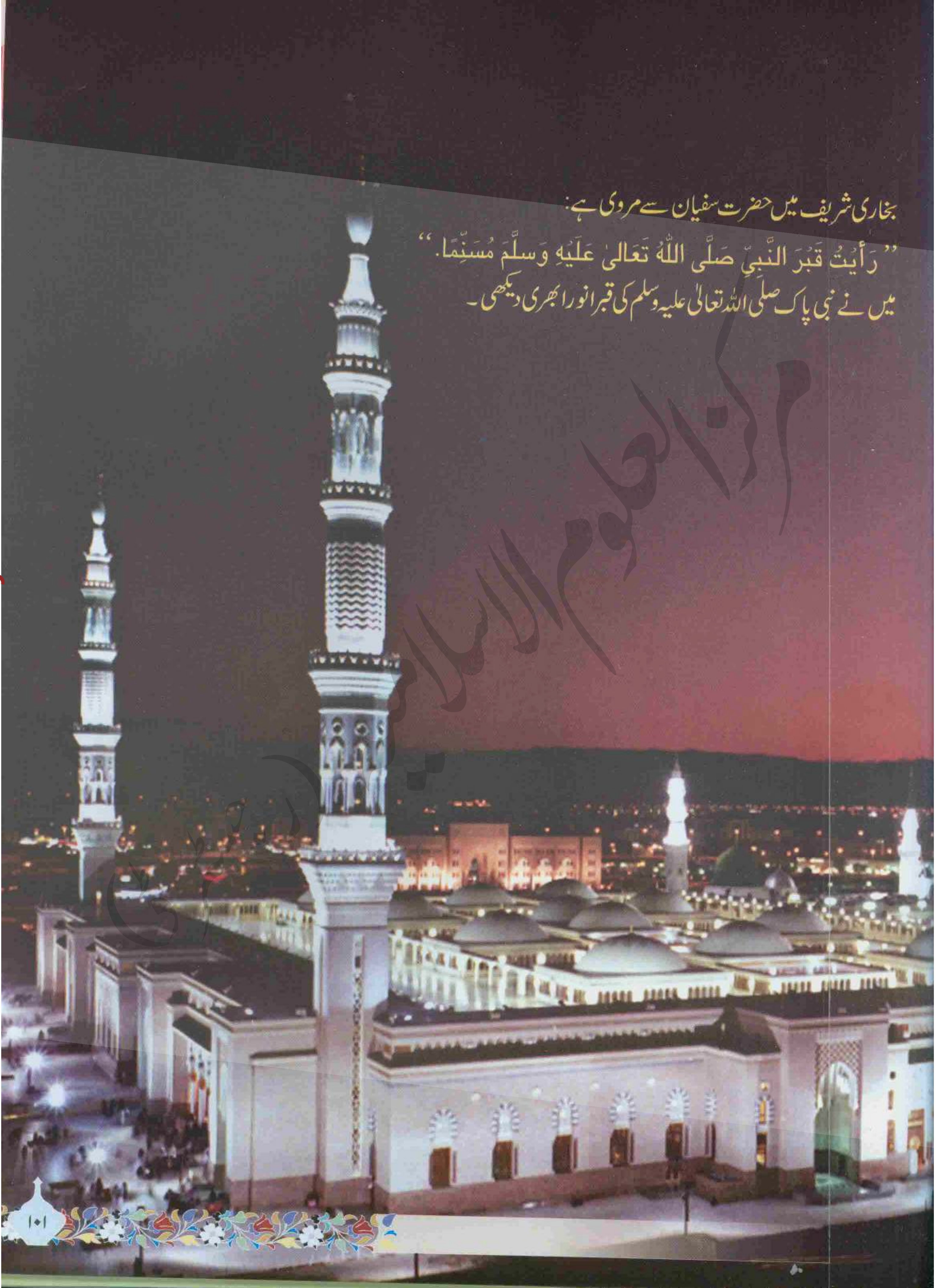

www.waseemziyai.com

# روضۂ انور کی دیوار و چھت اس کا فرش اور قبر انور کی شکل

ابوداؤد نے صحیح سند کے ساتھ روایت نقل کی کہ تینوں قبریں ابھری ہوئی تھیں (یعنی قبر کی مٹی از سرتا پا کوہان کے مانند ابھری ہوئی تھی) اور یہی طریقہ کار آج بھی اہل مدینہ کے یہاں رائج ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں سفیان سے مروی ہے کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر ابھری ہوئی دیکھی۔

عقیق کے سنگ ریزے جن سے مسجد نبوی شریف کا فرش بنتا تھا پورے حجرہ نبوی میں بچھایا گیا۔ پھر معمول کے مطابق تینوں قبروں کو کوہان کے مانند اونچی کر دیا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شانہ مبارک کے پاس ابوبکر کا سر اور عمر بن خطاب کا سر ابوبکر کے شانوں کے پیچھے ہے۔

روضۂ انور حضرت عائشہ کے حجرے میں بنا اور اسی میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی قبریں بنیں۔ اس کی اولین تعمیر سیدنا عمر بن خطاب کے زمانہ خلافت میں کچی اینٹوں سے ہوئی۔ پھر ولید بن عبدالملک کے عہد میں آپ کے گورنر عمر بن عبدالعزیز کے ہاتھوں اس کی مرمت و تجدید ہوئی۔

حجرہ شریف کی کیفیت کے بعد قبروں کی ترتیب کی کیفیت ملاحظہ کریں۔ جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کا وقت انتقال قریب ہوا تو حضرت عائشہ نے انھیں کہلا بھیجا آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے دو اصحاب کے یہاں آ جاؤ (یعنی دفن ہو جاؤ) تو انھوں نے جواب دیا کہ میں آپ پر آپ کا گھر تنگ نہیں کرنا چاہتا۔

ایسے ہی بخاری شریف کی ایک روایت ہے حضرت ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ نے عبداللہ بن زبیر سے وصیت کی۔ مجھے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کے ساتھ نہ دفن کرنا، بلکہ جنت بقیع میں میری دیگر بہنوں (ازواج مطہرات) کے ساتھ دفن کرنا۔ اس روایت کو اسماعیل نے روایت کیا اور اس میں اتنا اضافہ کیا کہ ان کے حجرہ میں ایک قبر کی جگہ باقی تھی۔ لیکن صحیح روایت کے مطابق عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اپنے لیے حضرت عائشہ سے اجازت چاہی تو انھوں نے کہا: میں نے یہ جگہ اپنے لیے خاص کی تھی مگر آج عمر کو اپنی جان پر ترجیح دیتی ہوں۔

ابن تبن نے کہا: حضرت عمر کی وفات کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اس حجرہ میں ایک کے علاوہ دوسری قبر کی گنجائش نہ تھی، اور یہ دوسری روایت مجھے ان کے ساتھ دفن نہ کرنا کے مغایر ہے۔ کیوں کہ اس سے پتہ چلتا ہے تینوں بزرگوں کے دفن کے بعد بھی اسی میں ایک قبر کی جگہ تھی مگر عائشہ نے از خود نہ چاہ کر دفن نہ ہوئیں۔

ان دو متضاد روایتوں میں جمع کی صورت یہ ہے کہ پہلے ان کا گمان تھا کہ ایک قبر سے زائد جگہ نہ ہوگی پھر جب حضرت عمر دفن ہو گئے تو ان پر ظاہر ہو گیا کہ وہاں ایک اور قبر بنائی جا سکتی ہے۔ یا یہ کہ جس چیز کی وجہ سے انھوں نے ترجیح دی وہ اپنے والد ابوبکر کے پیچھے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہونا چاہتی تھیں اور اسی جگہ کو عمر کے لیے وقف کر دیا اور یہ روایت اس کی منافی نہیں کہ حجرہ پاک میں دوسری قبر کی جگہ نہ تھی۔

جتنی روایتوں میں حجرہ شریف کی قبروں کی ترتیب بیان کی گئی ہے وہ کل چھ روایات ہیں جن کی توضیح سید سمہودی نے کی ہے۔ پس ان روایات میں ایک چوتھی قبر کی جگہ وضاحت سے معلوم ہوتی ہے اور وہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی ہے۔ جیسا کہ یحییٰ نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا، کہا کہ عیسیٰ بن مریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کے ساتھ دفن ہوں گے اور ان کی چوتھی قبر ہوگی۔



www.waseemziyai.com

سنن ترمذی میں ابومودود کی سند سے روایت ہے کہ توریت میں مذکور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صفات میں سے ہے کہ وہ دونوں ایک ساتھ (جگہ) مدفون ہوں گے۔ ابومودود نے کہا کہ حجرہ پاک میں ابھی بھی ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو غریب یا حسن غریب بتایا ہے۔

عبداللہ بن سلام سے طبرانی کی روایت میں ہے۔ عیسیٰ بن مریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ابوبکر اور عمر کے ساتھ (ایک جگہ) دفن ہوں گے اور ان کی قبر چوتھی ہوگی، اس روایت کو ابن حبان نے موثوق اور ابوداؤد نے ضعیف بتایا ہے۔

علامہ زین الدین بن حسین مراغی نے ذکر کیا کہ ابن القیم نے "المنتظم" میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی۔ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت عیسیٰ بن مریم روئے زمین پر نازل ہوں گے تو شادی فرمائیں گے اور آپ کی اولاد بھی ہوگی۔ پینتالیس سال قیام فرمائیں گے پھر انتقال ہوگا تو میرے ساتھ میری قبر (حجرہ) میں دفن ہوں گے۔ تو میں اور عیسیٰ بن مریم ایک قبر ابوبکر و عمر کے درمیان سے اٹھیں گے۔



www.waseemziyai.com

## چھائے ملائکہ ہیں لگاتار ہے ورود

یحییٰ اور ابن نجار نے کعب احبار سے روایت کیا کہ ہر صبح روضۂ انور پر ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں اور قبر انور کو گھیرے میں لیتے ہیں۔ اپنے بازوؤں سے جاروب کشی کرتے ہیں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام عرض کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ شام ہو جاتی ہے اور وہ اوپر چلے جاتے ہیں اور ایسے ہی دوسرا گروہ آجاتا ہے۔ اور وہ بھی پچھلے گروہ کی طرح اپنے پروں سے جاروب کشی کرتے ہیں اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام کی ڈالیاں نچھاور کرتے ہیں۔ یہ سلسلہ یوں ہی دراز رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔

دارمی نے بھی ایسی ہی ایک روایت حضرت عائشہ سے نقل کی ہے۔ اس میں کہا گیا کہ ستر ہزار رات میں اور ستر ہزار دن میں۔ (فرشتے آتے ہیں) [بیہقی نے شعب الایمان میں ذکر کی]

تینوں قبروں کی جائے وقوع کے سلسلہ میں روایات کا خلاصہ:

سید سمہودی سے پہلے کے مورخین اور راویوں کی توضیح کے مطابق حجرۂ نبوی کے اندر قبروں کی ترتیب میں چھ اقوال وارد ہیں۔ اور ان کے بعد والوں کے یہاں جن میں ابن عساکر ہیں سات اقوال وارد ہیں۔

سید سمہودی نے ان تمام روایتوں کو جمع کر ان میں تطبیق دی ہے اور ان میں نافع بن ابونعیم کی روایت کو ترجیح دی ہے اور یہی اہل مدینہ کے یہاں مشہور ہے۔ ہاں ان تمام روایات میں ایک چوتھی قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ضرور ملتا ہے۔

اول: ابن عساکر کی روایت جو نافع بن ابونعیم سے نقل کی:

دوم: ابوداؤد اور حاکم کی روایت جو قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق سے نقل کی:

سوم: زبیر بن بکار کی روایت جو ابن زبالہ سے نقل، عثمان بن نسطاس:

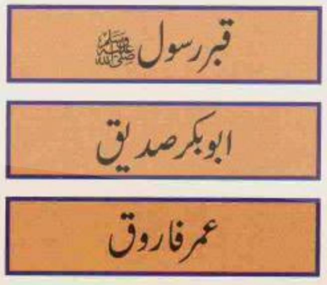


www.waseemziyai.com

چہارم: ابن زبالہ کی روایت جو منکدر بن محمد سے نقل ہے:

| | |
|---|---|
| قبر رسول ﷺ | عمر فاروق |
| ابوبکر صدیق | |

پنجم: یحییٰ کی روایت جو عمرہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی:

| | |
|---|---|
| قبر رسول ﷺ | ابوبکر صدیق |
| عمر فاروق | |

ششم: ابن زبالہ کی روایت قاسم بن محمد بن ابی بکر سے نقل کی:

| | |
|---|---|
| قبر رسول ﷺ | |
| ابوبکر صدیق | عمر فاروق |

یحییٰ کی کتاب کے دوسرے نسخہ میں ان کے فرزند طاہر نے دونوں قبروں کو زیادہ ملا کر قریب بتایا ہے۔

| | |
|---|---|
| قبر رسول ﷺ | |
| عمر فاروق | ابوبکر صدیق |

ہفتم: یحییٰ کی روایت ابن زبالہ سے نقل، عبداللہ بن محمد بن عقیل:

| | | |
|---|---|---|
| قبر رسول ﷺ | | |
| | ابوبکر صدیق | |
| | | عمر فاروق |

www.waseemziyai.com

# ۶۵۴ھ میں مسجد نبوی شریف میں آتش زنی

مسجد نبوی شریف میں آتش زنی کے حادثہ کی روایت میں کسی کو اختلاف نہیں رمضان شریف کا پہلا دن جمعہ کی رات ۶۵۴ھ کی تاریخ ایسی ہے جس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ ایک عظیم حادثہ مسجد نبوی شریف بلکہ سب سے معظم جگہ میں رونما ہوا۔ اس واقعہ کی نقل وروایت اور اس کی تاریخ میں کوئی غلطی یا کسی قسم کا التباس نہیں۔ البتہ التباس یہاں ہوا کہ بعض نے مدینہ منورہ کی تاریخ سے متعلق کتابوں میں اس آگ لگنے کا سبب اس حجاز میں اٹھے کوہ آتش فشاں کو قرار دیا جو سوم رجب المرجب ۶۵۴ھ میں پھوٹا۔ وہ وہی کوہ آتش فشاں ہے جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دی۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَظْهَرَ نَارٌ فِي أَرْضِ الْحِجَازِ تُضِيءُ لَهَا أَعْنَاقُ الْإِبِلِ بِبَصْرٰى.''

قیامت نہیں آئے گی مگر یہ کہ سرزمین حجاز پر ایک ایسی آگ ظاہر ہوگی جس کی روشنی میں بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں چمک اٹھیں گی۔

نظام فطرت کے مطابق یہ شعلہ جوالہ (آتش فشاں) زلزلے اور زمین کی پلیٹوں کے ہلنے سے پیدا ہوتا ہے۔

اس آتش فشاں کے تعلق سے سید سمہودی نے روایت کیا کہ اس سے پورا مدینہ منورہ اور اس کے بام و در لرز اٹھے۔ تقریباً پانچ دن اس آگ کے شعلے بھڑکتے رہے پھر ایک دوسری جگہ قریضہ کے ٹیلہ پر مدینہ کے جنوب مشرقی سمت میں بھی اسی طرح کا شعلہ پھوٹا۔

مسجد نبوی شریف پر اس آگ یا شعلہ سے براہ راست کوئی برا اثر نہیں پڑا، تاہم منبر شریف کی چرچراہٹ سنی گئی۔ اور بعض کنگرے گر پڑے۔ البتہ اہل مدینہ کے دلوں میں ایک ہیبت اور خوف و دہشت کا سماں بہت دنوں تک قائم رہا۔ اور اس سے ہر چھوٹا بڑا سہم گیا۔

لیکن صحیح روایت کے مطابق مسجد نبوی شریف میں آتش زدگی کی وجہ اس کے کسی خادم کی لاپرواہی تھی۔ جیسا کہ امام قسطلانی کی روایت ہے اور وہ اسی دور کے ہیں۔

انھوں نے کہا کہ مجھے سچی خبر پہنچی ہے اور جنھوں نے صورت واقعہ کو بچشم خود ملاحظہ کیا ان سے میری ملاقات ہوئی۔ مسجد نبوی شریف میں آتش زدگی کا سبب مغربی طرف اسٹاک روم میں کوئی خادم گیا تا کہ میناروں میں روشنی کرنے والی قندیلیں نکالے۔ ضرورت کے مطابق اس نے قندیلیں نکال لیں مگر واپسی پر اس نے اپنے ہاتھ میں موجود چراغ اسی میں کسی قندیل کے پنجرہ پر رکھا چھوڑ دیا۔ اس میں دراڑیں تھیں۔ اسی سے آگ لگی۔ اس کو بجھانے کے لیے لوگ دوڑے تب تک وہ بہت تیز ہوگئی اور چٹائیوں، بساطوں اور اسٹاک روم میں پڑے لکڑی کے سامانوں میں پھیل چکی تھی۔ اس کے بعد اس کے شعلے اتنے بلند ہوئے کہ مسجد کی چھت کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

مسجد نبوی شریف کی چھت ان دنوں اتنی زیادہ بلند نہ تھی۔ اور نہ ہی آج کی طرح آگ بجھانے کے اتنے جدید آلات یا وسائل مہیا تھے۔ نا چار چند گھنٹوں میں آگ پوری مسجد میں پھیل گئی جیسا کہ مورخوں نے لکھا ہے کہ حجرہ انور کا پردہ جل گیا۔ تعمیر عمر بن عبدالعزیز میں لگائے گئے صندل اور آبنوس کی لکڑیوں کے دروازے اور کھڑکیاں جل گئیں۔

بڑی مشکل سے آگ پر قابو پایا جا سکا۔ تب تک مسجد نبوی شریف میں بہت زیادہ نقصان ہو چکا تھا۔ مسلمانان اہل مدینہ مسجد کی صفائی اور جلے ہوئے ملبے باہر کرنے میں مشغول ہوگئے۔ ادھر خلیفۂ وقت کا حکم صادر ہوا کہ مسجد کی مرمت اور تجدید کی جائے۔ روضۂ انور پر فوراً دوسرا پردہ لگانا ممکن نہیں تھا بلکہ اس کے تیار کرنے میں وقت درکار تھا۔ لہٰذا اہل حل وعقد جو تعمیر جدید پر مامور تھے انھوں نے بنوشیبہ سے کعبہ شریف کا غلاف خریدا، اور اسے ہی روضۂ انور پر ڈال دیا۔ یہ واقعہ ۶۵۵ء موسم حج کا ہے۔ یہ پہلا موقع تھا جب غلاف کعبہ شریف روضۂ رسول پر پردہ کی حیثیت سے لٹکایا گیا۔

اس آتش زدگی میں سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ مسجد کی چھت میں جو تزئین کاری تھی اور فن معماری کا جو اپنے وقت کا اعلیٰ نمونہ تصور ہوتا تھا وہ سب جل کر خاکستر ہوگیا۔ پھر بھی اللہ رب قدیر کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آگ کے شعلے اس حجرہ تک متجاوز نہ ہوئے جہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دونوں صاحبوں کی قبریں ہیں۔ باوجود اس کے مسجد کی چھت کے بعض جلے ہوئے حصے حجرۂ نبوی کی چھت پر گرے۔ جس کی وجہ سے اس کے بھی کچھ حصہ ٹوٹ کر گرے اور وہ ٹھیک حجرہ کے اندر قبر پاک گرے۔



www.waseemziyai.com

# ۸۸۶ھ میں مسجد نبوی شریف میں دوسری بار آتش زنی

مدینہ منورہ کی تاریخ بتاتی ہے جس میں شک کی گنجائش نہیں کہ تیرہ رمضان المبارک ۸۸۶ھ کو فجر سے تھوڑا پیش تر جب موذنوں کے سردار شمس الدین محمد خطیب تہجد کی اذان دینے کے لیے مرکزی مینارے پر چڑھے تو بے ہوش ہوکر گر پڑے نیز مینارے کا اوپری حصہ بھی بجلی کی وجہ سے ٹوٹ کر مسجد کی چھت پر گرا۔ ایسے ہی اس کے بعض منہدم اجزاء پڑوس میں رباط مراغہ پر گرے اور اس کے اندر بہت سے لوگ ہلاک ہوگئے۔ پہلے کی طرح اس بار بھی آگ مسجد میں پھیل گئی۔ رات کی وجہ سے مسجد مصلیوں سے خالی تھی۔ پہلے آتش زنی کے واقعہ میں مسجد کا کوئی حصہ سلامت نہ رہ سکا تھا مگر اس بار روضۂ انور کسی طرح کے نقصان سے دوچار نہ ہوا۔ البتہ روضہ کا لکڑی کا مقصورہ (کیبن) جل گیا۔ مگر روضۂ منورہ سے متصل ستون بھی جلنے سے محفوظ رہے۔

اس مرتبہ کی آتش زنی سے متعلق بے شمار اقوال اور روایتیں منقول ہیں۔ ان میں سے بعض کی نہ تصدیق کی جاسکتی ہے نہ تکذیب۔ جیسا کہ ابن ایاس نے کتاب ''بدائع الزهور'' میں کچھ اشعار ذکر کیے ہیں جو آگ لگنے کا سبب کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں جو پہلے واقعہ سے ملتے جلتے ہیں۔ اور سید سمہودی نے ''وفاء الوفاء'' میں وہ روایت نقل کی ہے جس کو انھوں نے خود اس وقت امیر المدینہ سے سنی ہے وہ یہ کہ ایک اعرابی نے دیکھا کہ آسمان میں ٹڈی دل منڈلا رہے ہیں۔ جن کے پیچھے آگ کا شعلہ ہے تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے پکڑ لیا اور ارشاد فرمایا کہ:

''أُمسِكُهَا عَنْ أُمَّتِيْ'' اپنی امت کو میں اس سے بچاتا ہوں۔

جب کہ سید سمہودی نے ذکر کیا اور اس کو بہت سے لوگوں نے بھی نقل کیا کہ انھوں نے اس وقت بطخ کی شکل کے سفید پرندے دیکھا جو آگ کے گرد گھوم رہے تھے گویا وہ پڑوس کے گھروں کو اس سے بچا رہے ہوں۔ وہ آگ شرارے برسا رہی تھی پس بعض چنگاریاں مسجد نبوی سے متصل گھروں پر گریں مگر کچھ اثر نہ ہوا حتی کہ بعض چنگاریاں کھجور کے خشک پتوں پر گریں پھر بھی وہ نہ جلے۔

سید سمہودی نے ایک دوسری روایت نقل کی ہے کہ جب موذن مشرقی مینارہ پر اذان دینے کے لیے چڑھے تو انھوں نے آسمان سے مسجد نبوی پر ایک بڑی بجلی گرتے دیکھا جس میں آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ موذن یہ دیکھ کر گونگے ہوگئے اور مینارے سے اتر گئے نیچے آتے ہی ان کا انتقال ہوگیا۔

بعض لوگوں نے اس کا سبب یہ بتایا کہ کچھ لوگوں نے متعدد سفید لمبی گردن والے پرندے مسجد کے گرد گھومتے دیکھا اور اسی سے پوری مسجد جل اٹھی یہاں تک کہ تنور کی طرح بن گئی۔

اس حادثہ میں بھی مسجد نبوی شریف کو بہت نقصان پہنچا۔ دسوں حضرات کی موت واقع ہوئی مگر قابل ذکر بات یہ کہ کسی ایام میں نماز ادا ہونا بند نہ ہوا۔ اس حادثہ کے بعد اہل مدینہ نے بڑی جلد بازی کر کے مسجد صاف ستھری کیا۔ نماز کے لیے ایک حصہ کو تیار کر دیا۔ مقصورہ جو لکڑی کا تھا اس کی جگہ روضۂ منورہ کے گرد اینٹوں کی دیوار چن دی گئی۔ اس میں دروازے اور طبقے رکھے گئے یہاں تک کہ خلیفۂ وقت کا حکم آپہنچا کہ مسجد کی تجدید کی جائے۔ یہ بر وقت تعمیر اہل مدینہ کی عورتوں کے خرچ سے ہوئی اور اس میں ان عمارت سازوں کا تعاون رہا جنھوں نے اپنی نصف مزدوری معاف کر دی۔ ایسے ہی مدینہ کی عورتوں نے سفید کپڑوں سے روضۂ منورہ کے لیے پردہ بھی تیار کیا کیوں کہ پرانا پردہ جل چکا تھا۔

اس آتش زدگی کے نتیجے میں سلطان اشرف قایتبای نے حرم مکی کی تعمیر موقوف کرا دی اور تمام مزدوروں، مٹیریل اور ساز وسامان تعمیر کو مدینہ منورہ منتقل کر کے مسجد نبوی شریف کی مرمت اور اس کی تجدید کرنے کا حکم جاری کر دیا۔ یہ کام ماہ ربیع الثانی ۸۸۶ھ میں شروع ہوا۔ اس تعمیر میں کچھ اتنی پختہ اور ٹھوس کاریگری دیکھائی گئی کہ کئی چیزیں آج تک باقی ہیں۔

www.waseemziyai.com

## پہلا واقعہ:

اقشہری نے کہا جو ابن شبہ کی سند سے روایت کرتے ہیں ابو غسان (یعنی محمد ابن یحییٰ) نے کہا : آخری ظاہری دیوار اور کمرہ کی کیفیت پر میں اس وقت مطلع ہوا اور مشاہدہ کیا جب مسجد کی چھت ٹوٹ گئی تھی۔ اور اس طرف کی حجرہ کی چھت کھل گئی تھی۔ ابو البختری بن وھب بن رشد اس وقت مدینہ کے والی تھے اور وہ جمادی الاولی ۱۹۳ھ کا زمانہ تھا۔ اس تعمیر میں انھوں نے سڑ ٹوٹی ہوئی لکڑیاں پائیں تو اسے بدل کر اس کی جگہ سالم لکڑیاں لگادیں۔

اس زبالہ نے حجرہ کی داخلی کیفیت اور آخری دیوار کا خاکہ پیش کیا ہے اور سید سمہودی نے اسی پر اعتماد کر کے اس کو دوبارہ بھی پیش کیا ہے۔

سید سمہودی نے کہا: حجرہ مبارکہ کی جو تصویر ابن نجار نے اپنی کتاب میں پیش کی ہے۔ مجھے گمان ہے کہ وہ ابن زبالہ کے نسخہ سے نقل کی گئی ہے۔ اسی کی متابعت ابن عساکر نے ''تحفۃ الزائر'' میں اور علامہ زین الدین مراغی نے اپنی تاریخ میں کی ہے۔ جب کہ یہ حجرہ مبارکہ کی شکل سے بہت دور ہے۔ لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ پہلے اس کی تصویر پیش کریں پھر اس کی فوٹو کاپی کی تصویر پیش کریں پھر حجرہ مبارکہ کی اصل صورت پیش کریں۔

حضرت عمر نے حجرہ مبارکہ کی عمارت میں پانچ کونے رکھے تا کہ کوئی شخص حالت نماز میں قبر کی طرف استقبال قبلہ نہ کر سکے، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ (روایت ابن زبالہ کے مطابق)

یہ شکل ابن زبالہ کی گزشتہ شکل کے منافی ہے جس میں انھوں نے کہا کہ حجرہ مبارکہ مربع (چوکور) ہے اور کالے پتھر کی عمارت ہے۔

پھر اس پر عمر بن عبد العزیز نے یہ پانچ کونہ والی دیوار تعمیر کرائی اسی لیے انھوں نے مخمس کمرہ کی تصویر کشی کی اور یہ اس کے خلاف ہے جو ہم نے کمرہ نکلنے پر مشاہدہ کیا۔ پس ہم نے مربع دیکھا جو کعبہ شریف جیسے رنگ کے گڑھے ہوئے کالے پتھروں سے تعمیر تھا۔ اس کی ایک ہیبت اور دبدبہ ہے جس کو بیان نہیں کیا جاسکتا بس یہ ذوق سلیم سے تعلق رکھتا ہے۔ ہم نے مغربی سمت داخلی وخارجی دیوار کے مابین بالکل خالی جگہ نہ پائی۔ داخلی کمرہ میں نہ کوئی دروازہ اور نہ کوئی دروازہ کی جگہ ملی، نہ شام کی طرف اور نہ ہی دوسری طرف۔ البتہ خالی جگہ کمرے کے پیچھے جہت شام میں ہے جس کی شکل مثلث (تکونی) ہے اور جس کی لمبائی چوڑائی تقریباً آٹھ ہاتھ ہے۔ وہ بیت شامی سے ظاہری تعمیر کے کونہ تک ہے۔ اور یہ یہی شمالی کونہ ہے جس سے مثلث شکل ہٹی ہوئی ہے۔

## دوسرا واقعہ:

اقشہری نے کہا: (سید سمہودی کی روایت سے نقل ہے) ابو عمر احمد بن ابی محمد ہارون ابن عاث نفری سیاح نے کہا کہ میں نے مدینہ شریف میں حدیث بیان ہوتی سنی کہ انھوں نے تقریباً چالیس سال پہلے روضۂ منورہ میں ایک زوردار آواز کسی وزنی چیز کی گرنے کی سنی۔ خلیفۂ وقت کو لکھا گیا تو اس نے علماء وفقہاء سے مشورہ کیا۔ لوگوں نے مسجد کے خدام میں سے کسی پرہیزگار اور بزرگ شخص کو اندر داخل کرنا چاہا۔ لوگوں نے بدر الضعیف کو اس خدمت کے لیے منتخب کیا۔ وہ ایسے مرد صالح تھے کہ ہمیشہ رات کو قیام کرتے اور دن میں روزہ رکھتے۔ ان کا تعلق بنو العباس

www.waseemziyai.com

سے تھا۔ انھیں لٹکا کر روضہ کے اندر داخل کیا گیا تو انھوں نے مغربی دیوار (یعنی اندر کی مشرقی کے مقابلہ میں) گری ہوئی پائی۔ تو مسجد کی مٹی و گارے سے اس کو دوبارہ جیسی تھی ویسی کر دی گئی۔

اس کے علاوہ انھوں نے وہاں لکڑی، اور ایک بڑا پیالہ پایا جس پر دیوار گرنے کی وجہ سے ٹوٹ گیا تھا۔ اس کو نکال کر بغداد بھیجا گیا۔ جب یہ پیالہ بغداد پہنچا وہاں زوردار استقبال کیا گیا، لوگوں کی بھیڑ جمع ہوگئی لوگ اس کی زیارت کے لیے ٹوٹ پڑے، کاروبار بند ہوگئے۔ ابن عاث کا سفر (سیاحت) ۶۱۳ھ میں تھا اور انھوں نے اپنے سفر سے چالیس سال پہلے کی روایت کی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ۵۷۰ھ یا اس کے آس پاس کا یہ واقعہ ہوگا۔ اسی طرح ان کے سفرنامہ میں منقول ہے۔ وہ زمانہ خلیفہ مستضی باللہ بن مستنجد باللہ کا تھا۔

اس واقعہ کے تعلق سے ابن نجار دوسری روایت میں کہتے ہیں: روضۂ اقدس میں کسی کا دخول ۵۵۴ھ سے ان کے زمانہ تک (ان کی وفات ۶۴۳ھ میں ہوئی) نہ ہوا۔ جیسا کہ انھوں نے اپنی کتاب ''الدرر الثمینۃ'' میں لکھا: جان لو کہ ۵۴۸ھ میں لوگوں نے روضۂ انور میں کسی بڑی چیز کے گرنے کی آواز سنی۔ اس وقت قاسم بن مہنی حسینی امیر تھے۔ لوگوں نے ان کو اس واقعہ سے باخبر کیا۔ انھوں نے کسی شخص کو اندر داخل کر کے اس دھما کہ کا پتہ کرنے کا ارادہ کیا اب اس کام کے مناسب کوئی آدمی نہ مل پار ہا تھا۔ پس اس وقت موصل کے صوفی باصفا شیخ عمر نسائی مدینہ منورہ میں مقیم تھے۔ لوگوں نے ان سے اس کا ذکر کیا۔ ان کے جسم میں عارضہ تھا کہ انھیں ریح و پیشاب بار بار بیت الخلا جانے پر مجبور کرتا تھا لوگوں نے ان کو پکڑا اور داخل ہونے کو کہا، انھوں نے کہا: تھوڑا ٹھہرو، تاکہ میرا نفس مطمئن ہو جائے، کہا گیا کہ وہ کئی دن کھانے پینے سے باز رہے۔ اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے اپنا مرض زایل ہونے کی دعا کی، جتنی دیر وہاں رہیں، پھر انھیں کورسی کے ذریعہ روشن دان سے عمر کی بنائی دیوار میں اتار دیا گیا۔ اور اس سے وہ روضۂ انور میں داخل ہو گئے۔ ان کے ساتھ شمع تھی تاکہ اندھیرے میں دیکھ سکیں انھوں نے قبر انور پر چھت کی مٹی گری پائی۔ انھوں نے اس کو ہٹایا اور اپنی ڈاڑھی سے اس جگہ کو جھاڑ و دے کر صاف کیا۔ اللہ تعالیٰ نے جب تک وہ اندر رہے ان کا عارضہ ان سے دور رکھا۔ اور یہ بہت سے لوگوں کے منھ سے سنا گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## تیسرا واقعہ:

ابن نجار نے کہا: ماہ ربیع الآخر ۵۵۴ھ زمانۂ خلافت قاسم میں بھی روضۂ انور سے ناپسندیدہ بو محسوس کی گئی، جب بہت زیادہ ہوگئی تو لوگوں نے امیر سے اس کا تذکرہ کیا۔ اس نے کسی شخص کو اس میں اتارنے کی اجازت دی بیان کیا گیا کہ اسود خصی حجرہ مبارکہ کا خادم اور ان کے ساتھ صفی موصلی مسجد کے متولی اور ہارون شادی صوفی بھی امیر کی اجازت سے اندر اترے، دیکھا کہ ایک بلی گر کر مرگئی اور اسی سے یہ تعفن پھیلا ہے۔ اسے نکالا گیا۔

اس واقعہ میں زین مراغی وغیرہ نے کہا کہ ابن نجار سے یہ روایت یوں ہے کہ انھوں نے ایک بلی دیوار کی اوپری کھڑکی سے حجرۂ نبوی اور دیوار کے درمیان گری پائی۔

ابن نجار نے کہا کہ ان کا نزول بروز ہفتہ ۱۱/ ربیع الآخر ہوا اور اس کے بعد آج تک کوئی وہاں تک نہ پہنچا۔



www.waseemziyai.com

پہلا واقعہ ذکر کرنے کے بعد جس میں ابن نجار نے قبر انور تک پہنچنے کی بات کہی ہے زین مراغی کہتے ہیں: اس بات میں ذرا تأمل ہے کیوں کہ قبور شریفہ تک رسائی ممکن نہ تھی۔ اگر حضرت عائشہ کی تعمیر کردہ دیوار باقی ہوگی۔ اگر اس کے گرائے جانے کی کوئی روایت ہو یا اس کے دروازہ سے دخول ہوا ہو تو ٹھیک ورنہ اس میں تردد ہے۔ ایسا ہی سید سمہودی کا بھی گمان ہے۔ جیسا کہ انھوں نے کہا کہ انھوں نے حجرہ پاک میں کوئی دروازہ نہ دیکھا جب وہ بے حجاب ہوا تھا۔ کیوں کہ انھوں نے تعمیر قایتبای میں اس کا مشاہدہ کیا تھا۔

## چوتھا واقعہ اور سید سمہودی کا مشاہدہ :

چھت کی بعض لکڑیوں کے ٹوٹنے کے بعد سلطان قایتبای نے اس کی مرمت کرائی اس کے بعد اشرف سیفی شاہین جمالی نے پانچ کونہ والی آخری دیوار میں ایک پرانا دراڑ دیکھا، ویسے یہ دراڑ نظر نہیں آتا تھا مگر جب حجرہ کا پردہ اٹھایا جاتا تو نظر آتا۔ یہ دراڑ شمالی کونہ پر تھا۔ ارباب حل وعقد جمع ہوئے اور مشورہ ہوا کہ آیا یہ دراڑ فوراً درست کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

جمہور کی رائے اسی پر ٹھہری کہ چوں کہ اس سے چھت پر کوئی فرق نہیں آئے گا اور نہ ہی براہ راست اس کا بوجھ اس پر پڑتا ہے۔

پھر ۸۷۸ھ میں مسجد نبوی شریف کی مرمت ناگزیر ہوگئی۔ سوئے اتفاق کہ انھیں دنوں مسجد قباء کا ایک مینارہ گر پڑا۔ جناب خواجہ شمسی ابن زمن اس طرح کے کاموں میں دلچسپی رکھتے تھے، نیز ان کے ہاتھ کا ایک مدرسہ "زمنیہ" نام سے مدینہ طیبہ میں مشہور تھا۔ بادشاہ وقت نے تعمیر مسجد نبوی کا معاملہ انھیں کے سپرد کر دیا۔ مسجد کی اوپری چھت اور دیگر چھت روضۂ انور کا سبز گنبد، سر مبارک کی جانب کا صندل کا صندوق جو ستون کی بنیاد میں تھا وغیرہ کی مرمت کا کام ۸۸۱ھ میں شروع ہوا۔ پرانا ستون اور زینت کی چیزیں بدل کر نئی لگائی گئیں مسجد قباء کے بعض ستون قابل استعمال تھے لہٰذا انھیں بھی مسجد نبوی کی مرمت میں استعمال کیا گیا۔

دیوار حجرہ میں جو دراڑ پڑ گیا تھا اسے درست کیا گیا، شمالی کونہ پر سنگ مرمر لگائے گئے یہ دراڑ دراصل پرانا تھا مگر پہلے کے لوگوں نے اس کو اینٹوں اور گچ وغیرہ سے بند کر کے اوپر سے سفیدی کر دی تھی۔ جب تھوڑا دراڑ نظر آیا تو اصلاح کے وقت پوری سفیدی ہٹائی گئی تو پتہ چلا کہ یہ اندر نیچے تک ہے۔ اس کے درمیان سے یہ بھی دیکھا گیا کہ اندر مربع دیوار ہے اور اس میں مشرقی شامی جہت میں راستہ ہے جس میں ہاتھ داخل ہو سکتا ہے یہ راستہ بھی قدیم معلوم ہوتا تھا جسے بعد کے لوگوں نے بند کیا تھا مگر زمانہ کی طوالت سے وہ دھیرے دھیرے کھل گیا تھا۔

اس وقت مقصورہ کے اندر ایک محفل کی گئی جس میں علماء و مشائخ قاضی اور خدام شریک ہوئے جس میں سید سمہودی بھی شریک تھے۔ جیسا کہ انھوں نے بیان کیا کہ جب اس محفل میں شرکت کی دعوت مجھے دی گئی تو حاضری میں تردد ہوا۔ پس میں نے وضو کیا اور نماز استخارہ ادا کی۔ اللہ سے اس معاملہ میں راستی و درستگی کا خواستگار رہا۔ جب میں حاضر ہوا تو معاملہ پر لوگوں کا اتفاق ہو چکا تھا۔ اور جو کچھ میں نے دیکھا (اس کا بیان گزر چکا) اس میں خاص بات یہ کہ روضۂ انور میں ہیبت و انسیت کا ایسا مخلوط سماں ہوتا ہے جس کو الفاظ کا جامہ نہیں پہنایا جا سکتا۔ اور سوائے ذوق کے کوئی اس کا ادراک نہیں کر سکتا۔ معاینہ کے بعد میرے اوپر ظاہر ہوا کہ باہری دیوار اندر کی دیوار کی وجہ سے شق ہوئی کیوں کہ وہ باہر کی طرف جھکی ہوئی تھی۔ معلوم ہو رہا تھا کہ پہلے کے لوگوں نے جب اندرونی دیوار میں دراڑ دیکھا اور شاید ان کا یہ دیکھنا اس آتش زدگی کے بعد تھا



www.waseemziyai.com

جس کے بعد مسجد کی چھت درست کی گئی تھی۔ تو اسے لکڑی سے بھر دیا اور سر مبارک اور حضرت ابوبکر کے درمیان حجرہ کے مشرقی جانب داخلی و خارجی دیوار کے درمیان اس کو برابر کر دیا۔ پس ظاہری دیوار اوپر سے اس طرح جھک گئی کہ نیچے والی کو کوئی نقصان نہ دے۔ تاہم اس کی پختگی جاتی رہی اور اس میں دراڑ پڑ گئی۔

''اہل مجمع میں یہ طے ہونا مشکل ہو گیا کہ اس کی مرمت کرائی جائے یا ازسرنو تعمیر۔''

تعمیرات کے متولی نے ذکر کیا کہ انھوں نے خواب دیکھا ہے جس میں یہ اشارہ کیا گیا کہ پرانی عمارت شہید کر کے نئی تعمیر ہو۔ ان کے اندر جوش و جذبہ اور ثابت قدمی راسخ تھی۔ اسی سال کے ماہ شعبان کی صبح موضع شریف کو منہدم کرنا شروع کیا گیا۔ مشرقی جانب کا جتنا مائل حصہ تھا مشرقی کونہ پر تقریباً پانچ ہاتھ سب منہدم کیا گیا۔ اس وقت آتش زنی کی وجہ سے منہدم شدہ حصہ ظاہر ہو گیا جو حجرہ کی دونوں دیواروں کی خالی جگہ میں تھا۔ اس میں بہت سی جلی لکڑیاں دیکھی گئیں۔ پھر اسی ماہ کی پندرہویں تاریخ کو لوگ اس کی صفائی کے لیے جمع ہوئے جب اس میں صفائی کے لیے داخل ہوئے تو میں نے ایک دہشت ناک منظر دیکھا کہ آگ سے جل کر خاکستر ہونے والا ایک ایسا ڈھیر ہے جو بغیر کسی کران کے ہٹایا نہیں جا سکتا۔ شاید اسی وجہ سے پہلی مرتبہ آتش زنی کے بعد صفائی میں لوگ اس کو ہٹانے سے قاصر رہے۔

تقریباً قد آدم برابر جلا ہوا ملبہ اس چھت اور دیوار کا تھا جو مسجد سے ممتاز کرنے کے لیے اونچے بنائے گئے تھے۔ اب کی بار یہ سب کچھ ارباب حل وعقد کے سامنے ہو رہا تھا۔ لہٰذا اس کی صفائی میں بہت سے لوگوں کو جمع کیا گیا۔ بالآخر ملبہ نکالا گیا یہاں تک کہ اصلی فرش نکل آیا جو مسجد کے فرش کی طرح کنکریوں سے بنا تھا۔ مگر اوپر سے ملبہ اور نیچے سے زمین کی سیلن کی وجہ سے کالا ہو گیا تھا۔ اور دوسری بات یہ بھی ظاہر ہوئی کہ ظاہری دیوار و اندرونی دیوار کے بعد کا فرش تقریباً ایک ہاتھ نیچا تھا۔ اندرونی حجرہ چوکور تھا گڑھے ہوئے پتھروں سے بنا تھا، بڑا پر رونق تھا، مغربی طرف داخلی و خارجی دونوں دیواروں کا کونہ متصل تھا اور اس میں نہ کوئی دروازہ تھا اور نہ ہی دروازہ کے لیے جگہ۔ شمالی جانب ستون سے ملا ہوا تھا اور اس کا بعض آگ سے متاثر تھا، خاص کر اوپر۔

اس وقت یہ بھی ظاہر ہوا کہ صرف داخلی دیوار میں ہی دراڑ نہیں بلکہ اس سے متصل مشرقی دیوار میں جب شمع داخل کی گئی تو اس کے مقابلہ میں سامنے والی دیوار میں بھی ویسا ہی دراڑ تھا اور اسی وجہ سے دونوں دیواروں کے درمیان قبر عمر کے سامنے والے ستون کو چھت کی مضبوطی کے لیے بڑھایا گیا تھا۔ اس کے علاوہ بھی مشرقی جانب بہت سی لکڑیاں ہیں جو صرف چھت کو مضبوط اور پائیدار کرنے کے لیے استعمال کی گئی تھیں۔ یہ سب دیکھ کر تعمیرات کے متولی بہت تردد میں پڑے کہ شام کی طرف دیوار مضبوط بنائی جائے یا اس کے سامنے والی دراڑ کی مرمت کی جائے۔

پھر حجرہ میں جہت شام کی پوری داخلی دیوار منہدم کرنے کا عزم کر لیا اور اس کی چھت کو پہلے سے اونچا کیا اس وقت روضۂ انور کی کشادگی دیکھی گئی۔ مگر تینوں قبریں ملبوں کے ڈھیر کی وجہ سے نظر نہ آ سکیں۔ اور مجھے ایسا محسوس ہوا کہ اس جگہ وہ ادب واحترام مطلوب ہے جو مجھ سے ممکن نہیں لہٰذا میں باہر نکل آیا اور اس ارادہ سے کہ اب اس وقت تک حاضر نہ ہوں گا جب تک لوگ انہدام سے فارغ ہو کر تعمیر شروع نہ کر دیں گے۔ پھر لوگ داخلی دیوار حجرہ پر ایک نیچے قبہ کی طرف متوجہ ہوئے تا کہ اسے بھی پختہ کر دیں۔ پھر تو میں اور ڈرا کہ اب تو حجرہ مبارکہ کا اکثر حصہ کھل جائے گا اور میں اس ہیبت وجلال کی تاب نہ لا سکوں گا۔

www.waseemziyai.com

اسی سال کی گیارہ شعبان کو سب نے اتفاق رائے سے شامی اور جہت مشرق کی داخلی عمارت کی دیوار گرانا شروع کیا۔ اس انہدام کے درمیان ایک ایسی اینٹ دستیاب ہوئی جو سب اینٹوں سے الگ اور ممتاز تھی۔ اس کی لمبائی ایک ہاتھ اور چوڑائی نصف ہاتھ اور موٹائی ایک بالشت اور بعض قول کے مطابق چوڑائی اور موٹائی برابر تھی۔

سلف صالحین نے جب حجرہ منورہ کی تعمیر پتھروں سے کی تاکہ پختہ اور دیرپا ہو تو انھوں نے صرف دیواریں منہدم کیں اور اصل بنیاد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک کی تھی اس کو تبدیل نہ کیا وجہ صرف آپ سے تبرک حاصل کرنا تھا۔

دور حاضر کے لوگوں کی بھی تعمیر برکت سے خالی نہ ہو اس کے لیے انھوں نے اس اینٹ کو اپنی تعمیر میں شامل کر لیا۔

تعجب خیز بات یہ کہ دراڑ اور خلل جو بھی واقع ہوا وہ سب حجرہ کے مشرقی حصہ میں ہوا جدھر وہ بابرکت اینٹ نہ تھی۔ پھر جب لوگوں نے شامی طرف کی دیوار گرانی شروع کی اور قبروں سے ملبے دور کرنے شروع کیے تو وہ ۲۳ شعبان کی تاریخ تھی۔ لوگوں کی ایک بھیڑ کے باوجود صبح سے غروب آفتاب تک کام جاری رہا۔ پھر ان کی رپورٹ تیار کر کے مصر بھیجی گئی۔

اسی ماہ کی پچیس تاریخ کو تعمیرات کے متولی نے مجھے (سید سمہودی) پیغام بھیجا کہ حجرہ منورہ کی صفائی کے بعد اب میں زیارت کر سکتا ہوں۔ کوئی کہتا کہ قبریں ظاہر ہوئیں کوئی کہتا کسی قبر کا کوئی نشان نہ ملا۔

بہر حال میں روضہ منورہ میں حاضر ہوا۔ میری کیفیت کچھ یوں تھی کہ میں نے خوب پاکی حاصل کی اور پوری توجہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ انور (قبر شریف) پر حاضر ہوا۔ اور اللہ سے دعا کی کہ مجھے حسن ادب کی توفیق دے۔ ان کی تعظیم و تکریم کرنے کی توفیق دے اور ان کی رضا و خوشنودی میرے حق میں عام کر دے۔ میری خطاؤں سے درگزر فرما، انھیں افکار و خیالات کے ساتھ حجرہ مبارکہ میں داخل ہوا مگر آگے بالکل نہ بڑھا۔ وہاں میں نے ایسی خوشبو پائی جو پوری عمر نہ پہلے نہ بعد کبھی سونگھنے کو نہ ملی۔ پھر میں نے اشرف الانبیاء کو پر خلوص سلام پیش کیا اور ان کے اصحاب کو سلام کیا، ان کے وسیلہ سے وہاں کچھ دعائیں کی، سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شفاعت کا طلب گار ہوا۔ میں نے اس موقع کو بہت غنیمت جانا۔

جب حاضری و زیارت سے مشرف ہو چکا تو اس جگہ کا بغور مطالعہ کیا تاکہ اہل شوق کو میں توصیف کا تحفہ پیش کر سکوں، اہل محبت کو اس خبر کی خوش بو پہنچا سکوں، روضہ کا غور سے مشاہدہ کیا تو اس کا فرش بالکل برابر تھا۔ اس کی مٹی ہاتھ میں لی تو اس میں نمی تھی اور وہ کنکریاں تھیں قبر شریف کا کوئی اثر مجھے نہ ملا۔ البتہ حجرہ کے وسط میں ایک جگہ معمولی اونچائی تھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہی قبر رسول تھی۔ کیوں کہ اپنے خیال کے مطابق لوگ اسی سے بطور تبرک مٹی اٹھا رہے تھے۔ حالاں کہ وہ قبر عمر ہے کیوں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کے مطابق رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر قبلہ کی طرف دیوار میں لحد میں ہے۔

جن لوگوں نے یہ کہا کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبر میں داخل کیے گئے ان کا رد کرتے ہوئے اقشہری نے امام شافعی کا قول نقل کیا ہے کہ یہ بالکل غلط ہے کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبر میں داخل کیے گئے کیوں کہ ان کی قبر دیوار سے قریب لحد میں ہے۔ پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیسے آپ کے جنازے کو قبر کے کنارے رکھا گیا؟

www.waseemziyai.com

طبقات ابن سعد میں ہے کہ اہل مدینہ میں سے قریش کے کسی آدمی جن کا نام محمد بن عبدالرحمٰن ہے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز کے دور ولایت مدینہ میں حجرہ منورہ کی ایک دیوار گر گئی۔ اس وقت خلافت ولید کے ہاتھ میں تھی۔ تو میں پہلا شخص ہوں جو اٹھا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر اور دیوار عائشہ کے درمیان صرف چند بالشت کا فاصلہ ہے، جو دیوار قبلہ سے بہت دور ہے۔

ابن زبالہ اور یحییٰ نے حجرہ شریف کی دیوار گرنے کا جو قصہ پیش کیا ہے جس کا ذکر گزر چکا اس میں ہے کہ جب مزاحم داخل ہوئے تھے تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے پوچھا، اے مزاحم، نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر کیسی دیکھی؟ تو انھوں نے کہا برابر۔ پھر پوچھا کہ ان کے اصحاب (صدیق، عمر) کی قبر کیسی دیکھی؟ کہا: بلند۔ تو آپ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں وہی رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر تھی۔

سید سمہودی کی روایت میں غور وفکر کے بعد پتہ چلتا ہے کہ روضہ انور کے فرش کی اونچائی اور چہار دیواری کے باہر فرش کی اونچائی میں تقریباً ڈیڑھ ہاتھ کا فرق یعنی روضہ کا فرش نیچا اور باہر کا اونچا تھا۔ اور یہ بھی گزر چکا کہ روضہ اور مسجد کے درمیان خالی جگہ کا فرش مسجد کے فرش سے تقریباً ایک ہاتھ اور ثلث نیچا تھا۔ اس حساب سے مسجد کے فرش اور روضۂ انور کے فرش میں تقریباً تین ہاتھ کا فرق ہوا۔ یعنی روضہ کا فرش تین ہاتھ نیچا تھا۔ سامنے والی دیوار جو جہت مشرق میں تھی اس کو منہدم کر کے زمین سے ملا دیا۔ اسی طرح مغربی طرف جو جہت شام سے ملتا ہے اس کی دیوار کا بھی کچھ حصہ منہدم کر کے زمین سے ملا دیا۔ ایسا اس لیے کیا گیا تاکہ قبہ کی اچھی مرمت ہو سکے۔ اب حجرہ کے ستون میں سے قبلہ اور مغرب کی دیوار کے علاوہ کوئی ستون باقی نہ تھا۔

اس کے بعد باقی ان دو دیواروں کے اوپر سے بھی پانچ پانچ ہاتھ منہدم کر دیا اور حجرہ کی اصل عمارت باقی رہی۔

آگے کی دیوار منہدم کرتے وقت اوپر ایک پرنالہ ملا جس کا بعض حصہ جلا ہوا تھا کیوں کہ وہ عرعر (سرو) کی لکڑی کا تھا اور اس میں ابھی بھی خوش بو باقی تھی۔ اس کی نالی تقریباً چار پانچ انگلی برابر تھی۔ گویا یہی قدیم حجرہ شریف کا پرنالہ تھا۔ اس باقی ماندہ پرنالہ کو درست کر کے سُترہ کے درمیان چھت میں پھر سے لگا دیا گیا۔

حجرہ شریف کی جب تعمیر جدید ہو رہی تھی تو مجھے یہ شوق تھا کہ صحیح وسالم سامان بجائے ہٹانے کے اسی میں دوبارہ لگا دیے جائیں۔ تعمیر کے متولی سے میں نے اس کا ذکر کیا تو انھوں نے بتایا کہ وہ سب باقی ماندہ سامان اگلی دیوار شامی کی تعمیر میں استعمال ہو جائیں گے۔

حجرہ کی تعمیر جدید شروع کرتے وقت ان میں اتفاق رائے ہوا کہ وہ ستون جو شق ہو گیا ہے اس کو حجرہ کے شامی دیوار کے پیچھے لگایا جائے اس کے لیے دیوار کی چوڑائی میں سہ کونہ شکل کی زیادتی کرنی پڑی۔ حجرہ کی تعمیر جدید ۷ شعبان کو شروع ہوئی، اسی دیوار سے شروعات بھی ہوئی اور اسی کو مغربی دیوار تک پہنچایا۔ اس میں وہی سارے پتھر استعمال ہوئے جو حجرہ کی قدیم تعمیر سے باہر ہوئے تھے۔ پھر قبہ کی پختگی کے لیے قدم اٹھایا گیا تو اس کی جگہ تبدیل کر کے اس کو حجرہ کے بیچ میں کرنا مقصود ہوا۔ اور یہ کسی طرح ممکن نہ تھا۔ لہٰذا انھوں نے حجرہ شریف کے تہائی حصہ تک ایک طاق (محراب) بنایا جو پاؤں شریف (پائے اقدس) سے مشرقی جانب ملے۔ اور جہت شام کی باہری دیوار کو حجرہ کی داخلی دیوار سے ملا دیا، اور درمیان میں جو بچ رہا اس کو طاق کی دیوار کے اندر کر دیا۔ نیز سامنے کی داخلی اور خارجی دیواروں کے درمیان جو جگہ بچی اس کو بھر دیا۔ یہاں تک کہ



www.waseemziyai.com

اب اندرونی عمارت میں اسی جہت شام میں سہ کونی کشادگی کی خالی جگہ نہ بچی۔ مذکورہ قبہ کی بلندی بھی ظاہری دیوار مشرق اور اس کے درمیان والی تھی۔ اور اس قبہ مذکورہ کو حجرہ شریف کے بقیہ حصہ دیوار مغرب جو سر اقدس کی طرف تھا اسی پر کر دیا گیا۔

اس قبہ کی تعمیر اینٹوں کے بجائے تراشے ہوئے پتھروں سے ہوئی جن کے رنگ کالے وسفید تھے اس قبہ کی اندرونی خالی جگہ کی بلندی بارہ ہاتھ تھی۔

زمین سے طاق کی آخری اونچائی جس پر قبہ تعمیر ہوا تقریباً آٹھ دس ہاتھ تھی۔ مشرقی دیوار قبہ جو طاق سے ملی تھی اس کی لمبائی تقریباً ڈھائی ہاتھ تھی دیوار قبہ کے درمیان اور حجرہ کی ظاہری دیوار جہت مشرق میں یعنی طاق کی چھت ویسے ہی دونوں دیواروں میں ضم کر دی گئی طاق کی چھت کی وسعت لمبائی میں سات ہاتھ تھی اور چوڑائی مختلف تھی اس طور پر جدھر قبہ سے ملتی تھی ادھر ڈھائی ہاتھ اور جدھر شامی جہت سے ملتی تھی ادھر تین ہاتھ تھی۔

قبہ کی شامی دیوار کی چوڑائی میں لوگوں نے اضافہ کیا، ستون سے ملے حصہ کو مشرق میں مغرب کے مقابلہ نصف ہاتھ زیادہ رکھا۔ جیسا کہ اس سمت میں دیوار کی چوڑائی قبہ کے نیچے تقریباً تین ہاتھ تھی، جب کہ دوسری سمت میں اس کے علاوہ تھی۔ تاکہ ستون مذکور کی جہت واضح ہو۔ جیسا کہ آگے تصویر آرہی ہے۔

حجرہ شریف کے باقی ماندہ سامان کو پھینکنے کے بجائے اس دیوار کے اوپر ایک چھوٹی سی تعمیر کر دی۔ اور اس دیوار میں ایک روشن دان چھوڑا مگر جب اس کے علاوہ کسی کو باقی نہ رکھا گیا تو اس کو بھی بند کر دیا گیا۔

مسجد نبوی کے فرش جیسی کنکریاں لائی گئیں تاکہ اسے قبروں پر ڈالی جائیں اور اسی ترتیب سے کہ ابوبکر کا سر مبارک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شانہ مبارک کے پیچھے اور عمر کا سر مبارک ابوبکر کے شانے کے پیچھے ہے۔ اس پر کنکریاں ڈال دی گئیں اس کے بعد ان جگہوں کو عنبر وعود اور مشک ولوبان سے خوب بسایا گیا۔

باہری ساری دیواروں کو اور قبہ کو سفید گچ سے رنگ دیا گیا اور اس کے اوپری حصہ پر پیتل کا چاند لگا دیا گیا۔ جو پہلی مسجد کی چھت سے قریب ہے۔ اور قبہ اسی کے نیچے ہے۔ یہ سارا تعمیری کام جمعہ سات شوال کو اسی سال پائے تکمیل کو پہنچا۔

مقام جبریل سے مشہور جگہ حجرہ شریف سے خالی کونہ پر ہے۔ ابن جبیر نے اس جگہ کو حجرہ شریف میں شمار کیا اور کہا کہ اس پر پردہ لٹکا ہوتا اور کہا جاتا کہ یہ جبریل امین کے اترنے کی جگہ ہے۔ جب کہ غزوۂ بنی قریظہ کے وقت گھوڑے پر سوار آئے اور مسجد نبوی شریف کے دروازے پر ٹھہرے جنازے رکھنے کی جگہ۔ جبریل کے چہرہ پر غبار تھا۔ اسی سبب سے اس کا نام باب جبریل پڑ گیا۔ کیوں کہ ان دنوں جنازے رکھنے کی جگہ مسجد نبوی میں کوئی دروازہ نہ تھا۔

بیہقی نے حضرت عائشہ سے روایت کیا، کہتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس تھے کہ کسی نے ہمیں سلام کیا۔ ہم گھر کے اندر تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلدی سے نکلے اور میں بھی آپ کے پیچھے نکلی تو میں نے دیکھا کہ دحیہ کلبی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ

www.waseemziyai.com

تعالیٰ علیہ وسلم نے بتایا کہ یہ جبریل ہیں۔ مجھے حکم دے رہے ہیں کہ میں بنو قریظہ کی طرف پیش قدمی کروں۔

اب اس بارے میں مختلف مورخین اور سیرت نگاروں کے پیش کردہ خاکے، قبر شریف، حجرہ مبارک اور مسجد نبوی شریف کی تعمیر و توسیع کا نقشہ آپ کے مطالعہ کے لیے پیش کیا جاتا ہے۔

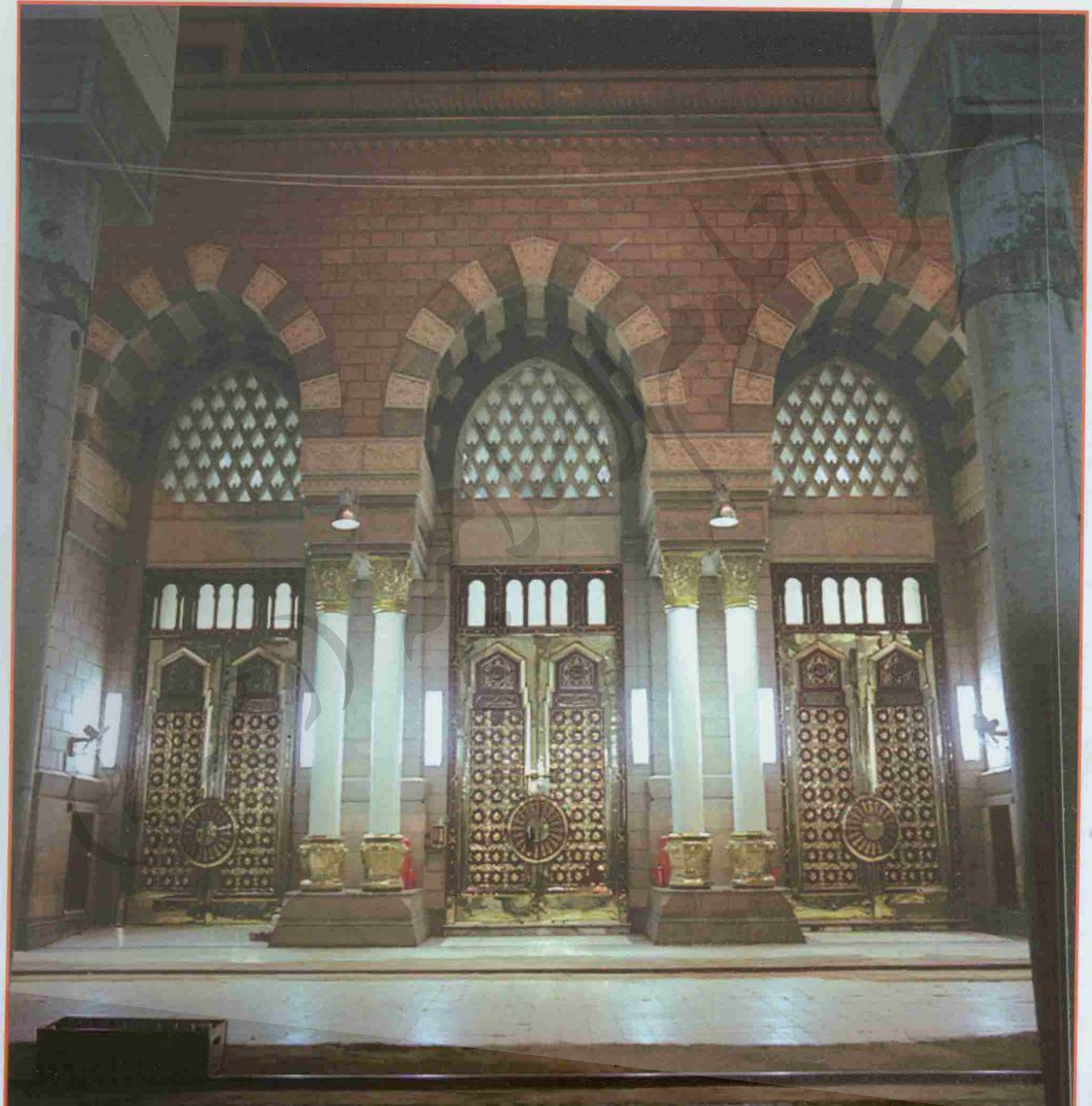



www.waseemziyai.com

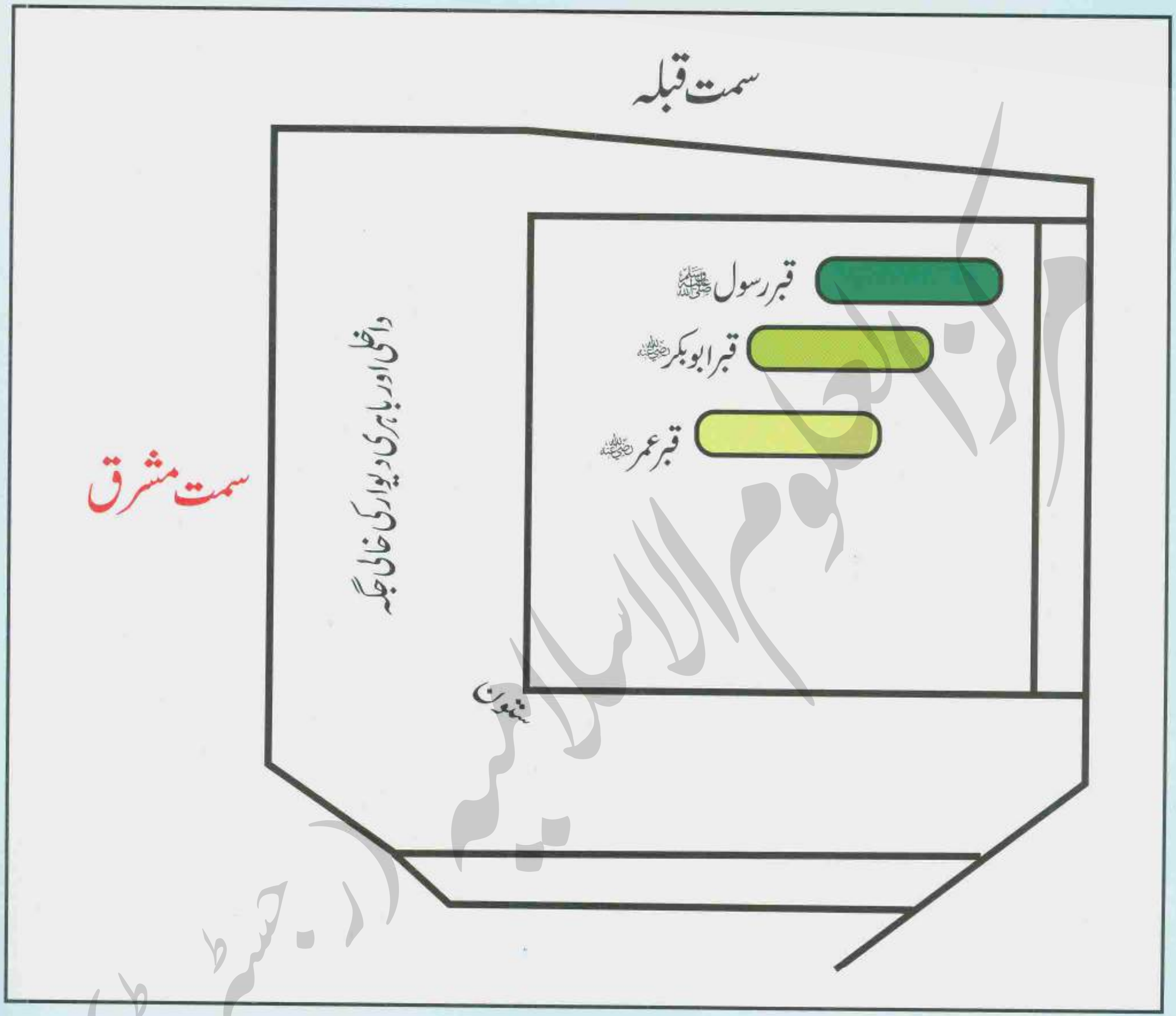


نقشہ: اقشہری کی کتاب ''منسک القاصد الزائر'' کا خاکہ جو ابن شبہ کی روایت کے مطابق ہے۔

www.waseemziyai.com

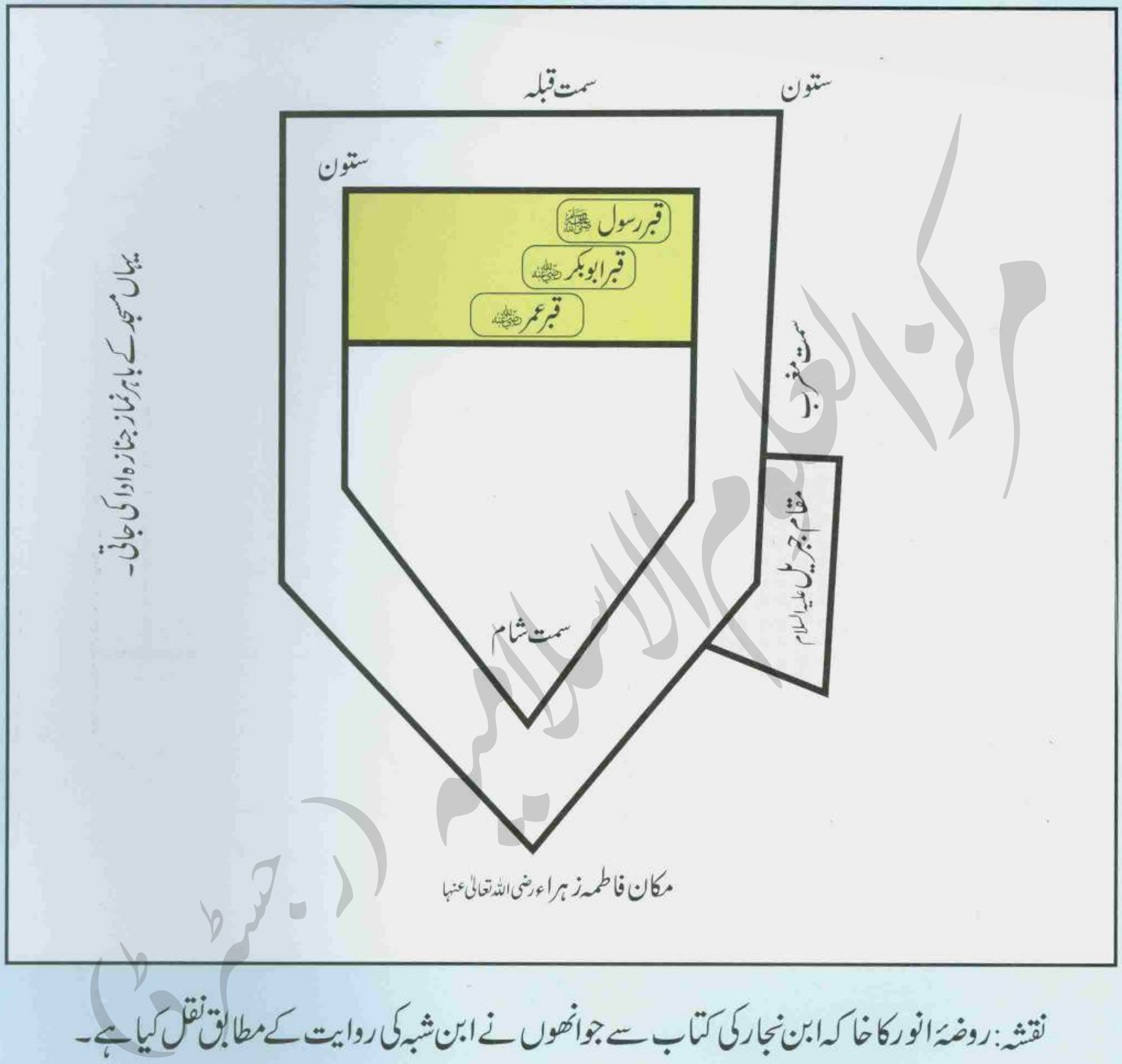


نقشہ: روضۂ انور کا خاکہ ابن نجار کی کتاب سے جو انھوں نے ابن شبہ کی روایت کے مطابق نقل کیا ہے۔

www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

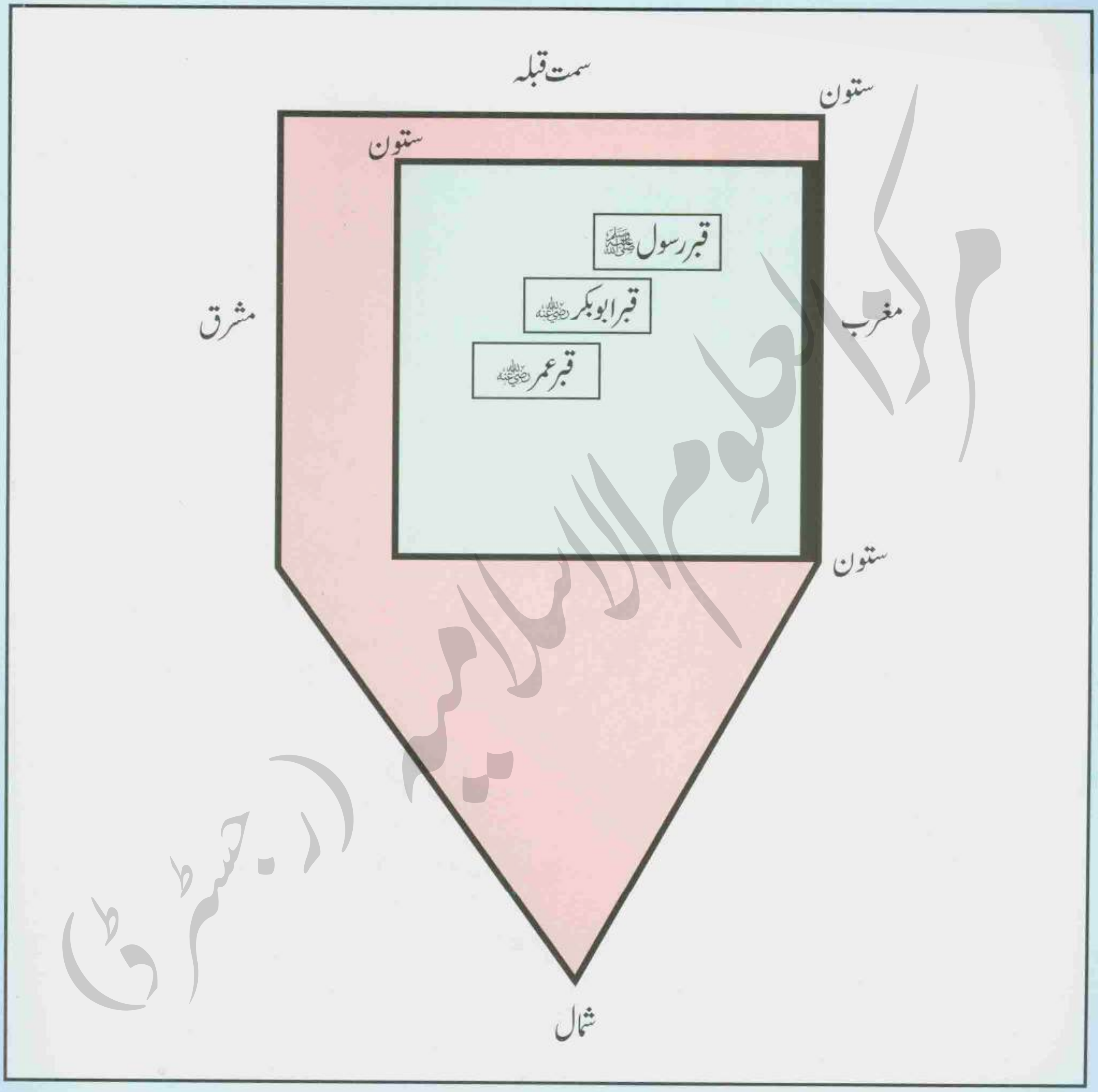


نقشہ: سید سمہودی کی کتاب ''وفاء الوفاء'' کا پیش کردہ خاکہ، جس کا انھوں نے بچشم خود معاینہ کیا ہے۔

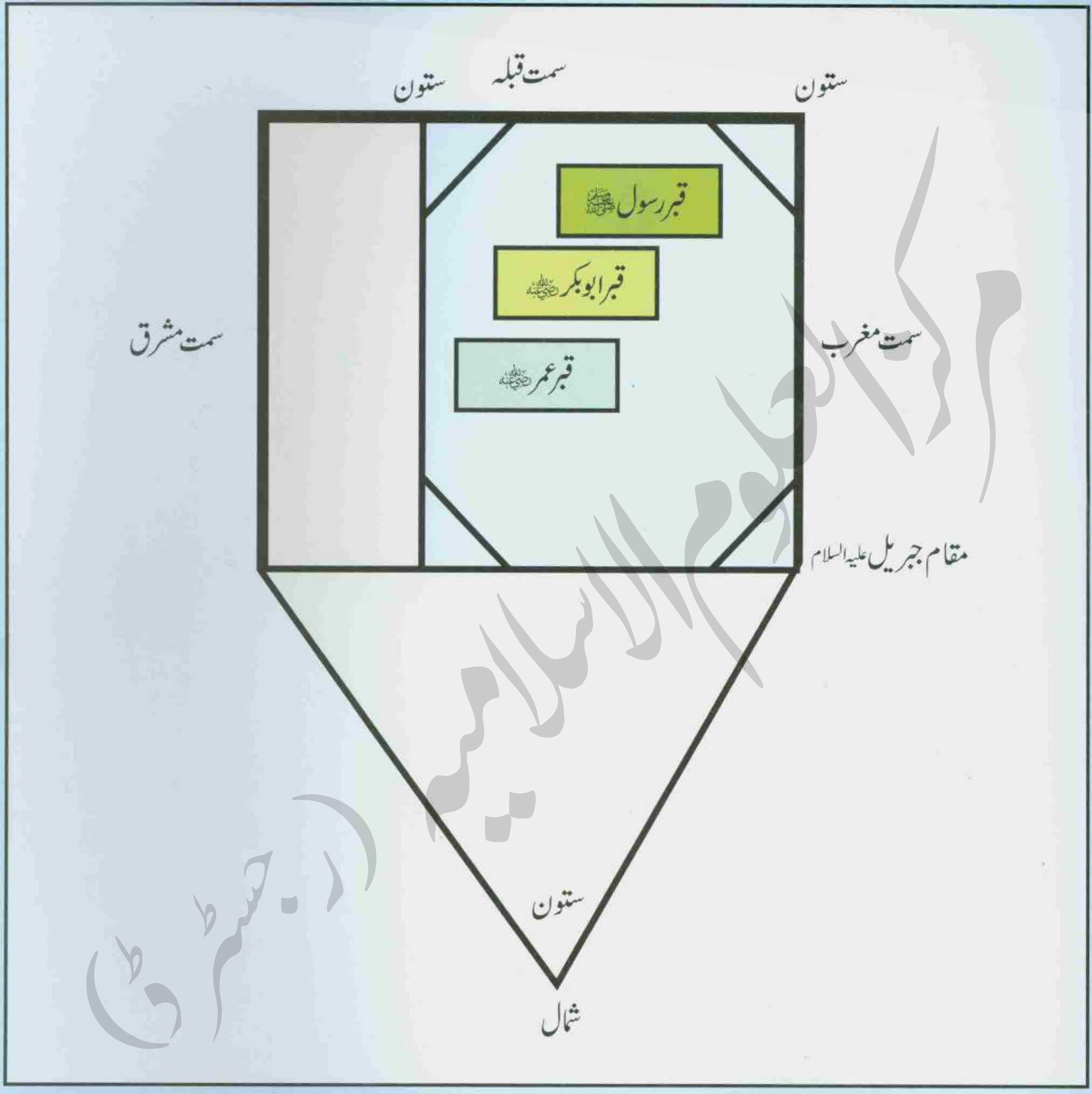


نقشہ: ''وفاء الوفاء'' سید سمہودی کی کتاب میں پیش کردہ خاکہ۔ ۸۸۸ھ میں سلطان قایتبای کی تعمیر کے بعد آج تک حجرۂ انور اسی شکل میں ہے۔ ۸۸۸ھ سے لے کر ۱۴۲۶ھ تک جو کچھ ہوا اس میں ہوا وہ سب صرف مرمت، صفائی اور رنگ و روغن سے عبارت ہے۔

www.waseemziyai.com

# چھت اور قبوں کے متعلق اقوال کا خلاصہ

★ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست اقدس پر جن حجروں کی تعمیر ہوئی ان کی چھتیں کھجور کے پتوں وشاخوں کی تھیں۔

★ پھر ان کی چھتوں کی مرمت اس طور پر کرائی گئی کہ ان کو لکڑی کے تختوں سے بدل دیا گیا اور اس کے اوپر مومی کپڑے لگائے گئے تاکہ بارش کے پانی اندر نہ داخل ہوں۔

★ روضۂ انور کی چھت کے اوپر مسجد نبوی شریف کی چھت کے مابین تقریباً (۹۰) نوے سینٹی میٹر کی اینٹ کی دیوار کھڑی کردی گئی تاکہ حجرے کی چھت ممتاز ہو اور کوئی اس کے اوپر نہ چلے۔

★ ۶۷۸ھ میں سلطان منصور قلاوون صالحی نے حجرۂ نبوی کی پہلی چھت پر لکڑی کا گنبد بنوایا۔ یہ گنبد نیچے چوکور تھا۔ اور حجرہ شریف کے چاروں طرف کے ستونوں پر اس کا وزن رکھا گیا تھا۔

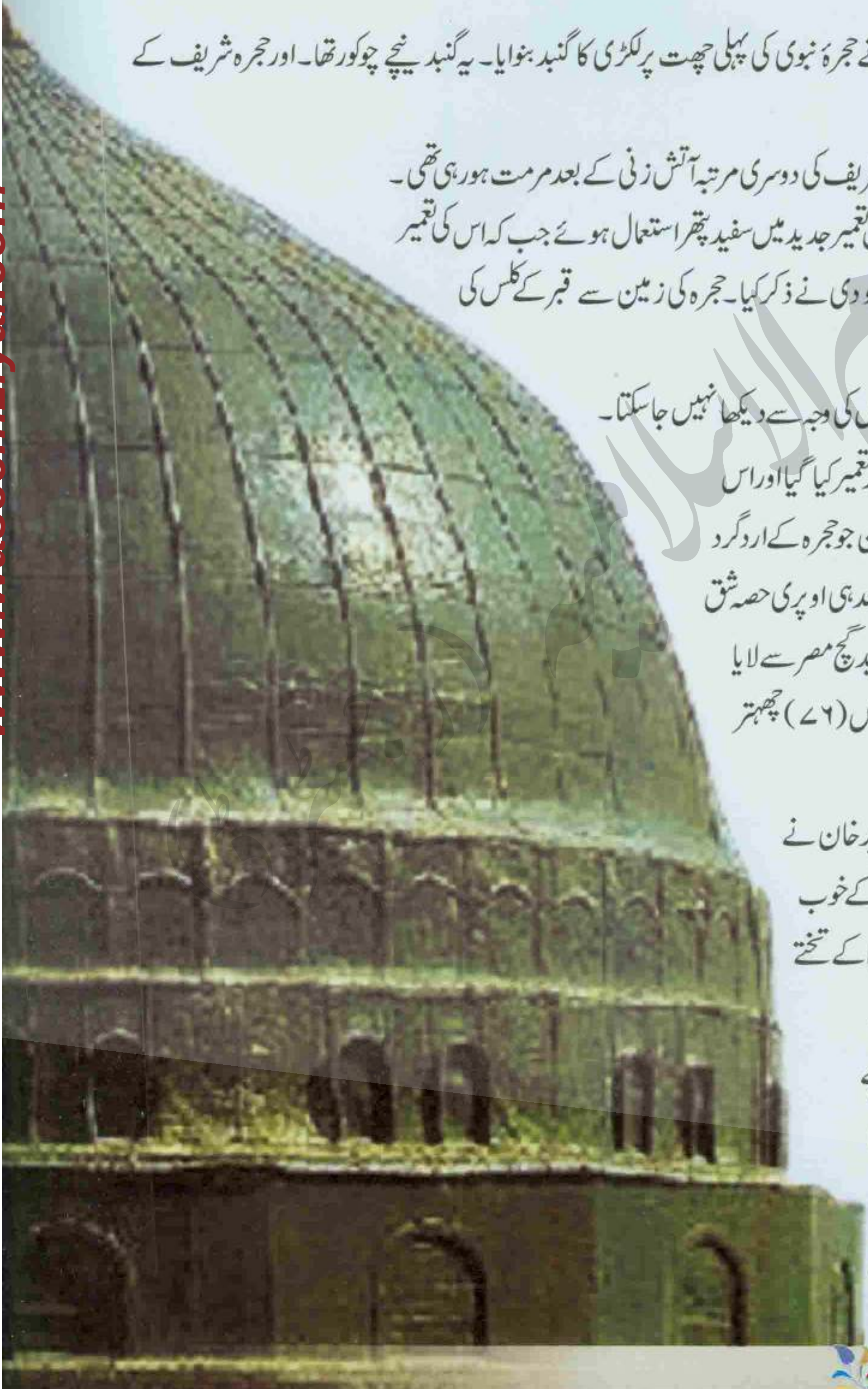

★ ۸۸۶ھ میں قبہ کی تجدید ہوئی جب مسجد نبوی شریف کی دوسری مرتبہ آتش زنی کے بعد مرمت ہو رہی تھی۔ وہ زمانہ سلطان قایتبای کی حکومت کا تھا۔ اس تعمیر جدید میں سفید پتھر استعمال ہوئے جب کہ اس کی تعمیر سیاہ تراشیدہ پتھر سے ہوئی تھی۔ جیسا کہ سید سمہودی نے ذکر کیا۔ حجرہ کی زمین سے قبر کے کلس کی اونچائی اٹھارہ ہاتھ ہے۔

یہ گنبد آج بھی باقی ہے۔ مگر پنج کونہ دیوار کے اندر ہے جس کی وجہ سے دیکھا نہیں جاسکتا۔

★ ۸۹۲ھ میں اندرونی گنبد کے اوپر ایک اور گنبد تعمیر کیا گیا اور اس کے لیے کچھ تو نئے ستون بنائے گئے اور کچھ پرانے ستون جو حجرہ کے اردگرد مسجد کے تھے ان پر وزن رکھا گیا۔ تعمیر مکمل ہونے کے بعد ہی اوپری حصہ شق ہوگیا لہٰذا اسے منہدم کر کے دوبارہ تعمیر کیا گیا۔ اس کا سفید گچ مصر سے لایا گیا تھا۔ باہر سے سیسہ کے تختے لگائے گئے۔ اس گنبد میں (۷۶) چھہتر طاق اور کھڑکیاں لگائی گئیں۔

★ ۱۲۳۳ھ میں سلطان محمود بن سلطان عبدالحمید خان نے اس گنبد کی تجدید کا حکم نافذ کیا۔ لہٰذا اوپری حصہ منہدم کر کے خوب پختہ کیا گیا۔ نیز نچلے گنبد اور اوپری گنبد کے درمیان لکڑی کے تختے لگا دیے گئے تاکہ اوپر سے کوئی چیز نہ گرے۔ یہی وہ گنبد ہے جسے آج ہم باہر سے دیکھ رہے ہیں جو پتھر سے بنا ہے اور اس کے اوپر سیسہ کے تختے لگے ہوئے ہیں۔ پہلے اس

www.waseemziyai.com

کا رنگ سیسہ جیسا تھا، یا سفیدی مائل۔

★ ۱۲۵۳ھ میں اس گنبد کو سبز رنگ سے رنگ دیا گیا۔

اس تاریخ سے تادم تحریر یہ سبز گنبد ہے۔

★ اس گنبد کے نیچے جو چھت یا چھوٹا سا گنبد ہے

اس میں صرف ایک کھڑکی ہے۔ جو قبلہ کی سمت اس سوارخ کے برابر میں ہے جو حضرت ام المومنین کے زمانہ میں کیا گیا تھا تا کہ بارش نازل ہو۔ جیسا کہ دارمی نے روایت کی: اہل مدینہ سخت قحط کا شکار ہوئے۔ انھوں نے اس کی شکایت حضرت عائشہ سے کی۔ آپ نے فرمایا: نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر کے اوپر چھت میں ایک سوراخ کر دو۔ یہاں تک کہ ان کے اور آسمان کے درمیان کچھ حائل نہ ہو۔ جب لوگوں نے ایسا کر دیا تو اتنی بارش ہوئی کہ سارا مدینہ جل تھل ہو گیا اتنی گھاس اگی کی اونٹ کھا کر فربہ ہو گئے ایسا معلوم ہوتا کہ چربی کی کثرت سے ان کے بدن پھٹ پڑیں گے۔ اسی وجہ سے اس سال کا نام ''فتق'' (پھٹنے والا) پڑ گیا۔

سید جعفر برزنجی کی کتاب ''نزہۃ الناظرین'' میں ہے جو زین الدین مراغی سے منقول ہے کہ خشک سالی کے وقت اس کھڑکی کا کھولنا اہل مدینہ کا معمول ہے۔ یہاں تک کہ آج بھی وہ ایسا کرتے ہیں۔ اس طور پر اندرونی گنبد کا سوراخ کھول دیتے ہیں گرچہ حجرہ کی چھت آسمان اور قبر شریف کے مابین حائل ہوتی ہے۔

سید سمہودی نے کہا کہ شجاعی شاہین جمالی نے جب گنبد خضریٰ بنوایا تو اس کے اوپری حصہ میں لوہے کی ایک کھڑکی بنائی ہے اور ٹھیک اسی کے بالمقابل نیچے گنبد میں بھی ایک کھڑکی ہے جس پر کواڑ ہے خشک سالی کے وقت پانی برسانے کے لیے کھولی جاتی ہے۔

سید سمہودی کے زمانہ میں باب توبہ جو روضۂ انور کا سامنے کا دروازہ ہے یعنی جو آج مواجہہ شریف سے زیارت کرنے والا ہے وہ کھلتا تھا۔

www.waseemziyai.com

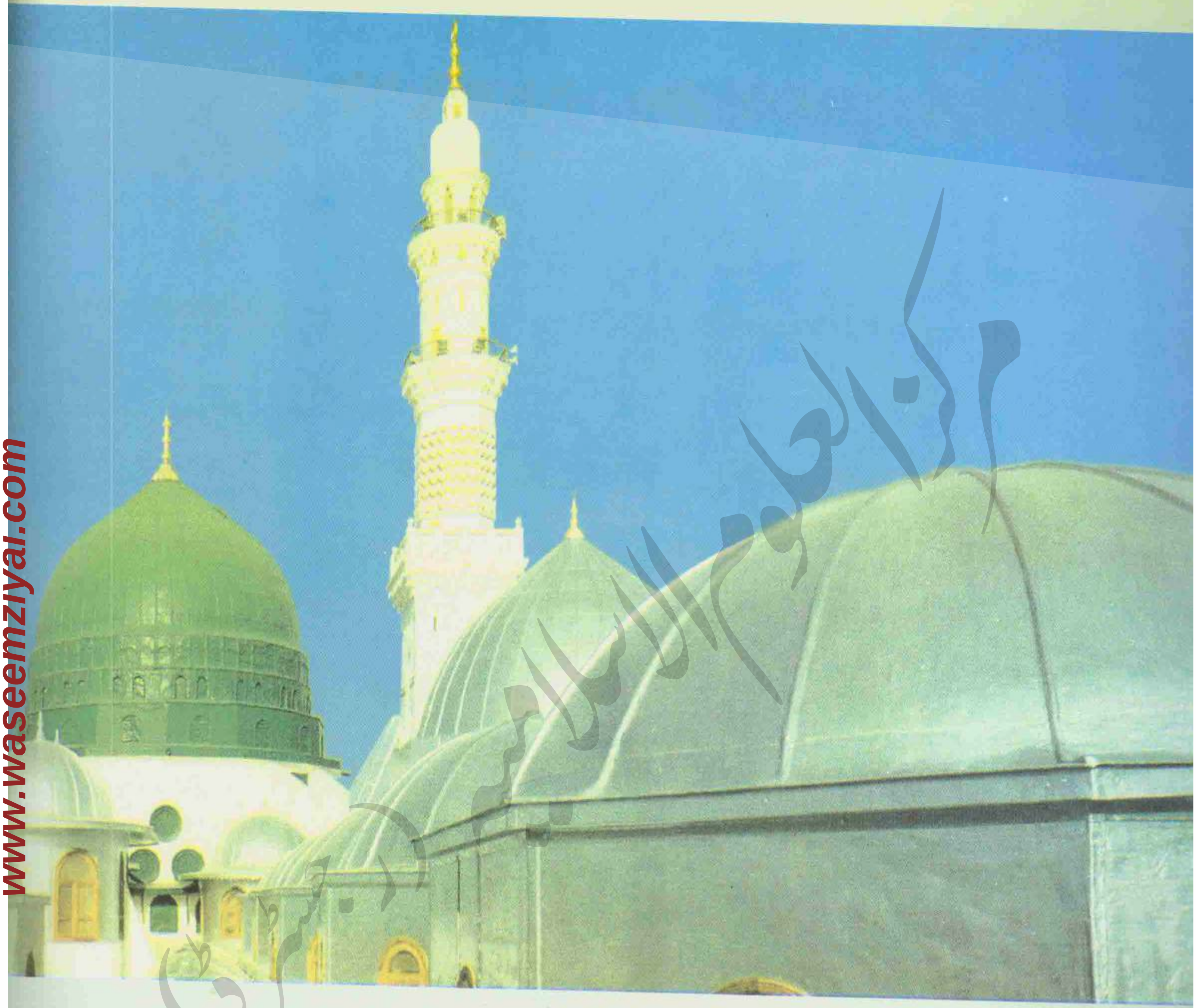

تصویر: گنبد خضرٰی اور اس سے متصل مسجد نبوی شریف کے اگلے (قبلہ) حصہ کی چھت پر متعدد قبوں کی خوبصورت تصویر، یہ رنگ اصلی سیسہ کا ہے۔ سبز گنبد کا رنگ بھی پہلے ایسا ہی تھا۔

www.waseemziyai.com

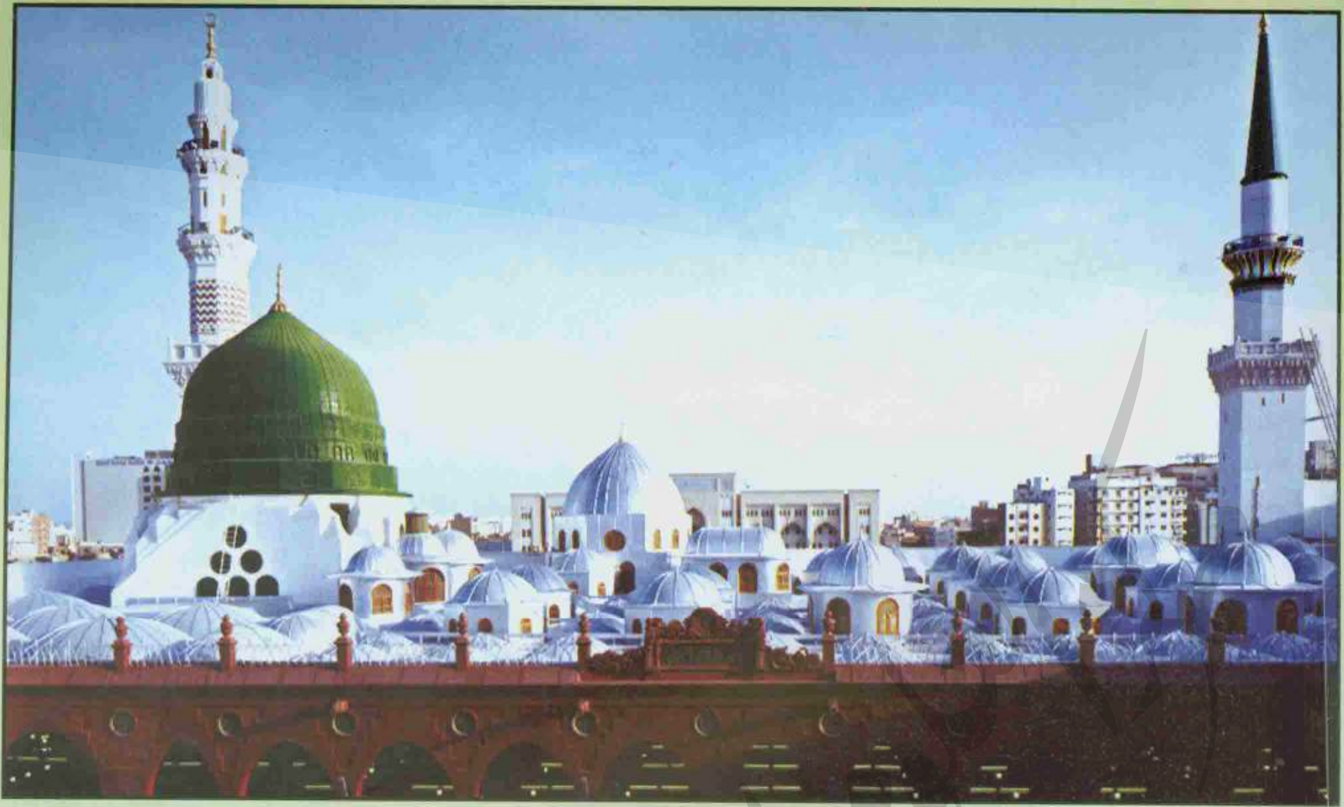

تصویر: سبز گنبد اور مسجد نبوی شریف کے متعدد گنبدوں کا خوش نما منظر
مسجد نبوی شریف کے ایک گنبد کی مرمت کرتے ہوئے مدینہ منورہ کے کاری گر۔



www.waseemziyai.com

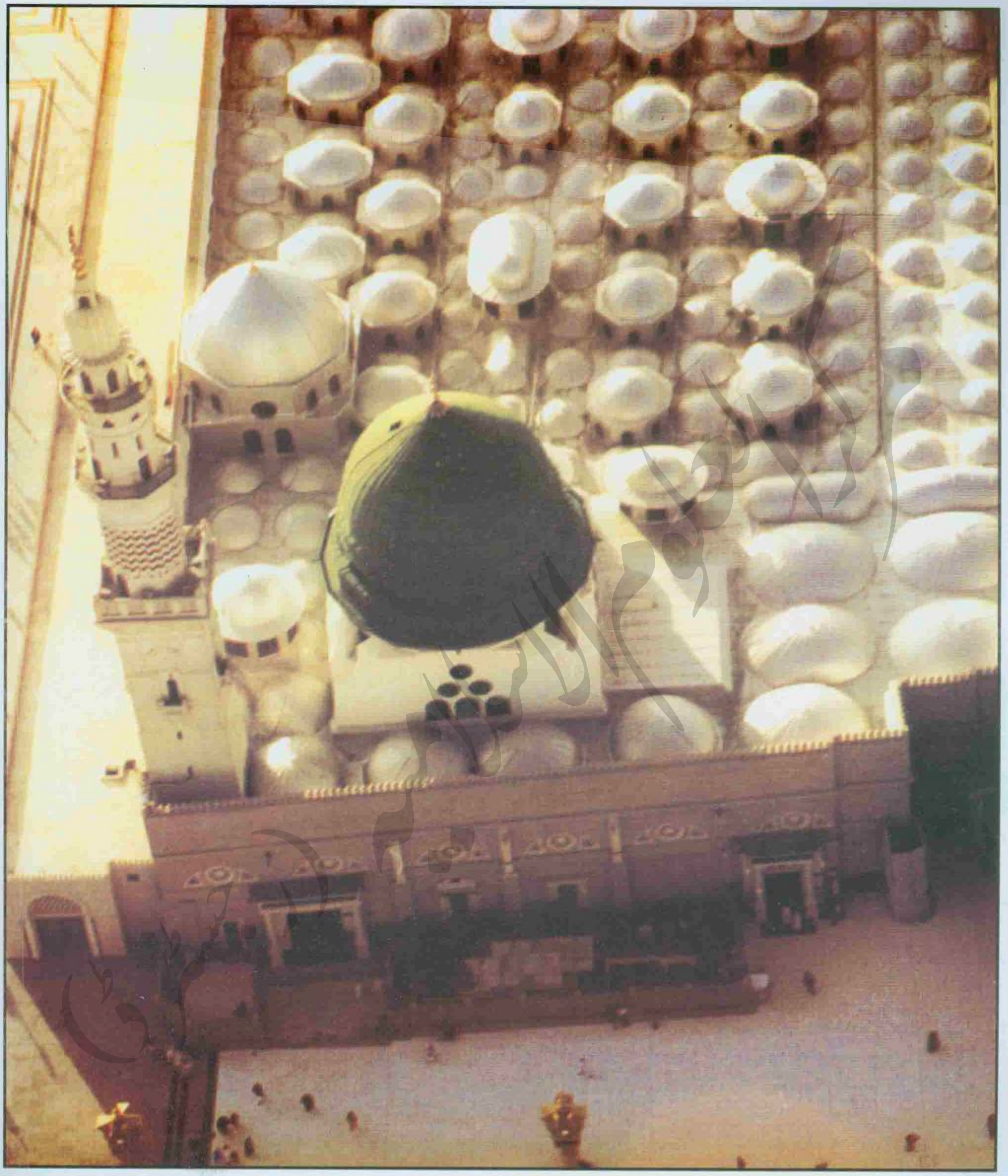

تصویر: گنبد خضریٰ اور مسجد نبوی شریف کے مختلف شکلوں کے متعدد قبوں کا فضائی منظر، تعمیر عثمانی میں مسجد نبوی شریف کے ستون کی جگہ ثابت نہ ہونے کی وجہ سے اوپری سطح پر یہ متعدد قبے بنائے گئے۔

ان قبوں میں چار کو خاص مقام حاصل ہے پہلا گنبد خضریٰ ہے دوسرا اس کے بغل میں قبلہ کی سمت ایک بڑا گنبد جس کے گرد تین چھوٹے چھوٹے گنبد ہیں۔
تیسرا محراب عثمانی یعنی موجودہ امام کی محراب کے نیچے اور چوتھا باب السلام کے اوپر کا گنبد ہے۔

www.waseemziyai.com

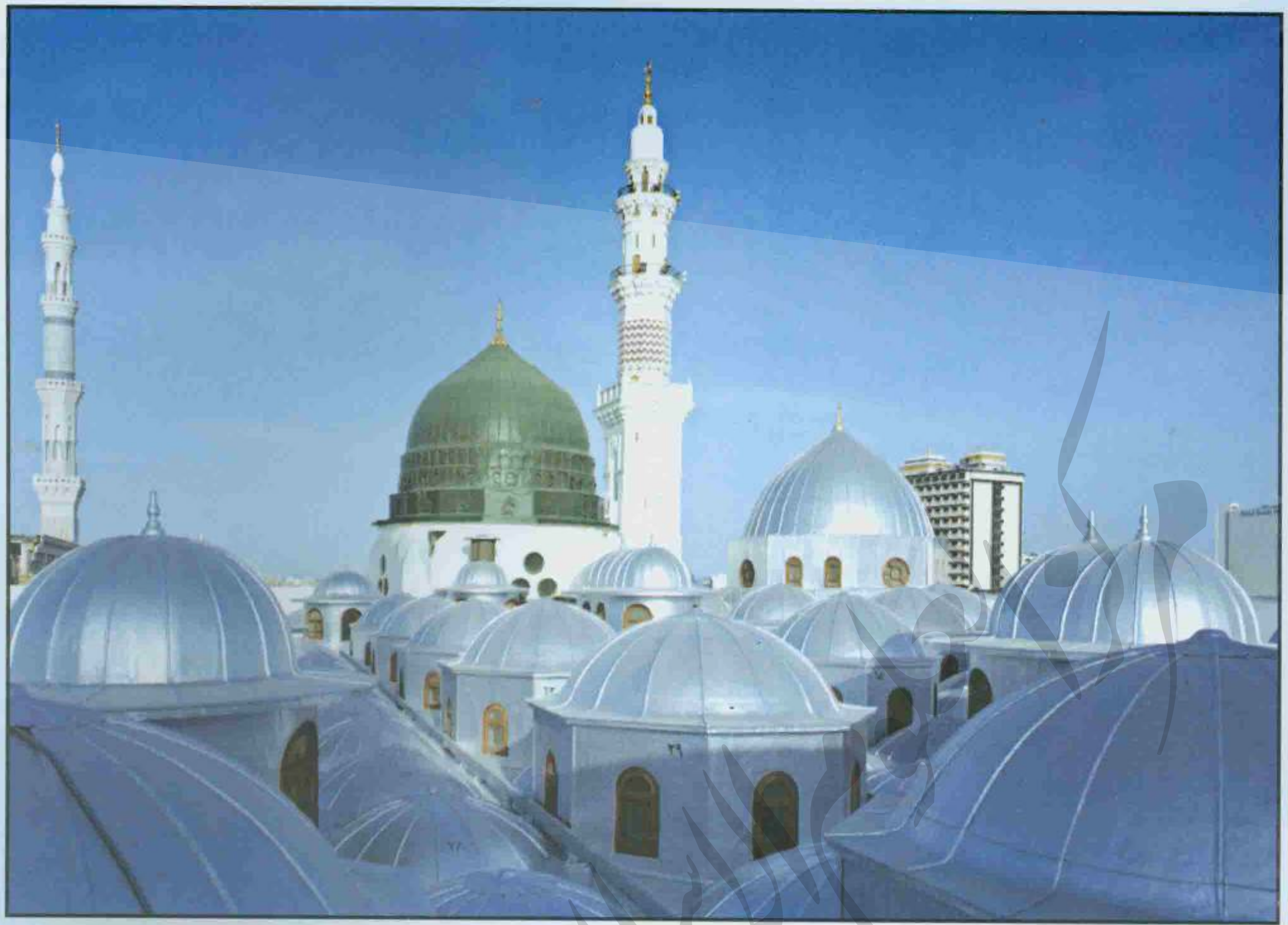

## سید جعفر برزنجی کا مشاہدہ

سید جعفر بن سید اسماعیل مدنی برزنجی کی کتاب ''نزہۃ الناظرین'' کا اقتباس اس ضمن میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔ کیوں کہ اس کتاب کے مولف نے مسجد نبوی شریف کی چھت سے روضہ انور کا مشاہدہ کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں :

۱۲۹۶ھ میں ایک زوردار آندھی آئی۔ اس کی وجہ سے گنبد خضریٰ کی مشرقی جانب کی ایک بڑی کھڑکی گر پڑی اور وہ حجرہ مبارکہ میں گری۔ اس کا ایک ٹکڑا روضہ انور میں گرا۔ اس وقت کے شیخ اس کو ہٹانے کے لیے پریشان ہوئے۔ علماء کو جمع کیا اور میں (سید جعفر برزنجی) ان میں تھا۔ مفتی احناف محمد بالی آفندی بھی ان میں شامل تھے۔ ہم مینار کے دروازے سے مسجد نبوی شریف کی چھت پر چڑھے اور نہایت ادب واحترام کے ساتھ قبہ شریف کی طرف متوجہ ہوئے۔ یہاں تک کہ گنبد کے قریب ہو کر کھڑکی کے ذریعہ حجرہ شریف اور اس کے اندر چھوٹے گنبد کو دیکھنے کی کوشش کی۔ مگر مسجد کی چھت سے کھڑکی کے ذریعہ اندر کی کوئی چیز دیکھنا ممکن نہیں۔ اس لیے کہ وہ گچ اور سیسہ کے رنگ کا بنا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ اگر گردن لمبی کی جائے تو ممکن تھا کیوں بڑے گنبد کی دیوار بہت چوڑی تھی۔ بہرحال میں نے اپنی گردن لمبی کی اور میں ادب کے ساتھ آیت قرآن اور درود شریف کا ورد کر رہا تھا۔ میں نے حجرہ مبارک چوکور دیکھا۔ اس کے اوپر پردہ لگا ہوا تھا جو اندر دیکھنے اور چھوٹا گنبد دیکھے جانے سے مانع تھا۔ البتہ ڈھکن کے بیچ میں ستارہ کی شکل ابھرا ہوا حصہ دیکھا۔ ظاہری بات ہے کہ وہی گنبد شریف کی اونچائی کی وجہ سے نیچے اس شکل کا تھا۔

www.waseemziyai.com

حجرہ شریف کی دیواروں کے کنارے جہت شام میں لکڑی کی ریلنگ (چھوٹی دیوار) دیکھی۔ جس پر حجرہ کے پردے لٹکائے گئے تھے۔ اس کے علاوہ ستون کے سروں پر چوکور پتھر دیکھے شاید انھیں پر گنبد سے قبل حجرے کی چھت ٹکی تھی۔ دو مغربی جانب تھے اور دو مشرقی جانب۔ اس کا واضح مطلب ہے کہ قبہ اسی ظاہری دیوار پر بنا ہے۔ جب کہ سید سمہودی نے کہا کہ سلطان قایتبای کی تعمیر میں قبہ حجرہ شریف کے برابر ستون کے اوپر تھا۔

سید جعفر نے کہا کہ سید سمہودی نے ذکر کیا کہ ان کے زمانہ میں جب حجرہ اور قبہ شریف کی تعمیر کا معاملہ در پیش ہوا اور لوگوں نے حجرہ شریف کی تجدید شروع کی تو ایک تہائی حصہ حجرہ پر ایک طاق بنایا جو مشرقی سمت سے شروع ہو کر پائے اقدس تک تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ حجرہ پر موضع قبہ کو مربع نما بنا دیا جائے۔ اور کہا کہ گنبد سرہانے کی جانب بنایا گیا۔ ان کی اس تفصیل سے مستفاد ہوتا ہے کہ وہ قبہ دیوار پر بنایا گیا ستون کے سروں سے اوپر۔ اس لیے کہ اگر ستونوں پر بنایا جاتا تو حجرہ کو مربع شکل بنانے کی حاجت نہ تھی۔ نیز اگر اس کی تعمیر ستونوں پر ہوتی تو ہم نے جو ستون دیکھے ان کے علاوہ ہوں گے۔ جب کہ حجرہ پاک کی تنگی اس کے منافی ہے۔ اور اس کے اندر متعدد قریب قریب ستون کا وجود ممکن نہیں پس ظاہر ہوا کہ حجرہ کے چاروں کونوں پر جو ستون قریب تھے قبور شریف کی طرف دیواروں کے اوپر لکڑی کے ستون بنائے اور اسی کے ذریعہ حجرہ پاک کو مربع شکل کیا گیا۔ اوپری سطح پر انھوں نے موجودہ ستونوں کے علاوہ ستون بنائے اور انھیں پر قبہ تعمیر ہوا اس طرح پرانے ستونوں کے سرے خالی ابھرے رہ گئے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

پھر میں نے بڑے گنبد کے اندرونی حصہ کی طرف نظر دوڑائی تو اسے بہت مزین اور اس پر مختلف نقوش پائے۔ جلی حروف میں کچھ لکھا ہوا تھا مگر جو مجھ سے قریب تھا اسی کو میں پڑھ سکا۔ وہ لکھا تھا (أنشأ هذه القبة الشريفة العالية المعترف بالتقصير الراجي عفو ربه القدير قايتباى) یعنی اس قبہ کو قایتبای نے تعمیر کیا۔

ڈاکٹر صالح مصطفیٰ نے کہا کہ میں نے گنبد میں چھہتر کھڑکیاں اور طاق پائے۔

www.waseemziyai.com

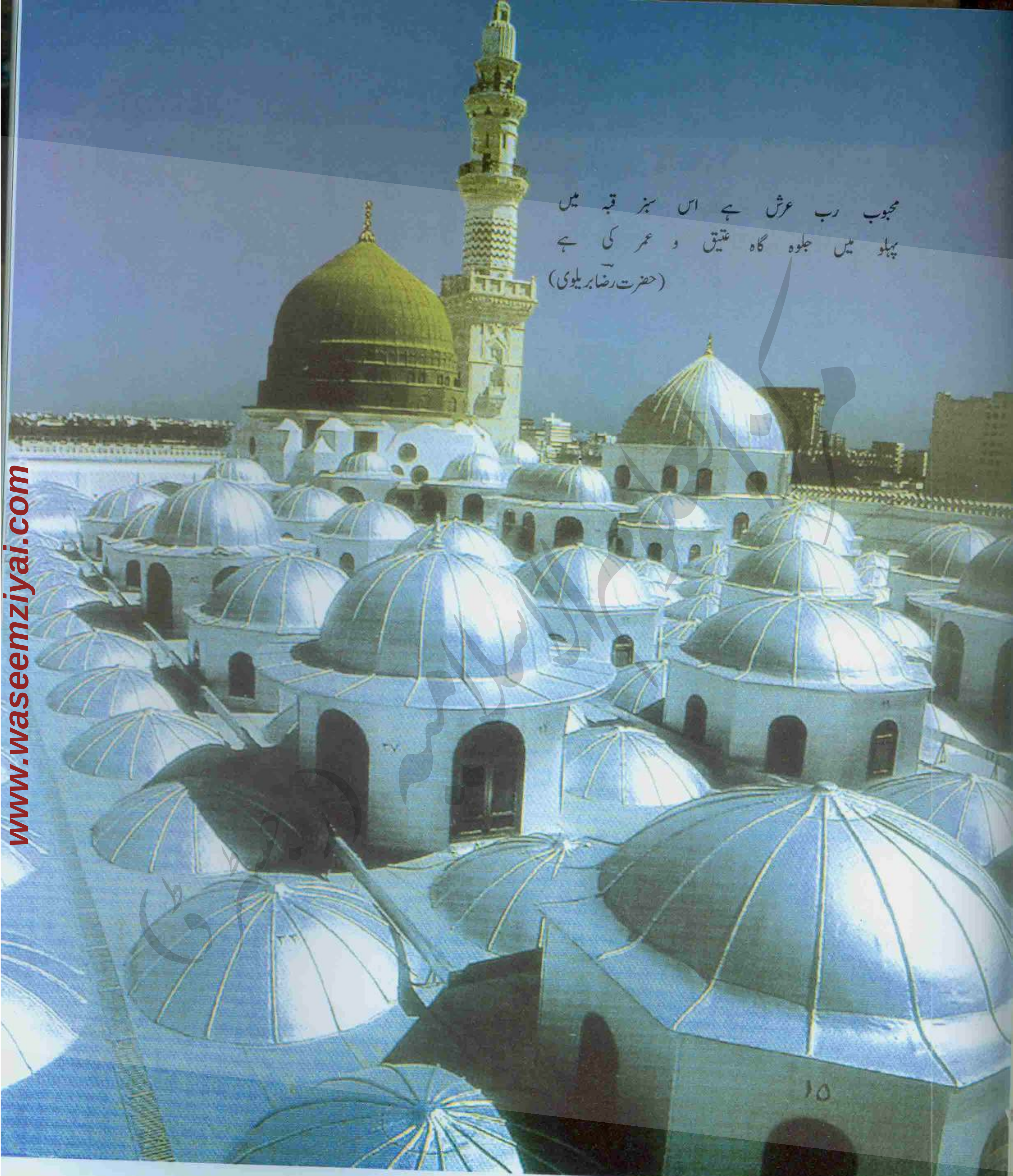


تصویر: گنبد خضریٰ اور اگلے دالانوں کے مختلف قبوں کی تصویر

www.waseemziyai.com

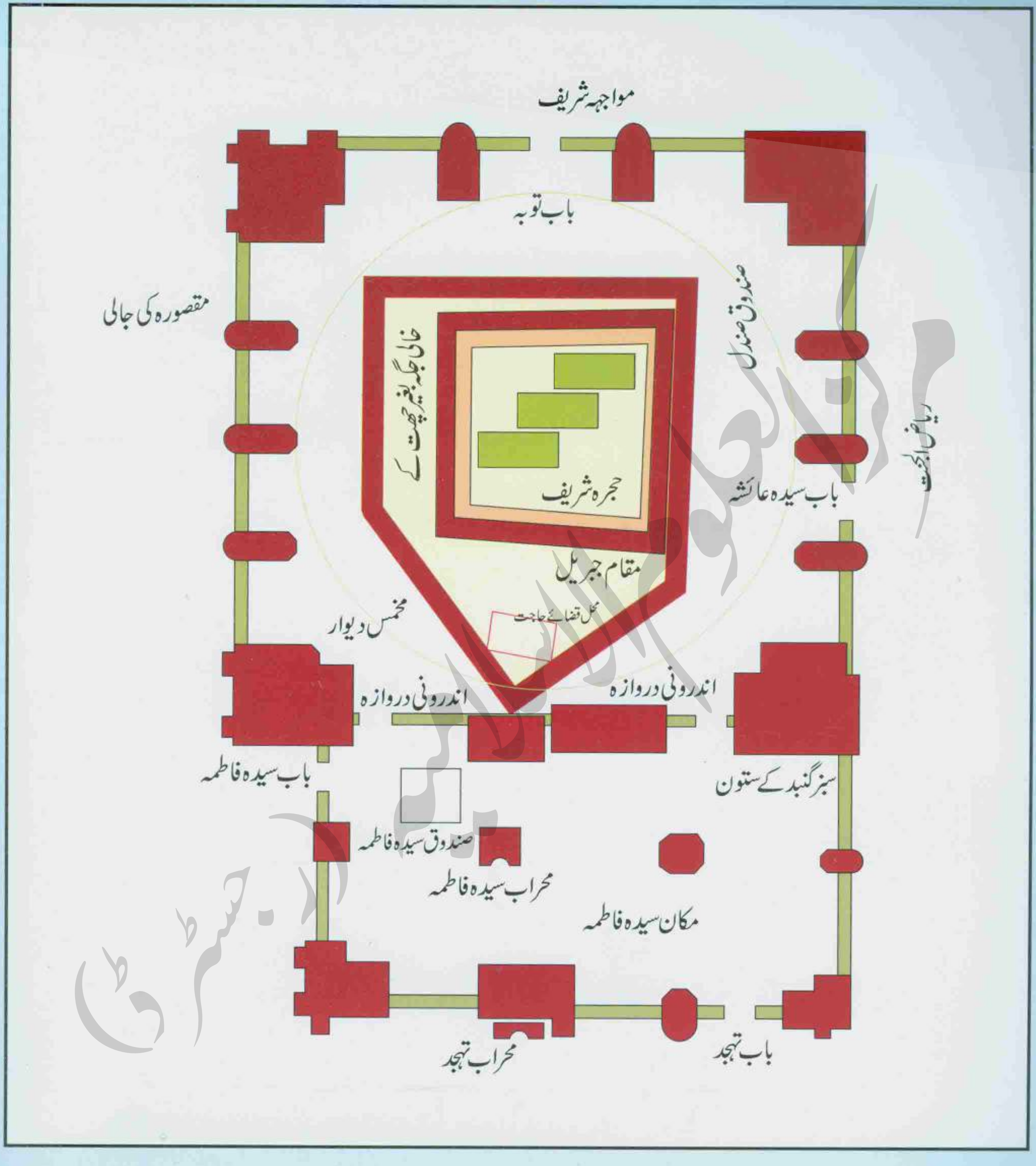


نقشہ: روضۂ انور کا خاکہ ۸۸۶ھ سے پہلے اور حجرات کی تعمیر سے پہلے۔ اس خاکہ میں قبریں پنج کونہ دیوار جس میں داخل ہونے کا کوئی دروازہ نہیں واضح ہے۔
البتہ پہلے اس پنج کونہ دیوار پر چھت نہ تھی۔

www.waseemziyai.com

طیبہ کے ہوتے خلد بریں کیا کروں حسنؔ
مجھ کو یہی پسند ہے ، مجھ کو یہی عزیز
(حسن رضا حسنؔ بریلوی)

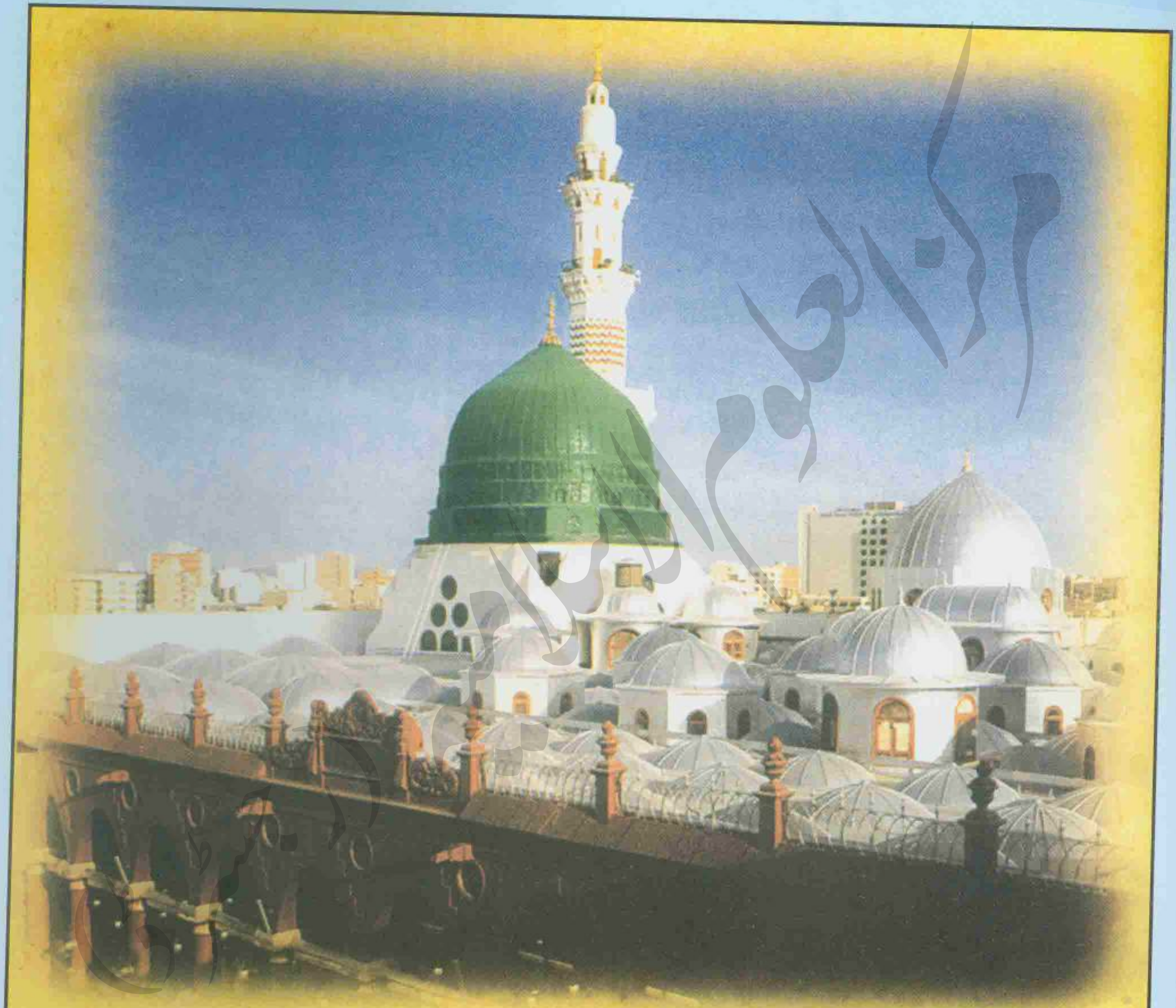

تصویر: گنبد خضریٰ اوراس سے متصل مسجد نبوی شریف کے اگلے دالانوں پر متعدد قبوں کا روح پرور منظر

اے حسنؔ فردوس میں جائیں جناب
ہم کو صحرائے مدینہ مل گیا
(حسن رضا حسنؔ بریلوی)



www.waseemziyai.com

# روضہ انور کے گرد سیسہ پلایا گیا

مسجد نبوی شریف اور مدینہ منورہ کی تاریخ پر مشتمل تقریباً سبھی کتابوں میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ نصاریٰ نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اطہر کو کسی دوسرے مقام پر منتقل کرنے کی ناپاک کوشش کی۔ ان روایات کا خلاصہ ذیل میں درج ہے:

۵۵۷ھ میں نصرانیوں نے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اطہر کو کسی اور مقام تک منتقل کرنے کی سازش کی۔ دو شخص مدینہ میں مغربی بھیس میں داخل ہوئے اور یہ ظاہر کیا کہ ہم اندلس کے رہنے والے ہیں۔ مسجد کے باہر حجرہ شریف کے قبلہ کی جانب آل عمر بن خطاب کے مکان میں جو ''دار العشرہ'' کے نام سے جانا جاتا تھا قیام پذیر ہوگئے۔ آسنوی کی روایت میں ہے کہ انھوں نے حجرہ شریف کے قریب سرائے میں قیام کیا اور ایک روایت میں ہے کہ انھوں نے مسجد کے مشرقی جانب سیدنا عثمان بن عفان کے مکان جو سرائے عجم کے نام سے مشہور رہے۔ اس میں قیام کیا۔

مدینہ منورہ کی عوام پر ان کا تقویٰ و طہارت، صوم و صلاۃ، تہجد اور زیارت روضۂ رسول، زیارت بقیع وغیرہ نیک اعمال ظاہر تھے۔ رات کی تاریکی میں وہ اپنے کمرہ سے روضۂ رسول کی طرف سرنگ کھودتے تھے۔ اس کی مٹی کبھی وہیں موجود کنویں میں ڈالتے، کبھی زیارت قبر کے بہانے بقیع کی قبروں میں ڈال آتے۔ ایک زمانہ تک وہ اس کام میں مشغول رہے۔ قریب تھا کہ وہ جسد اقدس تک پہنچ جاتے۔

سلطان نور الدین شہید زنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا زمانۂ خلافت تھا۔ سلطان نور الدین ایک عابد شب زندہ دار بادشاہ تھے۔ ایک رات تہجد گزار

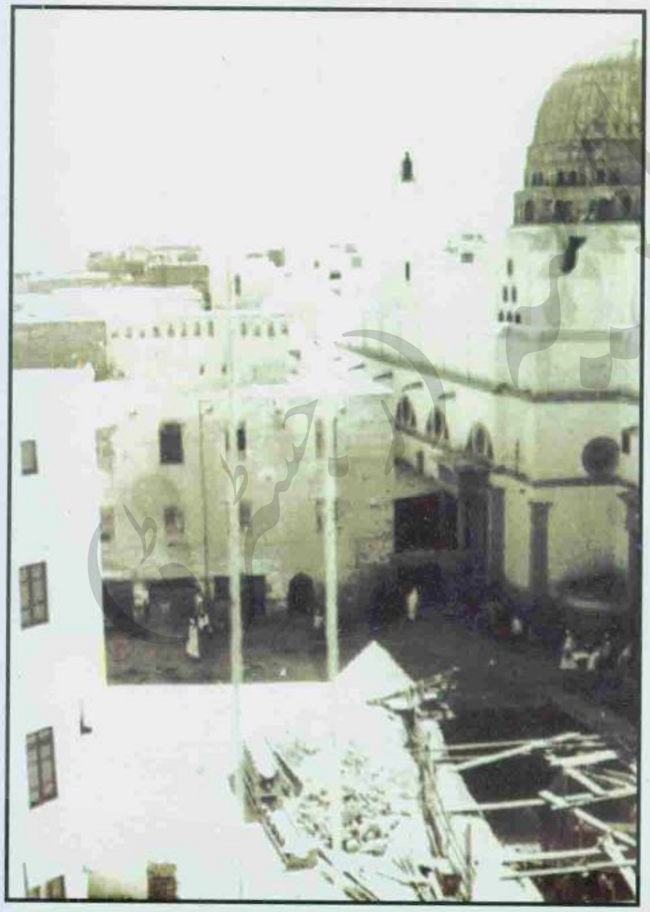

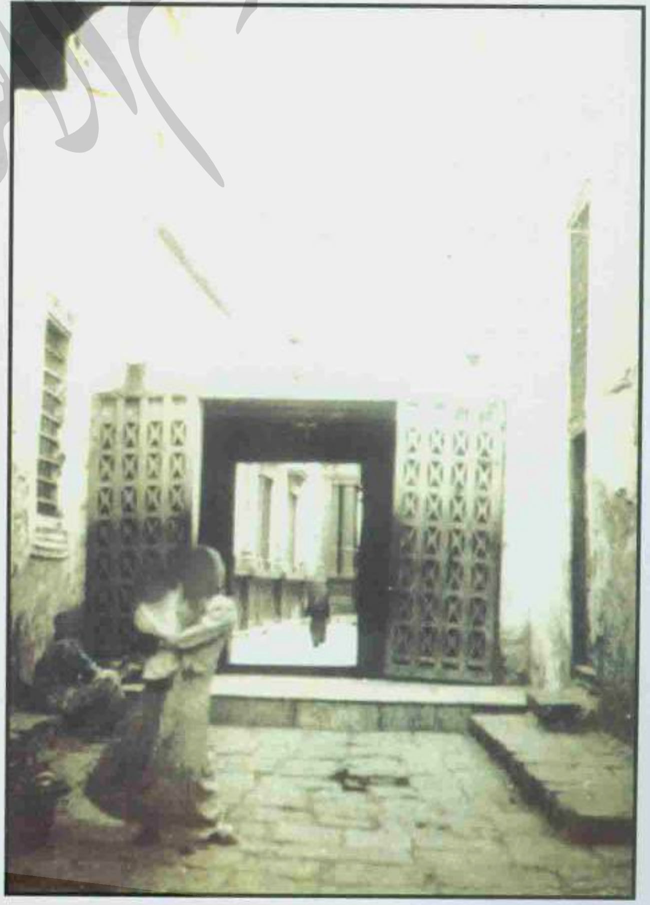

تصویر: مسجد نبوی شریف اور اس کے مشرقی جانب واقع سرائے عجم کے درمیان واقع غیر پختہ (کچی) گلی جو دونوں کو الگ کرتی ہے۔

www.waseemziyai.com

کر سوئے کہ نصیبہ بیدار ہو گیا۔ اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے پاس خواب میں تشریف لائے اور دو آدمیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ان سرخ رنگ کے دو آدمیوں سے مجھے بچاؤ۔ بادشاہ گھبرائے ہوئے بیدار ہوئے۔ وضو کیا پھر نماز (نفل) ادا کی اور سوئے۔ مسلسل تین بار یہی خواب انھوں نے دیکھا اب ان کی تشویش بڑھ گئی اور انہوں نے اپنے وزیر جمال الدین موصلی کو بلایا اور انھیں اپنے خواب سے آگاہ کیا تو انھوں نے کہا کہ ضرور مدینہ میں کوئی حادثہ پیش آیا ہے اس وقت آپ کا یہاں رہنا مناسب نہیں۔ فوراً مدینہ کوچ کرنا چاہیئے۔ کسی کو اپنے خواب پر مطلع کیے بغیر بادشاہ پوری تیاری کے ساتھ مال و متاع اور وزیر سمیت بیس آدمیوں کے قافلے کے ساتھ رات میں نکل پڑے۔

سولہ دن کا سفر کرنے کے بعد مدینہ پہنچے۔ شہر سے باہر غسل کیا اور لوگوں کی غفلت کے وقت شہر میں داخل ہوئے مسجد نبوی شریف میں نماز ادا کی اور روضۂ رسول کی زیارت کی۔ اور بیٹھے اسی فکر میں ہیں کہ اب کیا کریں؟ وزیر نے عرض کی اگر آپ ان دونوں شخص کو دیکھیں تو پہچان لیں گے؟ بادشاہ نے جواب دیا ہاں، وزیر نے کہا: اعلان کرادیجیے کہ بادشاہ وقت زیارت رسول کے لیے حاضر ہوا تھا اس کے پاس صدقہ کے مال ہیں وہ چاہتا ہے کہ انھیں اہل مدینہ میں تقسیم کردے۔ لہٰذا اہل مدینہ میں سے ہر ایک فرداً فرداً آکر اپنا حصہ لے جائے۔

ہر ایک آتا اور اپنا حصہ لے جاتا مگر بادشاہ نے ان میں وہ دو شکلیں جو خواب میں دیکھائی گئی تھیں ابھی تک نہ پایا۔

جب سب لوگ ختم ہو گئے تو بادشاہ نے پوچھا کیا کوئی باقی تو نہیں رہ گیا؟ لوگوں نے کہا نہیں، بادشاہ نے دوبارہ کہا سوچ کر بتاؤ کوئی شخص باقی تو نہیں رہا، تب لوگوں نے کہا ہاں دو مغربی باشندے باقی ہیں جو کسی سے کچھ نہیں لیتے۔ وہ انتہائی پاک باز ہیں۔ بادشاہ سمجھ گئے اور کہا کہ انھیں فوراً میرے پاس حاضر کیا جائے۔ سامنے آئے تو فوراً آپ نے انھیں پہچان لیا یہی دو شکلیں تھیں جن کی طرف رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں اشارہ فرمایا تھا۔

بادشاہ نے ان سے پوچھا تم دونوں کہاں سے آئے ہو؟ دونوں نے جواب دیا بلاد مغرب سے حج کے ارادہ سے آئے ہیں اور اس سال یہیں قیام کا ارادہ ہے۔ بادشاہ نے پھر کہا سچ سچ مجھے بتاؤ معاملہ کیا ہے؟ پھر انھوں نے یہی جواب دیا۔ پھر بادشاہ نے کہا تمھارا مکان کہاں ہے؟ بتایا گیا کہ حجرہ شریف کے قریب سرائے میں۔ دونوں کو وہیں پکڑوا کر خود ان کے کمرے میں گئے۔ کمرے میں بے تحاشہ مال و دولت، کچھ کتابیں اور دو مہریں پائیں۔ اہل مدینہ نے بتایا کہ ہمیشہ دن میں روزہ رکھتے ہیں، پنج وقتہ نماز باجماعت مسجد نبوی شریف میں ادا کرتے ہیں روزانہ روضۂ انور اور جنت البقیع کی زیارت کرتے ہیں۔ ہر ہفتہ کے دن مسجد قباء جاتے ہیں، کبھی کسی سے کچھ مانگا نہیں بلکہ خود اس قحط زدہ سال میں اہل مدینہ کی بہت مدد کرتے ہیں۔

سبحان اللہ! بادشاہ نے کہا، اور بذات خود کمرہ میں متلاشی نگاہوں سے گشت کرتے، مگر معاملہ بالکل ظاہر نہ ہو رہا تھا۔ اچانک کمرہ میں پڑی چٹائی اٹھادی تو نیچے تخت نظر آیا، تخت کو اٹھایا تو سرنگ نظر آئی جو روضۂ رسول کی طرف کھدی ہوئی تھی۔ وہ دونوں جسد اطہر کو چرا لے جانے کا منصوبہ بنا کر آئے تھے۔ اہل مدینہ یہ دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے۔ اب بادشاہ نے ان سے پوچھا کہ سچ سچ اپنا حال بیان کرو، اور خوب پٹائی کروائی تو انھوں نے اعتراف کیا کہ وہ دونوں نصرانی ہیں، نصاریٰ کے بادشاہ نے انھیں مغربی حجاج کے لباس میں بھیجا ہے تاکہ وہ جسم اطہر کو ان کے ملک میں منتقل کردیں۔

بعض دوسری روایتوں میں ہے کہ جب وہ حجرہ شریف سے قریب ہو گئے تو آسمان ہل گیا اور زوردار بجلی گرجی گویا زمین ہل گئی۔ ایسا لگ رہا تھا کہ پہاڑ اپنی جگہ سے اکھڑ جائیں گے۔ اسی صبح بادشاہ پہنچ گئے۔ دونوں کو گرفتار کر کے حجرہ شریف کے مشرقی کھڑکی کے پاس دونوں کی گردنیں اڑادی گئیں۔ اس کے بعد ان دونوں کے مردہ جسم کو نذر آتش کردیا گیا۔

پھر دوبارہ کبھی ایسا حادثہ نہ پیش آئے اس کے روک تھام کے لیے بادشاہ نورالدین زنگی نے روضۂ انور کے چاروں طرف گہری خندق کھود کر اس میں سیسہ پلانے کا حکم دیا۔ گویا انھوں نے سیسہ کی دیوار کھڑی کردی۔



www.waseemziyai.com

نقشہ: مسجد نبوی شریف کے داہنے جانب باب السلام کے پاس توسیع سے پہلے سیسہ والی عمارت، اب منہدم کر کے صحن مسجد میں تبدیل کر دی گئی۔

جیسا کہ سید سمہودی نے ''الخلاصہ'' اور ''ذروۃ الوفاء'' میں سیسہ پلانے کے تعلق سے ذکر کیا ہے کہ سیسہ کے بڑے بڑے ٹکڑوں سے خندق بھری گئی اور مطری نے اپنی روایت میں سیسہ کا ذکر نہیں کیا۔

مسجد نبوی شریف کے جنوب مغربی کونہ پر تقریباً دو سو میٹر کے فاصلہ پر ایک مکان تھا جو (سقیفۃ الرصاص) سیسہ کا گھر کے نام سے مشہور تھا۔ اہل مدینہ کے ہاں یہ بات مشہور تھی کہ سیسہ پلانے اور پگھلانے کا کام اسی مقام پر عمل میں آیا۔ تاکہ اس کے پگھلانے میں مسجد اور اہل مسجد کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔

سیسہ کی خندق اور اس واقعہ کی روایت بہت سی کتب تاریخ میں وارد ہے جو کہ مسجد نبوی شریف کی تعمیر سے متعلق ہے۔ نیز یہ اہل مدینہ کے یہاں تواتر سے منقول ہے۔

## دار العشرۃ (آل عمر کا مکان)

ولید بن عبد الملک نے حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب کے مکان کو منہدم کرنے کی ضرورت محسوس کی اور اس کو مسجد کی توسیع میں ملانا چاہا۔ اس مکان کی تعمیر عمر بن عبد العزیز نے کرائی تھی۔ یہ گھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان کے جنوب میں واقع تھا۔ عبد اللہ بن عمر کی تحویل میں تھا۔ جب خلیفہ نے ایسا کرنا چاہا تو آل عمر نے کہا کہ پھر مسجد کے لیے ہمارے راستہ کی کیا صورت ہوگی؟ ان سے کہا گیا کہ انھیں اس سے زیادہ کشادہ مکان اور ان کے راستہ کے مثل راستہ دیا جائے گا۔ پس انھیں مسجد کے جنوب میں باہر ایک مکان دیا جو پہلے ایک باڑہ تھا۔ مسجد کی قبلہ کی دیوار میں ایک دروازہ کھول دیا گیا۔ خلیفہ مہدی نے مسجد کی قبلہ کی طرف دالان میں مقصورہ بنوایا اس سے پہلے تک آل عمر کا یہی راستہ تھا مگر اب بند ہو گیا، لہٰذا اس پہ بہت چہ میگوئیاں ہوئیں تو معاملہ یہ طے ہوا کہ مسجد کی دیوار میں اوپر سے بند کر دیں اور زیر زمین سرنگ کے مانند کھود لیں۔ اور اس کے ذریعہ قبلہ کے دالان میں سے ایک دوسرے مکان میں نکلیں یعنی حجرہ شریف کے جنوب مغربی کونہ کے سامنے حجرہ اور ستون کے درمیان۔ اس سرنگ کے تین زینے مسجد کے دروازے پر تھے۔ یہ سید سمہودی کی روایت ہے۔ لیکن سید برزنجی کی روایت اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ یوں ہے کہ آل عمر کا مدخل مسجد میں تو اس میں تین سیڑھیاں نظر آتی تھیں۔ لیکن سرنگ کے اندر میں نے ستون کی بنیاد کی کھدائی کے وقت دیکھا کہ اس میں نو سیڑھیاں ہیں۔ جو مسجد کے فرش سے ان کی دیوار تک تھی اور اس کی ہر زینہ کی چوڑائی ایک بالشت تھی اس کے باوجود کچھ مٹی باقی تھی جسے نہ ہٹایا گیا اس لیے ممکن ہے کہ یہ زینے اور زیادہ ہوں۔ مہدی کی تعمیر مسجد نبوی میں یہ سرنگ موجود تھا جسے علامہ سید سمہودی نے سلطان قایتبای کے حکم سے ملاحظہ کیا۔ ۸۸۴ھ میں اپنے مدینہ پہنچنے کے بعد۔



www.waseemziyai.com

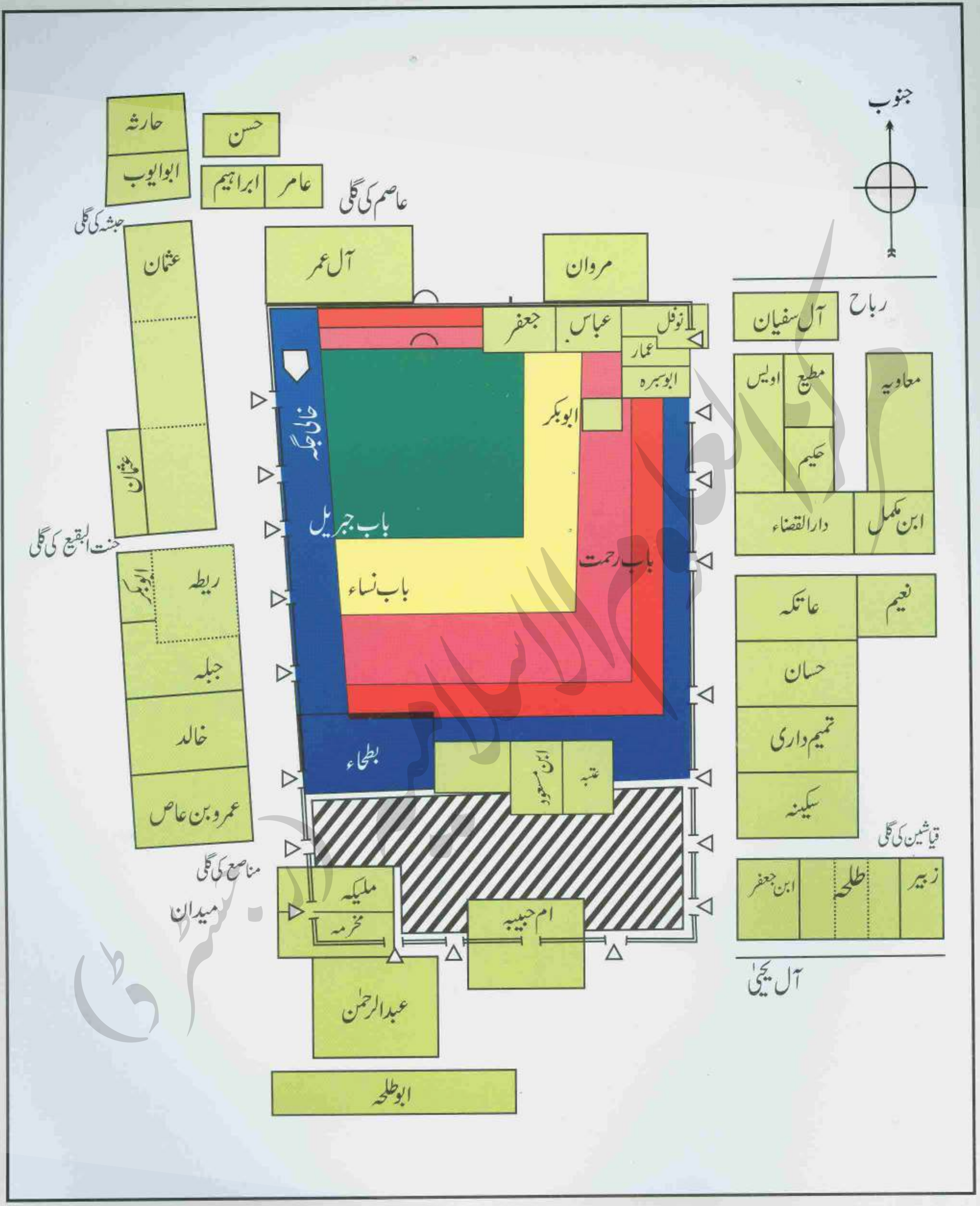


نقشہ: مسجد نبوی شریف کے گرد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مکانات کا خاکہ، مسجد کی توسیع مہدی نے ۱۶۵ھ میں کرائی۔

www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

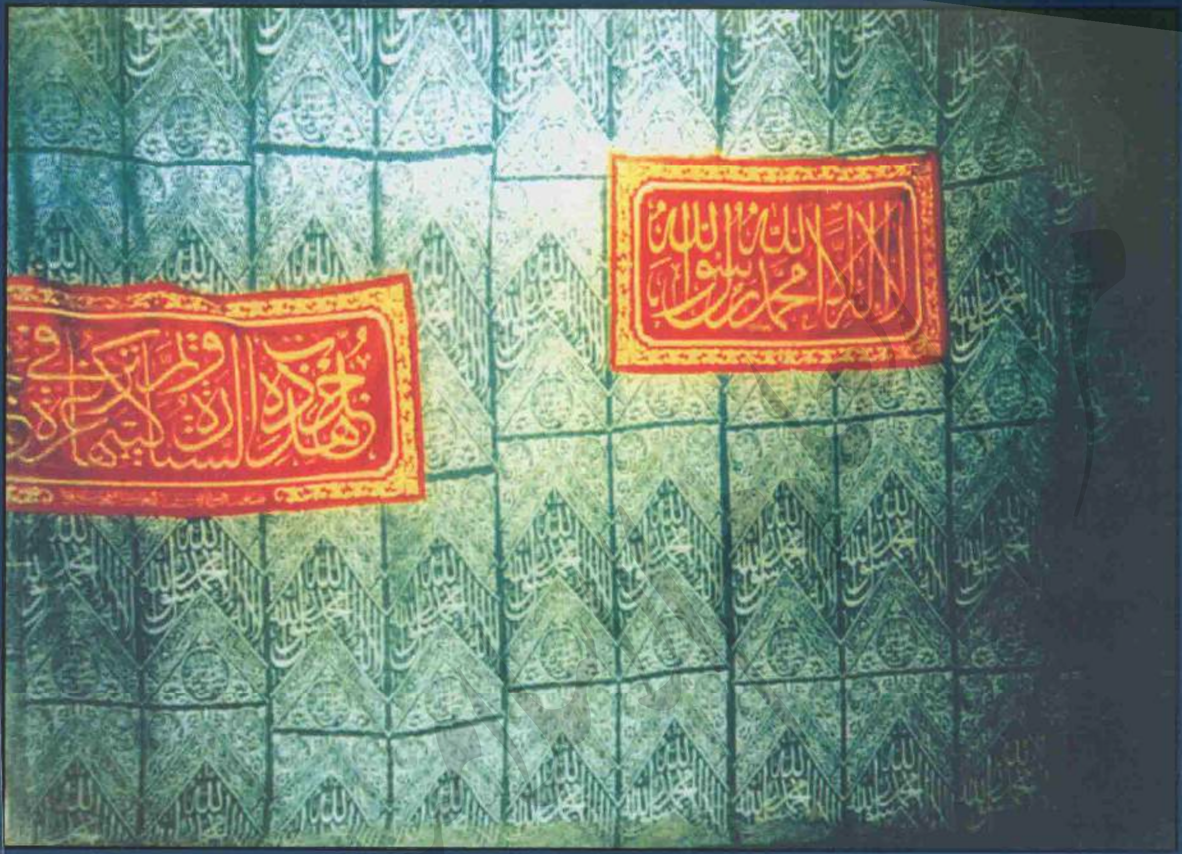


تصویر: روضہ رسول کے پردوں وغلافوں کی تصویر جن پر سونے چاندی کے تاروں سے آیات لکھی گئی ہیں۔

ہر اک دیوار و در پر مہر نے کی ہے جبیں سائی
نگاہ مسجد اقدس میں کب سونے کا پانی ہے

(حضرت رضا بریلوی)

## غلاف و پردے

روضہ انور کی دیوار (مخمس دیوار جسے عمر بن عبد العزیز نے تعمیر کرائی جو حضرت عائشہ کے مکان کے گرد ہے) پر کالے رنگ کا پردہ ہے۔ (بعض میں سبز لکھا ہے) جس پر سونے اور چاندی کے کام بنے ہیں۔ سید سمہودی نے ان پردوں کی تاریخ یوں بیان کی ہے۔

سب سے پہلے خیزران ہارون رشید کی ماں نے حجرہ شریف پر غلاف ڈالا جو ریشم کا بنا تھا (یہ بھی کہا گیا کہ ہارون رشید کی بیوی نے ڈالا) اس کے بعد بادشاہ مصر کے وزیر ابن ابی ہیجاء نے خلیفہ وقت مستضی سے اجازت لے کر سفید دیباج کا پردہ لٹکایا جس پر بھی مختلف نقش ونگار کے کام بنے تھے۔ ریشم کے دھاگوں سے سورۂ یٰسین شریف لکھی ہوئی تھی۔

دو سال کے بعد خلیفہ مستضی نے ایک پردہ بنفشی ریشم کا بھیجا اس پر دست کاری کے نقوش بنے تھے۔ یہ پردہ پرانے پردہ کی جگہ لگا دیا گیا۔ اس کے بعد ناصر لدین اللہ جب خلیفہ ہوئے تو انھوں نے کالی دیباج کا غلاف بھیجا وہ بھی اسی پرانے پردہ پر لٹکا دیا گیا۔ اس کے بعد جب خلیفہ ناصر کی ماں نے حج کیا تو انھوں نے بھی ایک غلاف بھیجا اسے بھی انھیں غلافوں کے اوپر لٹکا یا گیا۔

www.waseemziyai.com

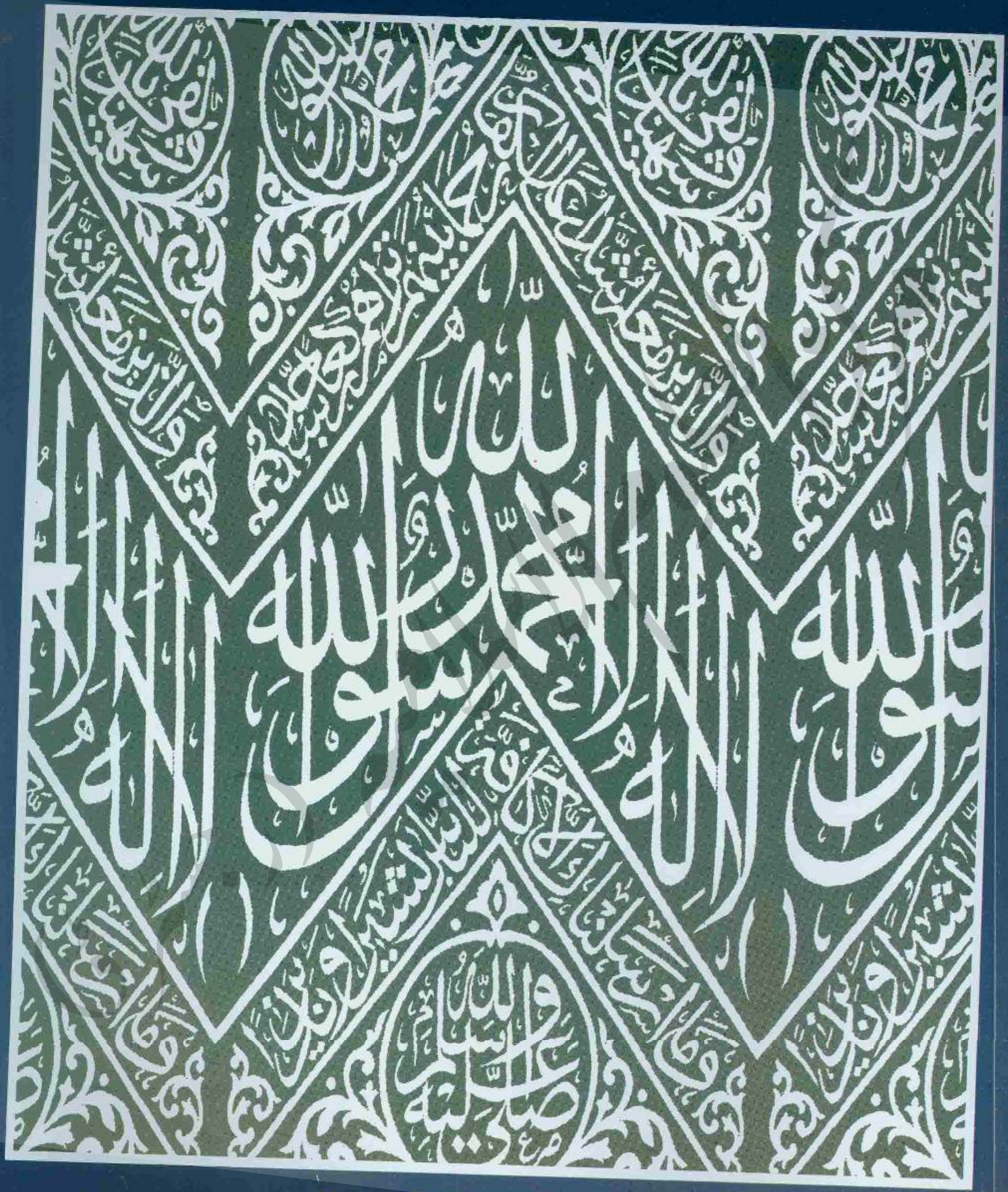


تصویر: حجرہ رسول پر پردہ (غلاف) کے ایک ٹکڑے کی نادر تصویر

خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلاف کعبہ
قصر محبوب کے پردے کا بھی جلوہ دیکھو
(حضرت رضا بریلوی)

جنرل ابراہیم پاشا نے کتاب ''مرأۃ الحرمین'' میں اضافہ کیا کہ حجرہ شریف پر تین غلاف (پردہ) تلے اوپر پڑے رہے۔ اس کے بعد مصر سے ہر چھ سال کے بعد غلاف بھیجا جاتا جو کالی دیباج کا ہوتا جس کے اوپر سفید ریشم سے کام بنا ہوتا سونے اور چاندی کے تاروں کی بنائی ہوتی۔ اس کے بعد آل عثمان کے بادشاہوں نے یہ ذمہ داری اپنے سر لے لی۔ تو یہ لوگ سبز رنگ کی دیباج کا غلاف ڈالتے ان پر بھی سرخ ریشم سے آیات لکھی ہوتیں۔

۱۲۵۹ھ میں بادشاہ عبدالمجید خان نے آخری بار اس غلاف کو بنانے کا حکم دیا۔ جو سلطان کی وفات کے بعد شامی حجاج کے ہمراہ کجاوے میں پہنچا نیز اسی کے ساتھ سرخ ریشم کا حصہ پہنچا جس پر مروارید سے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی لکھا تھا، آپ کے دو صحابہ کا نام لکھا تھا۔ یہ ان پردوں کے اوپر قبروں کے سامنے لٹکا یا گیا۔

میرے آقا کا وہ در ہے جس پر
ماتھے گھس جاتے ہیں سرداروں کے

(حضرت رضا بریلوی)

www.waseemziyai.com

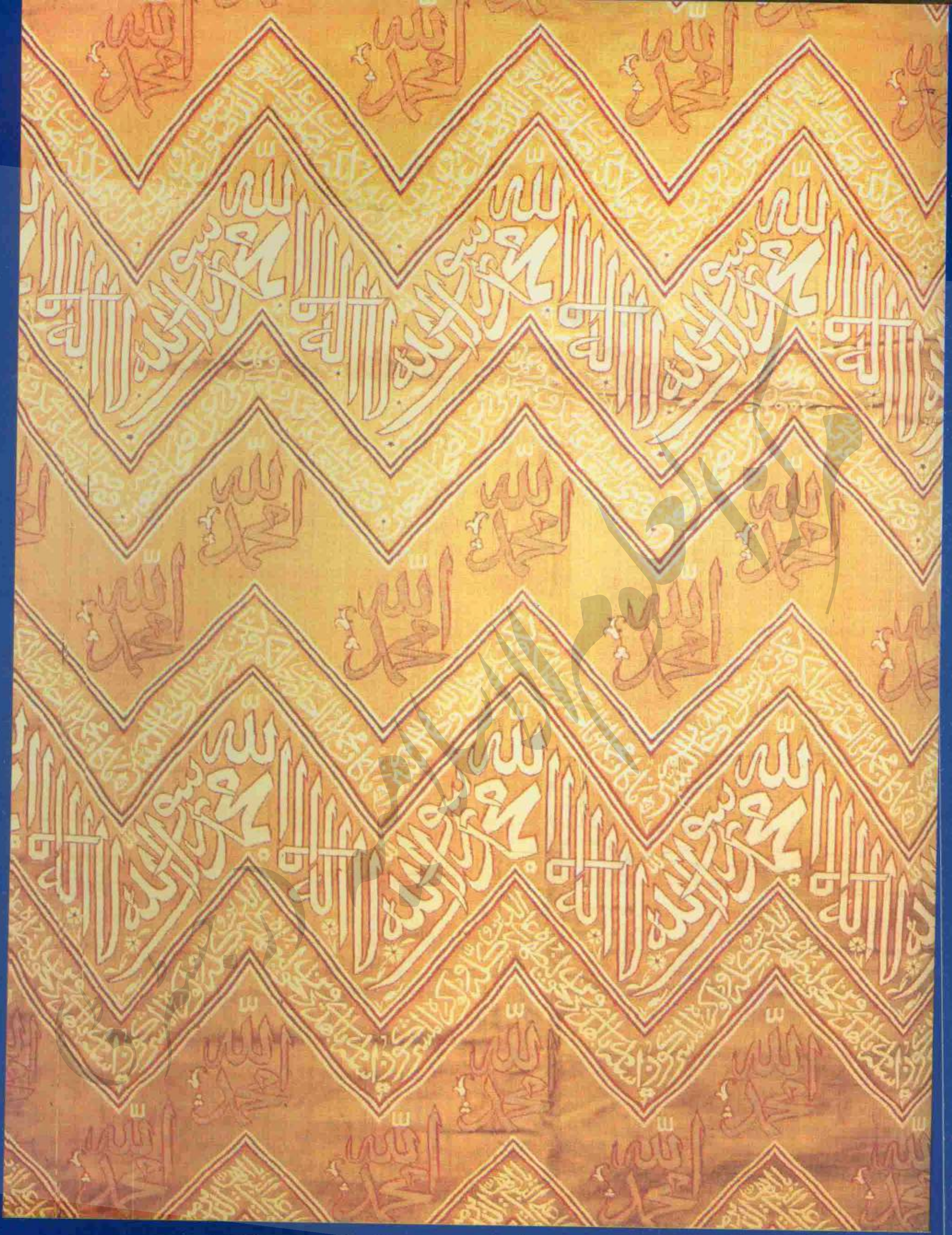

تصویر: اوپری حصہ کا غلاف جو حجرۂ رسول پر لٹکایا جاتا ہے۔ نیز حجروں کے دروازوں پر لٹکایا جاتا۔

یہ دل تڑپ کر کہیں آنکھوں میں نہ آجائے
کہ پھر رہا ہے کسی کا مزار آنکھوں میں
(حضور مفتیٔ اعظم ہند نوریؔ)



www.waseemziyai.com

حجرۂ رسول پر غلاف کے اندر کا حصہ، جسے بادشاہ احمد اول نے تحفہ بھیجا۔ یہ آج بھی ٹاپ کاپی ترکی کے میوزیم میں موجود ہے۔

www.waseemziyai.com

پردے جس وقت اٹھیں جلوۂ زیبائی کے
وہ نگہبان رہیں چشمِ تمنائی کے (حسن رضا حسنؔ بریلوی)



www.waseemziyai.com

تصویر: استنبول (ترکی) سے بھیجے جانے والے غلاف کے ساتھ منبر رسول کے پیچھے و سامنے کا پردہ۔



www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

تصویر: قبر رسول علیہ السلام کی علامت کے طور پر سامنے لگایا جانے والا پردہ۔ جس پر مروارید اور چاندی سے کام بنے ہیں اور آیات قرآنیہ لکھی ہیں۔

www.waseemziyai.com

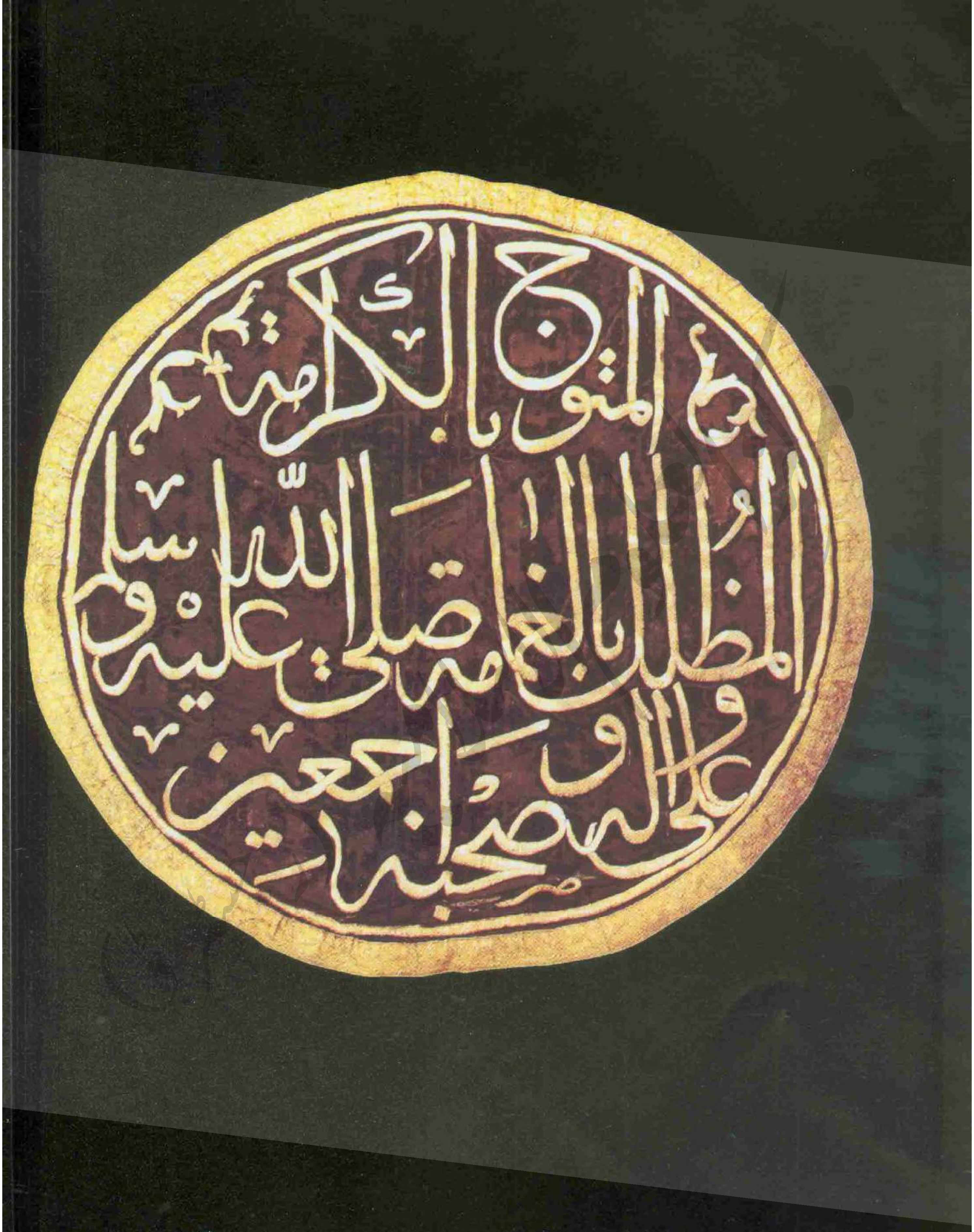


تصویر: قبر رسول علیہ السلام کی علامت اس پردہ پر مروارید اور چاندی کے تاروں سے درود پاک نقش ہے۔

تصویر: سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبروں کے نشان کے طور پر لگائے جانے والے پردے۔

ان کے اسمائے گرامی مروارید اور چاندی سے لکھے گئے ہیں۔



www.waseemziyai.com

اسی طرح پہلے زمانہ میں حجرہ شریف پر غلاف، مقصورہ کے چھ دروازوں پر پردے، مسجد نبوی شریف کے ہر گیٹ پر پردے۔ منبر شریف اور محراب نبوی پر بھی پردے لگائے ہوئے تھے۔ یہ تمام پردے سبز ریشم کے ہوتے ہر دروازہ کا نام اس پر لکھا ہوتا۔ ان پردوں کے کونوں پر چاروں خلفاء کے اسماء گرامی بھی لکھے ہوتے تھے۔ جو سونے کے تاروں اور مروارید سے لکھے جاتے۔

۱۲۸۲ھ بادشاہ عادل عبدالعزیز خان کے زمانہ خلافت میں حجرۂ نبوی کے باہری دوستون جن پر قبہ ہے اوپر سے نیچے تک غلاف لگایا گیا۔ جو سبز ریشم کا بنا ہوا تھا۔ اس پر سونے اور مروارید کے نقش ونگار بنے تھے۔ تاکہ حجرۂ نبوی میں گرد وغبار داخل نہ ہو۔

ابراہیم رفعت پاشا نے ''مرأۃ الحرمین'' میں ان تمام گاؤں اور علاقوں کی لسٹ پیش کی ہے جہاں سے یہ غلاف اور پردے آتے تھے۔ نیز ان کی تیاری میں کہاں سے خرچ آتا تھا؟ یہ سب کچھ کتاب میں درج ہے۔

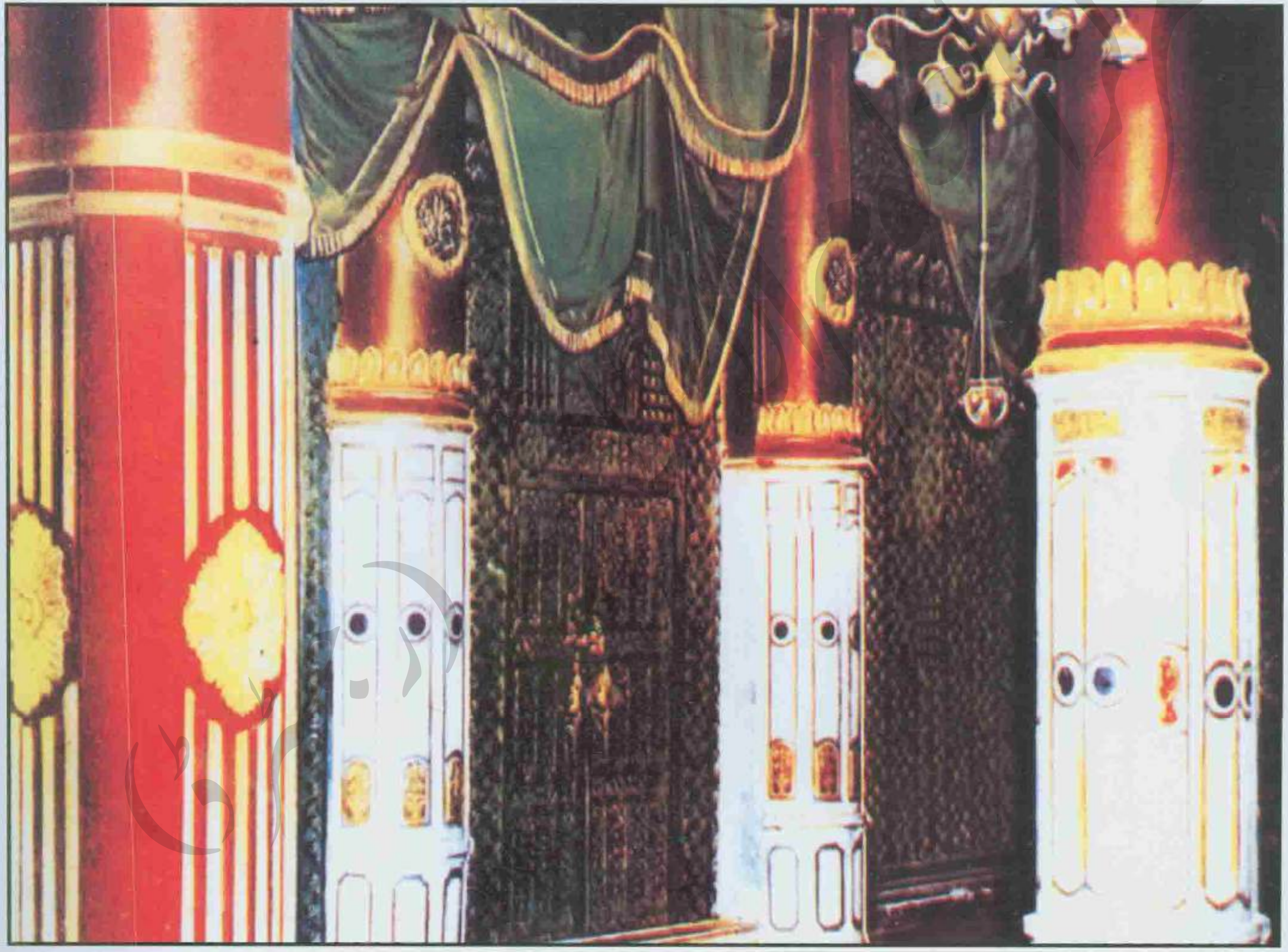

تصویر: روضہ شریف کی جانب مقصورہ پر غلاف کا منظر بیچ میں حضرت عائشہ کا دروازہ جو 'باب وفود' سے مشہور تھا، نظر آ رہا ہے۔

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

(حضرت رضا بریلوی)

www.waseemziyai.com

عثمانی فرماں رواؤں کے دربار میں ایک عادت تھی کہ کعبہ شریف اور حجرۂ نبوی کا غلاف ایک خاص صندوق میں رکھ کر اونٹ سجا کر اس پر لادا جاتا اور جلوس کی شکل میں اسے لے کر مدینہ پہنچا جاتا۔ جب یہ جلوس مدینہ پہنچتا تو جبل احد کے دامن میں سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاقہ میں خیمہ زن ہوتا۔ یا باب الحمیدیہ کے باہر عنبریہ میں خیمہ زن ہوتا۔ پھر دوسری صبح قافلہ مسجد نبوی شریف کی طرف رواں دواں ہوتا۔ ساتھ میں فوجی سیکورٹی ہوتی، فوجی سائرن ہوتا مسجد و روضہ کے پرانے غلاف و پردے نئے غلاف و پردے سے بدل دیے جاتے۔ پھر سارے پرانے غلاف و پردے جمع کر کے اسی اونٹ پر لاد کر مدینہ کے باہر بھیج دیے جاتے۔ یہ رسم ایک جشن کی طرح ادا کی جاتی۔ مگر سعودی حکومت نے اس پر پابندی لگادی۔ اب باہر سے غلاف و پردے آنے کے بجائے اس کے لیے خاص کارخانہ مکہ مکرمہ میں لگا دیا گیا اور اسی میں تیار شدہ پردے و غلاف بغیر کسی جشن و قافلے کے سرکاری آدمی جب ضرورت ہوتی لا کر لگادیتے ہیں۔ پہلے پرانے غلاف بادشاہوں کے درمیان تقسیم ہوتے تھے۔

سنہ ۱۳۴۳ھ مطابق سنہ ۱۹۲۴ء میں سیاسی صورت حال بگڑنے کی وجہ سے مصر نے غلاف نہیں بھیجا۔ لہٰذا عراق میں بنا ایک غلاف جو پہلے استعمال نہ ہوا تھا اسے کعبہ پر لٹکایا گیا اور وہیں سے ملک عبدالعزیز نے غلاف کے لیے کارخانہ بٹھانے کی تدبیر سوچی۔ مکہ مکرمہ کے اس کارخانہ میں پہلا غلاف سنہ ۱۳۴۵ھ مطابق سنہ ۱۹۲۶ء میں صرف سات دن کے اندر تیار ہوا۔

پھر سنہ ۱۳۹۷ھ مطابق سنہ ۱۹۷۷ء میں خادم الحرمین ملک فہد بن عبدالعزیز (ولی عہد) نے ان غلافوں کے لیے نیا کارخانہ بٹھایا۔ جس میں غلاف کعبہ تیار ہوتا ہے اور ہر پانچ سال کے بعد یا جب ضرورت پڑتی ہے تبدیل کیا جاتا ہے۔

تصویر: مصری قافلہ جو غلاف لیے باب عزیزیہ کے باہر سنہ ۱۳۲۰ھ میں خیمہ زن ہے۔



www.waseemziyai.com

تصویر: مصری اور شامی ہودج غلاف بردار قافلہ امیر الحج مصری جنرل ابراہیم رفعت پاشا کے ہمراہ عرفات میں ۱۳۲۰ھ

سعودی کارخانہ مکہ مکرمہ میں تیار ہونے والے غلاف و پردے کی بنائی و تیاری میں شریک ہونے والے بعض ذمہ داروں کے بیان کا خلاصہ ذیل میں پیش ہے۔ جو اس سے پہلے رسالہ ''المسلمون'' کے شمارہ نمبر ۶۶۰ سن ۱۴۱۸ھ میں شامل اشاعت تھا۔

کارخانہ کے شعبۂ بنائی کے صدر شیخ محمد علی مدنی کہتے ہیں کہ میں ان کیفیات کو الفاظ کا جامہ پہنانے سے قاصر ہوں جو میں نے حجرۂ نبوی میں محسوس کی۔ بے شک وہ بڑا پر وقار مقام ہے، اس کمرہ کی چوہدی ۴۸ میٹر ہے۔

اس مقام کی ایسی ہیبت میرے اوپر چھائی کہ میں نے حجرہ کی چھت سے لٹکے قندیل (جھومر) کے علاوہ کچھ نہ دیکھ سکا۔ یہ وہی جھومر ہیں جو پہلے زمانہ میں مسجد نبوی کو تحفہ دیے جاتے تھے۔

حجرہ شریف کا پردہ خالص سبز ریشم کا اور اندر سے نرم وسوتی کپڑے کا ہوتا۔ اوپر سرخ رنگ کا پٹا ہوتا کعبہ کے غلاف کی طرح۔ اس کے اوپر بھی قرآنی آیات کی کاریگری سونے اور چاندی کے تاروں سے کی گئی ہوتی۔ اس کے علاوہ اسی سرخ رنگ کا تھوڑا چھوٹا پردہ اور ہوتا جس پر یہ اشارے دیے جاتے کہ یہی قبور شریفہ ہیں۔

حجرۂ نبوی کا غلاف کعبہ شریف کے غلاف کی طرح ہر سال نہیں بدلا جاتا کیوں کہ یہ عمارت کے اندر لوگوں کی پہنچ سے باہر اور موسم کی تبدیلی کے اثرات سے بالکل دور ہوتا اس لیے جب ضرورت ہوتی اسی وقت بدلا جاتا آخری مرتبہ حال میں جو بدلا گیا اس کی تاریخ ۱۴۰۶ھ ہے۔

عام طور پر یہ پردہ چھ میٹر اونچا ہوتا۔ اس کی ترکیب چھ ذی الحجہ کو عمل میں آتی جب ملک کے امیر کا حکم جاری ہوتا۔ حجرۂ مبارک کی صفائی ہر پیر و جمعہ کی شب ہوتی ہے۔

www.waseemziyai.com

## شیخ محمد جمیل خیاط کارخانہ کے شعبۂ پروڈکٹ کے مہتمم:

کارخانہ میں ہاتھ کی کاریگری اس ترقی یافتہ دور کے فنی ذخیرہ کو محفوظ رکھا گیا ہر دو مزدور ہاتھ کی کاریگری کرنے والے پورے دو دن کام کرتے اور وہ صرف ایک کلمہ جو ۴۵ سینٹی میٹر سے بڑا نہیں ہوتا۔ یعنی ایک دن میں انھیں صرف ۲۵ سینٹی میٹر کام کرنا ہوتا ہے کیوں کہ یہ بڑا محنت طلب کام تھا جس میں بڑی مہارت درکار ہے۔

## شیخ احمد ساحرتی کارخانہ میں شعبۂ زرکاری کے صدر:

جب ہمارے لیے حجرۂ مبارک کھولا گیا اور روضہ مبارک نظر آیا میں نے ایسی خوشبو محسوس کی کہ ویسی اپنی زندگی میں نہ کبھی پہلے محسوس کی نہ بعد میں۔

میرا خیال ہے کہ حجرہ کی اونچائی تقریباً گیارہ میٹر ہے۔ جاننا چاہیئے کہ سبز گنبد کے نیچے ایک چھوٹا گنبد ہے جس پر قبر نبی، قبر ابی بکر اور قبر عمر بن خطاب لکھا ہوا ہے۔ ان قبروں کے بغل میں حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کمرہ ہے جس میں آپ رہا کرتی تھیں۔

ہم بہت سہمے ہوئے تھے کہ کیسے قبہ شرف سے پرانا پردہ اٹھائیں، ہماری انگلیاں کانپ جاتیں، ہماری سانسیں تیز ہو جاتیں، پوری چودہ راتیں ہم نے نماز عشاء کے بعد تہجد کی اذان تک کام کیا۔

ہم پرانا پردہ کھولتے، جھاڑو لگاتے، غبار اور کبوتر کے پنکھ صاف کرتے، یہ زمانہ شاہ فیصل کا تھا اور ہجری ۱۳۷۱ھ۔

اور پرانا پردہ جسے ہم نے تبدیل کیا اس پر لکھے ہوئے سن کے مطابق یہ تقریباً ستر سال پرانا تھا، جو درمیان میں کبھی تبدیل نہ ہوا تھا۔

ہم تیرہ آدمی تھے جو حجرۂ انور میں داخل ہوئے، ہمارے ساتھ کچھ خدام مسجد بھی تھے، جب اشارہ سے کام نہ چلتا تب جا کر ہم سرگوشی کر کے کام چلاتے۔ حجرہ شریف میں کام کے دوران میں نے ایک نئی چیز یہ محسوس کی کہ میرے اندر قوت وطاقت مثل جوانی دوبارہ لوٹا دی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ۳۶ میٹر کا کام بنا پردہ کا رسّا میں نے تنہا اٹھالیا۔ اور حجرہ شریف سے باہر کر دیا جب کہ باہر اسے اٹھانے کے لیے پانچ آدمی لگے۔

www.waseemziyai.com

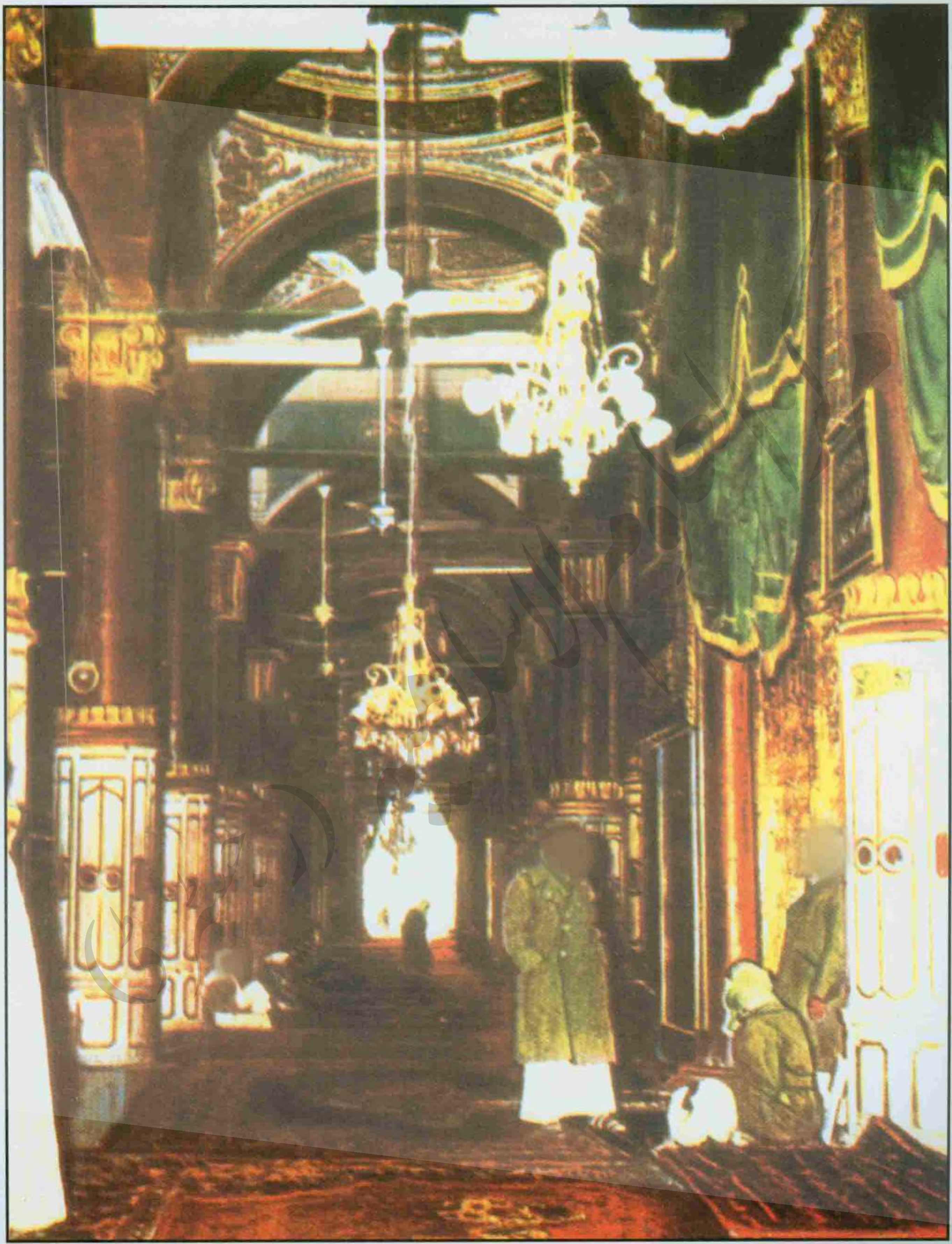

تصویر: حجرہ شریف کے باہر مواجہہ شریف میں دیکھائی دے رہا پردہ جو ابھی ہٹا دیا گیا ہے۔

www.waseemziyai.com

# مکہ مکرمہ میں بنے حجرۂ نبوی کے غلاف کا تعارف :

شیخ عبدالرحیم امین بخاری کعبہ شریف اور حجرۂ نبوی کے غلافوں پر خطاطی کرنے والے کا مسودہ میں نے حاصل کرلیا۔جس میں اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ کون سی آیات پردہ پر یا اشارہ قبر شریف کے لیے بنائے جائیں گے۔وہ مندرجہ ذیل ہیں:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(۱) ﴿ إِنَّا فَتَحۡنَا لَكَ فَتۡحًا مُّبِينًا ﴿1﴾ لِّيَغۡفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنۢبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعۡمَتَهُۥ عَلَيۡكَ وَيَهۡدِيَكَ صِرَٰطًا مُّسۡتَقِيمًا ﴿2﴾ ﴾ (سورۂ فتح)

بے شک ہم نے تمھارے لیے روشن فتح فرمادی تا کہ اللہ تمھارے سبب سے گناہ بخشے تمھارے اگلوں کے اور تمھارے پچھلوں کے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کردے اور تمھیں سیدھی راہ دکھادے۔ (کنز الایمان)

(۲) ﴿ وَيَنصُرَكَ اللّٰهُ نَصۡرًا عَزِيزًا ﴿3﴾ هُوَ الَّذِيٓ أَنزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الۡمُؤۡمِنِينَ لِيَزۡدَادُوٓاْ إِيمَٰنًا مَّعَ إِيمَٰنِهِمۡۗ وَلِلّٰهِ جُنُودُ السَّمَٰوَٰتِ وَالۡأَرۡضِۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿4﴾ ﴾ (سورۂ فتح)

اور اللہ تمھاری زبردست مدد فرمائے۔وہی ہے جس نے ایمان والوں کے دلوں میں اطمینان اتارا تا کہ انھیں یقین پر یقین بڑھے۔اور اللہ ہی کی ملک میں ہے تمام لشکر آسمانوں اور زمین کے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔ (کنز الایمان)

(۳) ﴿ لِّيُدۡخِلَ الۡمُؤۡمِنِينَ وَالۡمُؤۡمِنَٰتِ جَنَّٰتٍ تَجۡرِي مِن تَحۡتِهَا الۡأَنۡهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَا وَيُكَفِّرَ عَنۡهُمۡ سَيِّـَٔاتِهِمۡۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عِندَ اللّٰهِ فَوۡزًا عَظِيمًا ﴿5﴾ ﴾ (سورۂ فتح)

تا کہ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں اور ان کی برائیاں ان سے اتاردے۔اور یہ اللہ کے یہاں بڑی کامیابی ہے۔ (کنز الایمان)

(۴) ﴿ ... الظَّآنِّينَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوۡءِۚ عَلَيۡهِمۡ دَآئِرَةُ السَّوۡءِۖ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ وَلَعَنَهُمۡ وَأَعَدَّ لَهُمۡ جَهَنَّمَۖ وَسَآءَتۡ مَصِيرًا ﴿6﴾ ﴾ (سورۂ فتح)

جو اللہ پر برا گمان رکھتے ہیں انھیں پر ہے بری گردش اور اللہ نے ان پر غضب فرمایا اور انھیں لعنت کی اور ان کے لیے جہنم تیار فرمایا اور وہ کیا ہی برا انجام ہے۔ (کنز الایمان)

(۵) ﴿ إِنَّآ أَرۡسَلۡنَٰكَ شَٰهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿8﴾ لِّتُؤۡمِنُواْ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِۦ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُۚ وَتُسَبِّحُوهُ بُكۡرَةً وَأَصِيلًا ﴿9﴾ ﴾ (سورۂ فتح)

بے شک ہم نے تمھیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سناتا۔تا کہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔ (کنز الایمان)

(۶) ﴿ ... وَمَنۡ أَوۡفَىٰ بِمَا عَٰهَدَ عَلَيۡهُ اللّٰهَ فَسَيُؤۡتِيهِ أَجۡرًا عَظِيمًا ﴿10﴾ ﴾ (سورۂ فتح)



www.waseemziyai.com

اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اس نے اللہ سے کیا تھا تو بہت جلد اللہ اسے بڑا ثواب دے گا۔ (کنز الایمان)

(۷) ﴿ ... قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿11﴾ ﴾ (سورۂ فتح)

تم فرماؤ تو اللہ کے سامنے کسے تمھارا کچھ اختیار ہے اگر وہ تمھارا برا چاہے یا تمھاری بھلائی کا ارادہ فرمائے بلکہ اللہ کو تمھارے کاموں کی خبر ہے۔ (کنز الایمان)

(۸) ﴿ وَ مَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ فَإِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ﴿13﴾ ﴾ (سورۂ فتح)

اور جو ایمان نہ لائے اللہ اور اس کے رسول پر تو بے شک ہم نے کافروں کے لیے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔ (کنز الایمان)

(۹) ﴿سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ إِذَا انْطَلَقْتُمْ إِلٰى مَغَانِمَ لِتَأْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ يُرِيْدُوْنَ أَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ إِلَّا قَلِيْلًا ﴿15﴾ ﴾ (سورۂ فتح)

اب کہیں گے پیچھے بیٹھ رہنے والے جب تم غنیمتیں لینے چلو تو ہمیں بھی اپنے پیچھے آنے دو وہ چاہتے ہیں اللہ کا کلام بدل دیں تم فرماؤ ہر گز تم ہمارے ساتھ نہ آؤ اللہ نے پہلے سے یوں ہی فرما دیا ہے تو اب کہیں گے بلکہ تم ہم سے جلتے ہو بلکہ وہ بات نہ سمجھتے تھے مگر تھوڑی۔
(کنز الایمان)

(۱۰) ﴿ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْأَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ إِلٰى قَوْمٍ أُولِىْ بَأْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ أَوْ يُسْلِمُوْنَ فَإِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ أَجْرًا حَسَنًا وَ إِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيْمًا ﴿16﴾ ﴾ (سورۂ فتح)

ان پیچھے رہ گئے ہوئے گنواروں سے فرماؤ عنقریب تم ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے کہ ان سے لڑو یا وہ مسلمان ہو جائیں پھر اگر تم فرمان مانو گے اللہ تمھیں اچھا ثواب دے گا۔ اور اگر پھر جاؤ گے جیسے پہلے پھر گئے تو تمھیں دردناک عذاب دے گا۔

(۱۱) "هٰذَا قَبْرُ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ" (یہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر ہے)

(۱۲) "هٰذَا قَبْرُ أَبِىْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ" (یہ ابو بکر صدیق کی قبر ہے)

(۱۳) "هٰذَا قَبْرُ عُمَرَ الْفَارُوْقِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ" (یہ فاروق اعظم کی قبر ہے)

(۱۴) "صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ الْكَرِيْمُ" (اللہ و رسول نے سچ فرمایا)

www.waseemziyai.com

(۱۵) ”لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ“ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد اللہ کے رسول ہیں)

(۱۶) ”جُدِّدَتْ هٰذِهِ السِّتَارَةُ ... صُنِعَتْ هٰذِهِ الْكِسْوَةُ بِمَكَّةَ الْمُكَرَّمَةِ.“

(یہ غلاف نیا کیا گیا ہے.... یہ غلاف مکہ مکرمہ میں بنایا گیا)

مندرجہ بالا آیات سرخ خالص ریشم کے پٹے پر سونے چاندی کے تاروں اور سوتی دھاگوں سے اچھے کپڑے پر کاریگری کی جاتی، جس کی لمبائی ۹۵ رسینٹی میٹر ہوتی یا کبھی یہ مقدار چھوٹی بڑی ہو جاتی۔

اس کے علاوہ شیخ عبدالرحیم کے ہاتھ کا لکھا ہوا اجازت نامہ بھی ہمارے ہاتھ لگا ہے اس کا فوٹو آگے صفحہ میں پیش کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین کرام دیکھ لیں کہ قبر رسول اور کعبہ مشرفہ کے ساتھ کیسے اہتمام کیا جاتا ہے۔

www.waseemziyai.com

المملكة العربية السعودية
وزارة الحج والأوقاف
وكالة الوزارة لشؤون الأوقاف

الرقم ______
التاريخ ______
المشفوعات ______

١

| القطعة | الآية الموجودة على القطعة من حزام المدينة المنورة | طول القطعة |
|---|---|---|
| ١ | بسم الله الرحمن الرحيم انا فتحنا لك فتحا مبينا الى نهاية الآية | ٢٢٠ سم |
| ٢ | وينصرك الله نصراً عزيزاً هو الذي انزل الى نهاية الآية | ٢٢٥ = |
| ٣ | ليدخل المؤمنين والمؤمنات جنات تجري الى نهاية الآية | ٢٩٠ = |
| ٤ | الظانين بالله ظن السوء عليهم دائرة السوء " " | ٢٢٢ = |
| ٥ | انا ارسلناك شاهداً ومبشراً ونذيراً الى اخر الآية | ٤١٢ = |
| ٦ | ومن اوفى بما عاهد عليه الله الى اخر الآية | ٢٦٧ = |
| ٧ | قل فمن يملك لكم من الله شيئا ان اراد بكم الى اخر الآية | ٤٦٢ = |
| ٨ | ومن لم يؤمن بالله ورسوله فانا اعتدنا الى اخر الآية | ٢٩٠ = |
| ٩ | سيقول ~~لك~~ المخلفون اذا انطلقتم الى مغانم الى اخر الآية | ٤٢٢ = |
| ١٠ | قل للمخلفين من الاعراب ستدعون الى اخر الآية | ٢٥٥ = |
| ١١ | هذا قبر النبي عليه الصلاة والسلام | ١٤٢ = |
| ١٢ | هذا قبر ابي بكر الصديق رضي الله عنه | ١٢٠ = |
| ١٣ | هذا قبر عمر الفاروق رضي الله عنه | ١٢١ = |
| ١٤ | صدق الله العظيم وصدق وبلغ رسوله الكريم | ١١٤ = |
| ١٥ | لا اله الا الله محمد رسول الله | ١١٤ = |
| ١٦ | صنعت هذه الستارة في مصنع هذه الكسوة بمكة المكرمة | ١٥٧ |

شیخ عبدالرحیم بخاری غلاف کے کاتب کے ہاتھ کا لکھا پرچہ جو حجرۂ نبوی اور قبر شریف کی تختیوں پر لکھے جانے والے کلمات وآیات ہیں۔

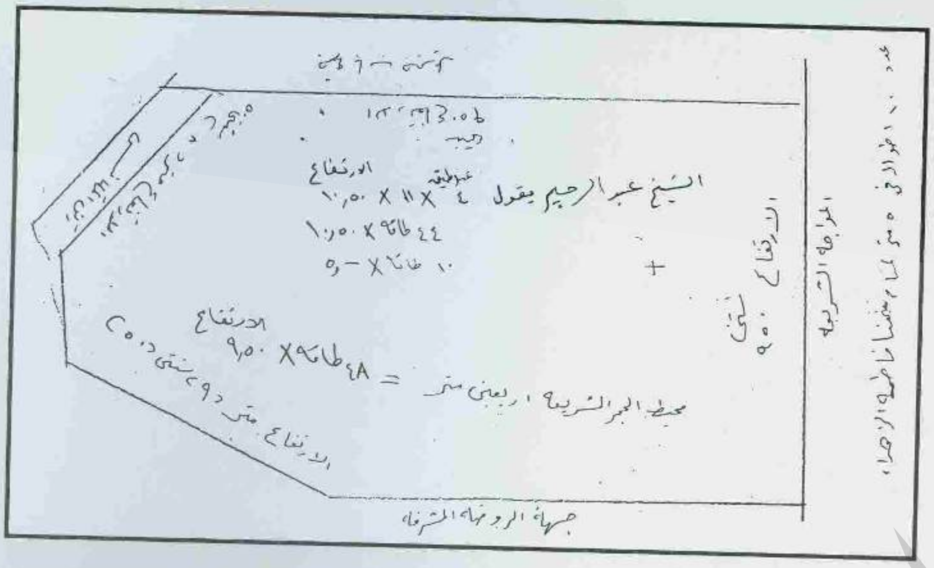


غلاف کی لمبائی وچوڑائی کی وضاحت
شیخ عبدالرحیم کے ہاتھوں لکھوا ہوا پرچہ۔

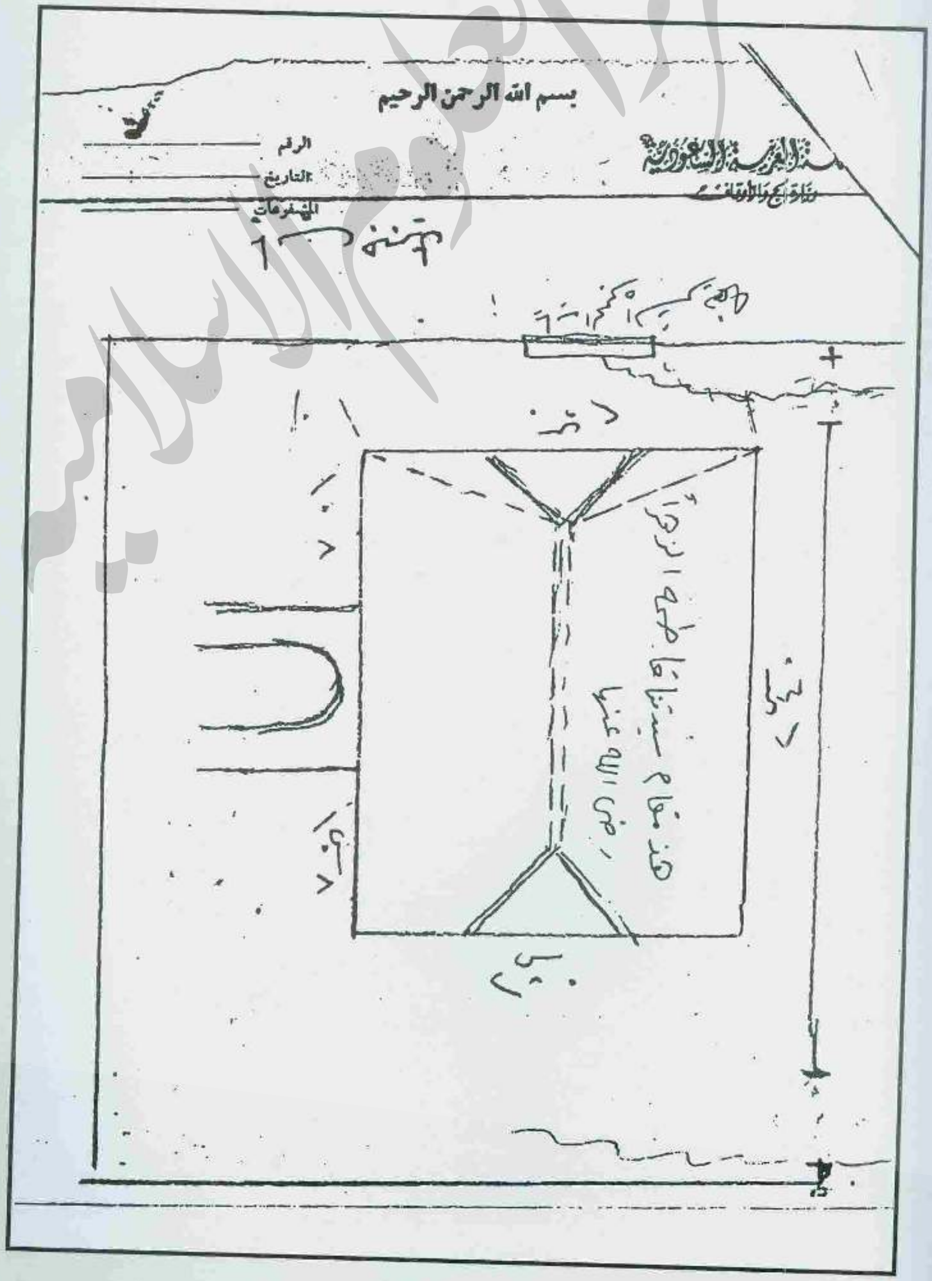


صندوق فاطمہ زہراء
(جسے بعض ان کی قبر بتاتے ہیں) کا غلاف



www.waseemziyai.com

# چمک دار ستارہ :

مسجد نبوی شریف اور حجرۂ مبارکہ کی تعمیر و مرمت میں ہمیشہ ہر دور کے امراء و سلاطین نے اہتمام کیا۔ اسی طرح انھوں نے اس بات کی بھی کوشش کی کہ زیارت کرتے وقت زائر کا چہرہ ٹھیک رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کے مقابل ہو۔ اس کے لیے انھوں نے کچھ علامتیں اور نشانیاں رکھیں۔ انھیں میں ایک یہ کہ چاندی کی کیل سونے سے ملمع سرخ سنگ پر جس کا نام (کوکب دری) چمک دار موتی تھا۔ وہ کوکب دری جنوب مغربی کونہ سے تقریباً پانچ ہاتھ کے فاصلہ پر تھا۔ پس جو شخص اس کے سامنے ہوتا وہ ٹھیک چہرۂ انور کے سامنے ہوتا۔

البتہ ریاض الجنت کی طرف سے سر اقدس ستون ''سریر'' کے برابر میں ہے کچھ دنوں کے بعد چاندی والی کیل ہیرے جواہرات اور دوسرے قیمتی پتھروں کے ایک مجموعہ سے تبدیل کر دی گئی۔

کوکب دری (چمک دار موتی) ہیرے جواہرات کا ایک ٹکڑا ہے جو کبوتری کے انڈے کے برابر ہے۔ اس کے نیچے ایک دوسرا ٹکڑا ہے جو پہلے والے سے تھوڑا بڑا ہے۔ پورا مجموعہ چاندی و سونے سے بھرا ہے۔ سلطان احمد خان بن سلطان محمد خان نے ۱۰۲۲ھ میں تحفہ پیش کیا۔ اس کے بڑے ٹکڑے کی قیمت ۸۰ ہزار دینار برابر ہے۔ (سید جعفر برزنجی کے مطابق) یہ چہرۂ انور کے سامنے کیل کی جگہ دیوار میں رکھا گیا۔ یہ باب توبہ کے سامنے والے باب مقصورہ کے دوسرے کواڑ کے برابر ہے۔

جب صبا آتی ہے طیبہ سے ادھر کھلکھلا پڑتی ہیں کلیاں یکسر
پھول جامے سے نکل کر باہر رخ رنگیں کی ثنا کرتے ہیں (حضرت رضا بریلوی)

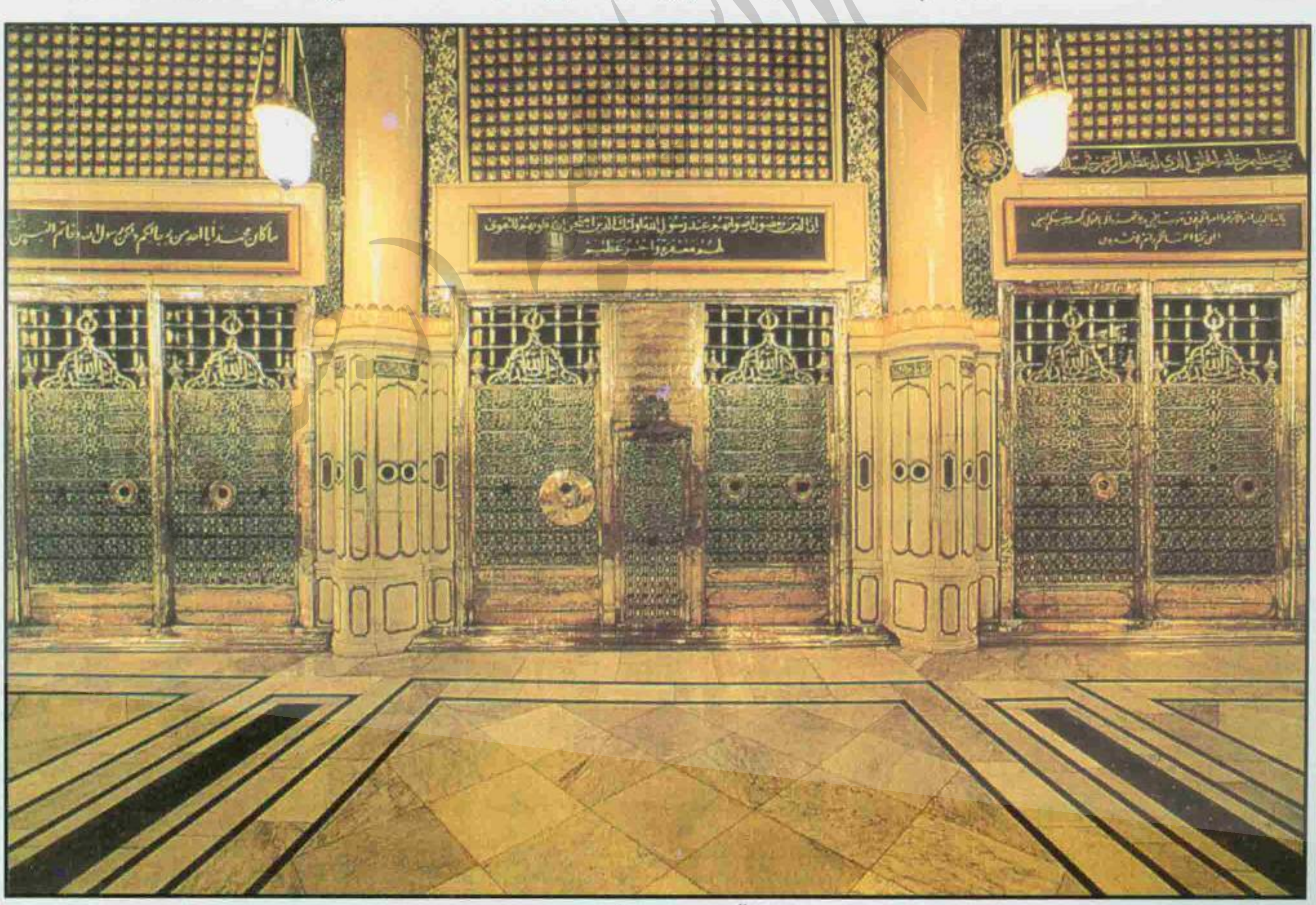

تصویر: مواجہہ شریف



www.waseemziyai.com

تصویر: پیتل کا دائرہ مواجہہ شریف کی جالی میں جو قبرِ رسول کے سامنے کوکب دری پر ہے۔

آہ وہ عالم کہ آنکھیں بند اور لب پر درود
وقف سنگ در جبیں روضہ کی جالی ہاتھ میں (حضرت رضاؔ بریلوی)

۱۰۴۷ھ میں مصطفیٰ پاشا سلح دار مراد بن سلطان احمد خان کے زمانہ میں ہیرے کا ٹکڑا بھیجا گیا جو چاندی سونے کی تشت میں جڑا تھا تو اسے کوکب دری کے نیچے دیوار میں لگا دیا گیا۔

۱۱۵۴ھ میں شامی امیر الحج علی پاشا چند جواہر پارے لائے۔ انھیں بھی مذکورہ پہلے کوکب دری کے نیچے لگا دیا گیا۔ ان کے متعلق یہ مشہور کیا گیا کہ یہ بلغراد کی فتح میں مالِ غنیمت حاصل ہوا ہے۔

۱۲۹۱ھ میں ہمایونیہ امیر کے ساتھ ملکہ عادلہ سلطان محمود خان کی صاحب زادی اور سلطان عبدالعزیز خان کی بہن کا تحفہ آیا یہ تحفہ تقریباً ۱۶۵ سینٹی میٹر کا ایک صحیفہ تھا جس پر خوبصورت الفاظ میں سونے وہیروں سے '' لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ '' لکھا ہوا تھا۔ نیز اس میں سونے کی زنجیر لگی تھی جس کے ذریعہ اسے کوکب دری کے اوپر لٹکا دیا گیا۔



www.waseemziyai.com

اس وقت ان جوہرات میں سے کچھ بھی مدینہ میں نہیں پایا جاتا مورخین کا اختلاف ہے کہ کس نے سب سے پہلے وہاں سے انھیں منتقل کیا اور اس وقت وہ سارے تبرکات کہاں ہیں؟ آیا وہ مصر میں ہیں یا ترکی میں؟ یا ان امراء وسلاطین کے پوتوں کی ملکیت بن گئے جنھوں نے اپنے لیے ان میں تصرف روا رکھا؟ ان کا کہنا تھا کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان دنیاوی مال ومتاع سے بری ہیں۔ حجرۂ نبوی کے یہ بیش بہا تحفے جواہرات و ہیرے، سونے چاندی وغیرہ کو یہ کہہ خرچ کیا گیا کہ اندر پڑے رہنے سے بہتر ہے کہ ان کو مسلمانوں کی فوج کی تیاری میں صرف کیا جائے۔

شیخ سعید آدم (خدام حجرہ) نے بتایا کہ حجرۂ نبوی کے یہ قیمتی تحفے سعودی حکومت کے دور میں مسجد کی توسیع کے وقت مسجد نبوی شریف کے ضمن میں ایک لائبریری میں منتقل کیے گئے جو شمالی دروازوں کے پاس ہے۔ مگر کوکب دری (چمک دار موتی) اس وقت ترکی میں ٹاپ کاپی کے میوزیم میں محفوظ ہے۔

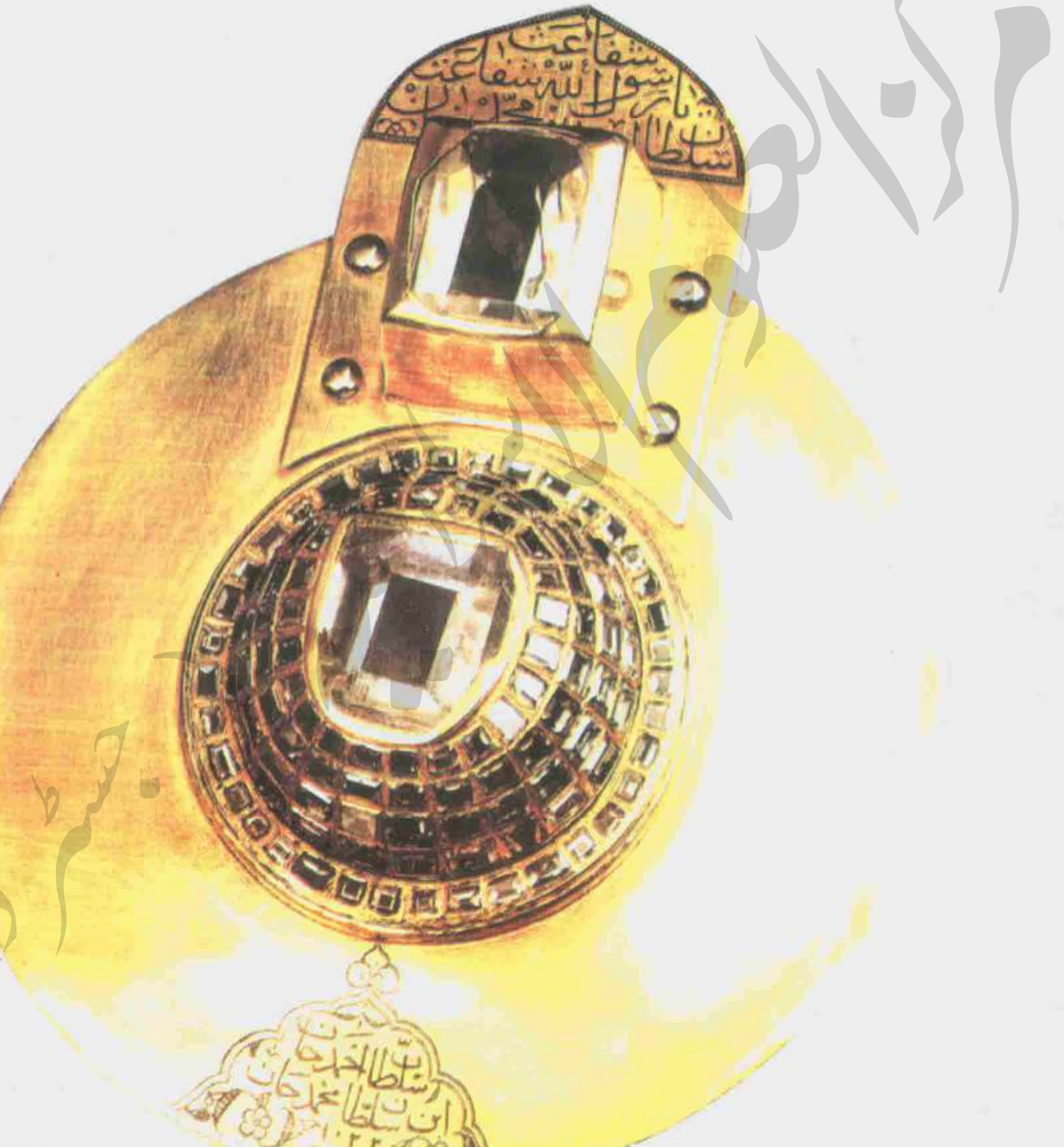


تصویر: کوکب دری کی نادر تصویر جو (Topkapi) ٹاپ کاپی کے محل میں موجود ہے۔ اس پر سلطان احمد خان بن سلطان محمد خان (جس نے یہ تحفہ پیش کیا تھا) کا نام اور ۱۰۲۲ھ سن ہجری دیکھا جاسکتا ہے۔

www.waseemziyai.com

# مقصورہ کے اندر کے فانوس اور قندیلیں

حجرہ شریف کے اندر روضۂ انور کے گرد ۱۰۶ قندیلیں ہیں۔ جو ہیرے جواہرات اور یاقوت سے مرصع ہیں۔ سونے کی زنجیروں میں چھت سے لٹک رہی ہیں۔ اسی طرح صندوق حضرت فاطمہ زہراء کے دائیں اور بائیں دونوں جانب چاندی کے جھومر دیوار سے لٹک رہے ہیں۔

۱۲۷۴ھ میں سلطان عبدالمجید خان نے حجرۂ نبوی کے لیے دو شمع دان خالص سونے اور ہیروں سے مرصع تقریباً ۱۸۰ سینٹی میٹر لمبا تحفہ دیا۔ ان میں سے پہلا سراقدس کی جانب اور دوسرا قدم پاک کی طرف نصب کیا گیا۔

اس طرح اور بہت سے تحفے حجرۂ نبوی کو ملے جو حجرہ کے اندر استعمال ہوتے اور باقی مسجد نبوی شریف میں استعمال ہوتے۔

تصویر: حجرۂ نبوی شریف میں روشن کیا جانے والا شمع دان، اب ملک عبدالعزیز لائبریری میں محفوظ ہے۔

www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

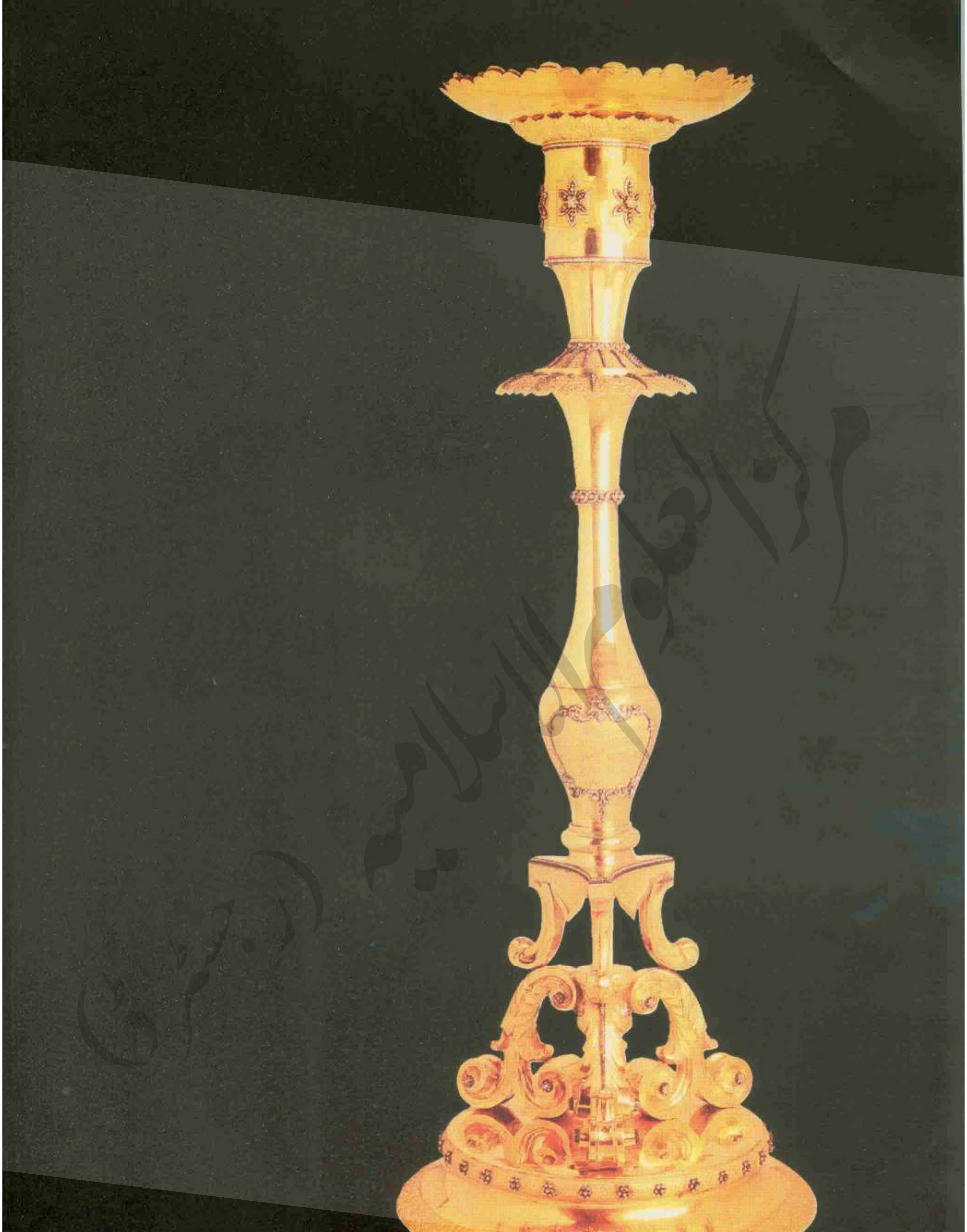

تصویر: سلطان عبدالمجید خان کا دیا ہوا تحفہ ر، خالص سونے کے شمع دان کی تصویر

www.waseemziyai.com

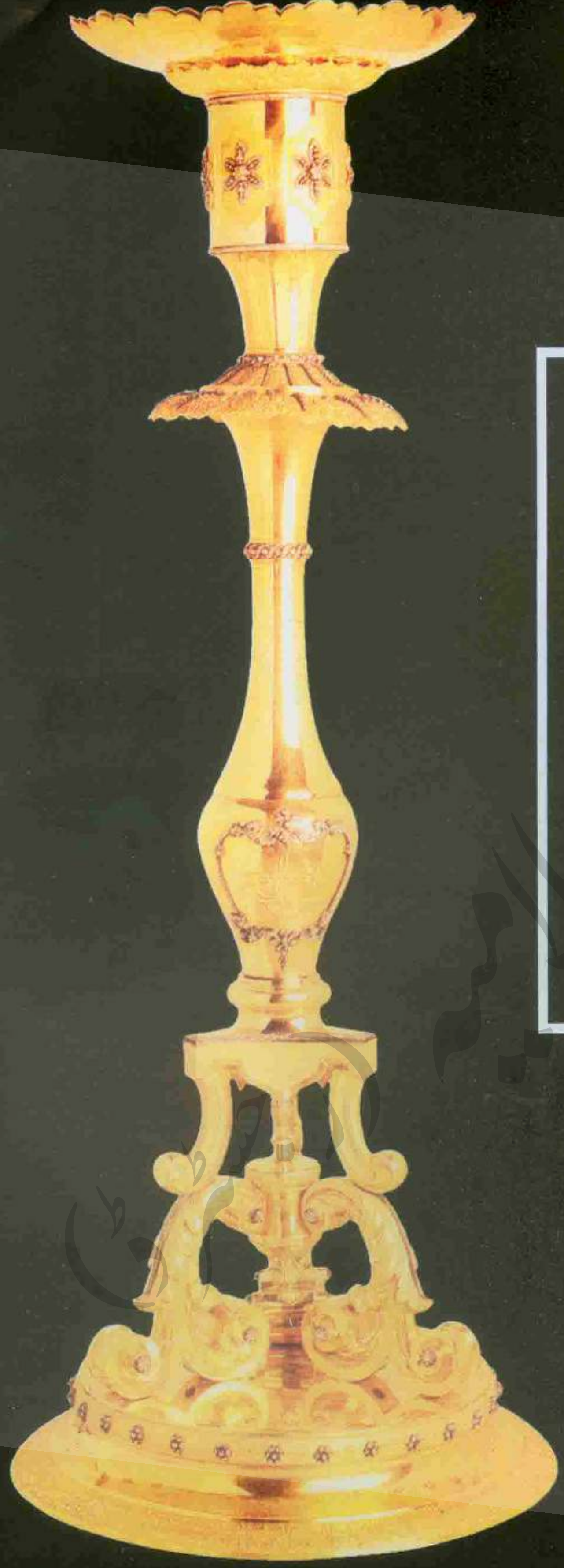

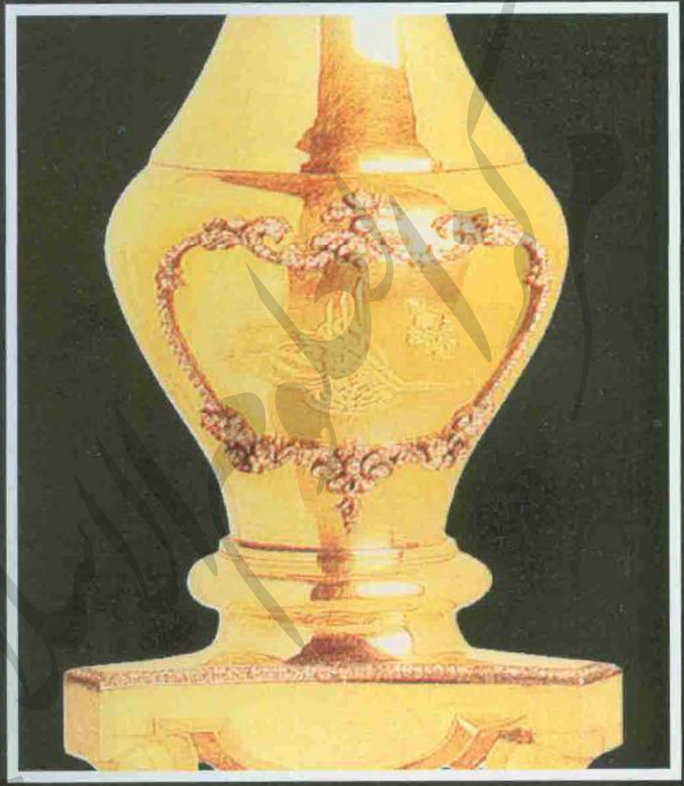

تصویر: مذکورہ شمع دان میں سے ہر ایک کا وزن ۴۸ کلوگرام۔

خالص سونا اور سینکڑوں ہیرے جواہرات کی نقش کاری
یہ دونوں شمع دان حجرۂ نبوی کے دیگر تبرکات کی طرح
دولت عثمانیہ کے زوال سے پہلے فخری پاشا نے ٹرین کے
ذریعہ ترکی منتقل کردیا۔

www.waseemziyai.com

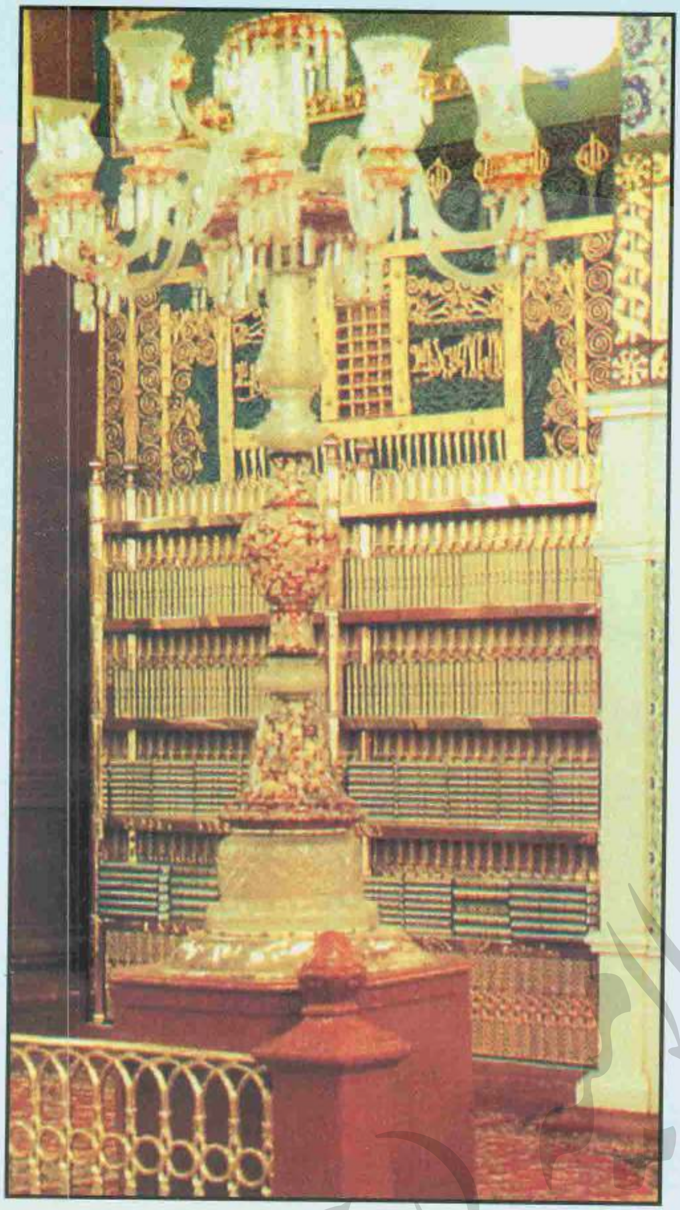

کرسٹل کا الکٹرانک شمع دان (جھومر) محراب تہجد کے کونہ پر حجرۂ نبوی کے شمالی طرف مسجد نبوی شریف کی زیب و آرائش دو بالا کرتا ہے۔

سونے چاندی سے ملمع جھومر جو ملک عبدالعزیز لائبریری (مدینہ) میں منتقل کردیا گیا۔اس کے ساتھ غلاف کا کچھ حصہ بھی نظر آرہا ہے۔

# حجرات اور مسجد نبوی شریف میں دھونی

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے مسجد نبوی شریف میں صندل، عنبر، عود اور لوبان سے دھونی دی۔ اس طور پر کہ ان کے پاس کچھ عود لائی گئی مگر وہ اتنی نہ تھی کہ سب لوگوں میں تقسیم کی جا سکے۔ لہٰذا آپ نے فرمایا کہ اس سے مسجد میں دھونی دے دو تا کہ سب لوگ فائدہ حاصل کر سکیں۔

اس کے بعد خلفاء میں یہ طریقہ رائج ہو گیا کہ ہر جمعرات اور جمعہ کے دن منبر شریف کے پاس سے لوگوں پر گزرتے ہوئے دھونی دی جاتی۔ مسجد کے اطراف پورا کرنے کے بعد حجرۂ نبوی میں بھی دھونی دی جاتی۔ اس کے بعد حجرہ شریف میں دھونی دینا روزانہ کا معمول بن گیا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں دھونی دینے والا برتن چاندی کا تھا جو ملک شام سے لایا گیا تھا۔ آپ نے اس کو حضرت سعد کو دیا اور فرمایا: اس سے ہر جمعہ اور ماہ رمضان میں مسجد میں دھونی دینا۔

خلافت فاروقی میں برابر دھونی دی جاتی تھی۔ جسے دیکھ کر امراء وسلاطین اور اہل خیر حضرات نے مسجد نبوی اور حجرۂ نبوی میں سونے چاندی کے ہیرے جواہرات سے مرصع دھونی دینے والے برتن ہدیہ کرنا شروع کر دیا۔ ساتھ میں عود، عنبر، صندل اور گلاب جل کے عطیات کی بھی لائن لگ گئی۔ مسجد نبوی شریف کو آج بھی پاکیزہ خوشبوؤں سے معطر کیا جاتا ہے مگر نئے طریقہ پر جو A.C. کے ذریعہ ہوتا ہے۔

مقصورہ کے اندر حجرہ شریف سے متصل ایک لکڑی کا صندوق چاندی کی پلیٹ لگا ہوا ہوتا تھا۔ جس پر بسملہ، نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام، دونوں صحابی (ابوبکر، عمر) کی بابت رضی اللہ تعالیٰ عنہما لکھا تھا۔ اسی میں صندل اور لوبان رکھ مسجد نبوی اور دیگر حجروں کو دھونی دی جاتی۔ ایک خادم مسجد کی روایت کے مطابق صندل والا صندوق آج بھی باقی ہے۔ لیکن اب وہ اس کام میں استعمال نہیں ہوتا۔

مسجد نبوی شریف کی توسیع اور اس میں بے شمار تحائف وہدایا کے بعد اس کا صندوق صندل وعطورات کے مخزن کی حیثیت سے استعمال ہونے لگا۔ یعنی سال بھر اس میں سارے عطورات، صندل و دیگر اشیائے خوشبو رکھے جاتے اور دوسرا سال شروع ہونے پر نکال کر بدل دیے جاتے۔

یہ ساری چیزیں اس طور پر ہوتی تھیں کہ ہمیشہ اس سے خوشبو پھوٹتی رہتی تھی۔

اس سے پہلے یہ طریقہ تھا کہ دھونی اور صندل کے سامان خدام کی عورتیں، حرم کے مشائخ کی عورتیں اور مدینہ کے اعیان کی عورتیں لے کر مسجع کلمات گاتی حجرۂ نبوی میں داخل ہوتیں۔ اور خدام کی زبان پر تہلیل وتکبیر ہوتیں۔ مگر بعد میں یہ سلسلہ بند کر دیا گیا کیوں کہ اس میں احکام شریعت کی مخالفت تھی۔

## خُدّام

مسجد نبوی شریف اور حجرۂ رسول کے خدام کا ذکر بھی اس ضمن میں لازمی ہے جن کو بعض امراء وسلاطین یا اہل خیر حضرات نے مسجد نبوی شریف یا حجرۂ رسول کو وقف کیا تھا سید جعفر برزنجی نے ان خدام کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کی شروعات گُردوں کے دور آخری میں ہوئی جب



www.waseemziyai.com

سلطان نورالدین شہید کا دور خلافت تھا۔انھوں نے اپنے وزراء میں سے بارہ کو جو اس پر راضی ہوئے اس خدمت کے لیے وقف کیا۔

پہلے پہل کے خدام میں شرط ہوتی تھی کہ وہ کتاب اللہ کے حافظ ہوں اور عبادت کے ایک چوتھائی مسائل سے باخبر ہوں اس کے ساتھ یہ بڑی شرط تھی کہ وہ حبشہ کے ہوں، یہ نہیں تو روم کے ہوں۔ یہ نہیں تو ترکی کے ہوں، یہ نہیں تو ہندوستان کے ہوں، بہت دنوں تک یہ شرط باقی رہی مگر بعد میں ختم کردی گئی۔اور آج مختلف جنسیات وقومیت کے خدام موجود ہیں۔

تاریخ کی بعض کتب میں آیا ہے کہ سلطان صلاح الدین ایوبی نے چوبیس خدام رکھے۔اور ان پر نیل کے دو گاؤں وقف کردیے ان کا کام صرف مسجد نبوی شریف کی خدمت بجالانا تھا۔اس کے بعد ہر ملک کے بادشاہ خدام ارسال کرتے رہے اور یہ تعداد بڑھتی گئی۔

## خدام کے چبوترے

۱۲ میٹر لمبا ۸ میٹر چوڑا ۴۰ سینٹی میٹر اونچا چبوترہ حجرۂ نبوی کے شمالی جانب باب جبریل اور باب نساء کے درمیان خاص گارڈ کے لیے ہوتا ہے جنوب کے علاوہ تین طرف سے یہ چبوترہ جالی سے گھرا ہوتا۔شیخ حرم کا چبوترہ اس سے چھوٹا ہوتا جو صرف انھیں کے لیے خاص ہوتا اور جو باب جبریل سے داخل ہونے پر فوراً داہنی طرف ہوتا تھا۔

پہلے ان خدام کے رؤسا کی تعداد زیادہ تھی۔کوئی سو اور کوئی دو سو بتاتا ہے۔ان کا کام مسجد کی نگہبانی، حجرۂ نبوی کی دیکھ بھال، قندیلیں وقت پر روشن کرنا اور بجھانا مسجد کے اندر رات گزارنا ہوتا۔ان کے لیے امراء وسلاطین کی جانب سے غیر معمولی تنخواہیں ہوتیں۔

لیکن آج کل ان رؤسا کی تعداد گھٹ کر صرف ۱۳ رہ گئی ہے۔اسی طرح ان کی ذمہ داریاں بھی کم ہوگئیں۔مسجد اور حجرہ کی رکھوالی اور زیارت کے اوقات میں مسجد میں خواتین کی جائے نماز لگانا اور انھیں سے متعلق امور ان کے ذمہ ہوتے ہیں۔

۱۴۰۵ھ میں خادم حرمین کی تعمیر میں شیخ حرم کے لیے خاص کمرے قبلہ کی دیوار سے متصل باہری طرف تعمیر ہوئے جن کے خاص دروازے صرف امام کے لیے محراب امام کے داہنے جانب ہوتے ہیں۔انھیں کمروں سے متصل کچھ خاص مخزن ہیں جن میں صفائی وغیرہ کے سامان رکھے جاتے ہیں۔مسجد کے اندر حجرہ سیدہ فاطمہ زہراء کے باہر ایک تیسرا چبوترہ ہے جہاں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز تہجد ادا فرماتے اسی لیے اس کا نام چبوترہ تہجد ہے۔

www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

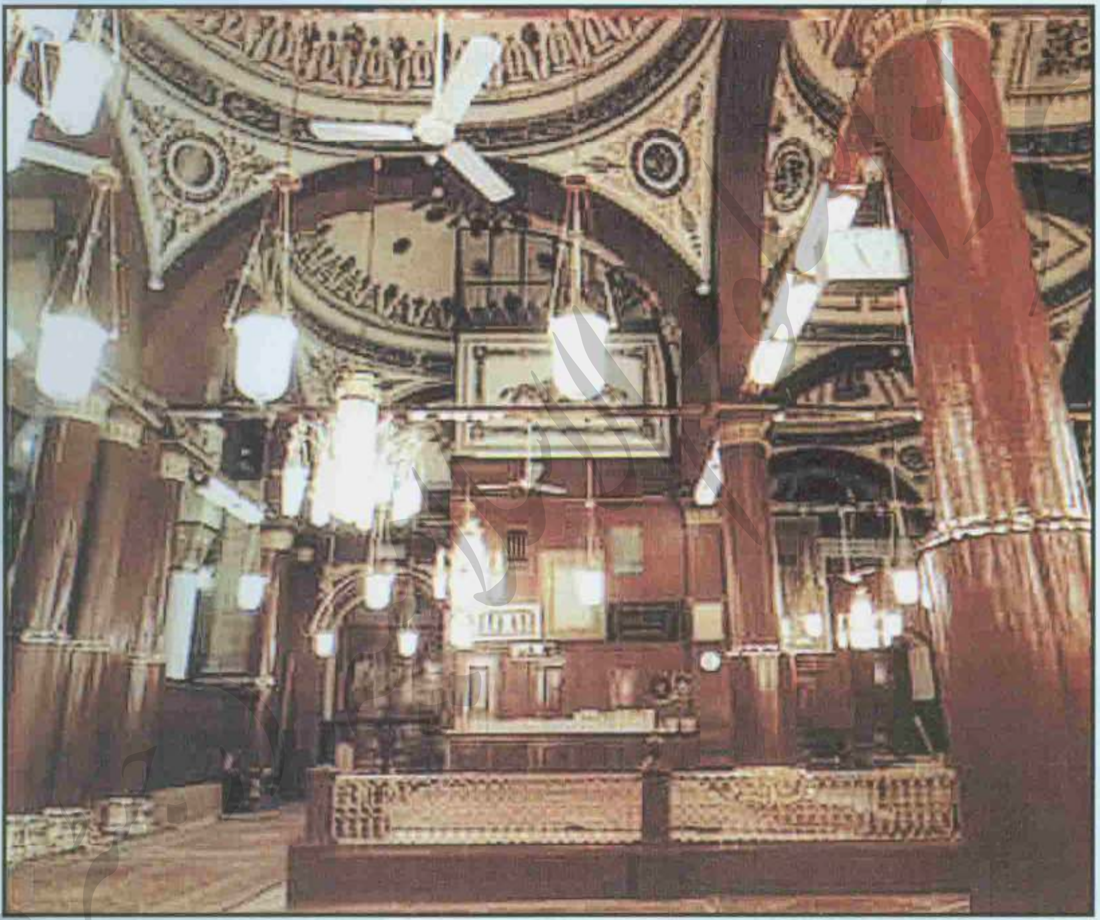

تصویر: حجرۂ نبوی کے برابر شمال میں باب جبریل، باب نساء کے درمیان واقع گارڈ کا چبوترہ۔

www.waseemziyai.com

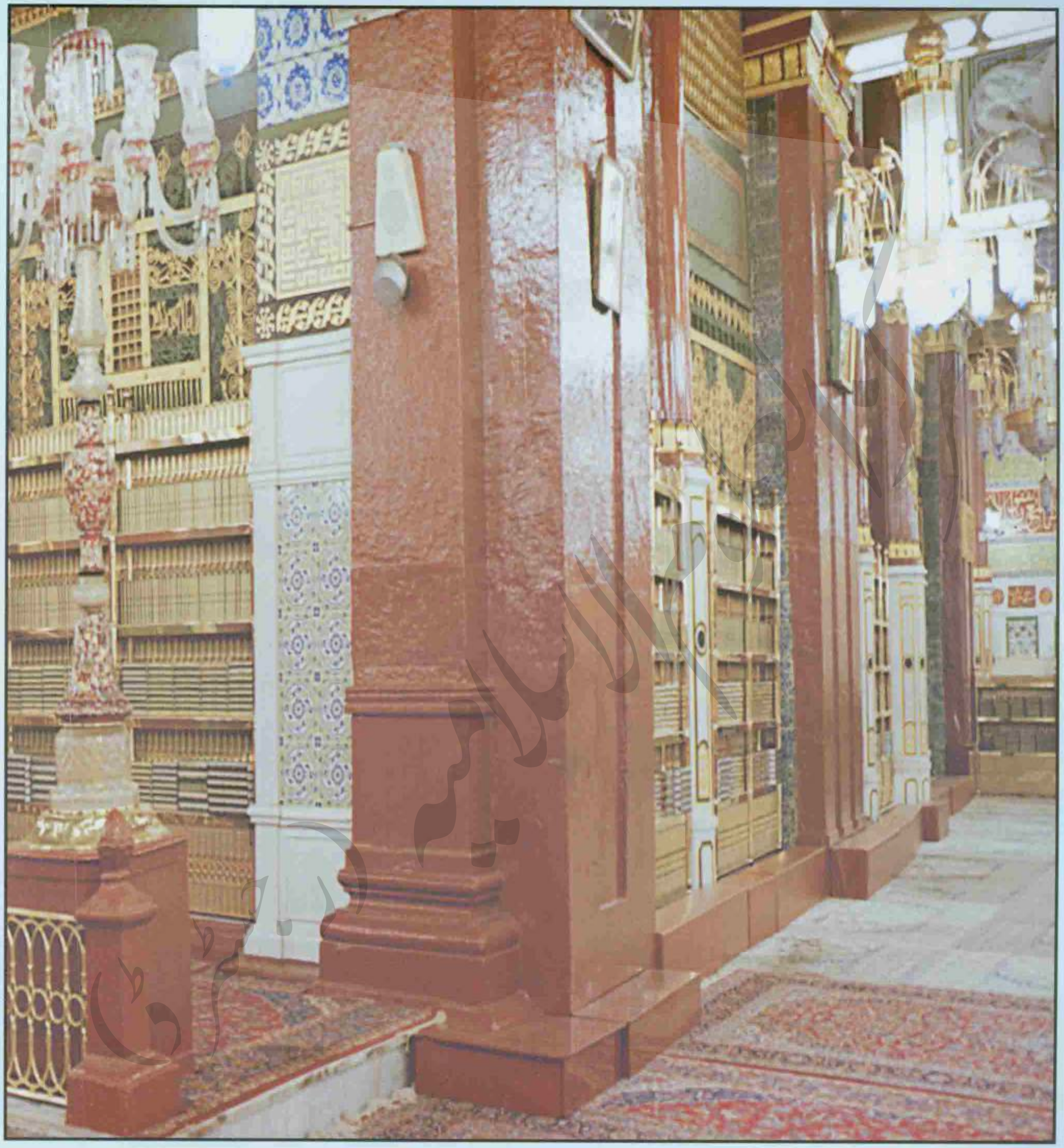

تصویر: مغربی جانب، ریاض الجنت میں حجرۂ نبوی کی جالیوں کی تصویر۔

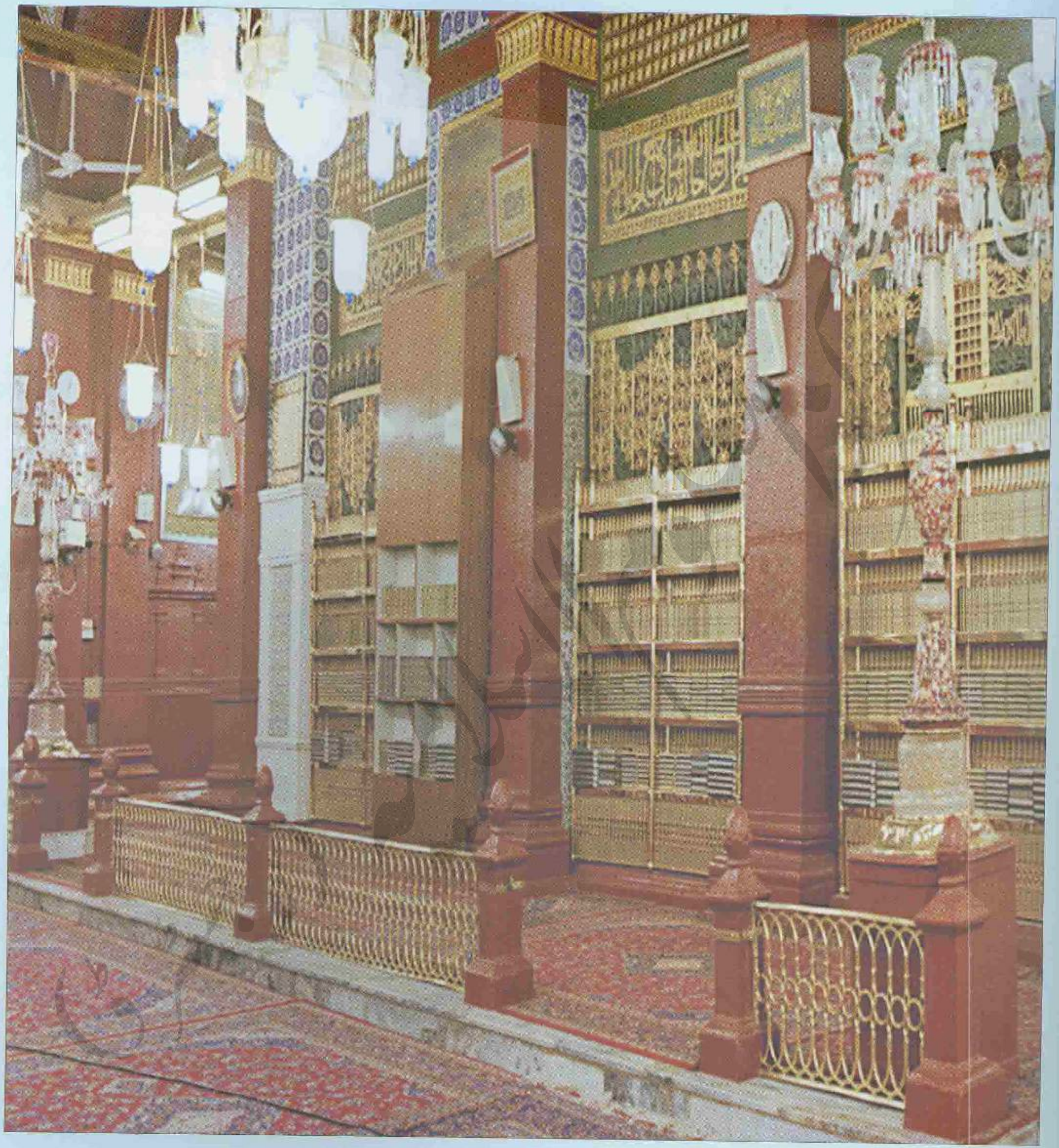

تصویر: شمالی طرف (قبلہ کے برعکس) حجرۂ نبوی کی جالیاں تہجد کے چبوترے پر۔

www.waseemziyai.com

# حجرۂ نبوی کی دیواروں پر آیات قرآنی کے نقش ونگار

ولید بن عبدالملک کے دور خلافت اور ان کے گورنر مدینہ عمر بن عبدالعزیز کے تعمیر مسجد نبوی شریف سے لے کر اب تک اس مقام مقدس میں بہت سے فنی مہارت کے کمالات دیکھائے گئے۔ نقش ونگاری اور سونے وہیرے کی تزئین کاری کے بے شمار اعلیٰ نمونے مسجد نبوی شریف کی چھت اور جنوب (قبلہ) کی دیواروں پر دیکھے جاسکتے ہیں۔

اب ہم ذیل میں ان تحریروں کا ذکر کررہے ہیں، جن کا تعلق حجرۂ نبوی سے ہے :

(۱) باب وفود کے اوپر حجرۂ نبوی کے مغربی جانب یہ عمارت لکھی ہوئی ہے۔
''اس مقصورہ کو سلطان اشرف ابوالنصر قایتبای نے ۸۸۸ھ میں بنوایا''

(۲) حجرۂ نبوی کے گرد لوہے کے مقصورہ کے دروازے پر یہ عبارت مکتوب ہے :
''اس مقصورہ کو سلطان اشرف ابوالنصر قایتبای نے ۸۸۸ھ میں بنوایا''

(۳) مشرقی جالی (کھڑکی) مواجہہ شریف میں کھڑے ہونے والے کے دائیں طرف اوپر یہ شعر لکھا ہوا ہے۔
''نَبِیٌّ عَظِیْمٌ خُلُقُهُ الْخُلُقُ الَّذِیْ لَهٗ عَظَّمَ الرَّحْمٰنُ فِیْ سَیِّدِ الْکُتُبِ.''
وہ عظیم المرتبت نبی جن کا اخلاق عظیم، ان کو عظیم کیا رحمٰن نے اپنی کتاب عظیم میں۔
یہ شعر شیخ عبداللہ بن علوی حداد علوی حسینی متوفی ۱۱۳۲ھ کے اس قصیدہ کا ہے جو پورا حجرۂ نبوی کے اندر منقوش ہے۔

(۴) مقصورہ کے دروازوں پر '' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' لکھا ہوا ہے۔

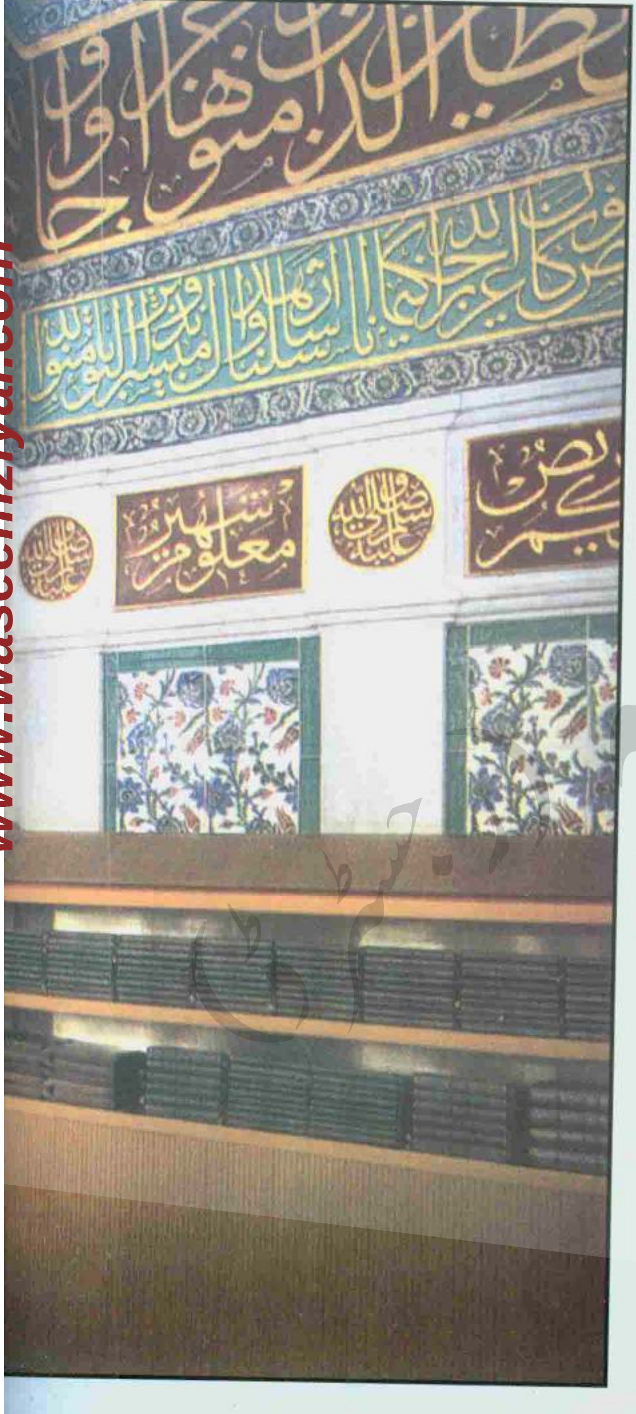

www.waseemziyai.com

تصویر: تعمیر عثمانیہ میں مسجد نبوی شریف کی اندرونی دیوار پر قرآنی آیات، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی اور درود پاک ابھرے حروف سنہرے رنگ میں آج بھی دعوت نظارہ دیتے ہیں۔

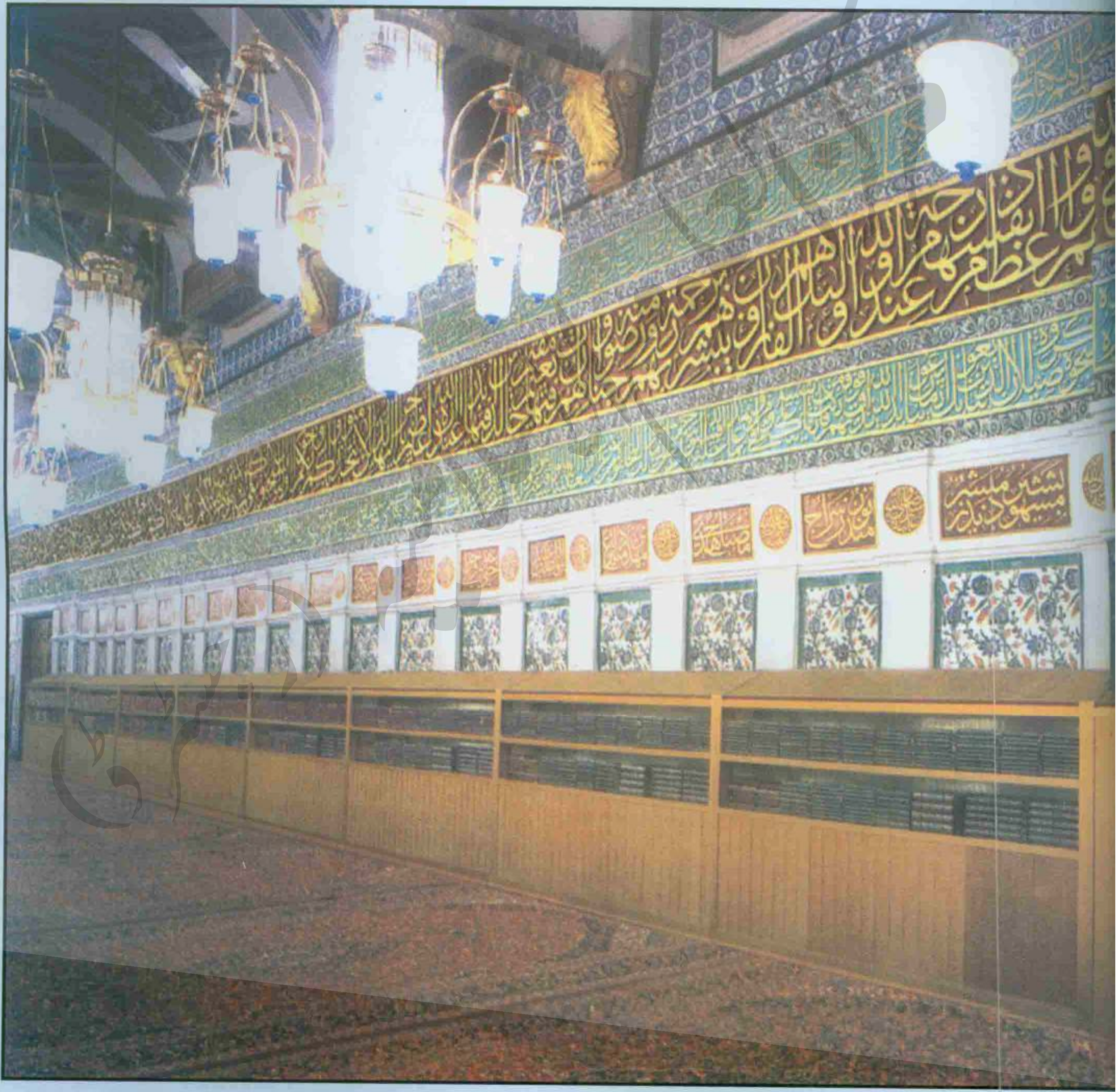

www.waseemziyai.com

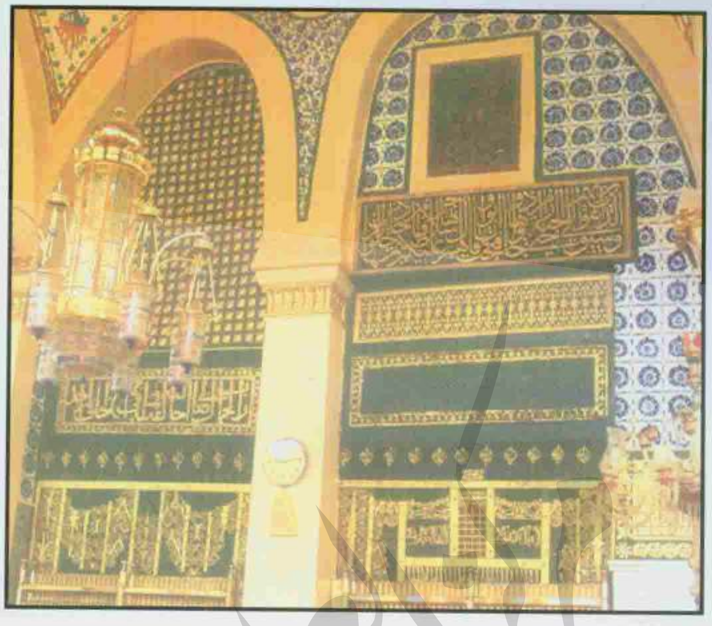

نقشہ: حجرۂ نبوی کا مشرقی حصہ، سنہری جالیاں اور ان کے اوپر کتبوں کی تختیاں دیکھائی دیتی ہیں۔

(۵) باب توبہ کے اوپر مقصورہ کے جنوبی دیوار میں چاندی کی تختی پر نولائن میں یہ عبارتیں مکتوب ہیں:

★ ''نَبِّئْ عِبَادِیْ أَنِّیْ أَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ'' (میرے بندوں کو بتادوں میں ہی مغفرت کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہوں) ★ ﴿یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ إِنَّا أَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ﴿45﴾ وَّ دَاعِیًا إِلَی اللّٰهِ بِإِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا ﴿46﴾ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِأَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا کَبِیْرًا ﴿47﴾﴾ سورۂ احزاب

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمھیں بھیجا حاضر ناظر اور خوش خبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا، اور چمکا دینے والا آفتاب، اور ایمان والوں کو خوش خبری دو کہ ان کے لیے اللہ کا بڑا فضل ہے۔ (کنز الایمان)

اے اللہ یا رحمٰن یا رحیم اپنے نبی کریم کے طفیل اپنے بندے کی مغفرت فرمالے اور اپنے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرماں بردار بنادے۔

★ سلطان احمد بن سلطان محمد بن سلطان مراد بن سلطان سلیم۔

★ بن سلطان سلیمان بن سلطان سلیم بن سلطان بایزید بن سلطان محمد۔

★ بن سلطان مراد بن سلطان محمد بن بایزید بن سلطان مراد۔

★ بن سلطان اورکان بن سلطان عثمان (نصره الله نصرا عزیز و فتح له فتحا مبینا) ۱۰۲۶ھ

★ یہ تختی خالص سیسہ کی ہے جس کو سلطان احمد نے محبت کے طور پر ہدیہ کیا ہے۔

(۶) ستون وفود پہ تجدید کی تاریخ ۱۱۱۱ھ ہے۔

(۷) مقصورہ کے اوپر جنوبی طرف قبر نبی کے قبہ کی دیوار پر ایک طغریٰ ہے، جس پر سلطان محمود کا نام اور اس کا دستخط ہے۔



www.waseemziyai.com

تصویر: مسجد نبوی شریف کی قبلہ کی دیوار، اور یہ سرخ ستون اب سفید رنگ میں تبدیل ہو چکے ہیں۔

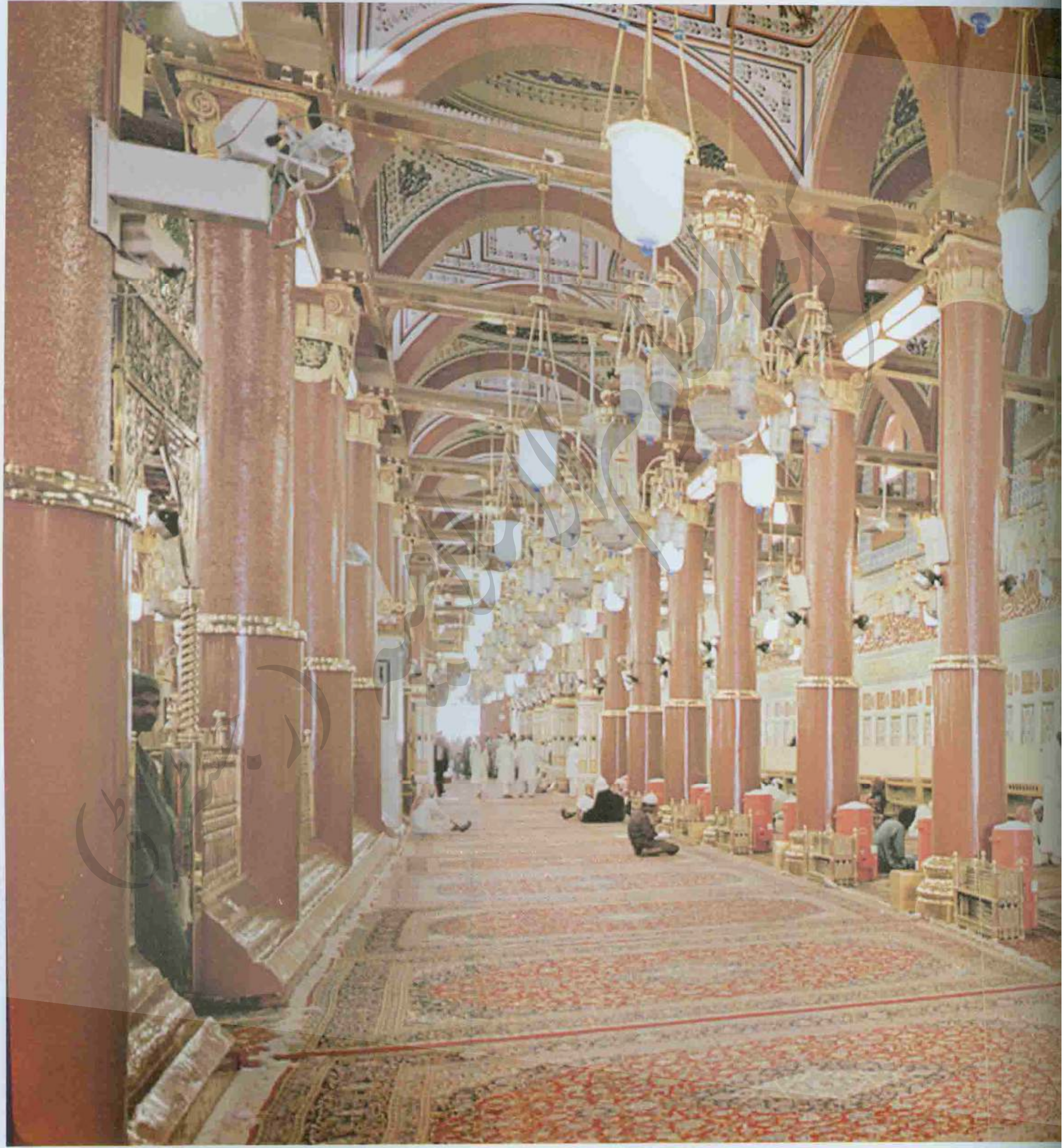

www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

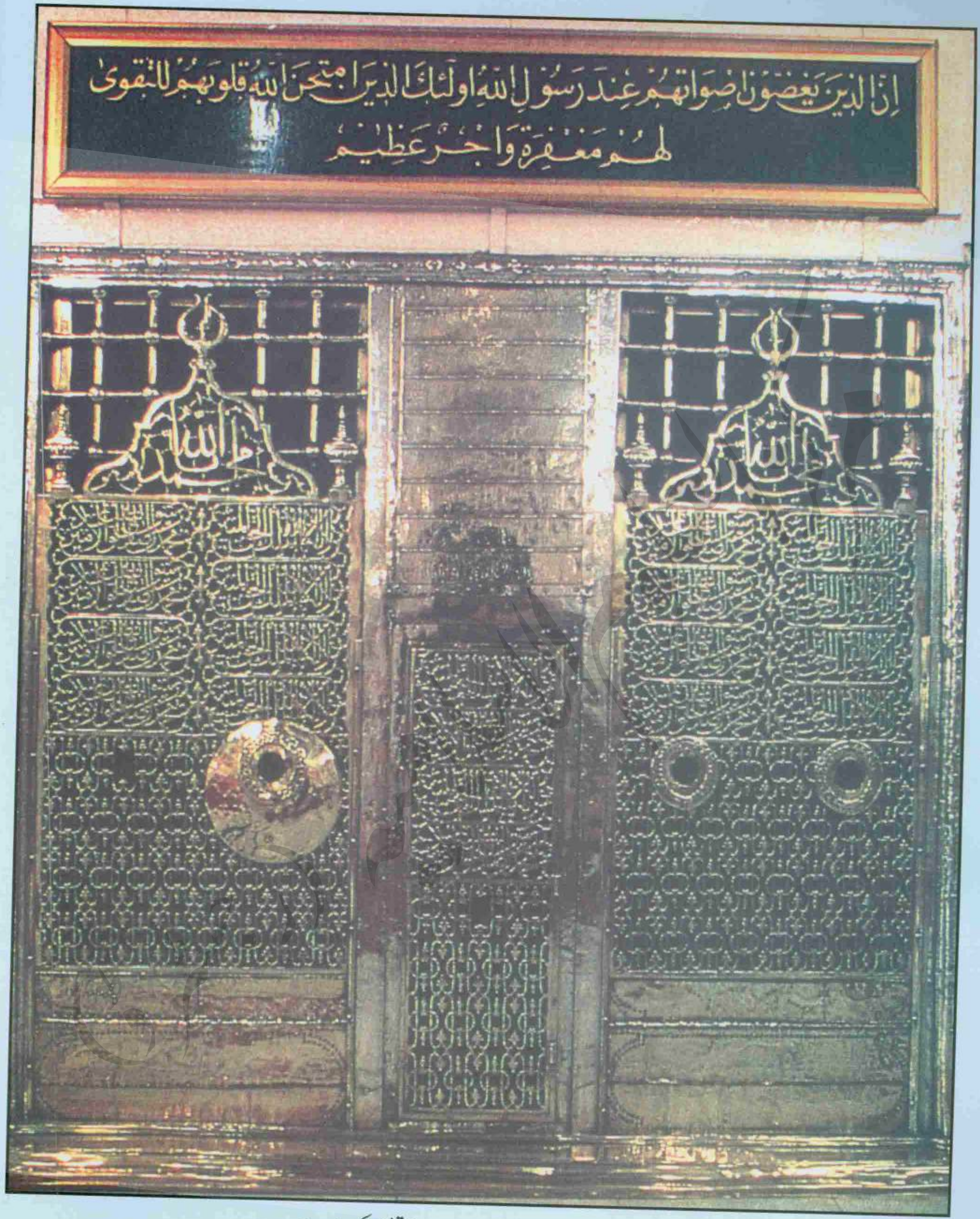


تصویر: مواجہہ شریف میں باب توبہ کے اوپر چاندی کی تختی پر لکھی آیت کریمہ۔

پیش نظر وہ نو بہار سجدے کو دل ہے بے قرار
روکیے سر کو روکیے ہاں یہی امتحان ہے

(حضرت رضا بریلوی)

(۸) قبر شریف کے سامنے کھڑے ہونے والے کے داہنے جانب ستون پر سنگ مرمر لگے حصہ پر اور ٹھیک اسی کے دوسرے جانب (بائیں طرف) دونوں ستونوں پر دو شعر لکھے ہوئے ہیں کہا جاتا ہے کہ یہ اشعار ان اعرابی کے ہیں جو زیارت رسول کے لیے بعد وفات حاضر ہوئے تھے۔

دائیں ستون پر :

یَا خَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِی الْقَاعِ أَعْظُمُهٗ
فَطَابَ مِنْ طِیْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْأَکَمُ

اے وہ بہتر شخص جس کا جسم پاک زمین کے نیچے دفن کر دیا گیا، پھر اس کی خوشبو کی وجہ سے ساری زمین معطر ہوگئی۔

بائیں ستون پر :

نَفْسِی الْفِدَاءُ بِقَبْرٍ أَنْتَ سَاکِنُهٗ
فِیْهِ الْعَفَافُ وَ فِیْهِ الْجُوْدُ وَ الْکَرَمُ

میری جان اس قبر پر قربان جس میں تو جلوہ افروز ہے، جس کے اندر پاکیزگی ہے، کرم ہے اور سخاوت ہے۔

ان دو مبارک ستونوں کی تصویر نیز ان پر یہ شعر کندہ سبز تختی میں دیکھا جاسکتا ہے۔

تصویر: ستون

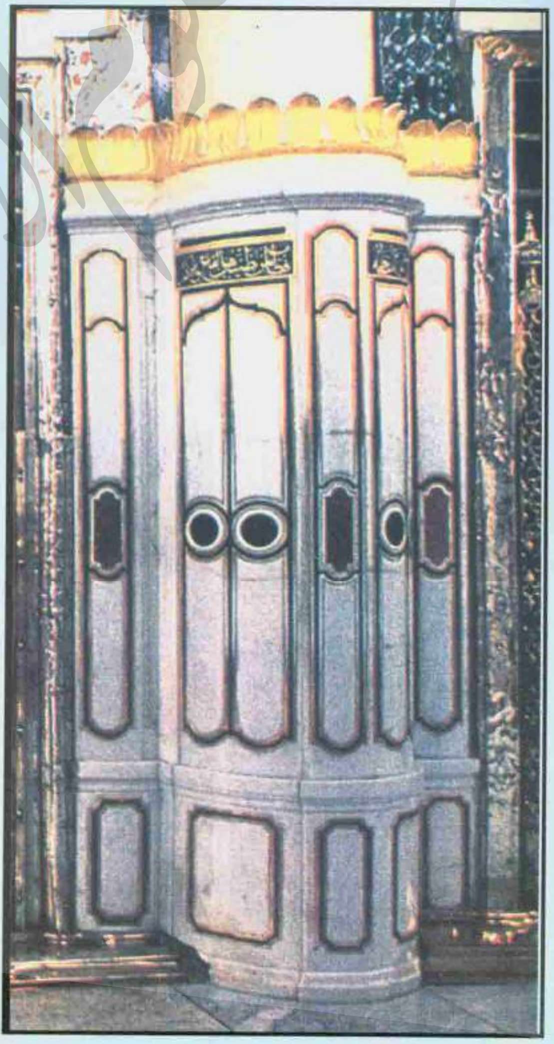

دایاں ستون

بایاں ستون

www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

تصویر: پیتل کی جالی (کھڑکی) مواجہہ شریف کے دائیں جانب اوپر تختی پر آیت کریمہ لکھی ہوئی۔

کیوں اپنی گلی میں وہ روا دار صدا ہو
جب بھیک لیے راہ گدا دیکھ رہا ہو (حسن رضا حسنؔ بریلوی)

(۹) پیتل کی جالی (کھڑکی) مواجہہ شریف کے دائیں اور بائیں طرف باب توبہ کے اوپر، ان کے علاوہ دوسری دو جالیوں (مواجہہ شریف میں) ہی پیتل میں کندہ مندرجہ ذیل عبارت ہے۔

☆ کھڑکی کے اوپر (یا اللہ، یا محمد)

☆ نیچے چار لائن میں (لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَادِقُ الْوَعْدِ الْأَمِيْنُ)

(۱۰) باب توبہ کے اوپر چار لائن میں سے پہلی اور تیسری میں : (لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ)
دوسری اور چوتھی میں :
(مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَادِقُ الْوَعْدِ الْأَمِيْنُ) لکھا ہوا ہے۔

(۱۱) مواجہہ شریف کے اوپر سبز تختی میں سونے کے پانی سے یہ آیت کریمہ مکتوب ہے:

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُوْلٰئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَ أَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿3﴾﴾ (سورۂ حجرات)

بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔ (کنز الایمان)

(۱۲) مواجہہ شریف کے بائیں پیتل کی جالی (کھڑکی) کے اوپر سبز تختی پر سونے کے پانی سے یہ آیت کریمہ مکتوب ہے:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ ... ﴿40﴾﴾ (صدق الله العظيم) (سورۂ حجرات)

محمد تمھارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔ (کنز الایمان)

(۱۳) پیتل کی جالی (کھڑکی) کے اوپر مواجہہ شریف کے بائیں جانب سبز تختی پہ سونے کے پانی سے یہ آیت کریمہ مکتوب ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَ أَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿2﴾﴾ (سورۂ حجرات)

اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے نبی کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو، جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمھارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمھیں خبر نہ ہو۔ (کنز الایمان)

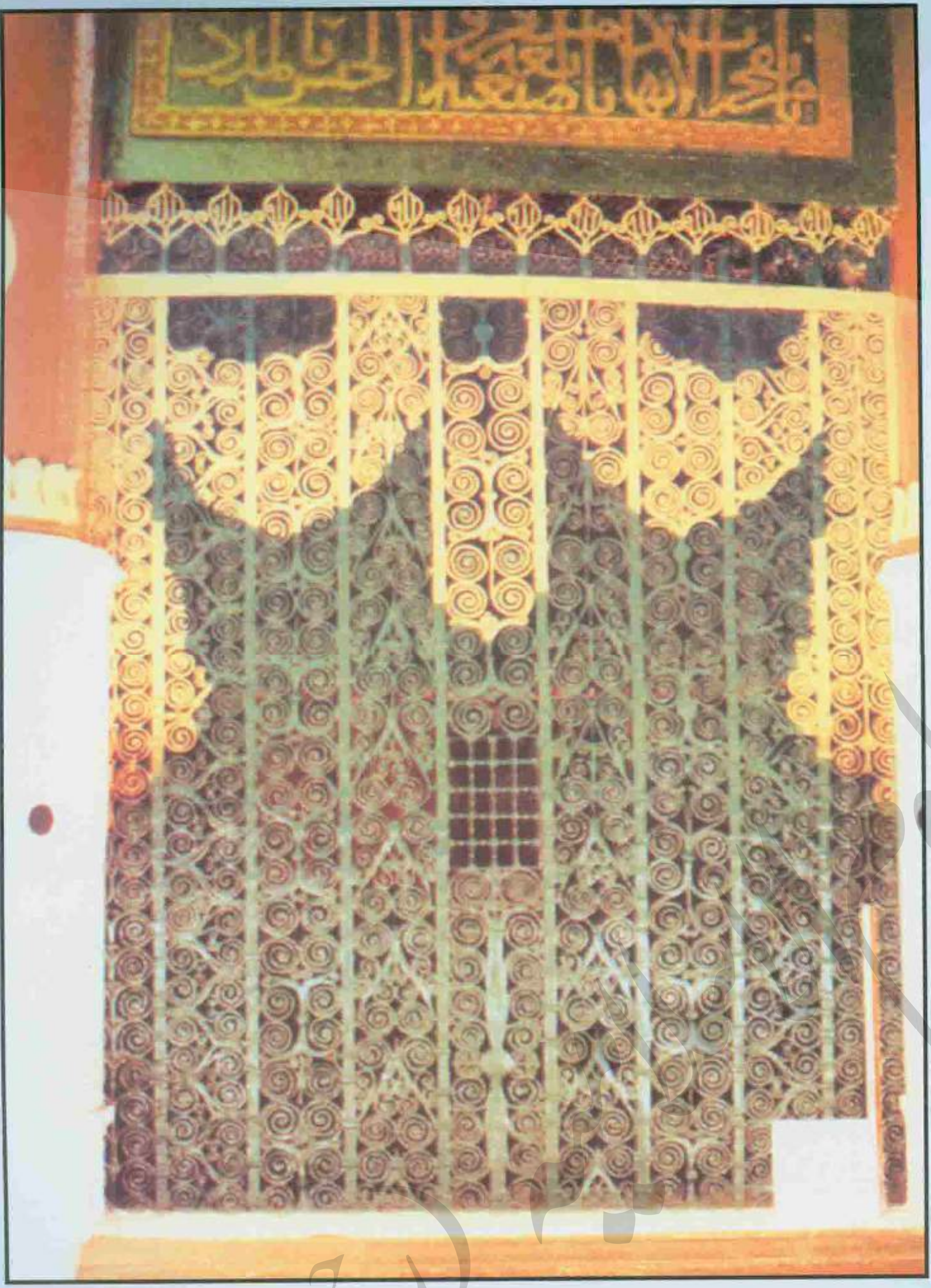

تصویر: ریاض الجنت میں سراقدس کے برابر والی جالی
( کھڑکی )اس کے اوپر سبز تختی میں نعتیہ شعر لکھا ہوا ہے

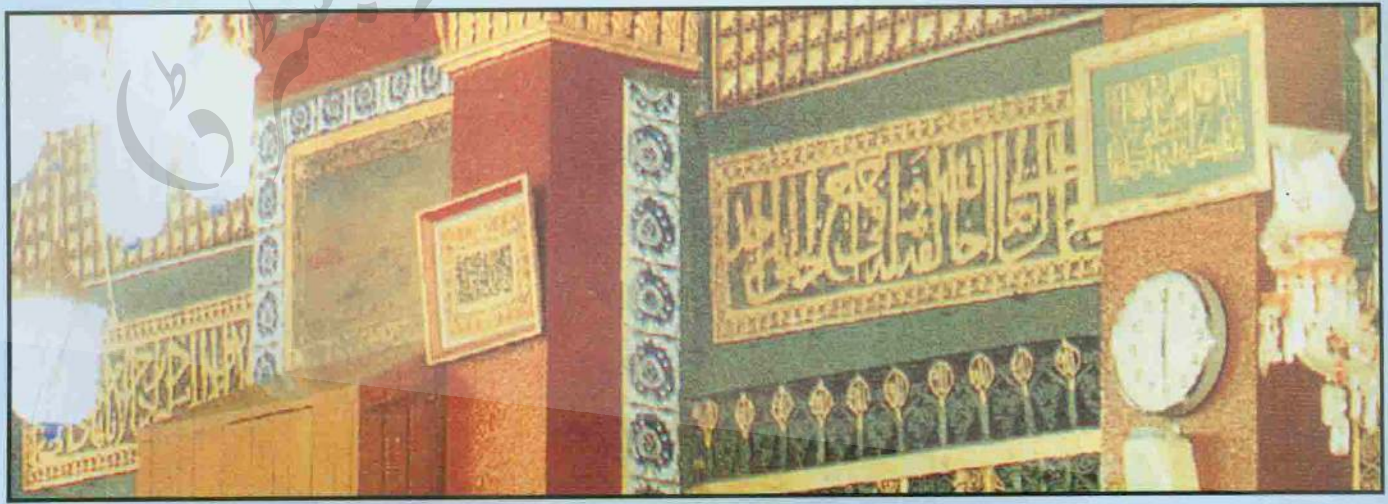

تصویر: محراب تہجد میں تختیاں اور طغرے، حجرۂ نبوی کے شمالی جانب

www.waseemziyai.com

(۱۴) مقصورہ کے اوپری سرے پر شمالی، مغربی اور مشرقی جانب لکڑی کی تختیاں نصب ہیں جن پر سلطان عبدالحمید خان بن سلطان احمد خان ۱۱۹۱ھ کے نعتیہ قصیدہ کے اشعار کندہ ہیں۔ یہ وہ قصیدہ ہے جو اہل مدینہ کے یہاں بالکل زبان زد خاص و عام ہے۔ جس کے لفظ لفظ سے عشق مصطفیٰ اور محبت رسول کا شہد ٹپکتا ہے۔ اس قصیدہ کا شعر نمبر ایک، دو، تین، چھ، سات، آٹھ، نو، دس اور تیسرہ پر سبز رنگ (پینٹ) یوں چڑھ گیا یا چڑھا دیا گیا کہ پڑھنے میں نہیں آتا۔ باقی اشعار درجہ ذیل ہیں :

يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خُذْ بِيَدِيْ
مَا لِيْ سِوَاكَ وَ لَا أَلْوِيْ عَلٰى أَحَدٍ

اے اللہ کے رسول، اے میرے آقا میرا ہاتھ تھام لو۔ تمھارے سوا میرا کوئی نہیں جس کی جانب میں پناہ حاصل کروں۔

فَأَنْتَ نُوْرُ الْهُدٰى فِيْ كُلِّ كَائِنَةٍ
وَ أَنْتَ سِرُّ النَّدٰى يَا خَيْرَ مُعْتَمَدٍ

بے شک تو ہی پوری کائنات میں ہدایت کا نور ہے اور تو ہی اے بہترین معتمد جود وسخا کا راز ہے۔

وَ أَنْتَ حَقًّا غِيَاثُ الْخَلْقِ أَجْمَعِهِمْ
وَ أَنْتَ هَادِي الْوَرٰى لِلّٰهِ ذِي الْمَدَدِ

فی الحقیقت تم ہی پوری کائنات کے مددگار رہو۔ اور تم ہی اللہ کی مدد سے اس کائنات کے ہادی ہو۔

يَا مَنْ يَّقُوْمُ مَقَامَ الْحَمْدِ مُنْفَرِدًا
لِلْوَاحِدِ الْفَرْدِ لَمْ يُوْلَدْ وَ لَمْ يَلِدِ

اے وہ ذات گرامی جو تنہا مقام محمود میں جلوہ افروز ہوگی، اس پروردگار کے لیے جو ایک ہے، جو نہ کسی کی اولاد ہے اور نہ اس کی کوئی اولاد۔

يَا مَنْ تَفَجَّرَتِ الْأَنْهَارُ نَابِعَةً
مِنْ أُصْبُعَيْهِ فَرَوَى الْجَيْشُ ذَا الْعَدَدِ

اے وہ ذات گرامی! جس کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہوئے اور اس سے بے شمار لشکری سیراب ہوئے۔

إِنِّيْ إِذَا سَامَنِيْ ضَيْمٌ يَرُوْعُنِيْ
أَقُوْلُ يَا سَيِّدَ السَّادَاتِ يَا سَنَدِيْ

مجھے جب کوئی پریشانی گھبراتی ہے تو میں کہتا ہوں اے سیدوں کے سردار اور اے میرے جائے پناہ۔

كُنْ لِيْ شَفِيْعًا إِلَى الرَّحْمٰنِ مِنْ زَلَلِيْ
وَ امْنُنْ عَلَيَّ بِمَا لَا كَانَ فِيْ خَلَدِيْ

اللہ کے یہاں میری شفاعت کیجئے میری لغزشوں سے، اور مجھ پر کرم کیجئے ایسا کرم جو میرے گمان میں نہ ہو۔



www.waseemziyai.com

وَ انْظُرْ بِعَيْنِ الرِّضَا لِيْ دَائِمًا أَبَدًا
وَ اسْتُرْ بِفَضْلِكَ تَقْصِيْرِيْ مَدَى الأَمَدِ

اور میری جانب ہمیشہ نظر کرم فرماتے رہیئے، اور اپنی فضیلت کا واسطہ میری غلطیاں ہمیشہ چھپائیے۔

وَ اعْطِفْ عَلَيَّ بِعَفْوٍ مِّنْكَ يَشْمَلُنِيْ
فَأَنَّنِيْ عَنْكَ يَا مَوْلَايَ لَمْ أَحِدِ

اور مجھ پر نرمی کیجئے عفو کے ساتھ جو شامل حال ہو، کیوں کہ بے شک اے میرے مولیٰ میں آپ سے منحرف نہیں ہوا۔

إِنِّيْ تَوَسَّلْتُ بِالْمُخْتَارِ أَشْرَفَ مَنْ
رَقَى السَّمَاوَاتِ سِرُّ الْوَاحِدِ الأَحَدِ

بے شک میں مالک ومختار اور معزز شخص سے توسل کرتا ہوں جو کہ آسمان پر تشریف لے گیا اور جو ایک خدا کا راز دار ہے۔

رَبَّ الْجَمَالِ تَعَالَى اللّٰهُ خَالِقَهُ
فَمِثْلُهُ فِيْ جَمِيْعِ الْخَلْقِ لَمْ أَجِدِ

اللہ تعالیٰ کی شان بلند ہو کہ اس نے آپ کو باجمال پیدا فرمایا، تو بے شک میں نے آپ کی مثل پوری کائنات میں کسی کو نہیں پایا۔

خَيْرُ الْخَلَايِقِ أَعْلَى الْمُرْسَلِيْنَ ذُرًى
ذُخْرُ الأَنَامِ وَهَادِيْهِمْ إِلَى الرُّشْدِ

مخلوق میں سب سے بہتر، انبیاء میں سب سے ذی مرتبت، مخلوق کا سرمایہ اور ہدایت کی طرف ان کے رہبر۔

بِهِ الْتَجَأْتُ لَعَلَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ لِيْ
هٰذَا الَّذِيْ هُوَ فِيْ ظَنِّيْ وَ مُعْتَقَدِيْ

اسی ذات گرامی کے توسل سے میں التجا کرتا ہوں کہ شاید اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے میری مغفرت کر دے۔ یہی میرا یقین اور یہی میرا اعتماد ہے۔

فَمَدْحُهُ لَمْ يَزَلْ دَأْبِيْ مَدٰى عُمْرِيْ
وَ حُبُّهُ عِنْدَ رَبِّ الْعَرْشِ مُسْتَنَدِيْ

اسی کی مدح وستائش ہمیشہ اپنی عمر بھر کرتا رہوں گا، اور رب العرش کے یہاں اسی کی محبت کا واسطہ دوں گا۔

عَلَيْهِ أَزْكٰى صَلَاةٍ لَمْ تَزَلْ أَبَدًا
مَعَ السَّلَامِ بِلَا حَصْرٍ وَ لَا عَدَدِ

اس ذات گرامی پر ہمیشہ پاکیزہ صلاۃ وسلام نازل ہو اور جو بلا عدد وحساب ہو۔



www.waseemziyai.com

وَ الآلِ وَ الصَّحبِ أهلِ المَجدِ قَاطِبَةً
بَحرِ السَّمَاحِ وَ أهلِ الجُودِ وَ المَدَدِ

اور آپ کی آل اور آپ کے تمام بزرگ اصحاب پر ہو جو سخاوت کے سمندر اور مدد والے ہیں۔

اسی طرح کی تین دوسری تختیاں حجرۂ نبوی کے مشرقی جانب ہیں پہلی پر درود شریف اور دوسری و تیسری پر عشرۂ مبشرہ کے اسمائے گرامی درج ہیں۔

(۱۵) حجرۂ نبوی کے دروازے کے تالے پر قصیدہ بردہ شریف کا یہ شعر کندہ ہے :

هُوَ الحَبِيبُ الَّذِیْ تُرجَی شَفَاعَتُهٗ
لِكُلِّ هَولٍ مِنَ الأهوَالِ مُقتَحِمِ

وہی حبیب پاک ہے جس کی شفاعت کی امید کی جا سکتی ہے، ہر مصیبت کے وقت جب آن پڑے۔

(۱۶) سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کے دروازے کی کنڈی پر تین شعر لکھے ہوئے ہیں :

مِفتَاحُ بَابِ اللّٰهِ طٰهٰ المُصطَفٰی
كَنزُ المَكَارِمِ مَلجَأُ الطُّلَّابِ

اللہ کے باب (رحمت) کی کنجی طٰہٰ مصطفیٰ ہیں۔ اخلاق و مکارم کے خزانے اور طلب گاروں کے ماویٰ و ملجا۔

سُلطَانُنَا عَبدُ العَزِيزِ بِهٖ التَجِئ
لِيَفُوزَ بِالآمَالِ وَ الآرَابِ

ہمارے بادشاہ عبد العزیز اسی کی طرف التجا کرتے ہیں تا کہ امید و آرزو بر آئیں۔

إنَّ التَّوَسُّلَ لِلمُلُوكِ بِبَابِهِم
وَ وَسِيلَتِی العُظمٰی بِهٰذَا البَابِ

بادشاہوں کا وسیلہ انھیں کے دروازے تک ہے اور میرا وسیلہ بھی اسی عظیم الشان دروازے تک ہے۔

www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

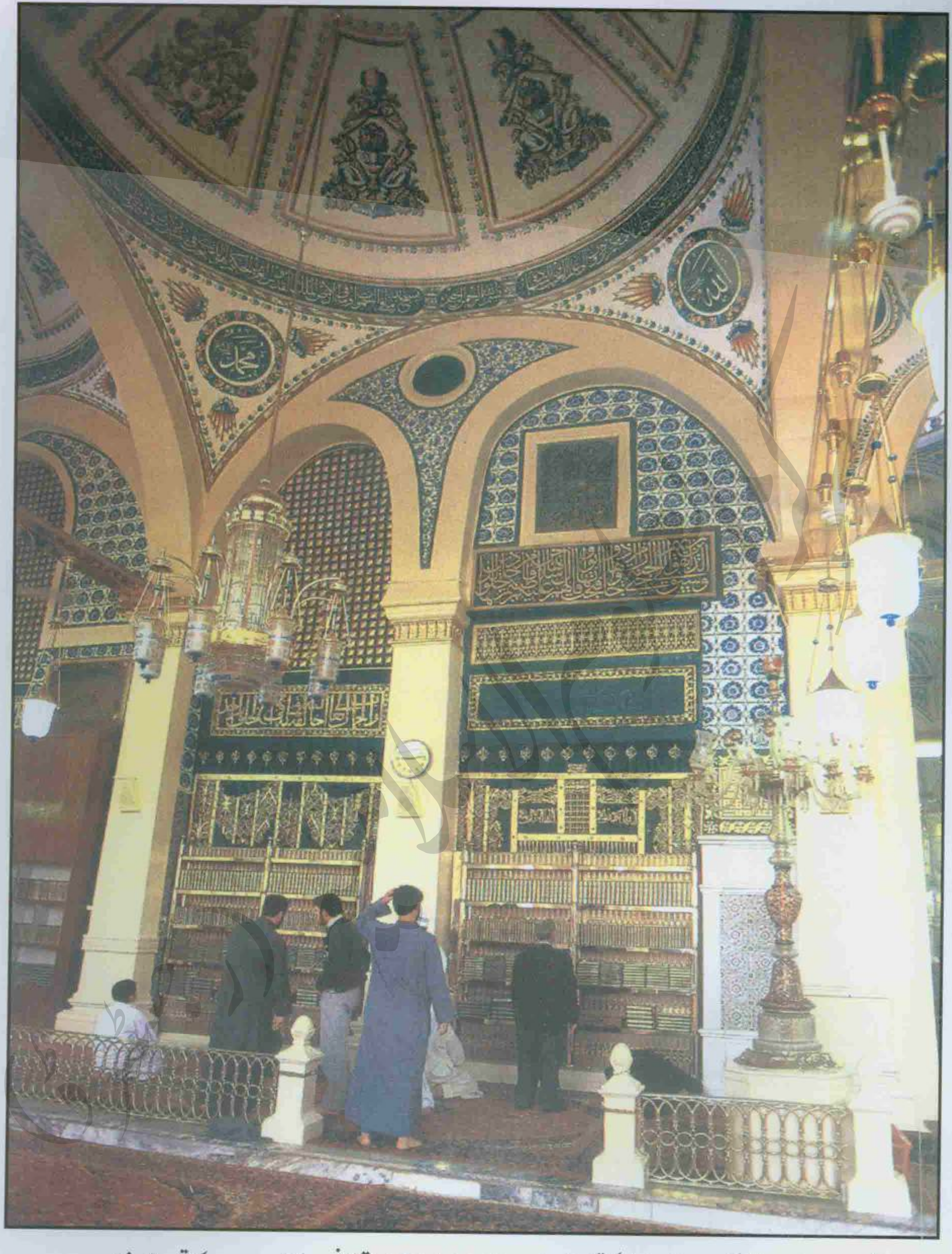

تصویر: محراب تہجد کی جانب حجرۂ نبوی کی تقریباً پوری دیوار نقشۂ اشعار اور آیات قرآنی سے بھری ہے۔ جیسا کہ تصویر میں ظاہر ہے۔

وہ دعا جس کا جوبن بہار قبول
اس نسیم اجابت پہ لاکھوں سلام

(حضرت رضا بریلوی)

(۱۷)    سلطان عبدالمجید کے عہد کی ایک تحریر حجرہ شریف کے جنوب مغربی کونہ پر مقصورہ سے نیچے جنوبی طرف دعا کے طور پر لکھی ہے۔ جس کا پہلا حصہ مٹا دیا گیا شاید اس میں شرعی قباحت تھی۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

★ "اسۡتَجِبۡ لِقَانَا عَسَاكَ تُمۡحِ بِفَضۡلِكَ عَنۡ كُلِّ خَطِيۡئَةٍ وَصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ الۡهَادِيۡ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَ صَحۡبِهٖ كُلَّ وَقۡتٍ وَّ لَحۡظَةٍ."

اس عبارت کا دوسرا حصہ :

"مُحَمَّدٌ رَسُوۡلُ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ مَنۡ أَخۡجَلَ نُوۡرُهٗ الشَّمۡسَ الۡمُنِيۡرَةَ صَلَّى عَلَيۡهِ وَ آلِهٖ وَ الصَّحۡبِ ذُوۡ الۡجَلَالَةِ مَا أَبَدَا الزَّمَانِ سُرُوۡرًا."

اسی مذکورہ کونے کے مغربی طرف دوسری عبارت لکھی ہے۔ جو ریاض الجنت والی حدیث ہے :

"مَا بَيۡنَ بَيۡتِىۡ وَ مِنۡبَرِىۡ رَوۡضَةٌ مِّنۡ رِيَاضِ الۡجَنَّةِ وَ مِنۡبَرِىۡ عَلٰى تُرۡعَةٍ مِنۡ تُرَعِ الۡجَنَّةِ."

(۱۸)    سلطان عبدالمجید کے عہد کی ایک عبارت مربعہ حروف والی ایک دوسرے میں گھسے ہوئے۔ جو حجرہ کے شمالی مغربی کونہ پر مکتوب ہے۔

﴿...نَصۡرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتۡحٌ قَرِيۡبٌ وَ بَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿13﴾﴾ (یا محمد)    (سورۂ صف)

اللہ کی مدد اور جلد آنے والی فتح اور اے محبوب! مسلمانوں کو خوشی سنا دو۔    (کنز الایمان)

اور شمال مشرقی کونہ پر بالکل اسی طرف سے آیت کریمہ :

﴿إِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوۡنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ آمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَيۡهِ وَ سَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا ﴿56﴾﴾ لکھی ہوئی ہے۔ سورۂ احزاب

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے نبی پر اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ (کنز الایمان)

(۱۹)    سلطان عبدالمجید کے عہد کی ایک عبارت سنہرے حروف سے ایک لکڑی کی تختی پر حجرہ شریف کے شمالی طرف اوپری حصہ میں یوں ہے:

﴿وَسِيۡقَ الَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا رَبَّهُمۡ إِلَى الۡجَنَّةِ زُمَرًا حَتّٰى إِذَا جَآءُوۡهَا وَ فُتِحَتۡ أَبۡوَابُهَا وَ قَالَ لَهُمۡ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيۡكُمۡ طِبۡتُمۡ فَادۡخُلُوۡهَا خٰلِدِيۡنَ ﴿73﴾﴾    (سورۂ زمر)

اور جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کی سواریاں گروہ گروہ جنت کی طرف چلی جائیں گی یہاں تک کہ جب وہ پہنچیں گے اور اس کے دروازے کھلے ہوں گے اور اس کے داروغہ ان سے کہیں گے سلام تم پر تم خوب رہے، تو جنت میں جاؤ ہمیشہ رہنے۔ (کنز الایمان)

(۲۰) باب وفود کے اوپر ریاض الجنت میں مقصورہ کی لوہے کی جالی میں یہ عبارت لکھی ہوئی ہے۔

سلطان ابوالنصر قایتبای نے ۸۸۸ھ میں یہ مقصورہ بنوایا۔

اور دوسری عبارت محراب تہجد سے متصل سیدہ فاطمہ زہراء کے گھر پہ چبوترہ کی طرف یہ لکھی ہوئی ہے۔

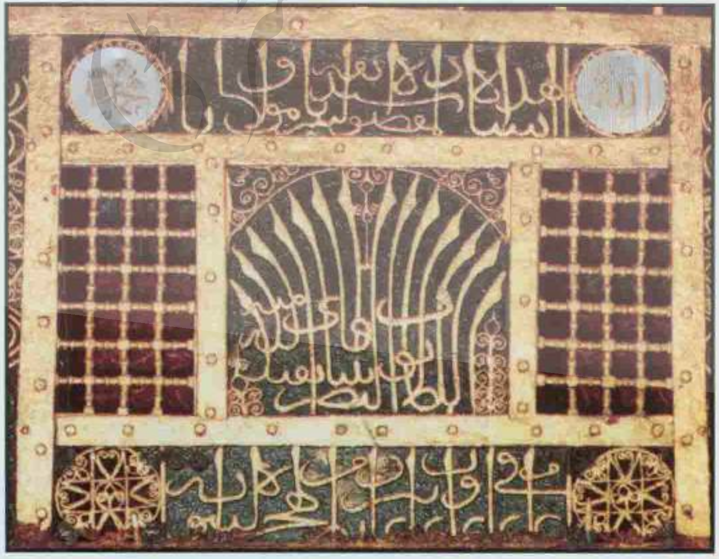

مقصورہ کی جالی

سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دروازے کی کنڈی (حجرہ نبوی کے مشرقی جانب) سلطان عبدالعزیز کے عہد میں بنائی گئی۔ اس پر اشعار کندہ ہیں جو سلطان مذکور کی طرف منسوب ہیں۔ یہ کنڈی آج ٹاپ کاپی کے محل ترکی کے میوزیم میں محفوظ ہے۔



www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

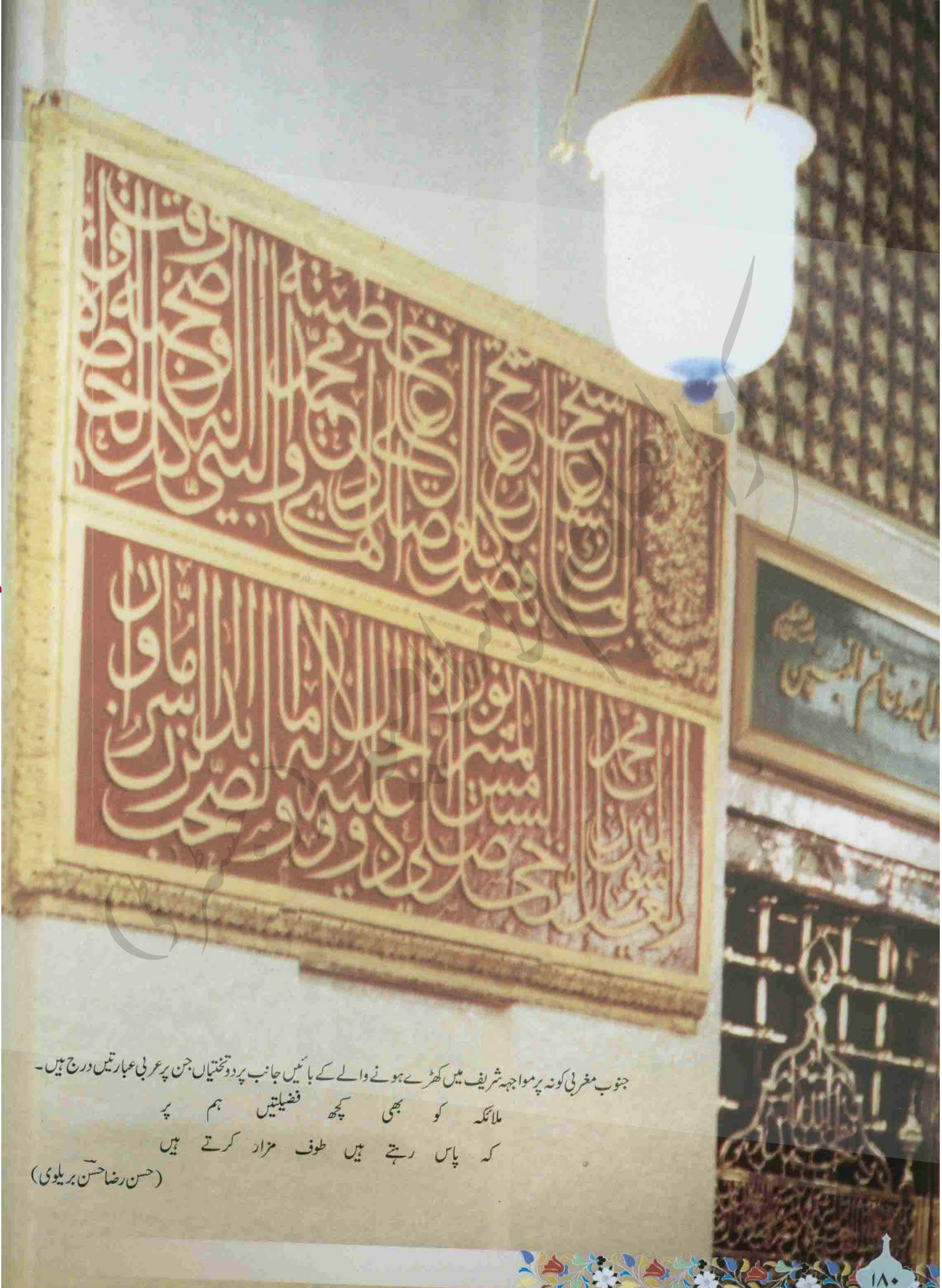

جنوب مغربی کونہ پر مواجہہ شریف میں کھڑے ہونے والے کے بائیں جانب پر دو تختیاں جن پر عربی عبارتیں درج ہیں۔

ملائکہ کو بھی کچھ فضیلتیں ہم پر
کہ پاس رہتے ہیں طوف مزار کرتے ہیں

(حسن رضا حسن بریلوی)

ریاض الجنت کی طرف اسی کونہ پر مغربی جانب کی تختی پر عبارت واضح پڑھی جا سکتی ہے۔

لب وا ہیں آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں
کتنے مزے کی بھیک ترے پاک در کی ہے

(حضرت رضا بریلوی)

www.waseemziyai.com

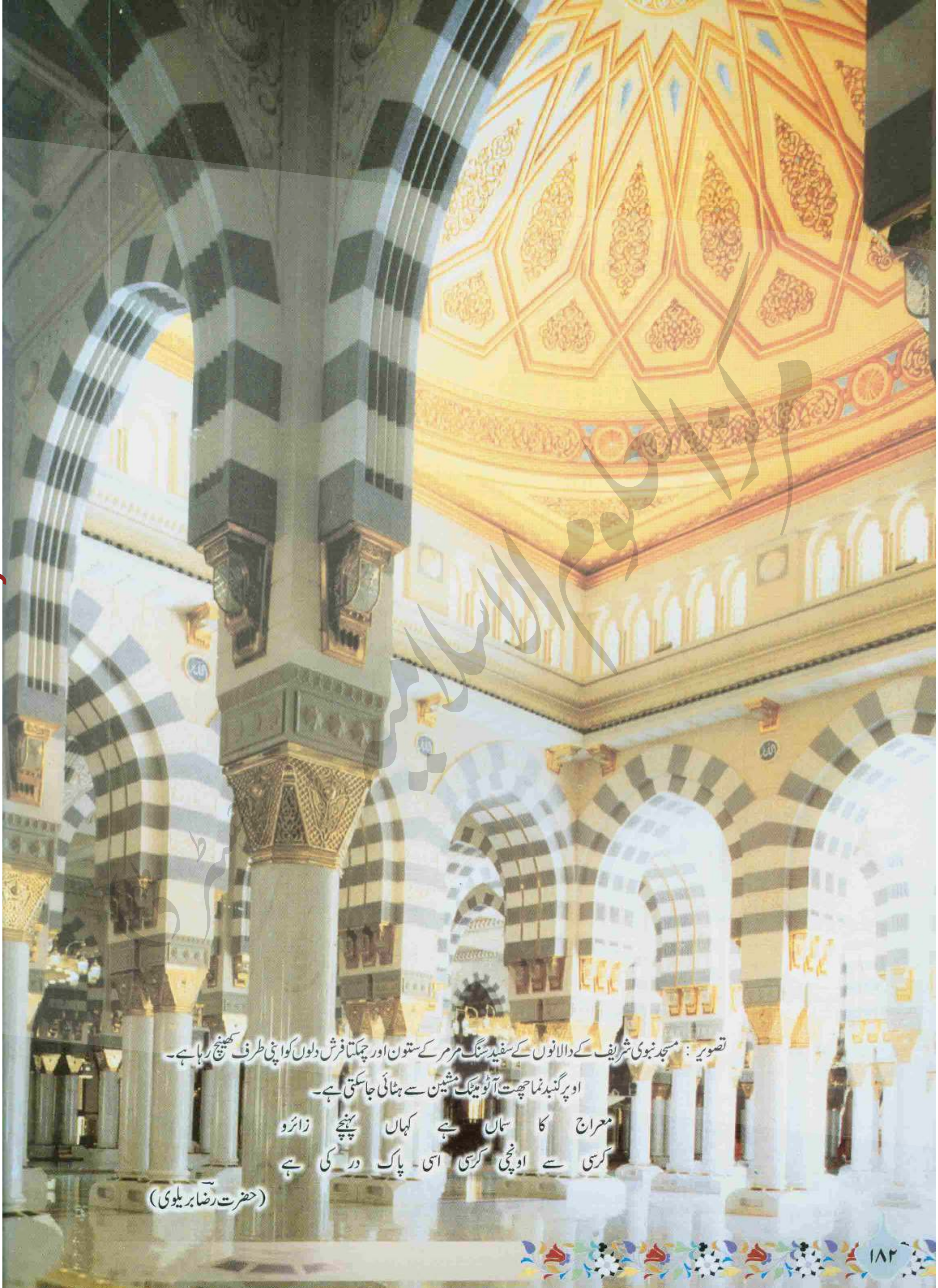

تصویر : مسجد نبوی شریف کے دالانوں کے سفید سنگ مرمر کے ستون اور چمکتا فرش دلوں کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔
اوپر گنبد نما چھت آٹومیٹک مشین سے ہٹائی جاسکتی ہے۔

معراج کا سماں ہے کہاں پہنچے زائرو
کرسی سے اونچی کرسی اسی پاک در کی ہے

(حضرت رضا بریلوی)



www.waseemziyai.com

# مقصورہ، حجرہ اور دیوار کا ناپ و دوری

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا :

”فَانْظُرُوا قَبرَ النَّبِیّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاجْعَلُوا مِنْہُ کُوَّۃً إلیَ السَّمَاءِ حَتّٰی لَا یَکُوْنُ بَیْنَہٗ وَ بَیْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ فَفَعَلُوا فَمُطِرُوا حَتّٰی نَبَتَ الْعُشْبُ وَ سَمَنَتِ الإبِلُ حَتّٰی تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ فَسُمِّیَ عَامُ الْفَتَقِ“

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھو اس (چھت) میں آسمان کی طرف ایک سوراخ کھول دو یہاں تک ان کے اور آسمان کے مابین کچھ بھی حائل نہ ہو۔ لوگوں نے ایسا ہی کر دیا تو اتنی بارش ہوئی کہ گھاسوں سے زمین لہلہا اٹھی اور اونٹ چربیوں سے فربہ ہو کر پھٹے جانے لگے اسی لیے اس سال کا نام ”عام الفتق“ پڑ گیا۔

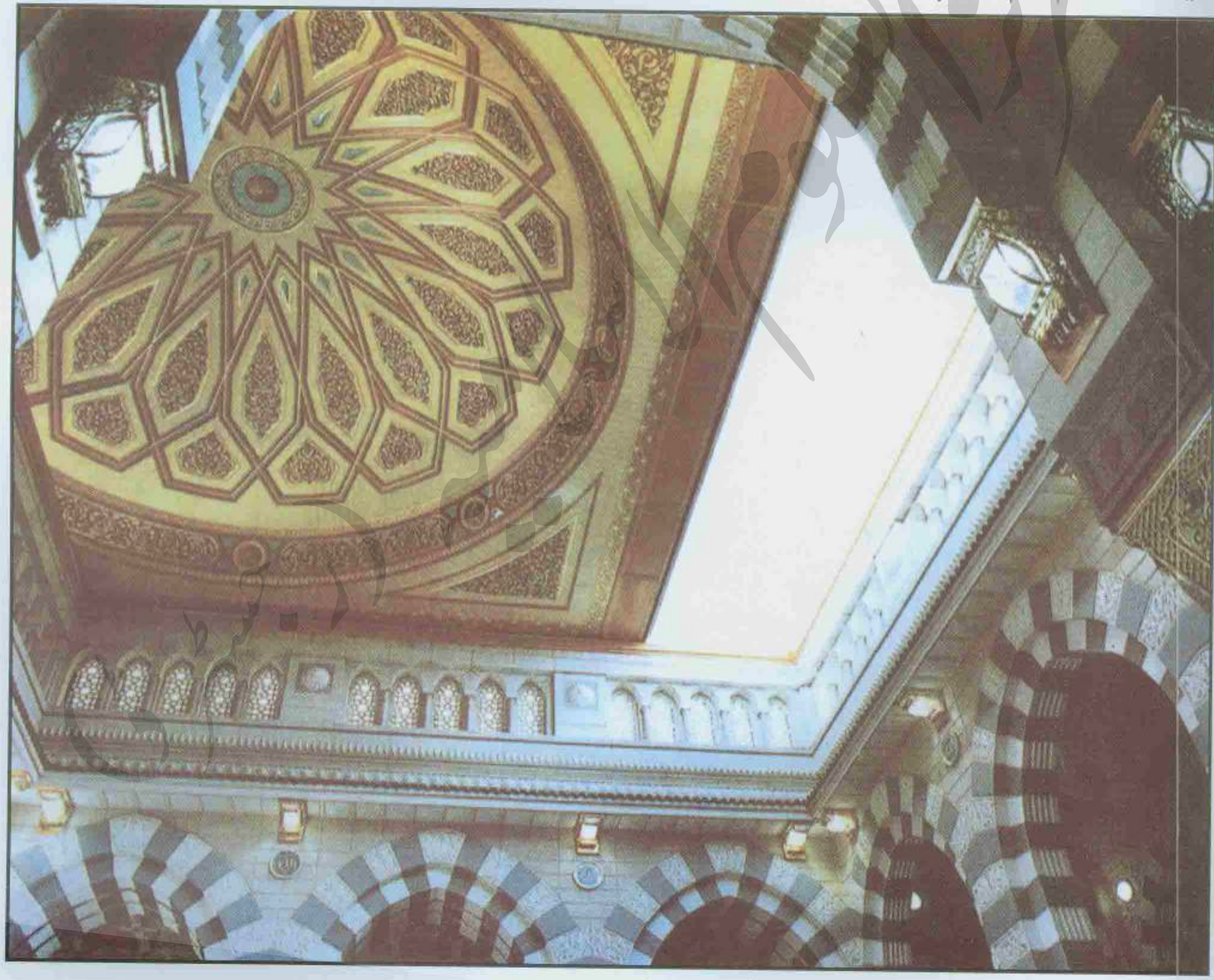

برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

(حضرت رضاؔ بریلوی)

www.waseemziyai.com

# حجرہ شریف، مقصورہ اور دیوار کی پیمائش

مسجد نبوی شریف اور حجروں کی پیمائش بہت سی تاریخ وسیرت کی کتابوں میں وارد ہے۔ ان تمام تاریخ کا مصدر و مرجع تقریباً سید سمہودی (وفات ۹۱۱ھ) کا مشاہدہ یا اس سے بہت پیش تر ابن شبہ (وفات ۱۶۱ھ) کا قیاس ہیں۔ آخری تاریخ میں جنرل ابراہیم رفعت پاشا (وفات ۱۳۲۵ھ) کا نام بھی آتا ہے۔

سید سمہودی کی پیمائش کا مدار ''ذراع'' ہاتھ پر ہے نہ کہ میٹر پر اسی وجہ سے اس پیمائش میں خاصا اختلاف رونما ہو گیا۔ بایں طور کہ بعض نے عصر جدید میں ایک ہاتھ کو ۵۰ سینٹی میٹر فرض کیا، بعض دیگر نے ۴۹ سینٹی میٹر فرض کیا اور بعض نے ۴۵ سینٹی میٹر فرض کیا۔

ایسے ہی سید سمہودی کی روایت یا جوان سے پیش تر تھے ان کا ناپ داخل حجرہ سے تھا، یا داخل دیوار مخمس سے مگر اس کی موٹائی اس ناپ میں نہ شمار کی۔ جب کہ پہلی (قبر شریف والی دیوار) اینٹوں کی تھی پس وہ ایک ہاتھ سے زیادہ نہ تھی، رہی باہری دیوار تو وہ سخت پتھر تقریباً دو ہاتھ چوڑی تھی۔

جنرل ابراہیم رفعت پاشا کی روایت میں ہاتھ اور میٹر کو جمع کر کے حساب نکالا گیا ہے۔ لہٰذا یہ زیادہ درست اور حقیقت سے قریب معلوم ہوتی ہے۔

زیادہ بہتر یہ ہے کہ پیمائش جسے سید سمہودی نے بیان کی ہے اس کو میٹر کے حساب میں ایک ہاتھ کو ۴۵ سینٹی میٹر فرض کر لیا جائے۔ تب یہ پیمائش کتاب ''مرآۃ الحرمین'' سے زیادہ مختلف نہ ہوگی مگر صاحب مرآۃ نے ۴۹ سینٹی میٹر کا حساب لگایا ہے ناچار اختلاف ہونا ہے۔

تصویر: مسجد نبوی شریف اور اس کا پُر فضا صحن

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں
دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں

(حضرت رضا بریلوی)



www.waseemziyai.com

البتہ ان تعمیروں میں استعمال شدہ سامان (Material) اوران کی صنعت میں تقریباً سبھی مؤرخین متفق نظر آتے ہیں۔

انجینئر عبدالرحیم کے پیش کردہ خاکہ پر تین اعتراض وارد ہوتے ہیں جو میں قارئین کی غور وفکر پر چھوڑتا ہوں۔

(۱) انھوں نے کہا کہ حجرہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دیوار کو عمر بن عبدالعزیز کی دیوار گھیرے ہوئے ہے۔اوراسی کو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنوایا تھا۔ وہ آج بھی ویسے ہی کھڑی ہے۔ جب کہ کتب تاریخ وسیرت میں درج ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حجرہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حجرۂ نبوی کی تجدید کرائی تھی۔

(۲) سید سمہودی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدہ عائشہ کا مکان مخمس دیوار کے اندر ہے۔اور سیدہ عائشہ کے مکان کے اندر حجرۂ نبوی ہے جس میں قبر رسول ہے۔اور یہ اس خاکہ میں موجود نہیں۔

(۳) مخمس دیوار کے باہر بھی انجینئر عبدالرحیم نے ایک دیوار بہت سے کونوں والی بنائی ہے اور کہا کہ اس کو سلطان قایتبای نے بنایا۔اوراسی دیوار کے ضمن میں ستون ہیں جن پر پردے لٹکائے جاتے ہیں۔ جب کہ اس کا ذکر کسی کتاب میں ہم نہیں پاتے۔

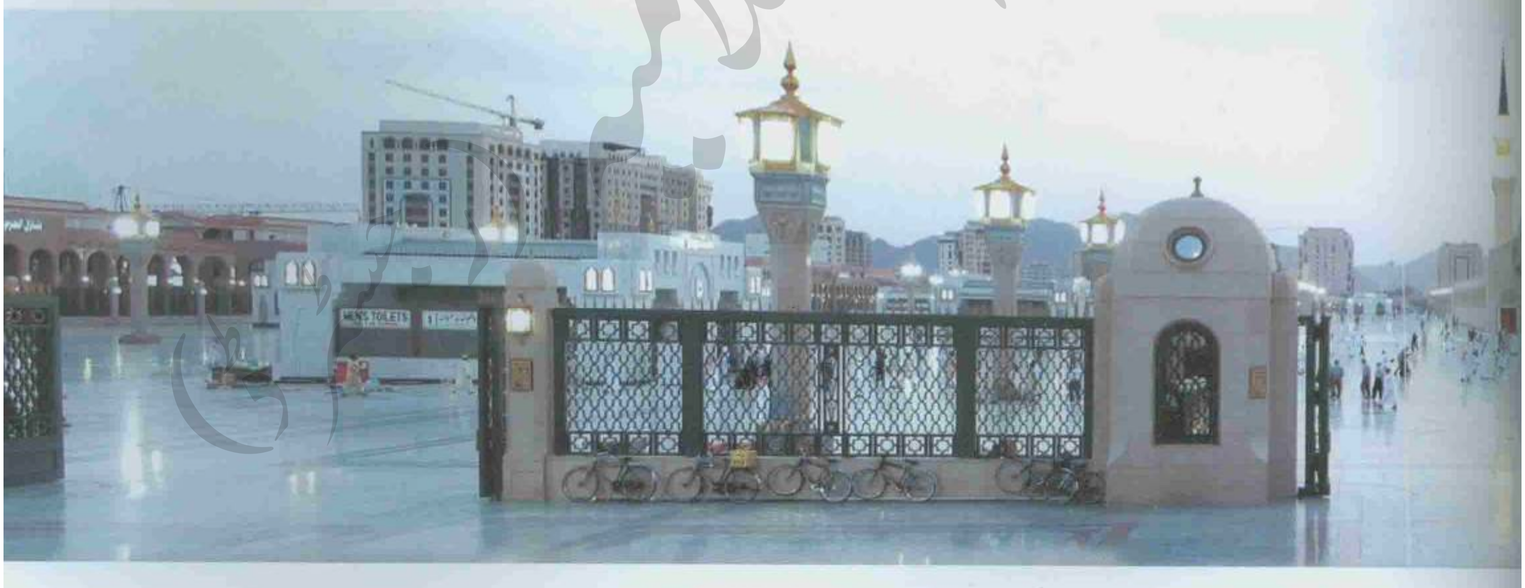


ہشت خلد آئیں وہاں کسب لطافت کو رضاؔ
چار دن برسے جہاں ابر بہاران عرب

(حضرت رضاؔ بریلوی)



www.waseemziyai.com

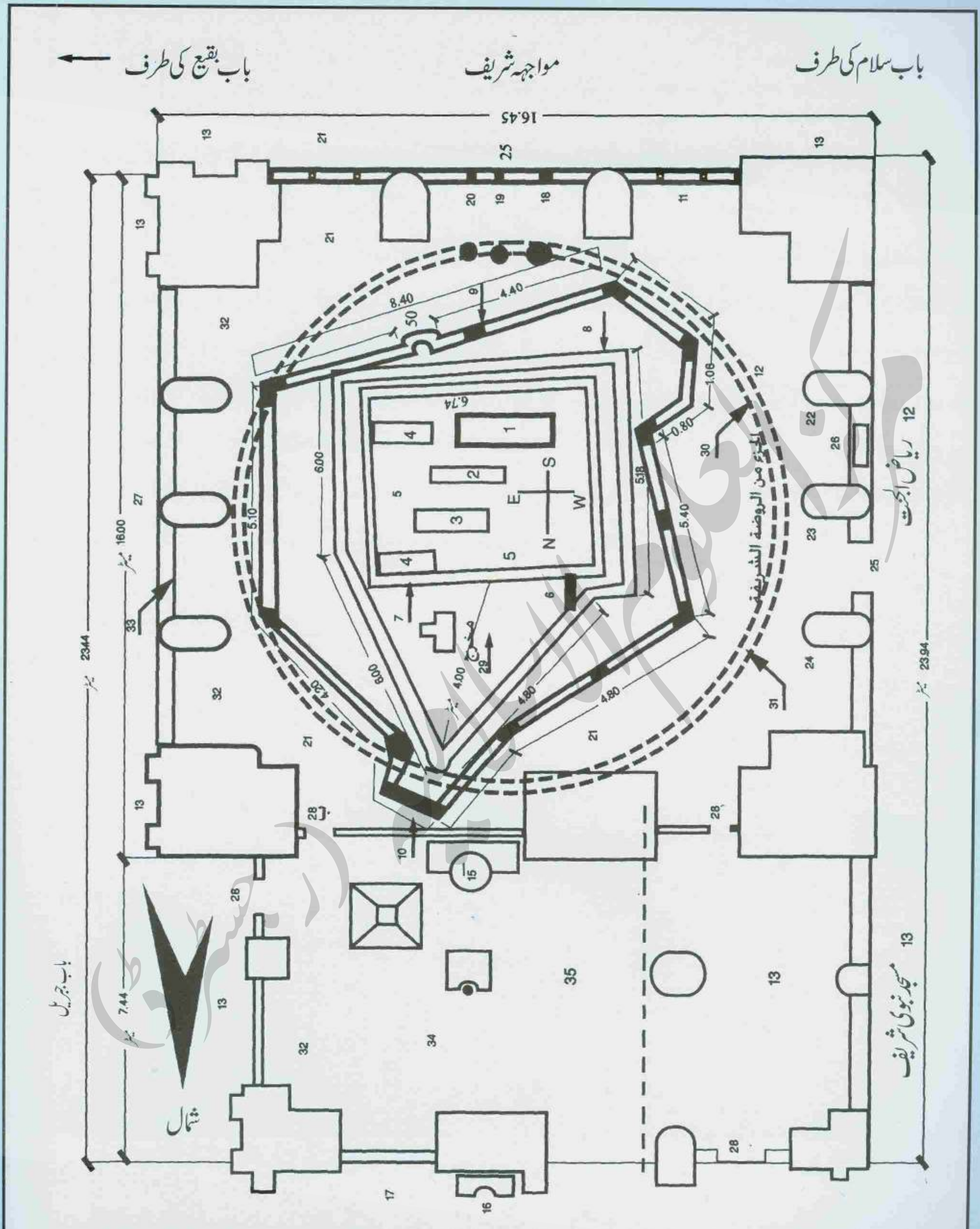


نقشہ: حجرۂ نبوی کا تفصیلی خاکہ نمبروں کے ذریعہ ہر ایک کی تفصیل نیچے درج ہے۔

www.waseemziyai.com

1 نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر شریف۔

2 آپ کے خلیفہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر۔

3 آپ کے خلیفہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر۔

4 سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہو گی، ایک روایت کے مطابق ان کی قبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر کے برابر اور دوسری کے مطابق عمر بن خطاب کی قبر کے پیچھے ہو گی۔

5 اس جگہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رہتی تھیں، جو حجرہ کے مشرقی جانب ہے اور دوسری روایت کے مطابق وہ شمالی جانب رہتی تھیں اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

6 حضرت جبریل علیہ السلام کے اترنے کی جگہ، اس جگہ سے آپ بارہا داخل ہوئے۔

7 حجرۂ عائشہ کی دیوار جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنوائی جو کچی اینٹوں کی ہے اور جو آج بھی موجود ہے۔

8 مخمس دیوار جسے عمر بن عبد العزیز نے تعمیر کرائی، ولید بن ملک کے دور خلافت میں۔

9 عمر بن عبد العزیز کی مخمس دیوار کے باہر متعدد کونے والی دیوار چاروں طرف سے سلطان قایتبای نے بنوائی۔ (مگر اس کا ذکر دوسری روایتوں میں نہیں)

10 سلطان قایتبای کی دیوار کے ستون جن پر حجرہ شریف کے گرد پردہ لٹکایا جاتا ہے۔

11 مقصورہ کی پہلی کھڑکی مغربی حصہ میں۔ سلطان ظاہر بیبرس کے زمانہ میں وہ مقصورہ سے ملائی گئی۔

12 ریاض الجنت۔

13 مسجد نبوی شریف کا حصہ۔

14 سیدہ فاطمہ زہراء کا مکان۔

15 سیدہ فاطمہ کے مکان کے اندر محراب جسے سلطان قایتبای نے بنایا۔

16 محراب تہجد جس میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تہجد ادا کرتے۔

17 اہل صفہ کے ساتھ تہجد کی جگہ سیدہ فاطمہ کے مکان کے پیچھے۔

18 مواجہہ شریف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

19 مواجہہ شریف حضرت ابو بکر۔

20 مواجہہ شریف حضرت عمر۔

21 حجروں کی جگہ جنھیں ولید بن عبد الملک کی تعمیر میں منہدم کر دیا گیا۔

www.waseemziyai.com

22 ستون نسر۔

23 ستون وفود۔

24 ستون حرس۔

25 باب توبہ (مواجہہ شریف)

26 باب سیدہ عائشہ (ریاض الجنت میں) سر اقدس کے مقابل میں کھڑکی۔

27 پائے اقدس۔

28 مقصورہ کے دروازے۔

29 قبر شریف پر چھوٹے گنبد کا دائرہ۔

30 نیلے گنبد کا دائرہ۔

31 سبز گنبد کا دائرہ۔

32 مقصورہ کا باقی حصہ۔

33 مقصورہ کی باہری دیوار۔

34 سیدہ فاطمہ کی محراب۔

35 سیدہ فاطمہ کا مکان۔

## حجرۂ نبوی (سیدہ عائشہ کا مکان) کی پیمائش

سید سمہودی کی روایت کے مطابق جسے سلطان قایتبای نے ۸۸۸ھ میں تعمیر کیا۔

جنوب (دس ہاتھ اور ایک تہائی ہاتھ) = ۴۶۵،۰ سینٹی میٹر

شمالی (دس ہاتھ اور ایک چوتھائی) = ۴۶۸،۸ سینٹی میٹر

مشرق (سات ہاتھ اور نصف) = ۳۴۳،۱ سینٹی میٹر

شمال طرف سے ۳ ہاتھ کی زیادتی کے بعد مشرقی ضلع کی لمبائی = ۴۸۷،۱ سینٹی میر ہوگئی۔

مغرب (سات ہاتھ اور نصف) = ۳۴۳،۱ سینٹی میٹر

اور اسی جانب زیادتی کے بعد دو ہاتھ کے بعد دو ہاتھ اور نصف = ۴۵۵،۶ سینٹی میٹر ہوگئی۔

داخلی قبہ کی اونچائی زمین سے (پندرہ ہاتھ) = ۶۷۵ سینٹی میٹر

اندرونی دیوار کی اونچائی (تیسرہ ہاتھ اور ایک تہائی) = ۶۰۰ میٹر

www.waseemziyai.com

# سر اقدس

مغربی دیوار سے حجرہ کے اندر دو ہاتھ = ۹۰ سینٹی میٹر

حجرہ کے باہر پانچ ہاتھ = ۲۲۵ سینٹی میٹر

جنوبی دیوار سے (حجرہ کے اندر ایک بالشت) = ۲۵ سینٹی میٹر

حجرہ کے باہر تین ہاتھ اور ایک بالشت = ۱۶۰ سینٹی میٹر

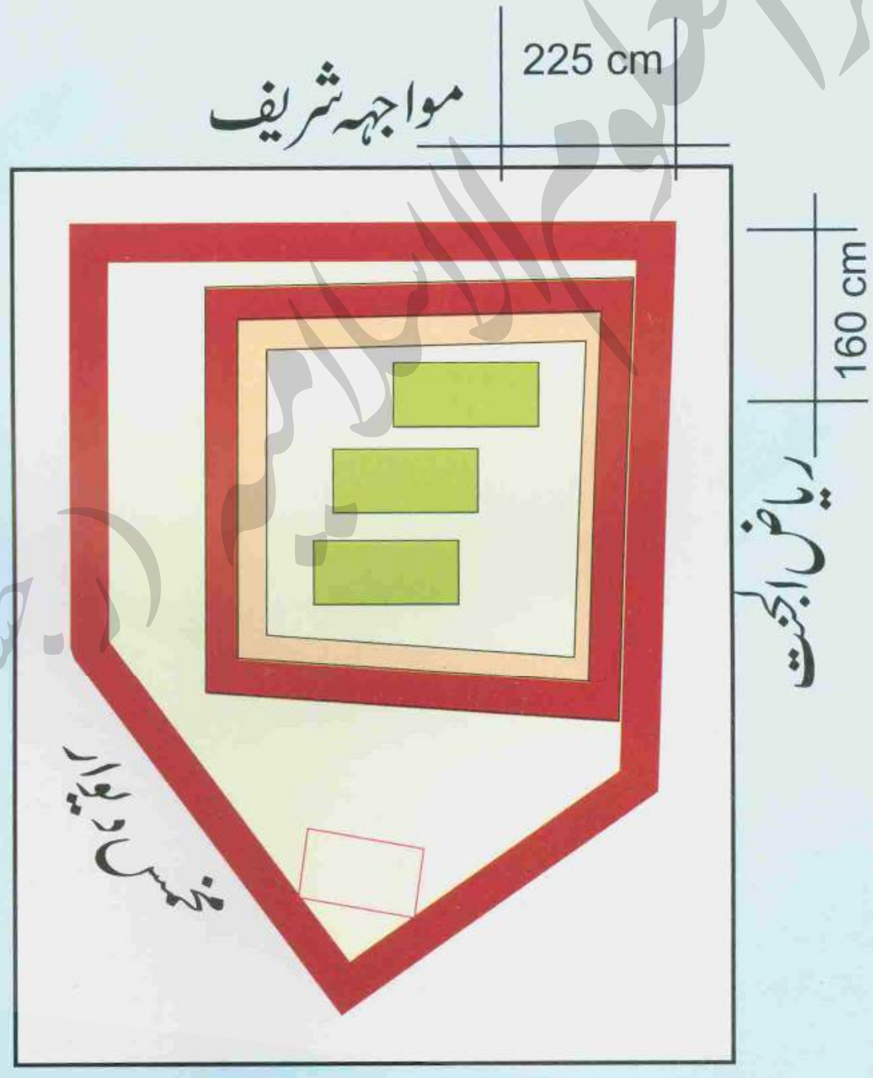


نقشہ: روضہ انور کا خاکہ



www.waseemziyai.com

# سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان کے گرد مخمس دیوار

## بموجب روایات سید سمہودی دیوار کے اندر سے

جنوب: سترہ ہاتھ = ۷۶۵ سینٹی میٹر، ایک ہاتھ = ۴۵ سینٹی میٹر

مشرق: بارہ ہاتھ اور نصف = ۵۶۲،۵ سینٹی میٹر

مغرب: سولہ ہاتھ اور نصف = ۷۴۲،۵ سینٹی میٹر

شمال: مغربی سہ کونہ ضلع بارہ ہاتھ اور نصف = ۵۶۲،۵ سینٹی میٹر

شمالی ضلع حجرۂ نبوی کے بعد سے آٹھ ہاتھ = ۳۶۰ سینٹی میٹر

دیوار کی موٹائی ایک ہاتھ اور ایک چوتھائی = ۶۲ سینٹی میٹر

دیوار کی اونچائی تیرہ ہاتھ اور ایک تہائی سے کچھ زیادہ = ۶۰۰ سینٹی میٹر

## بموجب روایت ابراہیم پاشا

جنوب: پندرہ ہاتھ = ۷۳۵ سینٹی میٹر۔ ایک ہاتھ = ۴۹ سینٹی میٹر

مشرق: بارہ ہاتھ اور نصف = ۶۱۲،۵ سینٹی میٹر

مغرب: سولہ ہاتھ اور نصف = ۸۰۸،۵ سینٹی میٹر

شمال: مغربی سہ کونہ ضلع چودہ ہاتھ = ۶۸۶ سینٹی میٹر

شمال مشرقی سہ کونہ ضلع بارہ ہاتھ اور نصف = ۶۱۲،۵ سینٹی میٹر

دیوار کی اونچائی تیرہ ہاتھ اور ایک تہائی = ۶۷۷،۸ سینٹی میٹر

(اندرونی اور بیرونی دونوں دیواریں اونچائی میں برابر ہیں)

## حجرہ کی دیوار اور مخمس دیوار کے درمیان خالی جگہ

جنوبی طرف کی دونوں دیواروں کے درمیان خالی جگہ ایک ہاتھ (۴۵ سینٹی میٹر) مشرق میں شروع ہوتی اور مغرب میں پہنچ کر کم ہو کر صرف ایک بالشت ۲۵ رسینٹی میٹر رہ جاتی ہے۔

مغربی طرف دونوں دیواریں متصل درمیان میں ذرا بھی فاصلہ نہیں مشرقی دیواروں کے درمیان تین ہاتھ (۱۳۵ سینٹی میٹر) اور بعض روایتوں میں صرف ایک ہاتھ مذکور ہے۔ ممکن ہے کہ یہ اختلاف مشرقی جانب حجرۂ نبوی کی توسیع کی وجہ سے ہوا ہو۔ اور یہ خالی جگہ اس وقت موجود نہیں کیوں کہ سلطان قایتبای کی تعمیر نو ۸۸۸ھ میں اندرونی دیوار گرادی گئی۔



www.waseemziyai.com

حجرۂ نبوی کے سہ کونہ ضلع شمالی کے بعد آٹھ ہاتھ = ۳۶۰ سینٹی میٹر اور اسی خالی جگہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فطری ضرورت پوری کرنے کا مکان تھا۔ شاید اسی وجہ سے حضرت عمر بن عبد العزیز نے اس جانب دیوار کو مثلث بنوائی۔

## حجرۂ نبوی شریف کا فرش

حجرۂ نبوی کا فرش عقیق کے سنگ ریزوں سے بنایا گیا۔ مخمس دیوار کے اندر کا فرش پتھر اور چاندی سے بنایا گیا۔ گچ سے پختہ کیا گیا۔

نیز مقصورہ اور موجودہ دیوار تک سنگ مرمر سے۔

۱۳۸۷ھ میں حجرہ کا فرش اور مخمس دیوار پر سنگ مرمر چڑھا دیا گیا یہ کام ادارۂ حج واوقاف کے زیر نگرانی ہوا۔

شاہ فیصل بن عبد العزیز کے دور میں سر اقدس کے پاس ایک سنگ مرمر کی تختی جس میں ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کندہ تھا رکھی گئی۔

اور پہلے دیواریں کعبہ شریف کی طرح کالے پتھروں کی تھیں۔

## ذیلی پیتل کا مقصورہ (کیبن نما جالیاں)

حجرہ شریف کے جنوبی طرف

شمال سے جنوب تک ۱۶،۴۵ میٹر

مشرق سے مغرب تک ۱۶ میٹر

شمالی طرف سیدہ فاطمہ زہراء کے مکان سے ملا

جنوبی طرف ۱۴ میٹر اور شمال کی طرف ساڑھے چودہ میٹر۔

www.waseemziyai.com

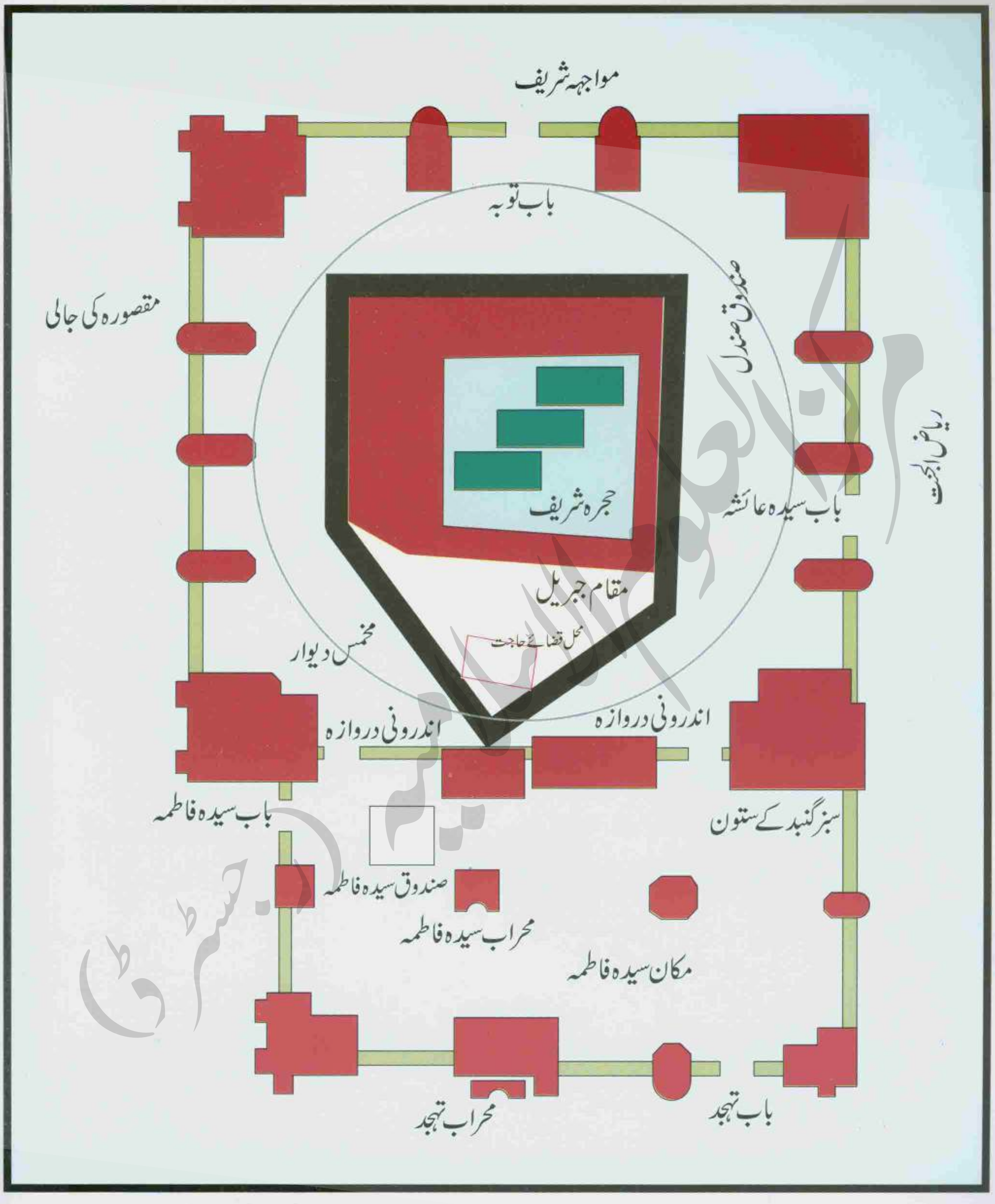


روضۂ انور کا خاکہ جو آخری تعمیر کا ہے۔ جس کو اشرف قایتبائی نے ۸۸٦ھ میں کرایا۔ اسی حالت میں آج بھی ہے۔ حجرۂ نبوی اور اس کے گرد مخمس دیوار میں کوئی دروازہ یا کھڑکی نہیں جس کے ذریعہ اندر جایا جاسکے۔

www.waseemziyai.com

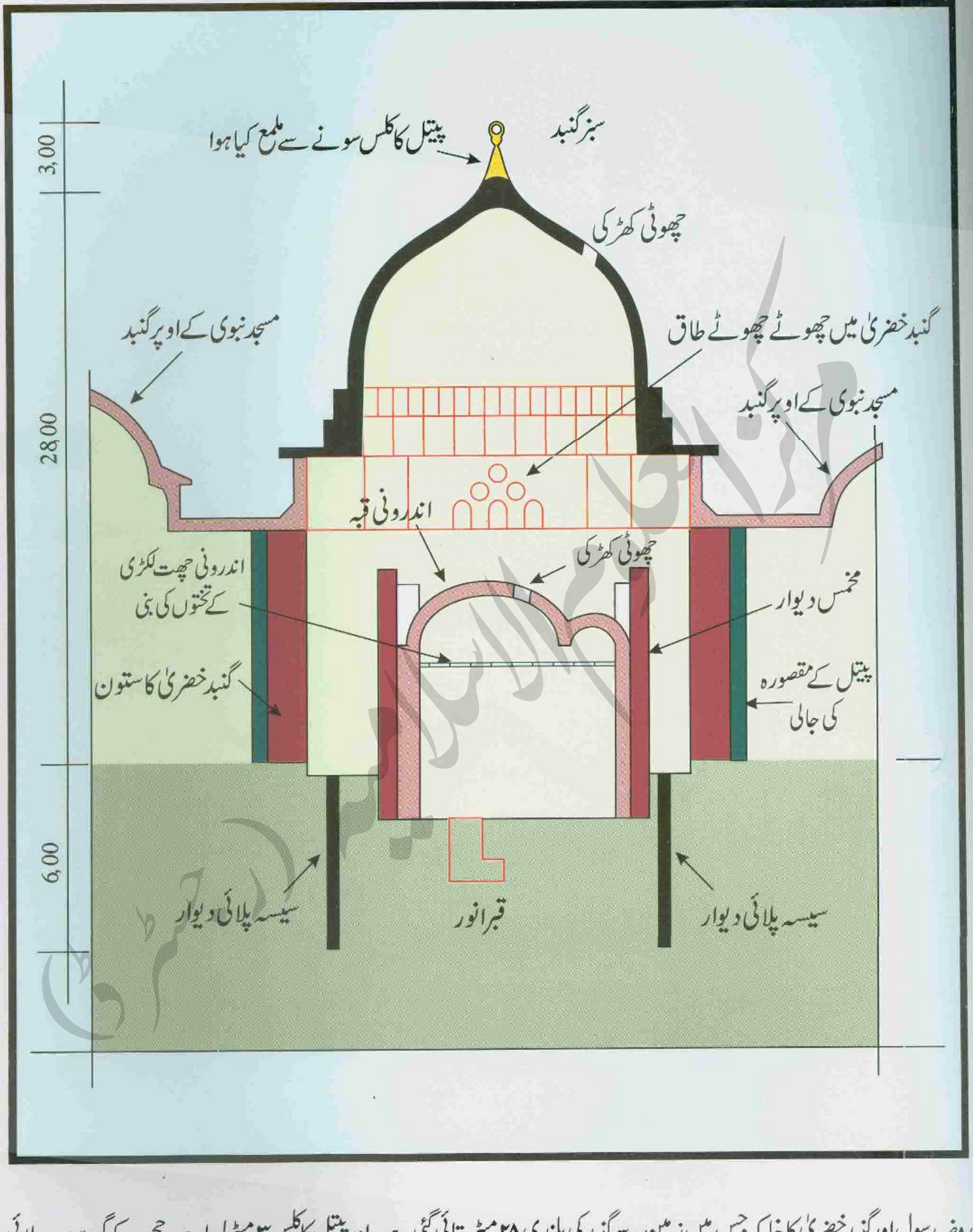


روضہ رسول اور گنبد خضریٰ کا خاکہ جس میں زمین سے گنبد کی بلندی ۲۸ میٹر بتائی گئی ہے۔ اور پیتل کا کلس ۳ میٹر لمبا ہے۔ حجرہ کے گرد سیسہ پلائی خندق کی گہرائی ۶ میٹر ہے۔



www.waseemziyai.com

روضۂ انور اور اس کے گرد مخمس دیوار کا خاکہ

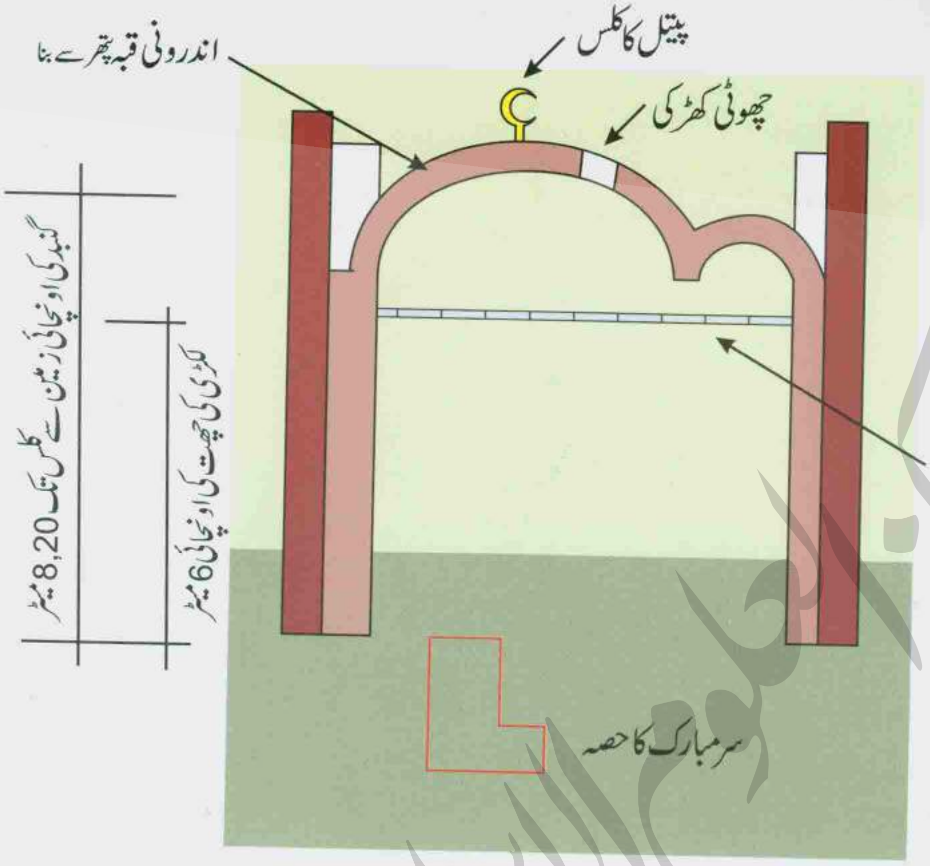


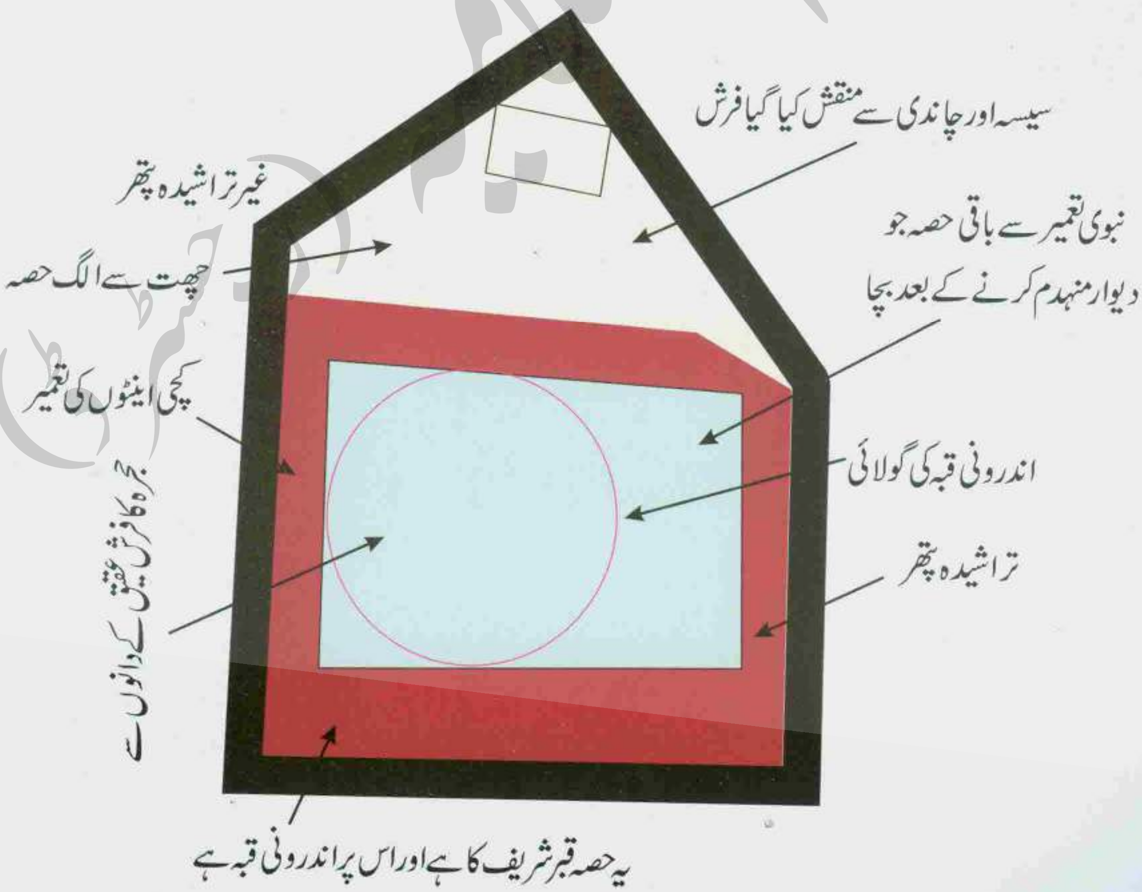


www.waseemziyai.com

# ستون

ستون سے ہماری مراد وہ ستون ہیں جو ریاض الجنت میں واقع ہیں۔ مجید کی تعمیر نو میں یہ ستون اسی جگہ بنے جہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں کھجور کے تنوں کے کھمبے ہوا کرتے تھے۔ ریاض الجنت میں آٹھ ستون ایسے ہیں جن کا تاریخی پس منظر ہے۔ اس وقت ان ستونوں کے اوپر نشان دہی کے لیے سنہرے دائرے میں سنہری حروف سے سبز پلیٹ پر ان کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ جو بہ آسانی دیکھے اور پڑھے جاسکتے ہیں۔

یہ ستون مندرجہ ذیل ہیں :

## (۱) خوشبودار ستون

اسی نام سے جانا جاتا ہے۔ حضرت مسلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے نزدیک نماز ادا کرتے جب ان سے پوچھا گیا تو کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کے پاس نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

حضرت مالک نے کہا: نفل نماز ادا کرنا خوشبودار ستون کے پاس سب سے زیادہ محبوب ہے۔ لیکن فرض نماز کی افضلیت پہلی صف میں ہے۔

یہ ستون جہت قبلہ میں محراب نبوی کے پاس بلکہ بعض حصہ محراب نبوی میں داخل ہے۔ اس کے اوپری حصہ پر لکھا ہے ''اَلْأُسْتُوَانَةُ الْمُخَلَّقَةُ''

## (۲) ستون حضرت عائشہ

منبر رسول سے تیسرے نمبر پر، قبر شریف سے تیسرے نمبر پر اور قبلہ سے تیسرے نمبر پر ہے۔ یہ ستون مہاجرین کے نام سے بھی جانا جاتا ہے کیوں کہ وہ بھی یہیں جمع ہوتے تھے اور ''ستون قرعہ'' بھی کہا جاتا ہے۔ امام طبرانی نے اوسط میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری اس مسجد میں ان ستونوں کے پیچھے ایک ایسی جگہ ہے۔ جس کے پاس نماز پڑھنے کا ثواب اگر لوگ جان جائیں تو آپس میں قرعہ اندازی کریں۔ لوگوں نے حضرت عائشہ سے پوچھا وہ کون سی جگہ ہے؟ تو آپ نے بتانے سے انکار کیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر نے اپنا کان قریب کیا تو آہستہ سے بتایا۔ تو وہ گئے اور اس کے پاس نماز ادا کی اسی کا نام ستون عائشہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تحویل قبلہ کے بعد دس سے بیس دن تک فرض نماز با جماعت اس کے پاس ادا کی پھر محراب میں پڑھنی شروع کی، حضرت ابوبکر، عمر، ابن زبیر اور عامر بن عبداللہ اس ستون کے پاس نماز پڑھتے تھے۔

## (۳) ستون توبہ :

منبر شریف سے چوتھا، قبر شریف سے دوسرا، اور قبلہ سے تیسرا ستون ہے۔ اس کا نام ستون ابولبابہ ہے کیوں کہ انھوں نے اپنے آپ کو اس ستون سے دس سے زیادہ راتیں باندھ رکھا تھا، جب بنی قریظہ کے اپنے حلیفوں سے مل گئے تھے اس کے بعد ان کے دل نے ان کو غلطی پر متنبہ کیا۔ دن و رات بندھے رہتے، آپ کی صاحب زادی جب نماز کے لیے آتی تو چاہتی کہ آپ کو کھول دے مگر آپ نہ کھولنے دیتے اور یہ چاہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھولیں، قرآن کریم میں ان کی توبہ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں کھولا اور ان سے حلف لی کہ اب کبھی بنو قریظہ کے قریب نہ جائیں۔ یہ بھی روایت ہے کہ غزوۂ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پیچھے رہ جانے کی وجہ سے انھوں نے اپنے آپ کو باندھا تھا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دونوں معاملے سرزد ہوئے ہوں اس لیے باندھا ہو۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔

## (۴) ستون سریر :

کھڑکی اور ستون توبہ (ابولبابہ) سے متصل جانب مشرق میں ایک ستون ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس کھجور کی چارپائی (تخت) تھا جو اسی ستون کے پاس رکھا جاتا اور اس پر آپ لیٹتے تھے۔ یہ تخت ستون توبہ کے پاس بھی کبھی کبھی رکھا جاتا۔

## (۵) ستون حرس :

شمال سے ستون توبہ کے پیچھے یہ ستون تھا۔ اسی کا نام ستون علی بن ابی طالب بھی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہاں نماز ادا کی، حضرت علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگہبانی کرتے ہوئے یہاں بیٹھتے تھے۔ امراء مدینہ یہاں نماز پڑھتے تھے۔



www.waseemziyai.com

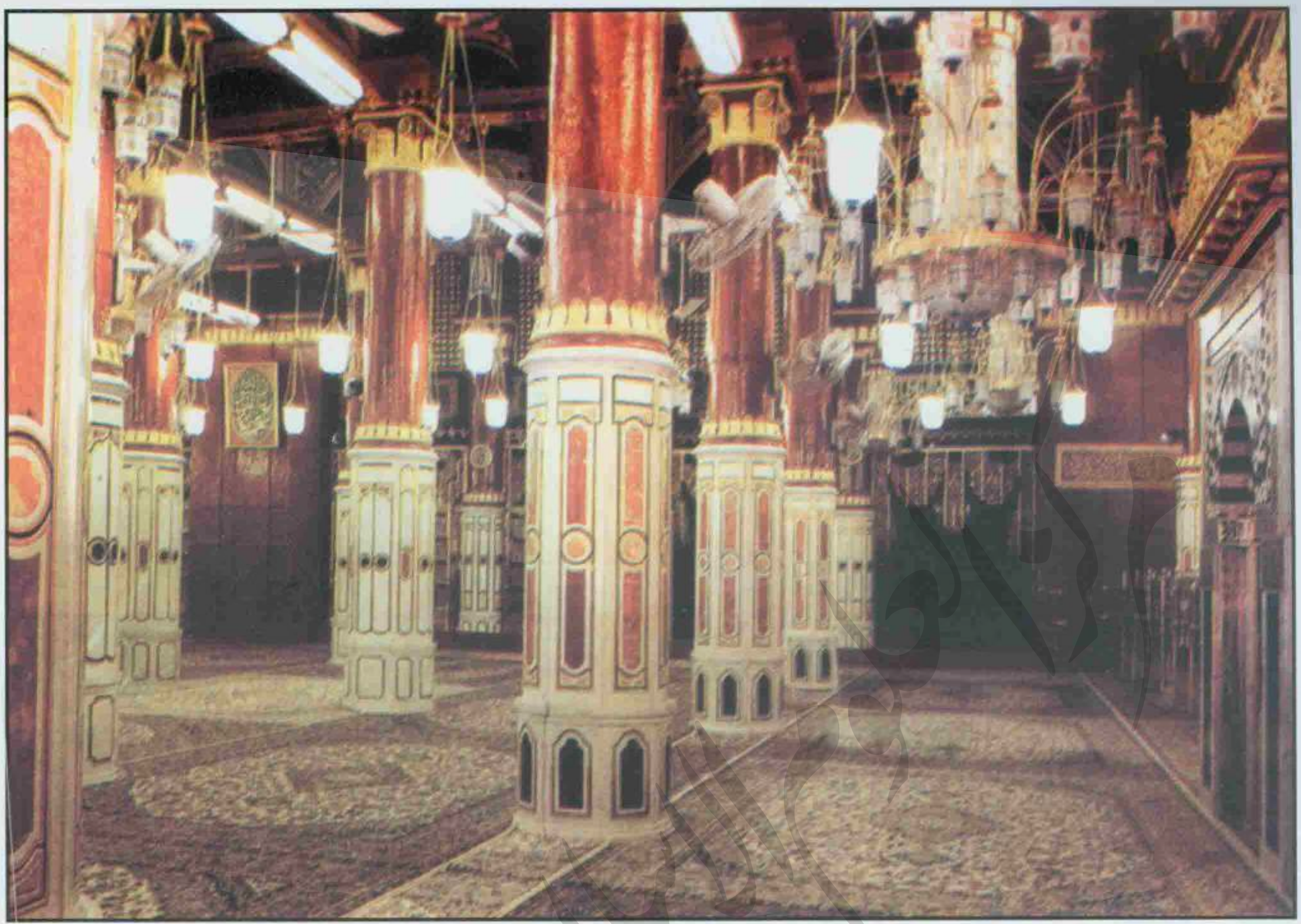

تصویر: ریاض الجنت کی تصویر جس میں وہ سارے ستون دوسرے ستونوں سے ڈیزائن اور سنگ مرمر میں ممتاز نظر آتے ہیں۔ نیز ان کے اوپری حصہ میں ان کے نام لکھے ہوئے ہیں۔

دیکھ رضواں دشت طیبہ کی بہار
میری جنت کا نہ پائے گا جواب

(حسن رضا حسن بریلوی)

## (۶) ستون وفود :

شمال سے ستون حرس کے پیچھے واقع ہے۔ عرب کے وفود سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہاں ملاقات فرماتے۔ مجلس قلادہ کے نام سے بھی یہ مشہور تھا جہاں کبار صحابہ بیٹھتے تھے۔

## (۷) ستون قبر:

اس کا نام مقام جبریل ہے۔ حجرہ شریف کی دیوار میں مغربی دیوار کے شمالی جانب مڑنے کی جگہ واقع ہے۔ اس کے اور ستون وفود کے درمیان واقع ہے۔ سلیمان بن مسلم نے روایت کی کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دروازہ اسی جگہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہیں سے فاطمہ کو یوں سلام کرتے'' السَّلاَمُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ '' ﴿ إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا {33} ﴾ ( سورۂ احزاب)

اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمھیں پاک کر کے خوب ستھرا کردے۔ ( کنزالایمان)



www.waseemziyai.com

## (۸) ستون تہجد :

شمال میں سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کے پیچھے یہ ستون تھا۔ اس میں محراب تھی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر رات چٹائی لے کر نکلتے (جب لوگ مسجد سے چلے جاتے) اور اسے حضرت علی کے گھر کے پیچھے ڈال دیتے اور نماز تہجد ادا کرتے۔ ایک رات کسی صحابی نے دیکھ لیا تو اس نے بھی تہجد شروع کر دی۔ پھر کسی دوسرے نے دیکھی اس نے بھی ویسے ہی شروع کر دی۔ یہاں تک کہ لوگوں کی بھیڑ جمع ہونے لگی۔ تو آپ نے حکم دیا کہ میری چٹائی لپیٹ دی جائے پھر آپ اندر داخل ہو گئے۔ جب صبح ہوئی لوگ آپ کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ راتوں کو نماز ادا فرماتے تو ہم نے بھی آپ کی طرح نماز شروع کر دی۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: مجھے خوف ہوا کہ تم پر نماز تہجد فرض ہو جائے اور تم ادا نہ کر سکو۔

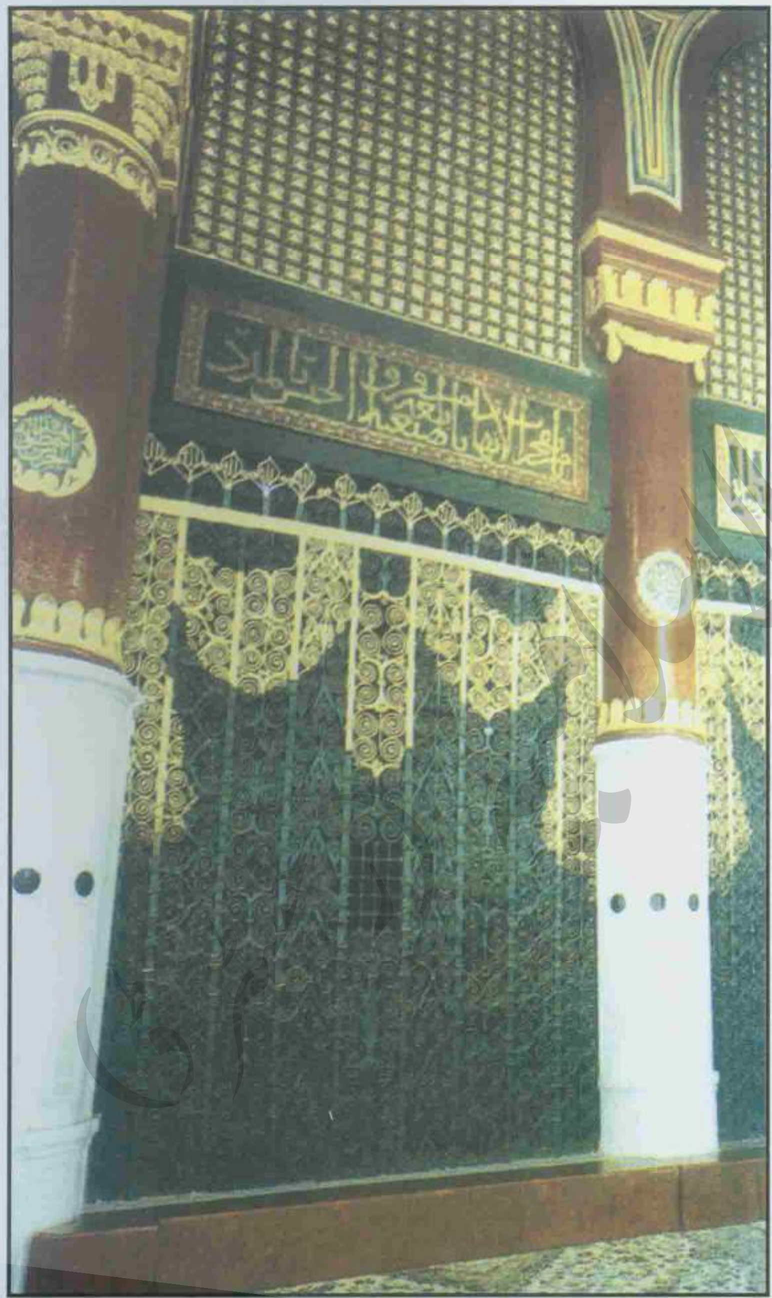

تصویر: مقصورہ سے متصل ستون سریر اور ستون حرس جن کے اوپر بیچ میں گول دائرہ میں نام لکھا دیکھا جا سکتا ہے۔

ان ستونوں کا تعلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے ہے لہٰذا بہتر ہے کہ ان کے پاس نمازیں پڑھی جائیں، یہاں اللہ سے دعائیں کی جائیں، گرچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پوری مسجد اور اس کے سارے ستون دعا و عبادت کے لیے خاص اور اس میں زیادتی ثواب ہے۔

ستون عائشہ، ستون عطر، ستون توبہ، ستون تہجد اور ستون قبر میں کسی کا اختلاف نہیں کہ وہ اپنی اصل جگہ پر ہیں۔ البتہ ان کے علاوہ بعض دیگر ستونوں میں مورخین کا اختلاف ہے۔ مورخین کے اختلاف میں نہ پڑ کر اس مقام پر ہم صرف اتنا عرض کرتے ہیں کہ ان در و دیوار اور ستونوں کو فضیلت و برکت اور قدر و منزلت اس لیے بھی بہت زیادہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مسجد شریف میں ہیں۔

البتہ سید برزنجی نے ایک نادر واقعہ لکھا ہے کہ ستون توبہ اور ستون سریر کے درمیان بنیاد کھودی گئی (سلطان عبدالحمید کی تعمیر نو میں) تو وہاں ایک چشمہ جاری ملا۔ جس کا پانی بہت خوش ذائقہ اور جس میں بڑی لطیف خوشبو تھی۔ اہل مدینہ اس چشمہ سے برکت حاصل کرنے کے لیے ٹوٹ پڑے۔ یہاں تک کہ بدمزگی ہونے لگی تو تعمیر کے متولی نے اس کو بند کروا دیا۔

آہ! وہ عالم کہ آنکھیں بند اور لب پر درود
وقف سنگ در جبیں روضہ کی جالی ہاتھ میں

(حضرت رضا بریلوی)

www.waseemziyai.com

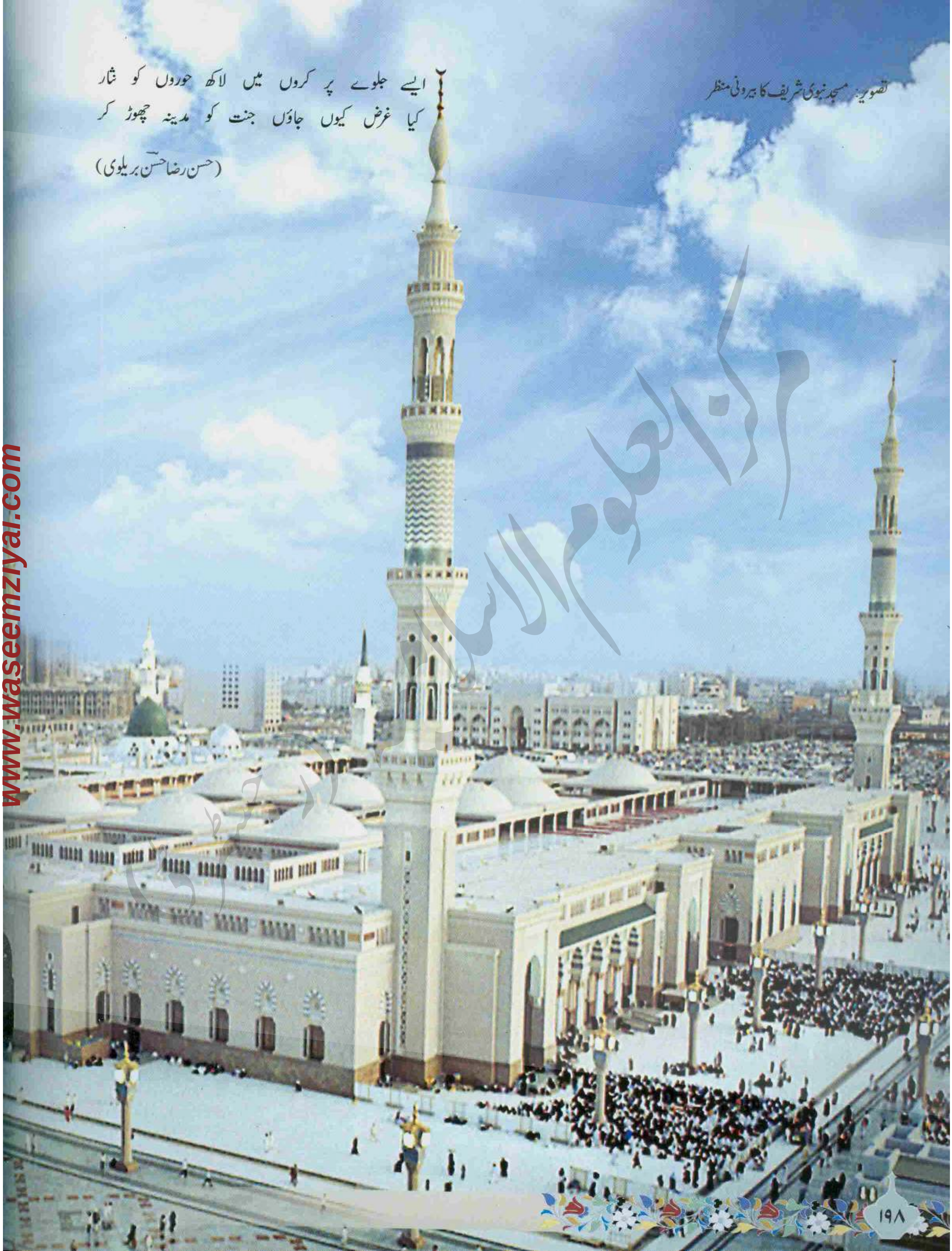

ایسے جلوے پر کروں میں لاکھ حوروں کو نثار
کیا غرض کیوں جاؤں جنت کو مدینہ چھوڑ کر

(حسن رضا حسنؔ بریلوی)

تصویر: مسجد نبوی شریف کا بیرونی منظر

www.waseemziyai.com

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے :

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

’’ مَا بَيْنَ قَبْرِیْ وَ مِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ‘‘

میری قبر اور میرے منبر کے درمیان جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے۔

جان جناں ہے دشت مدینہ تری بہار
بلبل نہ جائے گی کبھی گلزار کی طرف

(حسن رضا حسنؔ بریلوی)

www.waseemziyai.com

# مسجد نبوی شریف کی تعمیر اور حجروں سے اس کا تعلق

شہر مدینہ منورہ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد نبوی شریف اس میں تعمیری حیثیت سے بہت اہمیت کی حامل تھی۔ تاریخ کے مختلف دور میں یہ مسجد خلفاء، امراء اور بادشاہوں کی نگاہ التفات کا مرکز رہی۔ جب جب اس میں توسیع، مرمت یا کسی تعمیر کی ضرورت پڑی تو اپنے وقت کے فرماں روانے اس میں حصہ لینے کی کوشش کی۔ اس کے علاوہ مسجد و حجرہ کے لیے بے شمار قیمتی اور نادر تحفے بھی آتے رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک پر تعمیر مسجد نبوی کے بعد سے اب تک یہ مسجد تعمیر کے تیرہ مرحلوں سے گزری ہے۔

ان تمام مراحل کا ذکر یہاں ممکن نہیں۔ ہمارے لیے اہم وہی تعمیر ہے جس میں بنیادی طور پر کوئی تبدیلی رونما ہوئی ہو۔ اور وہ چار اہم مرحلے ہیں جن کا ہم ذکر کرنے جارہے ہیں۔

## مسجد نبوی شریف عہد نبوی میں :

ہجرت کے پہلے سال مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی مسجد تعمیر کی اور اسی سے متصل اپنی ازواج پاک کے لیے مکانات بھی تعمیر کیے۔ انتہائی سادہ قسم کی یہ تعمیر خلوص وللّٰہیت کی آئینہ دار تھی، دیواریں کچی اینٹوں کی، بنیاد پتھر کی، ستون کھجور کے تنوں کے، چھت کھجور کے پتوں اور شاخوں کی، بارش کے پانی سے بچنے کے لیے اوپر مٹی ڈالی گئی، ہر طرح کے نقش ونگار سے پاک تھی۔

مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس مسجد کی توسیع کی۔ غزوۂ خیبر ۷ھ میں واقع ہوا اسی سے واپسی کے بعد محرم ۷ھ/ مطابق ۶۲۸ء میں مسجد نبوی شریف کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے توسیع کی۔ اب مسجد کا کل طول وعرض جنوب سے شمال ۵۰ میٹر اور مشرق سے مغرب ۴۵ میٹر ہوگیا جب کہ پہلی تعمیر میں جنوب سے شمال ۳۵ میٹر اور مشرق سے مغرب ۳۰ میٹر تھا۔ گویا دس دس میٹر دونوں جانب بڑھ گیا۔

ازواج مطہرات کے مکانات بھی اپنے دور میں سادگی کا نمونہ تھے۔ مسجد نبوی شریف کی مشرقی دیوار سے متصل یہ سارے مکانات تھے۔ یہاں تک کہ بعض کا دروازہ مسجد میں تھا، ہر گھر کی لمبائی چوڑائی ۵، ۳، ۴ میٹر تھی۔

## ولید بن عبدالملک کی توسیع ۸۸-۹۱ھ/ ۷۰۷-۷۱۰ء :

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں مسجد نبوی شریف کی توسیع جانب جنوب یعنی قبلہ کی طرف ہوئی اس کے پہلے یا بعد کبھی ایسی توسیع نہ ہوئی بلکہ ہمیشہ مغربی وشمالی جانب ہی توسیع ہوئی اور حجرات نبویہ اپنی حال پر باقی ہوتے۔

بنوامیہ کے والی عمر بن عبدالعزیز کے عہد میں مسجد نبوی شریف کی توسیع اس طور پر ہوئی کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکان (یعنی روضہ انور اسی میں ہے) چھوڑ کر باقی سارے مکانات ازواج مطہرات مسجد میں ملا دیے گئے۔

یہ پہلا موقع تھا جب مسجد نبوی شریف میں خالی (کھوکھلی) محرابیں اور چار مینارے تعمیر ہوئے۔

عمر بن عبدالعزیز ہی نے روضۂ انور (حجرۂ عائشہ) کے گرد مخمس دیوار چنوائی تاکہ چہار دیواری کعبہ شریف کی شکل وشباہت کی نہ ہو۔ نیز اس میں یہ بھی حکمت تھی کہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نکلنے کا راستہ (مقام حاجت) بھی سما جائے۔

www.waseemziyai.com

اس تعمیر کے بعد مسجد کا طول وعرض یوں تھا: قبلہ کی دیوار کی لمبائی تقریباً ۸۴ میٹر، مغربی دیوار کی لمبائی تقریباً ۱۰۰ میٹر۔

## سلطان عبد المجید کی تعمیر نو ۱۲۶۵-۱۲۷۷ھ :

عصر مملوکی اور عصر عثمانی سے اب تک مسجد نبوی شریف کی تعمیر نو (توسیع) سلطان عبد المجید عثمانی کے دور میں جیسی ہوئی اس کی نظیر آج بھی داخل مسجد دیکھی جا سکتی ہے۔ اس تعمیر میں تقریباً بارہ سال لگے۔ قبلہ کا دالان، محراب، منبر، ریاض الجنت اور حجرات کو دیکھ کر اس دور کی کاریگری اور پختگی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے اس تعمیر میں شمالی جانب صحن اور حال چھوڑے گئے جن میں مخزن، مکتب اور مدرسے کھولے گئے۔ مسجد کا قبلہ کا دالان گنبدوں سے بھرا تھا (اور آج بھی ہے) جو طرح طرح کے نقش ونگار والے تھے۔ مسجد پر پانچ مینارے تھے، تین شروع والے حکومت سعودیہ نے منہدم کروا دیے اور دو باقی رکھے وہ وہی جو پہلا گنبد خضریٰ پر ہے اور دوسرا اس کے بالمقابل مغرب میں باب السلام پر ہے (دونوں کی طرز بناوٹ یکسر مختلف ہے)۔

## حکومت سعودیہ کی تعمیر نو:

حکومت سعودیہ نے بھی مسجد نبوی شریف کے ساتھ بڑا اہتمام برتا۔ ملک عبد العزیز آل سعود نے ۱۳۴۸ھ/ ۱۹۲۹ء میں مسجد کے چاروں طرف کی زمین کی مرمت کرائی۔ اس کے بعد ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۲ء میں بعض ستون شق ہو گئے تھے تو ان کے گرد لوہے کے طوق چڑھائے۔

۱۳۶۸ھ/۱۹۴۹ء میں ملک عبد العزیز آل سعود نے مسجد نبوی شریف کی توسیع کا اعلان کرایا۔

۱۳۷۰ھ/۱۹۵۱ء میں کام شروع ہوا اور توسیع کے ضمن میں جو مکانات آنے والے تھے انھیں منہدم کیا گیا ان کے مکین کو دوسری جگہ دے کر منتقل کیا گیا۔

شعبان ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۳ء میں باب رحمت کی طرف بنیاد کھودی گئی اور سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اس توسیع میں کوئی دو سال لگے اور ۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۵ء میں کام مکمل ہو گیا۔ واضح ہو کہ حکومت سعودیہ نے تعمیر عثمانی یعنی جنوبی صحن کا دالان برقرار رکھا۔

پہلی تعمیر صرف شمال سے ہوئی جس میں مغربی دیوار باب السلام سے باب رحمت تک پتھر چڑھایا گیا۔ یہاں تک کہ آج بھی زائر اسے دیکھ سکتا ہے۔

اس تجدید میں شمال سے جنوب تک ۱۲۸ میٹر لمبائی ہوئی اور مشرق سے مغرب تک ۹۱ میٹر چوڑائی ہوئی۔ اس سے دو صحن بنے۔ پہلا، عثمانی تعمیر کی شمال میں جن میں مشرق ومغرب اور شمال سے تین دالان گھیرا، دوسرا شمال سے ملا اور مشرق سے تین دالان گھیرا۔ مغرب سے تین دالان گھیرا۔ یہ تعمیر سیمنٹ، بالو اور پتھر سے ہوئی۔ جو ستونوں پر کھڑی کی گئی۔ اس توسیع کے بعد مسجد کی اجمالی پیائش ۱۶۳۲۷ مربع میٹر ہوئی۔

سعودیہ کی جدید حکومت کے برسر اقتدار آنے پر بہت سی رسم ورواج کلی طور پر بند ہو گئی۔ مثلاً: مقصورہ کے گرد پردے اور غلاف لٹکانا، ان پردوں اور غلافوں کو تبدیل کرتے وقت جشن کا اہتمام کرنا، صندل اور لوبان سے مسجد اور روضہ کو دھونی دینا، سبز گنبد کو ہر سال رنگنا وغیرہ۔

۱۳۹۵ھ مطابق ۱۹۷۵ء میں شاہ فیصل بن عبد العزیز نے مسجد نبوی شریف کی توسیع کا حکم نافذ کیا۔ اور اس کو ''المناخہ'' روڈ تک پہنچانا

www.waseemziyai.com

چاہا۔لہٰذا مغربی سمت میں واقع تمام عمارتیں منہدم ہونی شروع ہوگئیں۔ پورے علاقہ کو تعمیر کے لیے تیار کیا گیا تعمیر کے دوران مصلیوں کو تنگی نہ ہو اس کے لیے بروقت بڑی بڑی چھتریاں لگوائیں۔اور آج وہ خادم الحرمین کے تعمیر میں داخل ہوگئیں۔ یہ توسیع تقریباً ایک لاکھ مربع میٹر ہے۔

۱۴۰۵ھ مطابق ۱۹۸۴ء میں ملک فہد بن عبدالعزیز آل سعود نے مسجد نبوی شریف کی توسیع کے لیے سنگ بنیاد رکھا۔ بادشاہ کی ہدایت تھی کہ عہد نبوی سے اب تک جتنی بھی تعمیر و توسیع اور تجدید ہوئی ان میں سب سے بڑی اور سب سے وسیع توسیع کا خاکہ تیار کیا جائے۔

لہٰذا اس توسیع میں مسجد نبوی شریف کے گرد آباد پورا محلّہ خالی کر کے شامل کر لیا گیا۔ مغربی جانب ''مناخہ'' تک، شمال میں باب مجیدی اور میدان کیمی۔ مشرق میں نگہبان مسجد کے مکان، سنبلہ اور رومیہ تک، یہاں تک کہ ابوذر غفاری روڈ اور جنت البقیع کی حدود تک پہنچ گئی۔

اس طرح ۳۶۷ھ میں عضد الدولۃ بن بویہ کی فصیل شہر کے اندر جو قدیم مدینہ منورہ آباد تھا وہ سب کا سب آج مسجد نبوی شریف کی جدید توسیع میں سما گیا۔

اس تعمیر میں گزشتہ تعمیروں میں جو چیزیں رہ گئی تھیں ان کی مرمت کر دی گئی۔ مسجد نبوی شریف کی پوری پرانی عمارت کی سلامتی اور صلاحیت کا اندازہ کرایا گیا۔ اور اس کو حتمی بنایا گیا۔ قبہ والا حصہ جو اگلا دالان ہے اس کو سفید رنگ سے رنگا گیا۔ جنوب مشرقی کونہ پر مرکزی مینارے کے نیچے جنت بقیع کی جانب نیا دروازہ لگایا گیا تاکہ زیارت روضہ رسول کرنے والوں کو دشواری نہ ہو۔

## اجمالی توسیع :

گزشتہ تفصیل سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ امراء و سلاطین اور خلفاء و بادشاہ اپنے اپنے عہدوں میں مسجد نبوی شریف اور روضہ رسول کے ساتھ کتنا اہتمام برتتے تھے۔ قبر رسول کی زیارت کو آنے والے زائرین کی آرام و آسائش کے لیے ہر طرح کی سہولتیں مہیا کیں۔ پہلی تعمیریں صرف یا تو شمالی جانب ہوئیں یا مغربی جانب، ایسا اس لیے ہوا تاکہ حجرات نبوی کو کسی طرح کا کوئی نقصان نہ پہنچے۔

۱۲۶۵ھ/۱۲۷۷ھ سلطان عبدالمجید کی توسیع سے لے کر اب تک مسجد نبوی شریف مختلف مراحل سے گزری مگر خادم الحرمین کی توسیع ان تمام پر سبقت لے گئی۔

www.waseemziyai.com

## مسجد نبوی شریف کی تعمیر وتوسیع مختلف دور میں :

| عہد | پیمائش مربع میٹر کے اعتبار سے |
|---|---|
| (۱) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست اقدس پر پہلی تعمیر | 1042 |
| (۲) ۷ھ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے توسیع کی | 1443 |
| (۳) ۱۷ھ میں خلیفہ ثانی عمر بن خطاب نے توسیع کرائی | 1100 |
| (۴) ۲۹ھ/۳۰ھ میں خلیفہ ثالث حضرت عثمان بن عفان نے توسیع کرائی | 496 |
| (۵) ۸۸ھ/۹۱ھ میں ولید بن عبدالملک اموی بادشاہ کے ہاتھوں توسیع | 2369 |
| (۶) ۱۶۵ھ میں مہدی عباسی نے توسیع کرائی | 2450 |
| (۷) ۸۸۸ھ میں سلطان اشرف قایتبای نے توسیع کرائی | 120 |
| (۸) ۱۲۷۷ھ میں سلطان عبدالمجید عثمانی نے توسیع کرائی | 1293 |
| (۹) ۱۳۷۵ھ میں شاہ عبدالعزیز آل سعود نے توسیع کرائی | 6024 |
| (۱۰) ۱۴۰۵ھ میں فہد بن عبدالعزیز آل سعود کی توسیع | 82000 |

خاکہ مسجد نبوی شریف

رنگوں کے اختلاف کے ذریعہ مختلف دور کی توسیع ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

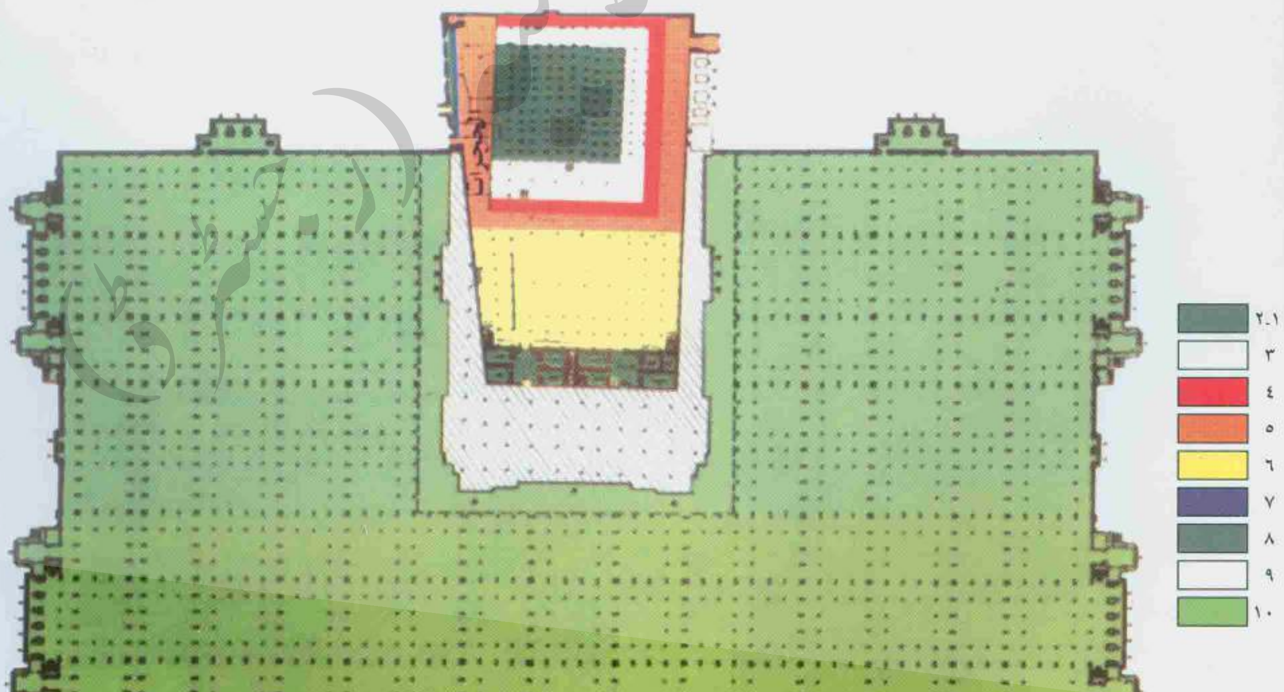


www.waseemziyai.com

# حجرات نبوی کے متعلق خلاصۂ کلام

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ ومسجد کی زیارت سے مشرف ہونے والا شخص مندرجہ ذیل چیز ملاحظہ کرتا ہے:

- آج کل مواجہہ شریف میں کھڑا ہونے والا حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان کی جگہ میں ہوتا ہے۔
- پیتل یا لوہے کا مقصورہ جسے سلطان قایتبای نے ۸۸۸ھ میں بنوایا۔ سب سے پہلے ظاہر بیبرس نے ۶۶۸ھ میں لکڑی کا مقصورہ بنوایا جس کی لمبائی ساڑے تین میٹر تھی۔
- مخمس دیوار جس کو عمر بن عبدالعزیز والیٔ مدینہ نے ۳۰ھ میں بنوائی جو تراشیدہ پتھر کی تھی۔ متحقق بات ہے کہ اس میں کسی جانب کوئی دروازہ نہیں۔ اور اسی دیوار پر سبز غلاف پڑا ہوتا۔
- اسی مخمس دیوار کے اندر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکان بھی ہے۔ اس کو بھی عمر بن عبدالعزیز نے تعمیر کرایا۔ مشرقی دیوار پتھر کی تھی اس گھر میں بھی کوئی دروازہ نہ رکھا گیا۔ ۸۸۸ھ میں اشرف قایتبای کے دور حکومت میں مشرقی دیوار شہید کر کے پھر سے نئے پتھر کی تعمیر کر کے سارے سوراخ بند کر دیے گئے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان کے اندر قبر رسول اور قبر صدیق وعمر ہے۔ اس کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں بنوایا تھا۔ اس میں صرف ایک دروازہ تھا جس پر پردہ تھا۔
- مواجہہ شریف میں زائر سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سر اقدس کوئی 2,25 میٹر کے فاصلہ پر ہوتا ہے۔ اور ریاض الجنت میں کھڑے زائر سے سر اقدس 1,60 میٹر کے فاصلہ پر ہوتا ہے۔
- حجرۂ نبوی کی چھت لکڑی کے تختوں کی اس کے اوپر پانی سے بچاؤ کے لیے موی کپڑا لگا، زمین سے اس کی اونچائی کوئی چھ میٹر۔ قبر انور کے ٹھیک اوپر چھت میں ایک سوراخ جو قحط سالی میں نماز استسقاء کے وقت کھولا جاتا۔
- سبز گنبد اس وقت ازواج مطہرات کے پورے مکان کو محیط ہے۔ اس کو ۱۲۳۳ھ میں سلطان محمود بن عبدالحمید خان نے تعمیر کرایا۔ یہ اندر سے تراشیدہ پتھر کا ہے اور اوپر سے سیسہ کے تختے لگے ہیں۔ زمین سے اس کی اونچائی پچیس میٹر اور صرف کلس (ہلال) تین میٹر کل ملا کر اٹھائیس میٹر اونچا ہے۔ اس گنبد میں چھہتر طاق اور کھڑکیاں ہیں جو رنگین شیشوں سے بند ہیں۔ ان میں سے ایک جو قبلہ کی سمت ہے اس پر ڈھکن ہے جس کا کھولنا ممکن ہے۔
- سلور (چاندی) رنگ کے بجائے سبز رنگ سے سب سے پہلے ۱۲۵۳ھ میں سلطان محمود خان نے رنگوایا۔ اسی لیے اس کا نام گنبد خضریٰ (سبز گنبد) پڑا۔

www.waseemziyai.com

# نبوی تبرکات اور مقصوروں کے ہدیے

صحیح مسلم شریف کی روایت میں ہے :

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جبہ پاک تھا۔اس کے متعلق خود فرماتی ہیں۔

''ھٰذِهٖ كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ حَتّٰى قُبِضَتْ، فَلَمَّا قُبِضَتْ قَبَضْتُهَا وَ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضٰى يَسْتَشْفِىْ بِهَا.''

یہ(جبہ ) حضرت عائشہ کے پاس تھا، جب ان کا انتقال ہو گیا تو میں نے لے لیا۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے زیب تن فرماتے تھے۔مریضوں کی شفایابی کے لیے ہم اسے دھو کر پلاتے تھے۔

وسعتیں دی ہیں خدا نے دامن محبوب کو
جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے

(حضرت رضا بریلوی)

جبہ اقدس سے گھر آباد ہو
خدمت خدام سے دل شاد ہو

(حضرت رضا بریلوی)



www.waseemziyai.com

# تبرکات نبوی اور مقصورات کے تحفے

انسان فطری طور پر جس سے وابستہ ہوتا ہے اس کی خبر گیری اور اس کے احوال و کوائف کی جانکاری حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ پھر ہم سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خیر البشر کی حالات زندگی اور احوال معلوم کرنے کے مشتاق کیوں نہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے جن کی تعظیم و توقیر ہم پر لازم کی ہے۔ جن کا ذکر جمیل پوشیدہ و علانیہ طور پر ہم سے مطلوب ہے۔ اذان و اقامت میں جن کا نام اللہ کے نام سے متصل ہے، تشہد میں ان پر درود شریف پڑھنا واجب ہے، اس کے بغیر نماز مکمل نہیں۔

جن کی قدر و منزلت اتنی بلند و بالا ہو۔ جن کی عظمت و برتری سب پر فائق ہو تو اس ذات سے منسوب اشیاء جن کو آپ کے جسم اقدس سے مس ہونے کا شرف نصیب ہو ان کی برکت کیا پوچھنا؟

صحیح روایتوں میں صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور بعد کے ائمہ کے یہاں آثار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تبرک حاصل کرنا ثابت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت بلال شام سے مدینہ منورہ زیارت روضۂ رسول کے لیے آئے تو اہل مدینہ نے ان سے اذان سنانے کی درخواست کی۔ حضرت بلال نے اذان شروع کی اور جب ''أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ'' پر پہنچے تو مدینہ کا ہر چھوٹا، بڑا، مرد و عورت بے ساختہ گریہ کناں باہر آ گیا۔ ہر ایک دھاڑیں مار کر رو رہا ہے ایسا ماحول ہو گیا کہ لگ رہا ہے آج ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔ ایسا کیوں ہوا؟ صرف اس لیے کہ لوگوں کو عہد نبوی کا وہ دن یاد آ گیا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم موجود ہوتے اور حضرت بلال اذان پکارتے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس جب بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا تو آپ رونے لگتے۔ اور آپ کے آثار پر دیوانہ وار سبقت کرتے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آثار سے صحابہ کا تبرک حاصل کرنے کے واقعات سیرت رسول، سیرت صحابہ، سیرت خلفاء و راشدین میں اتنی کثرت سے ملتے ہیں کہ جن کا بیان نہیں۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ ان کا تبرک حاصل کرنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقرار سے تھا۔

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تین موئے مبارک تھے۔ بڑی حفاظت سے اسے رکھا تھا اور وصیت کی کہ جب میرا انتقال ہو جائے اور میں کفن میں رکھ دیا جاؤں تو یہ تینوں بال شریف میرے چہرہ پر رکھ دینا۔

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے، انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ حجام آپ کے سر مبارک کا بال تراش رہا تھا۔ صحابہ آپ کے گرد جمع تھے تو کوئی بال شریف آپ کے سر سے جدا نہ ہوتا کہ صحابہ کے ہاتھوں میں پڑتا۔

حضرت ام سلیم بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو پہر میں قیلولہ آپ کے یہاں فرمایا کرتے تھے۔ جب آپ محو خواب ہو جاتے تو میں آپ کا عرق مبارک (پسینہ) ایک شیشی میں جمع کرتی اور اس کو عطر میں ملاتی۔ جب حضرت انس بن مالک کی وفات کا وقت قریب ہوا تو آپ نے وصیت کی کہ کفن میں (حنوط) دھونی یا خوشبو ملنے میں اسی عرق کو استعمال کرنا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

صحیح بخاری شریف کی روایت ہے کہ ایک صحابی جن کا نام ابو جحیفہ تھا۔ انھوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا۔



www.waseemziyai.com

اور آپ چمڑہ کے خیمہ میں تھے۔ حضرت بلال آپ کے وضو کا پانی لے کر کھڑے ہیں۔ آپ وضو فرما رہے ہیں اور صحابہ کی بھیڑ لگی ہے جس کو آپ کا غسالہ وضو ملتا اپنے چہرہ پہ مل لیتا اور جس کو نہ ملتا وہ اپنے ملنے والے ساتھی کا ہاتھ چھو کر اسے اپنے چہرہ پر ملتا۔

صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے احوال و آثار اور ان کی سیرت اس قسم کے واقعات سے بھری پڑی ہیں۔ جو ان کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سچی محبت کی آئینہ دار ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق اشیاء سے تبرک حاصل کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ جیسا کہ آپ نے اپنے موئے مبارک ترشوائے اور صحابہ میں تقسیم کرایا۔ لہٰذا آج بھی ہم ان نبوی ذخائر سے جن کی نسبت کی صحت ثابت ہے تبرک حاصل کر سکتے ہیں۔ البتہ اس سلسلہ میں جھوٹ سے قطعاً پرہیز کرنا چاہیئے کیوں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ" کہ جس نے جان بوجھ کر میرے اوپر جھوٹ باندھا اسے چاہیئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آخری زمانہ میں آپ کے مصلّٰی پر ایک چھڑی (لکڑی) رکھی گئی جس پر آپ ٹیک لگاتے جب سجدے سے اٹھتے یا نماز کے لیے کھڑے ہوتے۔

ابن اسحاق نے حضرت انس بن مالک سے نقل کر کے یہ حکایت اپنی کتاب میں یوں ذکر کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک چھڑی کا سہارا لیتے۔ جو قبلہ میں تھی۔ پھر دائیں یا بائیں دیکھتے، جب صفیں درست ہو جاتیں تو تکبیر کہتے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کی وفات کے بعد یہ چھڑی غائب ہو گئی۔ یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے نہ پا سکے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اسے ایک انصاری شخص کے یہاں پالیا۔ اس نے اس کو زیر زمین دفن کیا تھا یہاں تک کہ اس کا بعض حصہ دیمک کھا گیا۔ حضرت عمر نے اسی کے برابر دوسری چوڑی لکڑی منگوائی اور اس کو چیر کر اس کے اندر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چھڑی رکھ دی اس کے بعد اس کو قبلہ کی دیوار میں نصب کرا دی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنی تعمیر نو میں اس کو مقصورہ کی دیوار یعنی موجودہ عثمانی محراب کے بغل میں منتقل کر دی۔ یہ واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منسوب اشیاء سے برکت حاصل کرنا جائز ہے اور اس کی عزت و تکریم کرنا ضروری۔ کیوں کہ صحابہ کے عمل کو کوئی نہیں ٹھکرا سکتا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے فقیہ ہمیں تعظیم نبی کی تعلیم یوں کرتے ہیں۔ آپ حج یا عمرہ کے لیے مدینہ منورہ سے مکہ شریف کا ارادہ کرتے ہیں۔ آپ اونٹنی پر سوار تھے جب اونٹنی تیز رفتاری سے چلتی تو فرماتے: اے اونٹنی تیز تیز نہ چل ہو سکتا ہے کہ تمھارے قدم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اونٹنی کے نشان قدم پر پڑ جائیں، پس تو اور میں دونوں سعادت مندیوں سے ہم کنار ہو جائیں۔

صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آثار سے تبرک حاصل کرتے تھے۔ جن کے پاس آثار نبی تھے ان سے برکت طلب کرتے تھے۔ مثال کے طور پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حسن سبط نبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درخواست کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جہاں آپ کو بوسہ دیتے تھے اس جگہ کی شان دہی فرمائیے۔ آپ نے اپنی ناف بے حجاب کی تو ابو ہریرہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ



www.waseemziyai.com

علیہ وسلم کے آثار سے تبرک حاصل کرنے کے لیے بوسہ دیا کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حسن کے ناف پر بوسہ دیا تھا۔

حضرت ثابت بنانی تابعی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ چومے بغیر نہیں چھوڑتے تھے۔ اور کہتے یہ وہ ہاتھ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مس ہوا ہے۔

اسی طرح حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں : ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رات کا کھانا تیار کر کے ان کے پاس بھیجتے، کھانا تناول فرما کر باقی ماندہ جب واپس آتا تو میں اور میری بیوی ہم دونوں برتن کو سونگھتے یہاں تک کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک لگنے کی جگہ کا سراغ مل جاتا پھر اسی جگہ سے برکت حاصل کرنے کے لیے ہم کھانا کھاتے۔

اسی طرح ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجامت (پچھنا) لگوایا۔ اس سے نکلا ہوا خون ایک صحابی کو دیا کہ اسے دیوار کے پیچھے زمین میں دفن کر دو۔ جب وہ واپس آئے تو پوچھا خون کہاں دفن کیا؟ جب کئی بار پوچھا تو انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں اسے پی گیا، کیوں کہ یہ مجھ سے نہیں ہوسکتا تھا کہ میں اسے زمین میں بہاؤں تو آپ نے ارشاد فرمایا: ’’ أَحْـرَزْتَ بَـطْـنَكَ مِنَ النَّارِ ‘‘ تونے اپنے شکم (پیٹ) کو جہنم سے محفوظ کرلیا۔

یہی ثابت بنانی تابعی سے مروی ہے، آپ نے بتایا: کہ مجھ سے حضرت انس بن مالک نے کہا: یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بال شریف ہیں۔ جب میرا انتقال ہو تو انھیں میری زبان کے نیچے رکھ دینا۔ کہتے ہیں کہ جب ان کا انتقال ہوا تو میں نے بال شریف کو ان کی زبان کے نیچے رکھ دیا اور آپ کو اسی طرح دفن کیا گیا۔

آثار نبوی سے صحابہ، تابعین اور تبع تابعین نے تبرک حاصل کیا۔ ان کی زندگی میں بھی اور بعد وفات بھی۔ لہٰذا یہ سلسلہ یوں ہی قیامت تک دراز رہے گا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابن سیرین سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا: میں نے حضرت عبیدہ سے کہا: ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک ہیں جنھیں میں نے حضرت انس یا اہل انس سے حاصل کیے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک کا ہونا پوری دنیا اور متاع دنیا سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تین بال شریف تھے۔ انھوں نے حکم دیا کہ جب میں مر جاؤں تو ایک ایک دونوں آنکھوں اور تیسرا میرے منھ پر رکھ کر مجھے دفن کیا جائے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک چومتے تھے۔ آپ انھیں اس کا اذن مرحمت فرماتے، صحابہ یہ بھی جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست حق پرست پر بیعت اللہ تعالیٰ کی بیعت کے مترادف ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ إِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيْهِمْ {10} ﴾ (سورۂ فتح)

وہ جو تمھاری بیعت کرتے ہیں، وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ (کنز الایمان)

www.waseemziyai.com

صحابہ کرام کا اللہ تعالیٰ سے بیعت کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دست کرم وسیلہ بنا۔

صحابہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دست مبارک چومنے، اس سے برکت حاصل کرنے اور اس سے کسی چیز کو مس کرنے کے لیے موقع کی تاک میں رہتے۔

جیسا کہ سنن ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قریب ہوئے اور ہم نے آپ کا دست اقدس چوم لیا۔

برکت حاصل کرنے کا یہ سلسلہ صرف آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات ہی تک محدود نہیں بلکہ آپ کے بچے ہوئے پانی، کھانا اور دیگر استعمال شدہ اشیاء جیسے کپڑا وغیرہ کو صحابہ شفاء کے لیے وسیلہ بناتے تھے۔

امام طبری نے روایت کی سیدنا عداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک نصرانی شخص تھے۔ شیبہ بن ربیعہ کے غلام تھے۔ نینویٰ، موصل (عراق) گاؤں کے رہنے والے تھے۔ ان کے آقا نے انھیں ایک طبق انگور دے کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بھیجا، آپ طائف میں ایک دیوار سے ٹیک لگا کر تشریف فرما تھے وہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گفتگو شروع کی تو آپ نے فرمایا :

'' أَنتَ مِنْ قَرْيَةِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ يُونُسَ بْنِ مَتّٰى '' کہ تم نیک مرد یونس بن متی کے گاؤں کے رہنے والے ہو۔

عداس کو تعجب ہوا اور پوچھا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یونس بن متی کون ہیں ؟

تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

'' ذَاكَ أَخِيْ كَانَ نَبِيًّا وَ أَنَا نَبِيٌّ '' وہ میرے بھائی نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں۔

عداس یہ سن کر قدموں میں گر گئے اور ان کو بوسہ دیا، ہاتھوں کو اور سر کو بوسہ دیا اور اس واقعہ کے بعد مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: بعض یہود نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ، پاؤں چومے۔

سنن ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ میں صحیح اسانید کے ساتھ روایت ہے کہ صفوان بن عسال صحابی نے کہا: ایک یہودی نے ایک دوست سے کہا: چلو اس نبی کے پاس چلتے ہیں۔ دونوں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آئے اور آپ سے نو آیتوں کے بارے میں سوال کیا۔ اس کے بعد کے الفاظ ہیں کہ ان دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ پاؤں چومے۔ اور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ سچے نبی ہیں۔

اسی طرح ابن ماجہ نے ذکر کیا کہ خلفاء نے صحابہ کے بعد آپ کی عصا شریف، تلوار، تیر، کمان، انگوٹھی، جوتے اور برتنوں سے برکتیں حاصل کیں۔

ان مذکورہ روایات و واقعات سے تبرک حاصل کرنے کی فضیلت کا پتہ چلتا ہے۔ الحمدللہ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آثار آج بھی بعض مقامات پر محفوظ ہیں ان سے عشق و محبت کی خوشبو پھوٹتی ہے۔ اور ان سے محبت کرنے والا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں کا کوئی مومن کامل اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے اہل، اس کے مال، اس کے تمام عزیزوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔



www.waseemziyai.com

اس لیے بعض صحابہ کا معمول تھا کہ حبیبی، خلیلی، صفی اور حبی کے الفاظ ہی سے آپ کو یاد کرتے تھے۔ کیوں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔ اور آپ کی عظمت و بزرگی، شرافت و کرامت کا انھیں علم تھا۔

مسلم شریف میں مروی ہے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمرۃ اپنی دادی (جن کا نام کبشہ انصاریہ تھا) سے روایت کی وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے پاس آئے اور ان کے یہاں ایک مشک پانی سے بھرا لٹک رہا تھا آپ نے اس سے پانی نوش فرمایا۔ اس خاتون نے اس مشک کا منھ کاٹ کر رکھ لیا۔ کیوں کہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا منھ مبارک مس ہوا۔ اس سے برکت حاصل کرنے کے لیے انھوں نے ایسا کیا۔

نیز یہی صحابیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک مرتبہ آئیں اور نفل روزہ سے تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پانی نوش فرمایا اور کچھ چھوڑ دیا تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باقی ماندہ پانی سے برکت حاصل کرنے کے لیے اپنا نفلی روزہ توڑ کر پی لیا۔

صحابہ کرام کے ان اعمال سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اور اس سے وابستہ ہر چیز مثلاً برتن، لباس، سامان وغیرہ سے برکت حاصل کی جاسکتی ہے۔

صحیح مسلم شریف کی روایت ہے، حضرت انس بن مالک سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جمرۂ عقبہ کو کنکری ماری پھر قربانی کی اور نائی بیٹھا تھا، پہلے داہنی طرف کا بال شریف منڈوایا اور آس پاس کے لوگوں کو تقسیم کیا۔ پھر دوسری طرف کا بال شریف منڈوایا اور فرمایا: ابوطلحہ کہاں ہیں؟ پھر انھیں بلا کر موئے مبارک عطا کیا۔

یہ نبی اعظم ہیں جو اپنے بال شریف کو صحابہ میں تقسیم کرانا چاہتے ہیں اور یہ صحابہ ہیں جو اپنے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک کو زمین پر گرنے دینا پسند نہیں کرتے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک اپنی ٹوپی میں رکھتے تھے۔

حضرت جعفر بن عبداللہ بن حکم سے مروی ہے کہ جنگ یرموک کے دن حضرت خالد بن ولید کی ٹوپی غائب ہوگئی۔ بہت تلاش کرنے کے بعد ملی۔ یہ ایک بوسیدہ ٹوپی تھی حضرت خالد کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمرہ فرمایا اور اپنا سر مبارک حلق کرایا لوگ موئے مبارک لینے کے لیے دوڑے۔ میرے حصہ میں بھی پیشانی کے بال شریف آئے۔ میں نے انھیں اپنی ٹوپی میں رکھ لیے۔ جس جنگ میں میرے ساتھ ہوتی ہمیں فتح مندی حاصل ہوتی۔ [طبرانی، ابویعلی اور حاکم نے روایت کی]

حضرت امام بخاری نے اسرائیل سے انھوں نے عثمان بن عبداللہ بن وہب سے روایت کی انھوں نے کہا: میری اہل نے مجھے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک پیالہ پانی کے ساتھ بھیجا۔ وہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا موئے مبارک ڈال کر نکال لیتیں اور جس انسان کو نظر لگ جاتی وہ اسی طرح علاج کرتا یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بال شریف کا دھوون پیتا تو شفایاب ہو جاتا۔

www.waseemziyai.com

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے انھیں ہاتھوں سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ تو ان کے ارد گرد جتنے لوگ تھے سب نے ان کا ہاتھ چوم لیا اور انھوں نے اس کا انکار نہیں کیا۔

انھیں میں سے بعض نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی اور کہا کہ آپ نے انھیں ہاتھوں سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیعت کی؟ انھوں نے کہا ہاں، تو انھوں نے آپ سے مانگ کر اسے بوسہ دیا۔

حضرت انس بن مالک کے پاس حضرت ثابت آتے تو آپ پکارتے اے لونڈی! عطر لاؤ تاکہ میں اپنا ہاتھ اس میں بساؤں، کیوں کہ ثابت بغیر میرا ہاتھ چومے نہیں رہیں گے۔

حضرت انس کے شاگرد ثابت بنانی تابعی کہتے ہیں: جب میں انس کے پاس آتا ان کا دونوں ہاتھ پکڑ کر کہتا میرے والدان پر قربان یہ وہی ہاتھ ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مس کیا ہے۔ اور ان کی دونوں آنکھوں کو چوم کر میں کہتا میرے والدان دونوں آنکھوں پر قربان جن کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی ہے۔

صاحب فضیلت کا ہاتھ چومنا صرف مقام نبوت تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ یہ طریقہ قیامت تک جاری رہے گا۔ صحابی رسول زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاتھ چومتے تھے۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ زید بن ثابت سواری پر سوار ہو گئے تو ابن عباس نے ان کی رکاب تھام لی۔ انھوں نے عرض کیا اے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا کے فرزند! آپ دور ہو جائیے، انھوں نے فرمایا: اپنے بزرگوں اور عالموں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرنے کا ہمیں حکم ملا ہے۔ زید نے کہا: اپنا ہاتھ دکھائیے، حضرت ابن عباس نے ہاتھ نکالا تو زید نے بڑھ کر بوسہ دیا اور کہا اپنے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرنے کا ہمیں حکم ملا ہے۔

اس واقعہ میں ''امرنا'' (ہمیں حکم ملا ہے) کا لفظ بتا رہا ہے کہ یہ سنت نبوی ہے۔ ورنہ کون حکم صادر کر سکتا ہے؟

صحابہ، تابعین اور تابع تابعین نے ہمیں خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھنا برکت کا سبب ہے۔ یا جس نے انھیں دیکھ لیا ان کو دیکھنے میں برکت ہے یا جوان دیکھے ہوئے کو دیکھے ان کے لیے برکت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اَلنَّظَرُ إِلَيَّ عِبَادَةٌ'' میری طرف دیکھنا عبادت ہے۔ [مستدرک، معجم کبیر للطبرانی]

نیز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَأَنِيْ أَوْ رَأَى مَنْ رَأَنِيْ''

اس مسلمان کو آگ (جہنم) نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا جس نے اس کو دیکھا جس نے مجھے دیکھا۔ [ترمذی شریف]

صحیح بخاری شریف میں حضرت ابوسعید خدری سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''يَأْتِيْ زَمَانٌ يَغْزُوْا فِئَامٌ (جَمَاعَةٌ) مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ: فِيْكُمْ مَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَالُ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ عَلَيْهِ، ثُمَّ يَأْتِيْ زَمَانٌ فَيُقَالُ: فِيْكُمْ مَنْ صَحِبَ أَصْحَابَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَالُ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ ثُمَّ يَأْتِيْ زَمَانٌ

www.waseemziyai.com

فَیُقَالُ: فِیْکُمْ مَنْ صَحِبَ صَاحِبَ أَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسلَّمَ فَیُقَال : نَعَمْ، فَیُفْتَحُ.''

یعنی ایک زمانہ آئے گا کہ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی تو ان سے کہا جائے گا کیا تمھارے درمیان کوئی صحابی رسول ہے؟ کہا جائے گا ہاں تو فتح مندی ہوگی۔ پھر ایک زمانہ آئے گا کہ کہا جائے گا کیا تمھارے درمیان کوئی تابعی بھی ہے؟ تو کہا جائے گا ہاں تو فتح مندی ہوگی۔ پھر ایک زمانہ آئے گا جب کہا جائے گا کیا تمھارے درمیان کوئی تبع تابعی ہے؟ تو کہا جائے گا ہاں تو فتح مندی ہوگی۔

مسلم شریف کی دوسری روایت میں اس طرح ذکر ہے ''یَأتِی عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یُبْعَثُ مِنْھُمُ الْبَعْثُ فَیَقُوْلُوْنَ: انْظُرُوْا ھَلْ تَجِدُوْنَ فِیْکُمْ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسلَّمَ فَیُوْجَدُ الرَّجُل فَیُفْتَحُ لَھُمْ بِہٖ، ثُمَّ یُبْعَثُ الْبَعْثُ الثَّانِی فَیَقُوْلُوْنَ: ھَلْ فِیْھِمْ مَنْ رَأَی أَصْحَابَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسلَّمَ فَیُفْتَحُ لَھُمْ بِہٖ، ثُمَّ یُبْعَثُ الْبَعْثُ الثَّالِثُ فَیُقَالُ: انْظُرُوْا ھَلْ تَرَوْنَ فِیْھِمْ مَنْ رَأَی مَنْ رَأَی أَصْحَابَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسلَّمَ ثُمَّ یَکُوْنُ الْبَعْثُ الرَّابِعُ فَیُقَالُ: انْظُرُوْا ھَلْ تَرَوْنَ فِیْھِمْ أَحَدًا رَأَی مَنْ رَأَی أَحَدًا رَأَی أَصْحَابَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسلَّمَ فَیُوْجَدُ الرَّجُل فَیُفْتَحُ لَھُمْ بِہٖ''

یعنی لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ وفد جائے گا تو کہا جائے گا دیکھو اس میں کوئی صحابی رسول ہے؟ تو صحابی موجود ہو تو اس کے صدقہ فتح حاصل ہوگی۔ پھر دوسرا وفد جائے گا تو کہا جائے گا دیکھو اس میں کوئی تابعی ہے؟ تو موجود ہو تو اس کی صدقے میں فتح ہوگی۔ پھر تیسرا وفد جائے گا تو کہا جائے گا دیکھو اس میں کوئی تابعی ہے؟ (موجود ہوگا تو فتح ہوگی) پھر چوتھا وفد جائے گا تو کہا جائے گا دیکھو اس میں کوئی تابع تابعی بھی ہے؟ تو موجود ہوگا تو اس کے صدقہ میں فتح حاصل ہوگی۔

حضرت سہل بن سعد سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ ایک عورت ایک چادر لے کر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کی یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں اس کو آپ کو پہنانا چاہتی ہوں۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسی چادر کی ضرورت تھی آپ نے اس کو قبول کیا اور زیب تن فرمایا۔ کسی صحابی نے دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا ہی عمدہ چادر ہے، اس کو آپ مجھے عنایت فرما دیں۔ تو آپ نے انھیں وہ چادر دے دی، جب نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رخصت ہو گئے تو ایک صحابی نے انھیں ملامت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس چادر کی ضرورت تھی تم نے اسے مانگ کر اچھا نہیں کیا۔

اور تمھیں پتہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی چیز مانگی جائے تو آپ ''نا'' نہیں فرماتے، تو انھوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت حاصل کرنے کے لیے میں نے ایسا کیا۔ شاید یہی میرا کفن ہو۔ جب ان کا انتقال ہوا تو وہی چادر ان کا کفن بنی۔ [روایت بخاری]

مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی صاحب زادی زینب کی وفات پر غسل دینے والی عورتوں کو حکم دیا کہ جب تم حضرت زینب کی نعش کو غسل دے کر فارغ ہونا تو مجھے خبر کرو چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا، تو آپ نے اپنے ازار کا حصہ عطا فرمایا تا کہ کفن کے نیچے ان کے جسم پر رکھ دیں۔ ایسا رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس لیے کیا تا کہ حضرت زینب برکت مصطفیٰ سے مستفیض ہوں۔

www.waseemziyai.com

صحیح مسلم شریف میں سیدہ اسماء بنت ابی بکر سے مروی ہے۔ان کے پاس ایک جبہ تھا،اس کے بارے میں کہتی ہیں کہ یہ حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس تھا یہاں تک کہ جب آپ کی وفات ہوگئی تو میں نے اس کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کو زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ ہم اس کو دھو کر مریضوں کی شفایابی کے لیے پلاتے ہیں۔

امام ، احمد ، ابو یعلی ، اور ابو داوٗد نے روایت کی ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عصا ( چھڑی ) عطا کی۔ اور فرمایا کہ اس کو سنبھال کر رکھنا، انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ( صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ) میں اس چھڑی ( عصا ) کا کیا کروں گا ؟ ارشاد فرمایا: ’’ آیَةٌ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ‘‘ بروز قیامت ہمارے تمھارے درمیان نشانی ہوگی۔ حضرت عبد اللہ بن انیس نے اس کو اپنی تلوار سے ملا کر رکھ لیا ہمیشہ ان کے ساتھ رہی یہاں تک کہ جب انتقال کا وقت ہوا تو آپ نے اس کو اپنے ساتھ دفن کرنے کی وصیت کی۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

طبرانی نے فروہ بن ہبیرہ جو بنو قشیر سے ہیں۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! ( صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ) آپ اپنا زیب تن فرمایا لباس مجھے عطا کیجیے تو آپ نے عطا کیا۔

اس طرح کے اور بہت سے واقعات سے سیرت کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ بڑے خوش نصیب ہیں وہ حضرات جنھیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا اور خوش نصیب ہیں وہ حضرات جنھیں صحابہ کا دیدار نصیب ہوا اور خوش نصیب ہیں وہ حضرات جنھیں تابعین کا دیدار نصیب ہوا اور اسی طرح درجہ بدرجہ نیچے اترتے چلے آئے۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں آج بھی بعض خاندان ایسے ہیں جن کے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منسوب بعض سامان یا موئے مبارک ہیں۔ ان کی تصویریں کسی سبب سے ہمیں نہ حاصل ہوسکیں، اسی طرح مسجد نبوی شریف کے مکتبہ میں بھی کچھ نبوی ذخائر ہیں جن کی تصریح ہمیں نہ مل سکی۔ انشاء اللہ امید کہ اس کتاب کے اگلے ایڈیشن میں پیش کی جائے گی۔

مسجد نبوی شریف اور روضۂ رسول پر عہد نبوی سے لے آج تک پوری دنیا کے اہل عقیدت نے اہتمام برتا اور جس سے جو کچھ ہوسکا ہدیہ روانہ کیا۔

کبھی ان تحفوں کی ناقدری بھی ہوئی، اس طور پر کہ بعض لوگوں نے اس کو بیچنے اور اس کی قیمت کو مسجد یا روضہ کی تعمیر میں لگانے کا بہانہ کر کے استحصال کیا۔

جیسا کہ ۷۰۵ھ میں کافور مظفری کے ہاتھوں ہوا۔ اور ۸۸۱ھ میں اشرف قایتبای کے ہاتھوں ہوا۔ اس نہب وسلب کی آخری مہم تاریخ کی روشنی میں ہمیں فخری پاشا جو آل عثمان کا آخری حکمراں تھا اس کے ہاتھوں جاری رہی۔ جس میں انھوں نے مدینہ منورہ سے قریب ترین ملک میں پہلی جنگ عظیم کے موقع پر روضہ انور اور مسجد نبوی شریف کا پورا خزانہ ایک ٹرین میں جمع کر کے یا تو دمشق یا ترکی روانہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔



www.waseemziyai.com

ڈاکٹر سہیل صابان ریسرچ اسکالر نے اپنی ایک تحقیق میں ۱۳۲۵ھ میں مدینہ منورہ سے ترکی منتقل کیے جانے والے تمام خزانوں کی تفصیل وتحقیق پیش کی ہے جن کو باقاعدہ ایک مستقل ٹرین میں رکھ کرلے جایا گیا۔

اس طرح بلادشام، مصر وقاہرہ اور ترکی کو بہت سے ذخائر منتقل ہو گئے اور وہیں آج بھی محفوظ ہیں۔ اور جو کچھ ان سے بچ رہے وہ آج مسجد نبوی شریف کی خاص لائبریری میں خاص صندوق میں محفوظ ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ عبدالعزیز پبلک لائبریری میں محفوظ ہیں۔

وہ عثمانی دستاویز جو تبرکات نبوی کے مدینہ منورہ سے ترکی منتقل ہونے کی وضاحت کرتے ہیں۔ پہلی عالمی جنگ (۱۲۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء) کے درمیان فخری پاشا نے ''امانات مقدسہ'' کے نام سے ایک مخصوص ٹرین میں یہ سب تبرکات منتقل کرائے۔

عثمانی کاغذات کے بنڈل میں ایک ایسی فائل ہاتھ لگی ہے جو مدینہ منورہ کی تاریخ کے سلسلے میں بڑی معتبر ہے۔ یہ فائل Duit 52-3-2 کے تحت محفوظ ہے۔ اس میں نونوشتے ہیں جو سرکاری طور پر صادر ہوئے ہیں۔ اس فائل میں چھ صفحے وہ ہیں جن میں تاریخی مصحف (قرآن) مجوہرات، شمع دان، ہینگر، قیمتی معدن کی تلواریں یہ ساری چیزیں حجرۂ نبوی سے ٹاپ کاپی کے محل (میوزیم ترکی) ۱۲۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء میں منتقل کردی گئیں۔

ان ذخائر کو منتقل کرنے سے قبل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ جس میں حرم نبوی کا مدیر اور اس کے خدام میں سے چند لوگ موجود تھے نیز یہ ساری کاروائی بھرے مجمع میں ہوئی۔ اس کے باوجود کبھی وہاں کسی خاص شئ میں خلط ملط کا تردد پیش آیا تو مدینہ حرم نبوی طلب کیے گئے۔ انھوں نے آخری فیصلہ کیا اور التباس دور کیا۔

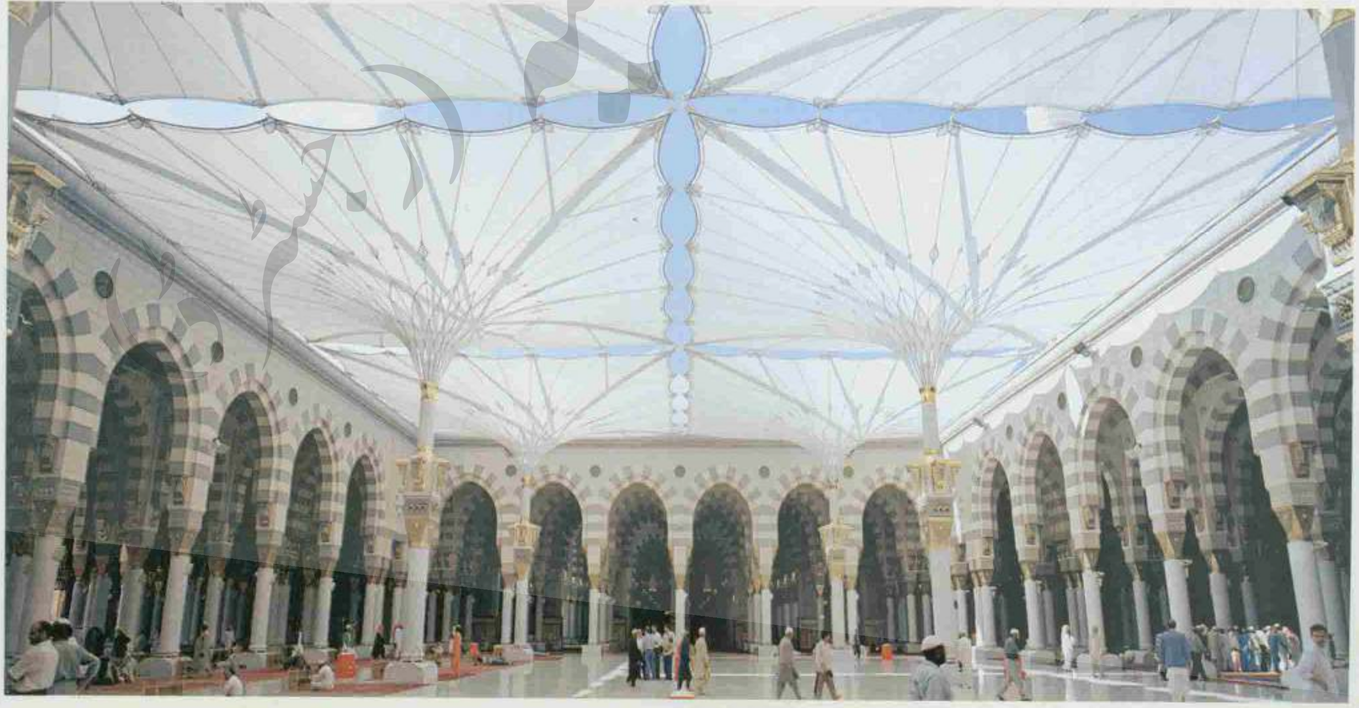

مسجد نبوی کا اندرونی صحن، جہاں الکٹرانک چھتریاں ہیں۔

www.waseemziyai.com

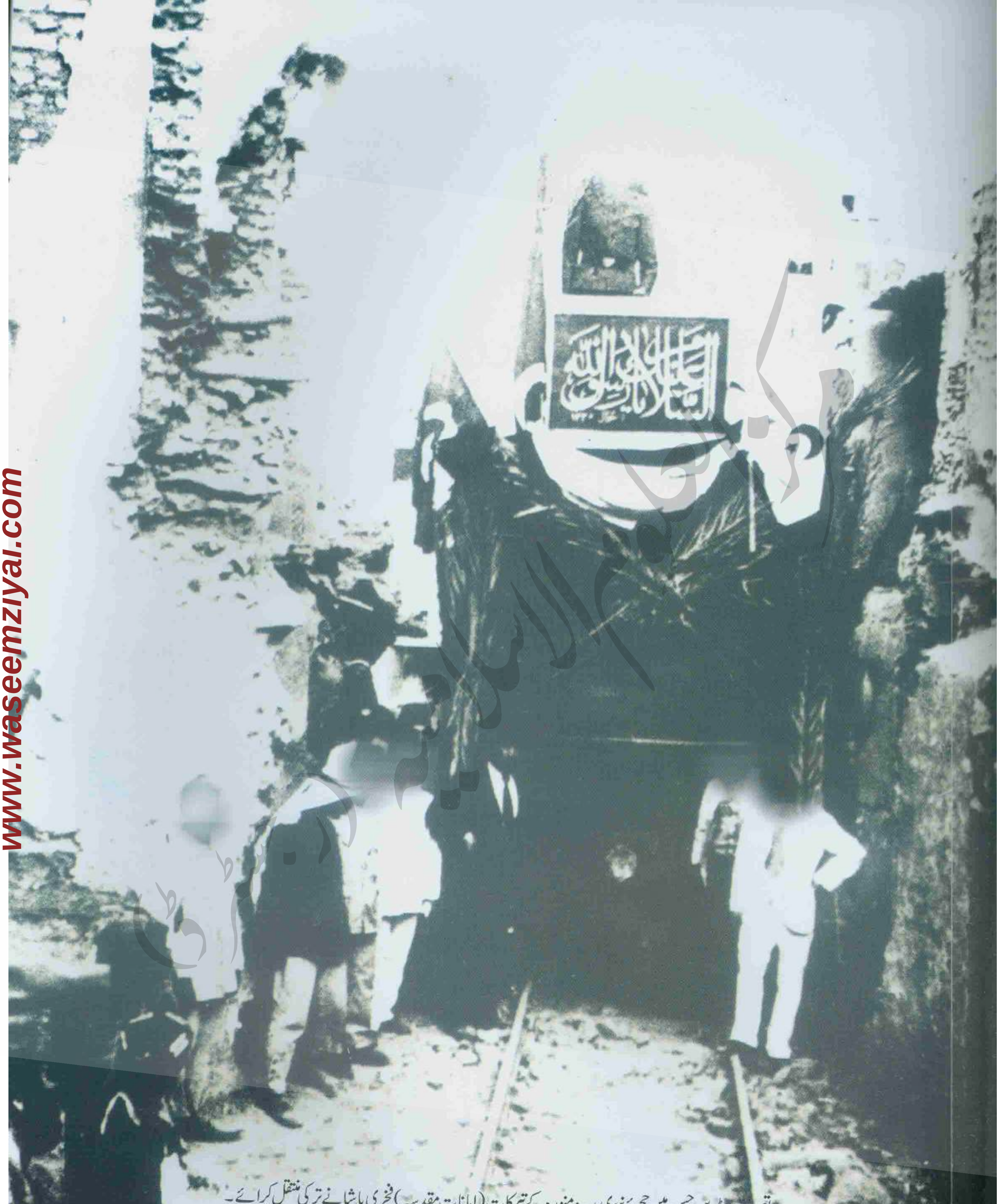


تصویر: وہ ٹرین جس میں حجرۂ نبوی مدینہ منورہ کے تبرکات (امانات مقدسہ) فخری پاشا نے ترکی منتقل کرائے۔

www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

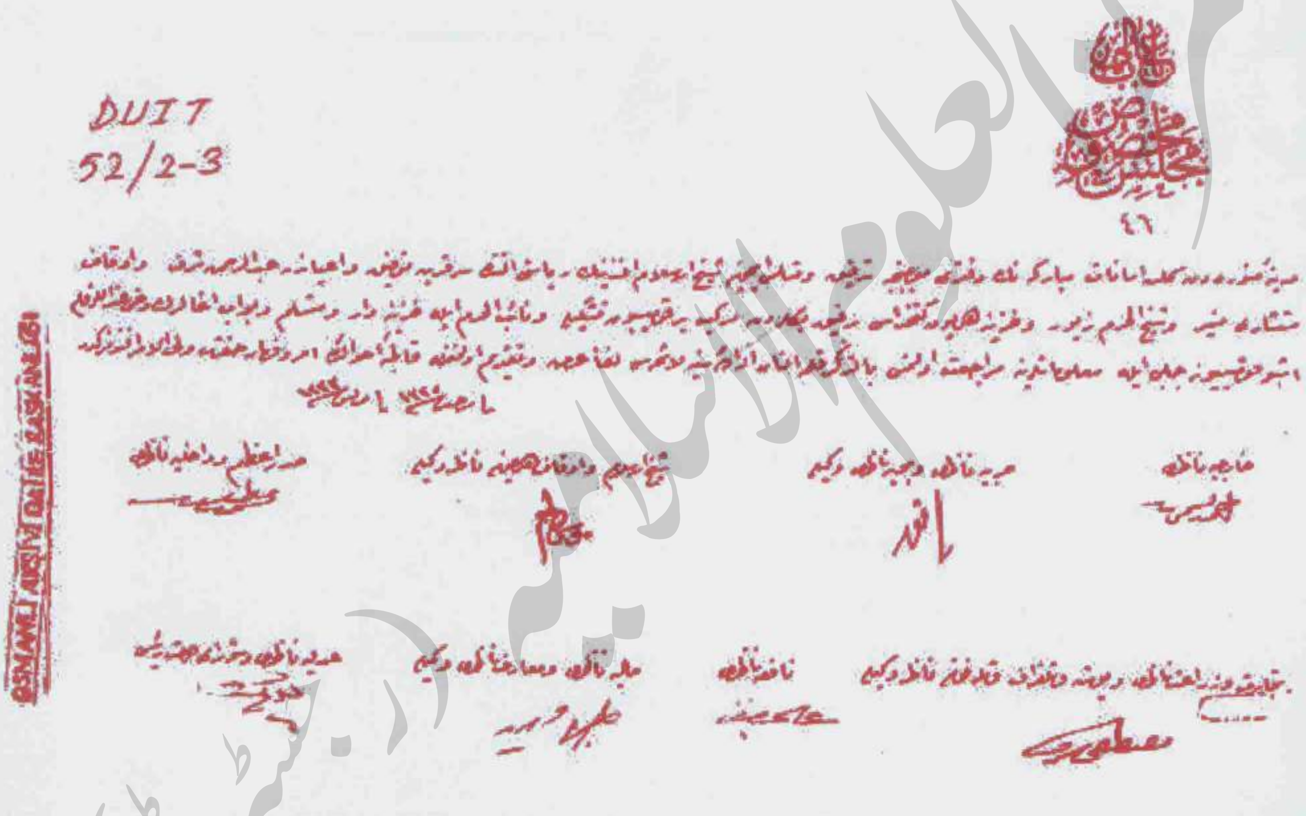

# بلند دروازہ

خاص مجلس

نمبر:۴۶

مدینہ منورہ سے آئی ہوئی امانات مقدسہ کی نگرانی کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی جاتی ہے۔اس کمیٹی کی سربراہی شیخ الاسلام صاحب کریں گے۔اوراس کے ممبران بادشاہ کے رفیق توفیق افندی عبدالرحمٰن شرف بیگ اس کے بڑے لوگوں میں سے۔مشیر کار ہمایونی منیر بیگ،شیخ حرم زیور،خزانچی رفیق بیگ مگر کام کریں گے حرم کے نائب کی رائے کے مطابق۔ضرورت کے وقت ان بزرگوں کی ترکی (استنبول) میں حاضری لازمی ہوگی۔

رجب ۱۳۳۵ھ مئی ۱۳۳۳ رومی

رئیس اعظم اور وزیر داخلہ

وزیر جنگ اور بحری وزیر کا سربراہ

وزیر تجارت وزراعت اور ٹیلی گرام ڈاک و ٹیلی فون

وزیر کارہائے عامہ

وزیر مالیات و وزیر معارف

وزیر عدل ورئیس مجلس شوریٰ

www.waseemziyai.com

# بلند دروازہ

صدارت عظمی کمیٹی

آمدی دیوار ہمایونی

نمبر: ۴۶

## شاہی حکم نامہ

مدینہ منورہ سے آنے والی امانات مقدسہ کی نگرانی کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ جس میں نگرانی سے متعلق جملہ تدقیق لازم کا اجراء مرکزی دفتر کے مطابق ہوگا۔ اس میں صدارت شیخ الاسلام کی ہوگی اور ممبر شپ میں توفیق آفندی اور عبدالرحمٰن شرف بیگ سر براہوں میں سے ہوں گے۔ اوقاف ہمایونی کا مشیر کارمنیر بیگ اور شیخ حرم زیور اور خزانچی رفیق بیگ ہوں گے۔

اس شاہی فرمان کا نفاذ مجلس عاملہ کرے گی۔

۲۵ رجب ۱۳۳۵ھ/ ۷ امئی ۱۳۳۳ رومی

محمد رشاد

وزیر خارجہ

صدر اعظم اور وزیر داخلہ

وزیر تجارت وزراعت اور وزیر ٹیلی گرام وڈاک خانہ وٹیلی فون

وزیر عدل اور رئیس مجلس شوریٰ

وزیر جنگ اور وزیر بحر

وزیر کار ہائے عامہ

وزیر مالیات ووزیر معارف

www.waseemziyai.com

Dosya usulü İradeler tasnifi

( DUIT )

52 / 2-3

DUIT
52/2-3

نومرو

[illegible] حضرت عثمان ذی النورین رضی الله تعالی عنه افندیمز حضرتلرینک خط کوفی ایله [illegible] تحریر [illegible]
دال قرائت [illegible] کبیر مصحف شریف .

[illegible] کوفی [illegible] فاتحهٔ شریفه [illegible] کوفی کبیر مصحف شریف .

[illegible] . . . کوفی خط ایله اوسط قطعه مصحف شریف .

[illegible] مصحف شریف [illegible]
[illegible] .

[illegible] قطعه مصحف شریف [illegible]
[illegible] .

[illegible]
[illegible] اجزاء شریفه [illegible]
[illegible] .

[illegible]
[illegible] اجزاء شریفه [illegible]

[illegible] اجزاء شریفه
[illegible] .

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] .

[illegible] « شفاعت یا رسول الله [illegible] » [illegible]
[illegible] .

[illegible] « [illegible] یا رسول الله [illegible] » [illegible] « [illegible] »
[illegible]
[illegible] « شفاعت یا رسول الله [illegible] » [illegible] .



www.waseemziyai.com

# امانات مبارکہ کی لسٹ جو حرم نبوی شریف مدینہ منورہ کی طرف سے استنبول مرمت کے لیے آئی

| سلسلہ وار نمبر | امانت کی کیفیت |
|---|---|
| ۱/۱ | حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مصحف (قرآن کریم) جس میں آپ تلاوت کرتے تھے۔ جس کو آپ نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔ جس کا خط کوفی ہے۔ حجم بڑا ہے اور ہرن کی کھال پر لکھا گیا ہے۔ |
| ۲/۲ | مصحف شریف مجموعہ کی شکل میں۔ کوفی خط، بڑی سائز، سورۂ فاتحہ دس اوراق میں، سورۂ بقرہ سے ثلث خط میں، کاتب کا نام غیر موجود، مخملی خول میں۔ |
| ۳/۳ | مصحف شریف مجموعہ کی شکل میں، کوفی خط، درمیانی سائز، سبز مخملی خول میں۔ |
| ۴/۴ | مصحف شریف چھوٹی سائز محمد امین وہبی کا لکھا ہوا۔ سنہری حروف، دباغت دی گئی بکری کی کھال پر، چاندی کے بستہ میں، اس پر تاریخ سن ۱۲۶۶ھ درج ہے۔ دیوان ہمایوں میں سابق ابن مترجم کا وقف کردہ۔ |
| ۵/۵ | مصحف شریف چھوٹی سائز، شعبان بن محمد کا لکھا ہوا۔ چاندی سے منقش، چاندی کے بستہ میں۔ اس پر درج تاریخ سن ۱۰۴۴ھ خورشید آفندی کا وقف کردہ، مدینہ منورہ کے بحریہ کے سابق وزیر۔ |
| ۴۷/۶ | مصحف شریف کے تیس پارے، خط نسخ مجوّد میں، علی بغدادی کا لکھا ہوا، سورتوں کی ہیڈنگ، اول و آخر صفحہ مزین، آیات کا نشان فصل، عمدہ نقش ونگاری کا مرقع، حاشیہ میں قاضی بیضاوی کی تفسیر، قرأت سبعہ کے اشاروں کے ساتھ، ہر صفحہ پر سات لائن امیر حج کتخدا عبدالرحمٰن قازداعلی کا وقف کردہ۔ |
| ۴۸/۷ | مصحف شریف کے تیس پارے، خط نسخ میں، علی رختوان کا لکھا، سورتوں کا عنوان اور اول و آخر صفحہ منقش و مزین، آیتوں کا علامت وقف (فصل) سونے سے مزین، حاشیہ میں قرأت سبعہ، ہر صفحہ پر نو لائن لکھاوٹ، یہ نسخہ بھی مذکورہ امیر الحج کا وقف کردہ۔ |
| ۵۱/۸ | مصحف شریف کے تیس پارے، خط نسخ مجوّد میں، علی رختوان کے ہاتھ کا لکھا، سورتوں کا عنوان اور اول و آخر صفحہ منقش و مزین، آیتوں کا نشان فصل سونے سے مزین، ہر صفحہ پر نو لائن، امیر الامراء ابراہیم کتخدا کا وقف کردہ۔ |
| ۸۳/۱۰/۴۱ | مصحف شریف، مصطفیٰ ددہ بن احمد شہر کے خط کا، اس کا پہلا صفحہ، سورتوں کی ابتداء، حزبوں کے اشارے اور آخری صفحہ سنہری نقوش سے مزین، فارسی طریقہ پر، پرانے ماڈل کی جلد سازی، سونے کے ابھرے گلاب اور ان میں نگینہ، اس مصحف کے بستہ کا غلاف |



www.waseemziyai.com

تیرانوے چھوٹے بڑے سرخ یاقوت سے بنا بتیس سبز زمرد جڑا، جلد سونے کی، جلد کی دوسری جانب تیس سرخ یاقوت کے ٹکڑے، درمیان میں سونے کی تزئین کاری، چار سبز زمرد کے ٹکڑوں کے ساتھ، بستہ کا اندرونی غلاف، نقش ونگار سے مزین، اس کے اوپر سونے کی ایک تختی پر لکھا ہوا تھا، خادم الاسلام جنگی امور کا نگراں انور پاشا نے وقف کیا۔ صرف اس کا بستہ تین ہزار لیرہ (عثمانی دور) کا ہے۔

اس مصحف کا رحل بھی ہے جو چاندی سے قلعی کیا گیا ہے۔ آٹھ اوقیہ اس کا وزن ہے۔ اس پر مذکورہ بادشاہ کا نام کندہ ہے۔ رحل پر تین تختیاں ہیں۔

پہلی تختی اوپر ہے، جس پر لکھا ہے: ''شفاعت یا رسول اللہ! شفاعت سلطان احمد بن محمد خاں کی'' اس تختی کے بیچ میں ایک چوکور ہیرا چمکتا ہوا جڑا ہے۔ دوسری تختی درمیان میں ہے۔ اس پر سنہرے دائرے میں لکھا ہے ''دستور یا رسول اللہ!'' اور نیچے سلطان احمد بن محمد خاں کا نام لکھا ہے۔ اس تختی کے بیچ میں بھی دو ہیرے ہیں ایک بیضوی اور دوسرا چوکور (مربع) بیضوی کی پشت پر لکھا ہے ''شفاعت یا رسول اللہ''، تیسری تختی چاندی کی میڈل کی طرح۔ دوسری تختی سے پیوست اس کے بیچ میں بادام کی طرح کا ہیرے کا ٹکڑا۔ اور اسی کے اردگرد چنے سے تھوڑا چھوٹا یاقوت کے چودہ دانے، پھر اس یاقوت کے بغل میں چودہ دانے چنے برابر ہیرے کے ٹکڑے، پھر اس سے متصل بھی چھوٹے چھوٹے پندرہ مختلف شکل کے چھرہ برابر ہیرے۔

چوتھی تختی محراب نما تھی۔ جس پر عمانی پتھر تھا، اس کی لمبائی میں یہ عبارت درج تھی ''اس مقدس مقام میں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، شفاعت یا رسول اللہ''، تمھارا بندہ سلاح دار پاشا۔ ۱۰۳۶ھ تختی کے اوپر یاقوت کے چودہ ٹکڑے اور ایک ہیرا جڑا ہے۔

۱۱/۲ ہیروں سے مزین ایک تختی جس پر کلمہ توحید نقش ہے۔ یہ تختی عادلہ سلطان، سلطان محمود ثانی کی بیٹی اور سابق صدر اعظم محمد عاطف پاشا کی زوجہ کی وقف کردہ ہے۔

۱۲/۳ بیضوی شکل کا سونے کا طغریٰ، اس کی زمین سرمئی رنگ کی، قیمتی پتھروں سے مزین اس کے اندر محمود ثانی عبد الحمید لکھا ہوا۔ اس کو لٹکانے کے لیے اس میں سونے کی زنجیر جس میں پینتالیس ہیرے جڑے ہیں۔ سلطان محمود خان ثانی نے اس کو وقف کیا۔

۱۳/۵ سونے کا طغریٰ سبز سرمئی زمین کے ساتھ، بیضوی شکل کا قیمتی پتھروں سے مزین، اس پر سلطان سلیم کا نام لکھا ہوا، لٹکانے کے لیے سونے کی زنجیر، ترپن ہیروں سے مزین سلطان سلیم خاں ثالث نے وقف کیا۔

۱۴/۵ چھ کونہ زمرد کا طغریٰ دونوں کناروں پر سونے کا ہاتھ اور ہیرے جڑے ہیں بیچ میں قبہ نما بڑا ہیرا۔ آویزاں کرنے کے لیے سونے کی زنجیر، زنجیر کے اوپری حصہ میں یاقوت، نچلے حصہ میں اکاون ہیروں کے ٹکرے۔ اس کے اطراف میں مندرجہ ذیل عربی شعر لکھا ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

آپ کی عنبری مٹی سیسہ پگھلا دے گی۔ اور جو آپ کے مرقد مبارک (قبر) کی طرف نظر کرے، اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں،



www.waseemziyai.com

امید کہ ان کے ذریعہ شفاعت نصیب ہوگی۔ اور رحمت الٰہی کا نزول ہوگا۔
اس روضہ مبارک کے مکین پر ہزاروں درود و سلام نازل ہو۔ یہ طغریٰ سلطان مصطفیٰ خاں بن احمد کا ہدیہ کردہ ہے۔

۱۶/۷ طغریٰ سونے کے ڈھکن کے ساتھ، روزا پتھر سے مزین اس پر ایک شعر لکھا ہے ڈھکن پر زمرد کا ایک گول ٹکڑا، سونے سے گھیرا ہوا۔ ڈھکن کے نچلے حصہ میں زمرد کا چھ کونہ ایک بڑا ٹکڑا اس کے نیچے اسی جیسا ایک دوسرا اسی سے تھوڑا چھوٹا ٹکڑا، چاروں طرف روزا پتھر کا جڑاؤ۔ بیچ میں چھوٹے بڑے موتی۔ آویزاں کرنے کے لیے سونے کی زنجیر (شعر)
اے وہ قبر! جس سے اصفیاء کے قلوب وابستہ ہیں۔ اور جس سے نورانی کرنیں (تجلی) پھوٹتی ہیں۔ یہ چمکتے موتی سلطان عبدالمجید خان نے روضۂ انور کے لیے ہدیہ کیا ہے۔

۱۷/۸ تختی شکل کا طغریٰ، تین عدد، بڑی سائز کا، ان میں ایک لمبا، دو مثلث، تینوں زمرد سے مرصع، موتی جڑے، نگینہ و ہیرے سے آراستہ بغیر زنجیر کے۔

۱۸/۹ جھنڈے کے شکل کا طغریٰ ایک کنارہ سونے کا دوسرا چاندی کا، قیمتی پتھروں اور موتیوں سے آراستہ بیچ میں پانچ بڑے جوہر، چاندی کی زنجیر۔

۱۹/۱۰ مچھلی شکل کا طغریٰ، گلاب کی طرح سونے سے ملمع انڈین بناوٹ کا، اس کے بیچ میں لعل بدخشاں، اوپر چھوٹا جوہر نیچے چھوٹا جوہر اور ان سب کو کیربی نام کا یاقوت گھیرے ہوئے۔ پھر یاقوت کے نیچے زبرجد اور زمرد کے پانچ ٹکڑے۔ فیروز کا ایک ٹکڑا اور لعل بدخشاں کے بارہ ریزے، روزا کے تین ٹکڑے نیچے ایک قطار میں زبرجد اور فیروز۔ اسی طرح اوپر بھی۔

۲۰/۱۱ قدیم زمانے کا سونے کا پانی چڑھا تاج، یاقوت کے چالیس ٹکڑوں زمرد کے بیس، موتی کی دو لڑیاں اور بیچ میں بڑے زمرد کے ٹکڑے سے مزین۔

۲۲/۲۱۳ چاندی کا قندیل لٹکانے کا ہینگر، نیچے سے کھلنے کی کھڑکی، گلاب کے پھول کی شکل کا قیمتی پتھروں سے مزین لٹکانے کے لیے زنجیر کے ساتھ نافذ پاشا کی بیوی محترمہ نوری کا ہدیہ کردہ۔

۲۳/۱۴ قندیل لٹکانے کے لیے چاندی کا ہینگر، نیچے سے کھلنے والا، گلاب کی شکل کا، قیمتی پتھروں سے مزین لٹکانے کے لیے، زنجیر کے ساتھ، نافذ پاشا کی بیٹی محترمہ فاطمہ کا ہدیہ کردہ۔

۲۴/۱۵ قندیل لٹکانے کے لیے سونے کا ہینگر، قیمتی پتھروں سے آراستہ، اڑتیس چھوٹے بڑے گلاب زنجیر کے ساتھ، سلطان محمود خان کا ہدیہ کردہ۔

۲۵/۱۶ قندیل لٹکانے کے لیے سونے کا ہینگر۔ بلوری قندیل شکل کا چھ نگینوں اور قیمتی پتھروں سے مرصع، سلطان سلیم خاں ثالث کی ماں مہرشاہ سلطان کا ہدیہ۔

www.waseemziyai.com

۲۶/۱۷ قندیل لٹکانے کے لیے سونے کا ہینگر، زمرد، یاقوت، ہیرے اور دیگر قیمتی پتھروں سے آراستہ، زنجیر سونے کی۔

۲۷/۱۸ قندیل لٹکانے کے لیے سونے کا ہینگر، یاقوت، ہیروں سے مزین، غلاف بھی سونے کا اس پر پچپن موتی کا جڑاؤ، موتیوں کی زنجیر۔

۲۸/۱۹ قندیل لٹکانے کے لیے سونے کا ہینگر، دونوں کنارے زمرد کے اور بیچ میں تین ٹکڑے چھوٹے زمرد کے زنجیر سونے کی۔

۲۲/۲۰ چاندی کا ہینگر، دو قطار روزا پتھر سے آراستہ، پہلی لائن میں چھتیس اور دوسری لائن میں بارہ پتھر تھے۔ زنجیر کے ساتھ۔

۲۰/۲۱ چاندی کا ہینگر، ہیرے کی دو زنجیریں لگیں، مختلف پتھروں سے مزین۔

۳۲/۲۳ جھومر لٹکانے کا ہینگر، بعض زمرد اور یاقوت کے نگینوں سے آراستہ، منہ چاندی کا اور بیچ سونے یاقوت اور زمرد سے آراستہ و پیراستہ۔ سلطان احمد خاں ثالث کا ہدیہ۔

۳۴/۲۵ قندیل لٹکانے کا ہینگر، نیچے سے کھلنے والا، مختلف گلابوں کے ساتھ سونے کی تین دھاری زنجیر۔

۳۶/۲۷ سونے کا ہینگر قندیل کے لیے۔

۲۷/۲۸ چھوٹا سا سونے کا ہینگر قندیل کے لیے، سونے کی زنجیر کے ساتھ۔

۸۴/۵۵ قندیل آویزاں کرنے کے لیے خالص سونے کی پچہتر زنجیریں، سلطان محمد خاں ثالث کا ہدیہ۔

۳۶/۵۶ بڑا گلاب تین قسم کے ہیروں سے مرصع، اس کے ساتھ دو زنجیریں محمد علی پاشا والی مصر کی زوجہ زیبا کا ہدیہ۔

۴۰/۵۷ بڑا گلاب چار قسم کے ہیروں سے مزین اس کے اوپر ڈھائی قیراط کا پتھر، سلطان محمود خاں ثالث کی بیوی محترمہ خوشیار قادین کا ہدیہ۔

۴۱/۵۸ روزا پتھر سے مزین گلاب، عبدالعزیز بیگ کی بیوی محترمہ فاطمہ کا ہدیہ۔

۴۲/۵۹ گول شکل کا گلاب، نو چاندی کی شاخوں والا، روزا پتھر سے مزین نافذ پاشا کی بیوی نورس خاتون کا ہدیہ۔

۴۳/۶۰ چاندی کے اسٹینڈ پر ہیروں سے مزین گلاب، عباس پاشا کی ماں کا ہدیہ۔

۴۴/۶۱ انڈین ہیروں سے مزین گلاب، بیچ میں زمرد اور موتیوں کا جڑاؤ، اوپری سطح یاقوت سے مرصع، حاکم ہند بیگم کا ہدیہ۔

۵۴/۶۲ سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صدوق پر لٹکانے کے لیے زمرد کا ایک بڑا ٹکڑا۔ چاروں طرف سے چار پتے، دستہ سونے کا، اس پر پچیس قیراط کا لندنی ہیرا حرم ہمایونی کی خزانچی محترمہ شمس خاتون کا ہدیہ۔

۴۶/۶۴ ڈھائی قیراط ہیرے کا گلاب، روزا پتھر کے چھیاسٹھ ٹکروں سے مزین، سیدہ فاطمہ زہراء کی صندوق میں محفوظ ہے۔

۴۸/۶۵ سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صندوق پر آویزاں کرنے کے لیے سونے کا گلدستہ۔

۴۹/۶۶ زیور جس پر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نوشتہ، لندنی ہیروں سے مزین، چاندی کا گول دائرہ، موتی ستارہ نما آراستہ، سلطان محمود خاں ثانی کی زوجہ محترمہ نوفدان خانم کا ہدیہ۔

۵۰/۶۷ مرجان کی تسبیح مرکزی دانہ سونے کا، اس کے پتھروں کی تعداد پانچ سو دانے۔

۵۱/۶۸ مرجان کی تسبیح بغیر مرکزی دانے کے۔ موتیوں کی تعداد تین سو پنچانوے دانے۔

۵۲/۶۹ مرجان کی تسبیح دانوں کی تعداد ترانوے۔

۵۳/۷۰ موتیوں کی تسبیح زمرد کے دانوں کی، مرکزی دانہ اور دو نشانیوں کے ساتھ پورے سو دانے۔

۵۴/۷۰ عنبر کی تسبیح مرکزی دانہ اور دو نشانیوں کے ساتھ، اس کا سرا چاندی سے مخلوط اس کے دانوں کی تعداد سو۔

۵۵/۷۲ قرآن کریم رکھنے کا سونے کا بستہ، یاقوت و فیروز سے مرصع۔

۵۶/۷۳ قرآن کریم رکھنے کا سونے کا بستہ، یاقوت و فیروز سے مرصع صادق پاشا کا ہدیہ۔

۵۷/۷۴ قرآن کریم رکھنے کا سونے کا چھوٹا بستہ، موتیوں اور یاقوت و فیروز سے مرصع۔

۵۸/۷۵ قرآن کریم رکھنے کا سونے کا چھوٹا بستہ، فیروز و یاقوت کے پتھروں سے مزین۔

www.waseemziyai.com

۷۶/۹۰ بستہ کے اندر چاندی کا رحل، چوکیدار رئیس عمر آغا کا ہدیہ ۱۲۳۱ھ

۸۷/۵۹ مکھی پروف ڈھکن سونے کا پانی چڑھا، اس پر یاقوت وزمرد کے پتھروں کی تزئین کاری۔

۸۱/۶۰ تلوار چاندی چڑھی، دستہ ٹوٹا، دہائیوں کے زمانہ سے باقی۔

۸۲/۶۱ مشرقی بناوٹ کی تلوار، اس پر سورۂ نصر لکھی ہوئی اور آیت کریمہ ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ...﴿1﴾﴾ لکھا ہوا، اس کا دستہ چاندی کا۔

۸۴/۶۲ عطردان سونا چڑھا۔ اس کا سرا اور پایہ ہیروں سے مرصع۔ دوعدد

۸۵/۶۳ سونے کا عطردان، اس کا سر اور بیچ کا حصہ ہیروں سے مرصع۔ سلطان محمود خاں ثانی کی اہلیہ خوشیار قادین کا ہدیہ۔

۸۶/۶۴ سونے کا عطردان، چار پایوں والا، نقش ونگار اور ہیروں سے مرصع، یہ بھی مذکورہ خاتون خوشیار قادین کا ہدیہ۔

۸۷/۶۵ لوبان کا ڈبہ، اس کا ڈھکن بارہ ہیروں سے مزین، چاروں طرف سے ہیرے جڑے ڈھکن کے پیچھے شاہی محل (استنبول) کا فوٹو، مذکورہ خاتون کا ہدیہ۔

۸۸/۶۶ عطردان، لوبان دان اور ایک تسبی مختلف رنگوں کی۔ والی مصر الہامی پاشا ابن عباس پاشا کی ماں کا ہدیہ۔

۸۹/۶۷ سونے کا عطردان اور لوبان دان بغیر ڈھکن کا خدیجہ سلطان کا ہدیہ۔

۹۰/۶۸ لوبان دان اور عطردان، اناناس کے پتوں سے مزین ۲ عدد والی مصر عباس پاشا کا ہدیہ۔

۱۲۰/۷۱ لوبان سلگانے کے لیے سونے کی بالٹی ۳ عدد۔

۱۲۶/۷۲ عطردان سونے کا ہندوستانی ہیروں سے مزین اوپری سرے پر زمرد اور یاقوت کے پتھروں سے مزین حاکم ہند بیگم کا ہدیہ۔

۱۷۶/۷۴ سونے کا لوبان دان، انڈین بناوٹ کا دوعدد۔



www.waseemziyai.com

۷۶/۱۲۹ سونے کا شمع دان اور ایک دستر خوان نیچے چھڑا، سلطان عبدالمجید خان کی ماں کا ہدیہ۔

۷۷/۱۸۰ سونے کا محراب نما شمع دان ۲ عدد، والی مصر محمد علی پاشا کا ہدیہ۔

۷۸/۱۸۱ سونے کی چادر اور شمع دان ۶۲۸۰ ہیرے کے ٹکڑوں سے مزین۔
شمع دان دو عدد، سونے کی شمع دو عدد، شمع دان کے لیے طبلہ سونے کا ۲ عدد۔ سلطان عبدالمجید خان کا ہدیہ۔

۷۹/۲۰۶ شمع کا دستہ سونے کا چھوٹا بڑا ۴۱ عدد۔

۸۰/۲۹۳ لوبان دان سونے کا ہیروں سے منقش، عود رکھنے کی جگہ چاندی کی سلطان عبدالمجید خان کی بیٹی جمیلہ سلطان کا ہدیہ۔

۸۱/۲۹۵ زمرد اور موتیوں سے مزین ہینگر، درمیان میں ''اللہ'' اور ''محمد'' ''فاطمہ'' ''حسن'' اور ''حسین'' لکھا ہوا۔ سلطان محمد خان ثانی کی بیٹی عادلہ سلطان کا ہدیہ۔

۸۹/۳۷۰ ستارہ نما چھوٹا ہینگر۔

۸۷/۳۷۱ اسی طرح کا دوسرا ہینگر۔

۸۸/۳۷۲ اسی طرح کا تیسرا ہینگر، ان تینوں کا پتھر ایک دوسرے سے جداگانہ۔

۸۶/۳۷۳ تلوار کا ٹکڑا، سونے سے اس پر یہ عبارت لکھی ہوئی ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، لَا فَتَى إِلَّا عَلِيٌّ ، لَا سَيْفَ إِلَّا ذُو الْفِقَارِ'' اور اسی کے دستہ پر ''محمد رسول اللہ'' لکھا ہوا۔ اس کے ساتھ کچھ ترکی زبان میں اشعار لکھے ہوئے، لوہے کی نیام سونے کا پانی چڑھا، سونے سے مزین، اس کے نیچے میں یہ عبارت لکھی ہوئی ''من بوابی الحجرۃ المعطرۃ عنبر آغا صالح''
محراب کا شمع دان سونے کا دو عدد، سونے کا طبلہ دو عدد، سلطان محمود خان ثانی کا ہدیہ۔

www.waseemziyai.com

تصویر: رسول پاک ﷺ کی بردہ شریف کے لیے صندوق جو سولہویں سدی عیسوی میں بنایا گیا۔

حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف منسوب صندوق جو لکڑی کا بنا ہوا ہے۔ اس کی لمبائی چوڑائی (حجم) تقریباً ۲۲×۱۶×۲۰ سینٹی میٹر ہے۔

ضیاء بخشی ترے سرکار کی عالم پہ روشن ہے
مہ و خورشید صدقہ پاتے ہیں پیارے تیرے در کا
(حضور مفتیٔ اعظم ہند نوریؔ)



www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

تصویر: چمک دار ستارہ

www.waseemziyai.com

تصویر: آب گلاب کا چھڑکاؤ کرنے کے لیے
شیشی کرسٹل کی بنی سونے اور یاقوت وزمرد سے
مرصع۔ مسجد نبوی شریف سے ٹاپ کاپی (ترکی)
کے محل میں منتقل ذخائر کا حصہ۔

تیرے صدقے مجھے اک بوند بہت ہے تیری
جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا

(حضرت رضا بریلوی)

www.waseemziyai.com

تصویر: پیتل کا جھومر، سونے، چاندی اور قیمتی پتھروں سے مزین، مقصورہ کے اندر حجرۂ نبوی کے گرد آویزاں۔

کہاں اس کوشک جان جناں میں زر کی نقاشی
ارم کے طائر رنگ پریدہ کی نشانی ہے

(حضرت رضا بریلوی)

تصویر: سینکڑوں ہیرے جواہرات اور قیمتی موتیوں والا سونے کا جھومر۔
سلطان مصطفیٰ ثالث کا مسجد نبوی شریف کے لیے تحفہ۔ ٹاپ کاپی کے محل (ترکی) میں محفوظ۔

یہ جھوما میزاب زر کا جھومر کہ آرہا کان پر ڈھلک کر
پھوہار برسی تو موتی جھڑ کر حطیم کی گود میں بھرے تھے

(حضرت رضاؔ بریلوی)



www.waseemziyai.com

مسجد نبوی شریف مدینہ منورہ سے اکثر تبرکات ترکی کس طرح منتقل ہوئے اس کا ذکر گزر چکا۔ اب یہاں مسجد سیدنا امام حسین قاہرہ، مصر کا کچھ تذکرہ کیا جاتا ہے جہاں بہت سے تبرکات موجود ہیں۔

مورخین اور سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ یہ تبرکات بنی ابراہیم (ینبع) کے پاس تھے۔ انھوں نے یہ چیزیں اپنے آباء و اجداد سے میراث میں پائیں۔ ساتویں صدی ہجری میں بنو ابراہیم سے یہ تبرکات وزیر مصری صاحب تاج الدین نے خرید لیا۔ اور ساحل نیل پر ایک سرائے بنوا کر مصر منتقل کیا۔ جو بعد میں ''رباط الآثار'' کے نام سے مشہور ہوا۔ ابن دقمان نے اس کا نام ''رباط صاحبی تاجی'' رکھا اور اس وقت اس کا نام ''اثر النبی'' ہے۔

مقریزی نے اپنی کتاب ''خطط'' میں اس رباط کی تفصیل کچھ یوں بیان کی ہے:

یہ رباط مصر سے باہر برکت الحبش کے قریب نیل کے ساحل پر تھا۔ اس کو رباط الآثار بھی کہا گیا۔ کیوں کہ اس میں ایک لوہے اور لکڑی کا ٹکڑا تھا۔ کہا گیا کہ وہ آثار نبوی سے ہیں۔ جن کو صاحب تاج الدین نے ساٹھ ہزار چاندی کے درہم کے عوض بنی ابراہیم سے خریدا تھا۔ اور اسی رباط میں منتقل کیا تھا۔ جو پندرہویں صدی عیسوی تک یہیں رہے۔ یہاں برابر لوگوں کی بھیڑ رہتی۔ برکت حاصل کرنے کے لیے لوگ دور دور سے آتے تھے۔

بادشاہ اشرف شعبان بن قلاوون نے اپنے زمانہ حکومت میں وہاں شافعی مفتیوں کو درس و تدریس کے لیے مقرر کیا۔ ان کا وظیفہ مقرر کیا۔ ملک ظاہر برقوق نے اپنے زمانہ حکومت میں وہاں پل بنانے کے لیے ایک زمین وقف کی۔ جو رباط سے متصل ہے۔ اس رباط میں کتابوں کی ایک الماری بھی ہے اس مقام کی زیارت جب امام جلال الدین بن خطیب دمشقی نے کی تو وہاں چند اشعار کہے جن کا بعض یہاں ذکر ہے:

يَـــا عَيْـــنُ إِنْ بَـــعُـــدَ الْــحَـبِيْــبُ وَ دَارُهُ

وَ نَـــائَـــتْ مُـــرَابَـــعَـةٌ وَشَــطَّ مَــزَارُهُ

اے میری آنکھ! اگر چہ وہ حبیب اور اس کا دیار دور ہے اور اس کی مزار پاک اور اس کا روضہ تجھ سے دور ہے۔

فَـلَكَ الْهَـنَـــا فَـلَـقَـدْ ظَـفِـرْتِ بِـطَـائِلَ

إِنْ لَــمْ تُـــرِيْـــــهِ فَهٰـــذِهِ آثَـــارُهُ

لیکن تیری خوش قسمتی ہے کہ تو بہت تبرکات سے بہرہ مند ہوا۔ گر چہ تو نے انھیں نہیں دیکھا، لیکن یہ آثار تو انھیں سے منسوب ہیں۔

تیرہویں صدی ہجری میں جبرتی نے ہمیں خبر دی کہ رجب ۱۲۲۴ ہجری میں خواجہ محمود حسن بزرجان پاشا نے آثار نبوی کی مسجد اور محل تعمیر کرنے اور مرمت کرانے کا حکم دیا، اور اس کو اسی پرانی شکل پر نئی کر دی گئی۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ذکر کیا کہ یہ آثار شریفہ رباط سے اس وقت نکال کر منتقل کیے گئے جب اس کی عمارت شق ہو گئی۔ ان کو صندوق میں رکھ کر اس کو خوشبو سے بسا کر لوگ درود و سلام کا ورد کرتے ہوئے لے کر چلے اور قبہ غوری میں سن دس ہجری میں پہنچا دیا۔ تین صدی تک یہ آثار یہیں رہے۔ اس کے بعد یہاں سے مسجد زینی منتقل کیے گئے مگر وہاں تھوڑے دن ہی رہے۔ اس کے بعد وہاں سے قاہرہ قلعہ میں منتقل کیے گئے ۱۳۰۴ھ تک یہیں محفوظ رہے۔ اس کے بعد دیوان عموم اوقاف منتقل کیے گئے۔



www.waseemziyai.com

۱۳۰۵ھ میں سرائے عابدین میں منتقل کیے گئے۔ اس کے بعد خدیو توفیق نے حکم دیا کہ ان کو مسجد حسین میں منتقل کیا جائے۔ لہٰذا وہاں مشرقی جانب قبلہ کی دیوار میں ایک خوبصورت الماری تیار کر کے اسی میں رکھا گیا۔

کچھ دنوں تک یہ آثار الماری میں رہے اس کے بعد خدیو بادشاہ نے ایک مستقل کمرہ بنانے کا حکم دیا۔ ۱۳۱۱ھ میں آثار نبوی کے لیے یہ کمرہ تیار ہو گیا۔ اور اس میں الماری سمیت یہ آثار رکھ دیے گئے۔

وہ الماری آبنوس اور اخروٹ کی لکڑی کی بنی ہے اور اس پر ہاتھی کے دانت سے یہ آیت کریمہ لکھی ہے" إِنَّ اللّٰـهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا "

اس حجرہ میں دو دروازے ہیں۔ ایک صحن مسجد میں کھلتا ہے اور دوسرا اس حجرہ کے اندر۔

اس آثار مبارکہ میں مندرجہ ذیل اشیاء ہیں:

قمیص مبارک کا ٹکڑا، سرمہ لگانے کی سلائی، کمان کا حصہ، ڈاڑھی شریف کے دو بال، سیدنا عثمان بن عفان اور سیدنا علی بن ابی طالب کے ہاتھ کا لکھا ہوا مصحف شریف بھی یہاں ہے۔ جو خط کوفی میں ہیں۔

تصویر: "آثار رسول اللہ" نام کی کتاب جو خالد مصطفیٰ نے لکھی ہے اس سے لی گئی تصویر۔ عمامہ، جبہ، اور عصا شریف

www.waseemziyai.com

# نبوی ذخائر

امام طبرانی اور امام ہیثمی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے مندرجہ ذیل اشیاء تھیں:

- ★ ایک تلوار جس کا دستہ و قبضہ چاندی کا تھا، اس کا نام ذوالفقار تھا۔
- ★ ایک کمان جس کا نام سداد تھا۔
- ★ ایک ترکش جس کا نام جمع تھا۔
- ★ پیتل کی زرہ جس کا نام ذات الفضول تھا۔
- ★ ایک چھوٹا نیزہ جس کا نام نبعاء تھا۔
- ★ ایک ڈھال جس کا نام ذفن تھا۔
- ★ ایک سفید ڈھال جس کا نام موجز تھا۔
- ★ ایک ادہم گھوڑا جس کا نام سکب تھا۔
- ★ ایک دراز گوش (خچر) جس کا نام دُلدُل تھا۔
- ★ ایک اونٹنی جس کا نام قصواء تھا۔
- ★ ایک گدھا جس کا نام یعفور تھا۔
- ★ ایک بستر جس کا نام کر تھا۔
- ★ ایک بکری جس کا نام نمر تھا۔
- ★ ایک چھوٹی ڈونگی (چھاگل) جس کا نام صاور تھا۔
- ★ ایک آئینہ جس کا نام مرأۃ تھا۔
- ★ ایک قینچی جس کا نام جامع تھا۔
- ★ ایک سوکھی ہوئی شاخ (عصا) جس کا نام مشوق تھا۔

www.waseemziyai.com

# رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خطوط بادشاہوں کے نام

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے متعدد بادشاہوں کے پاس خطوط روانہ کیے۔ جن میں ان کو اسلام کی دعوت دی۔ ان خطوط کی عبارت اور ان کو لے کر جانے والے اور جو کچھ اس کے بعد پیش آیا اس کا اکثر ذکر کتب سیرت اور مسانید میں ہے۔ اور وہ خطوط بعینہ ان بادشاہوں کے میوزیم میں محفوظ ہیں:

ان خطوط کی فوٹو کاپی بہت سی کتابوں میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ خاص کر مصر، ترکی، شام، فلسطین، مغرب اور ہندوستان میں۔ اس کتاب کے اندر بھی بہتر تصویر پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

## نجاشی بادشاہ حبشہ کے نام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خط کی عبارت

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قاصد صحابی جلیل حضرت عمرو بن امیہ ضمری تھے جنھوں نے خط پڑھا اور ایمان لائے۔

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت رحم کرنے والا مہربان، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے شاہ حبشہ نجاشی کے نام۔

ہدایت یافتہ پر سلام

امابعد، میں تمھارے سامنے اس اللہ کی حمد وثنا بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ملک ہے، قدوس ہے، سلام ہے، مومن ہے، مہیمن ہے۔ اور میں گواہ دیتا ہوں کہ عیسیٰ بن مریم اللہ کے روح اور کلمہ ہیں جو مریم پاک باز وعفت مآب میں پھونکے گئے اور وہ عیسیٰ سے حاملہ ہوگئیں پھونک کی وجہ سے جیسے کہ آدم کو اپنے دست قدرت سے بنایا۔ میں تمھیں ایک اللہ کی طرف بلاتا ہوں جس کا کوئی شریک نہیں اور موالات اسی کی طاعت میں ہے۔ تو میری اتباع کر، مجھ پر جو چیز آئی اس پر ایمان لا، بے شک میں اللہ کا رسول ہوں، تمھیں اور تمھارے لشکر کو اللہ عز وجل کی طرف بلاتا ہوں۔ میں نے پہنچا دیا اور میں نے نصیحت کردی۔ پس نصیحت پر عمل کر۔ ہدایت یافتہ پر سلام

## نجاشی کا جواب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا۔ محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے نام اصحم بن ابحر شاہ نجاشی کی طرف سے۔ اے اللہ کے نبی آپ پر سلام ہو۔ اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی ایک جس نے مجھے اسلام کی طرف ہدایت دی۔ یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ کا گرامی نامہ مجھے موصول ہوا۔ حضرت عیسیٰ کا معاملہ آپ نے ذکر کیا آسمان وزمین کے رب کی قسم حضرت عیسیٰ اس سے زیادہ نہیں جو آپ نے ذکر کیا۔ ہم نے اس کو پہچان لیا جو آپ نے بھیجا۔ آپ کے چچا کے فرزند کو اور ان کے ساتھیوں کو ہم نے قریب کیا، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ میں نے آپ کی بیعت قبول کی اور آپ کے چچا کے فرزند کے ہاتھوں پر بیعت کی۔ اور اللہ کے لیے ان کے ہاتھوں پر ایمان لایا۔ اے اللہ کے نبی! میں نے آپ کی جانب اریحا بن اصحم بن ابحر کو بھیجا ہے۔ میں اپنی ذات کے سوا کسی کا مالک نہیں۔ مگر آپ چاہیں تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوسکتا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ جو کچھ فرماتے ہیں حق ہے۔



www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

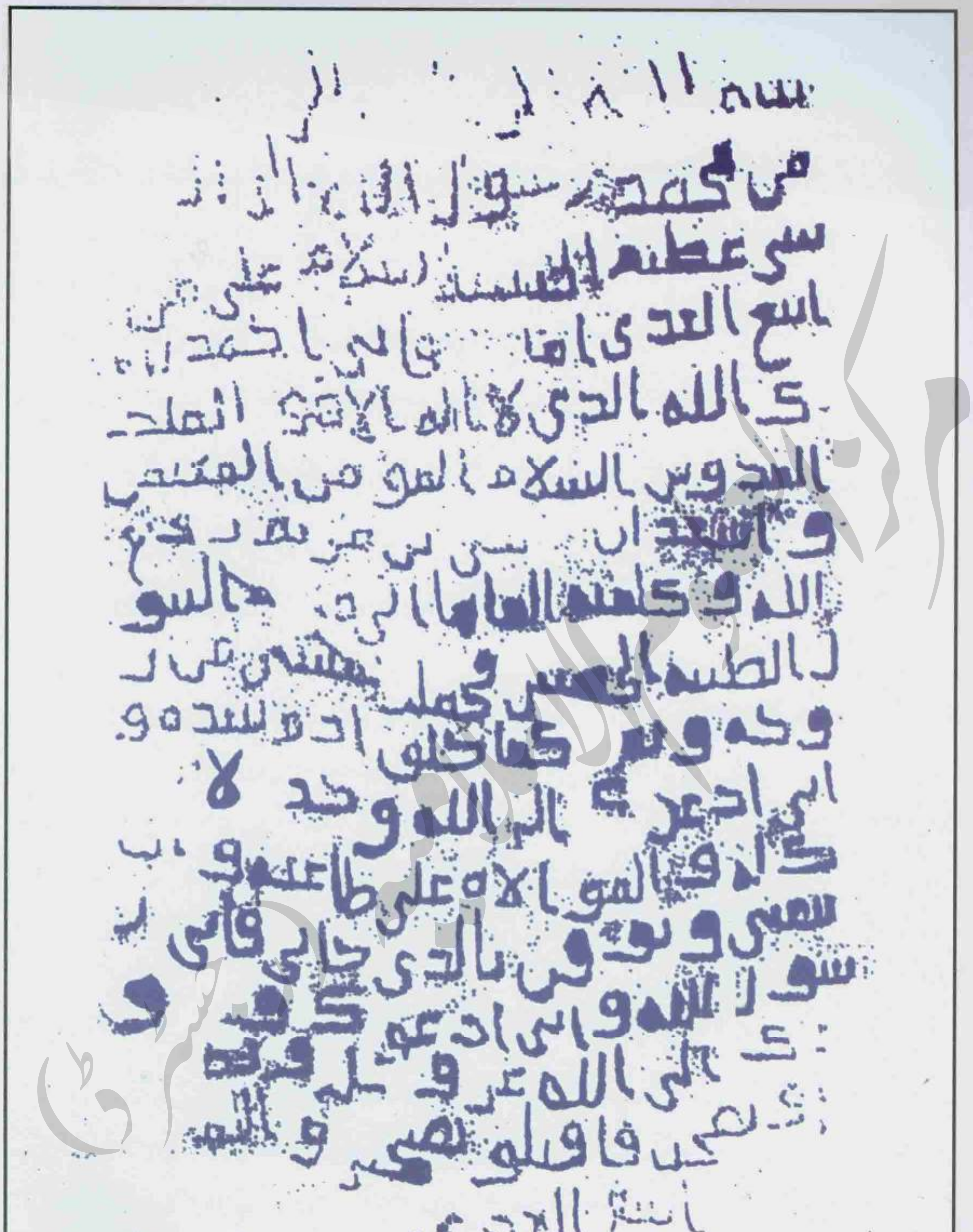
بسم الله الرحمن الرحيم
من محمد رسول الله الى النجاشى عظيم الحبشة سلام على من اتبع الهدى اما بعد فانى احمد اليك الله الذى لا اله الا هو الملك القدوس السلام المؤمن المهيمن واشهد ان عيسى بن مريم روح الله وكلمته القاها الى مريم البتول الطيبة الحصينة فحملت بعيسى من روحه ونفخه كما خلق آدم بيده وانى ادعوك الى الله وحده لا شريك له والموالاة على طاعته وان تتبعنى وتوقن بالذى جاءنى فانى رسول الله وانى ادعوك وجنودك الى الله عز وجل وقد بلغت ونصحت فاقبلوا نصيحتى والسلام على من اتبع الهدى

نجاشی شاہ حبشہ کے نام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گرامی نامہ کا عکس

ایسا امی کس لیے منت کش استاد ہو
کیا کفایت اس کو اقرء ربك الاكرم نہیں
(حضرت رضا بریلوی)

www.waseemziyai.com

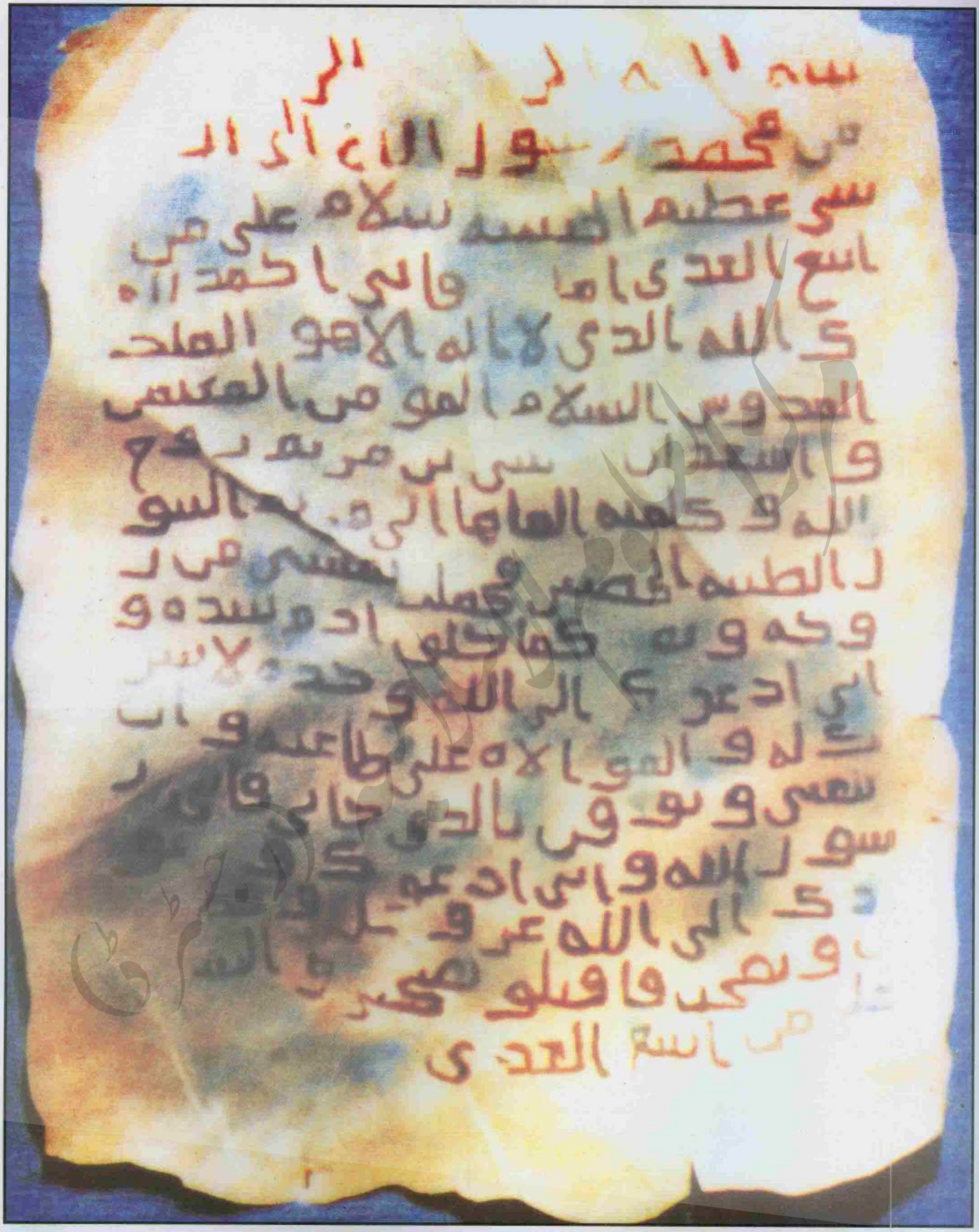

نجاشی شاہ حبشہ کے نام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گرامی نامہ کا عکس

## امیر بحرین منذر بن ساوی عبدی کے نام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گرامی نامہ کی عبارت

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قاصد صحابی جلیل حضرت علاء بن حضرمی تھے۔ حضرت علاء نے اس خط کی تصدیق کی لہٰذا وہ اسلام لے آئے۔

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے منذر بن ساوی کے نام۔ تم پر سلامتی ہو۔ میں تمھارے سامنے اس اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔

امابعد: میں تمھیں اللہ کا فرمان یاد دلاتا ہوں، جو نصیحت کرتا ہے وہ اپنے لیے نصیحت کرتا ہے۔ جو میرے رسولوں کا اتباع کرتا ہے اور ان کے فرمان کی اطاعت کرتا ہے، اس نے میری اطاعت کی اور جس نے ان کے لیے نصیحت کی اس نے میرے لیے نصیحت کی۔ میرے رسولوں نے تیری تعریف کی اللہ کے لیے۔ اور میں نے تجھے تیری قوم میں شفاعت کی۔ پس مسلمانوں نے جس پر ایمان لایا انھیں چھوڑ دو، گنہگاروں کو میں نے معاف کیا تو تو انھیں قبول کر۔ جب تک تو صلح کرائے مگر ہم ہرگز تمھارے کام سے الگ نہ ہوں گے اور جو یہودیت یا مجوسیت پر قائم رہا تو اسے جزیہ ادا کرنا ہوگا۔

www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

امیر بحرین منذر بن ساوی عبدی کے نام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گرامی نامہ کا عکس جس کی اصل کاپی ٹاپ کاپی کے محل (ترکی) میں محفوظ ہے۔

اندھے شیشے جھلاجھل دمکنے لگے
جلوہ ریزی دعوت پہ لاکھوں سلام

(حضرت رضا بریلوی)

www.waseemziyai.com

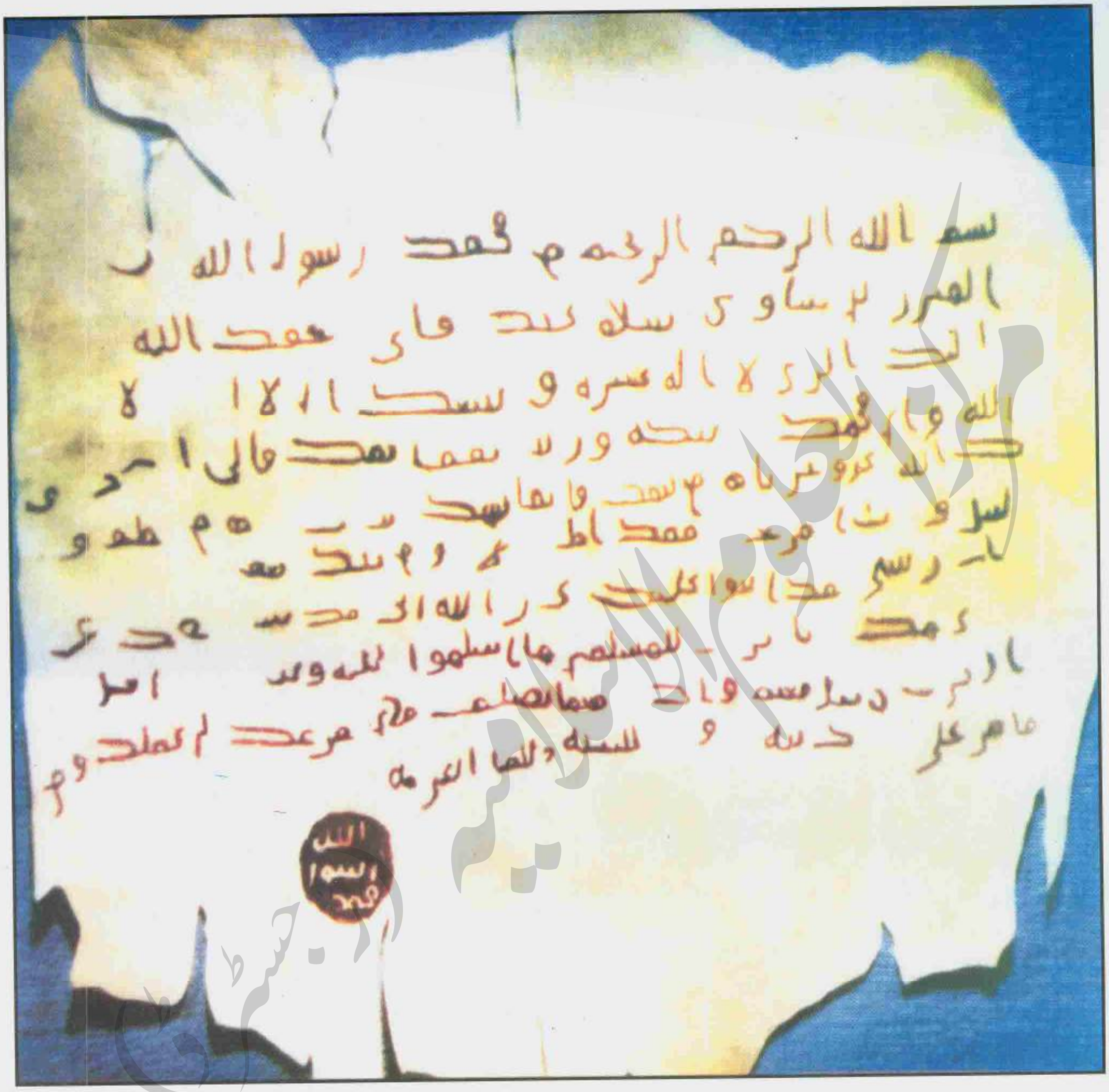


امیر بحرین منذر بن ساوی عبدی کے نام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گرامی نامہ کا عکس

تو نے اسلام دیا ، تو نے جماعت میں لیا
تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا

(حضرت رضا بریلوی)

# عظیم روم ہرقل کے نام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گرامی نامہ کی عبارت

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قاصد صحابی جلیل حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، انھوں نے نامۂ رسول بصریٰ کے بادشاہ کو اوراس نے ہرقل کو دیا۔

حضرت ابوسفیان کے اسلام لانے سے پہلے ہرقل نے اپنے دربار میں ان سے سوال کرنے کو کہا تھا، بے شک وہ نبی ہیں اور مجھے پہلے سے معلوم ہے کہ انھیں اپنے وطن سے نکالا جائے گا۔ مگر یہ نہ معلوم تھا کہ وہ تم میں سے ہوں گے۔ اگر جانتا کہ ان کی طرف جاسکتا ہوں تو ان سے ملاقات کو پسند کرتا اور اگر وہ میرے پاس ہوتے تو میں ان کے قدم دھوتا اور ان کی حکومت ضرور اس ملک تک ہوگی۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گرامی نامہ منگوایا اور اس کو پڑھا تو اس میں یہ تھا۔

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جانب سے ہرقل (قیصر) عظیم روم کے نام

ہدایت یافتہ پر سلام

امابعد: میں تجھے اسلام کی دعوت دیتا ہوں، اسلام قبول کرلو سلامت رہوگے۔ اسلام لاؤ گے تو اللہ تمھیں دہرا اجر دے گا۔ اور اگر سرتابی کروگے تو تجھ پر رعایا کا گناہ بھی ہے۔

﴿ قُلْ يَـا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوْا اشْهَدُوْا بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ {64} ﴾ (سورۂ آل عمران)

تم فرماؤ اے کتابیو! ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں یکساں ہے یہ کہ عبادت نہ کریں مگر خدا کی۔ اور اس کا شریک کسی کو نہ کریں اور ہم میں کوئی ایک دوسرے کو رب نہ بنالے اللہ کے سوا۔ پھر اگر وہ نہ مانیں تو کہہ دو تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔ (کنز الایمان)

www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

قیصر روم ہرقل کے نام گرامی نامۂ رسول کے اصل نسخہ کا عکس جو اردن کے مرکزی بینک میں ابھی تک محفوظ ہے۔

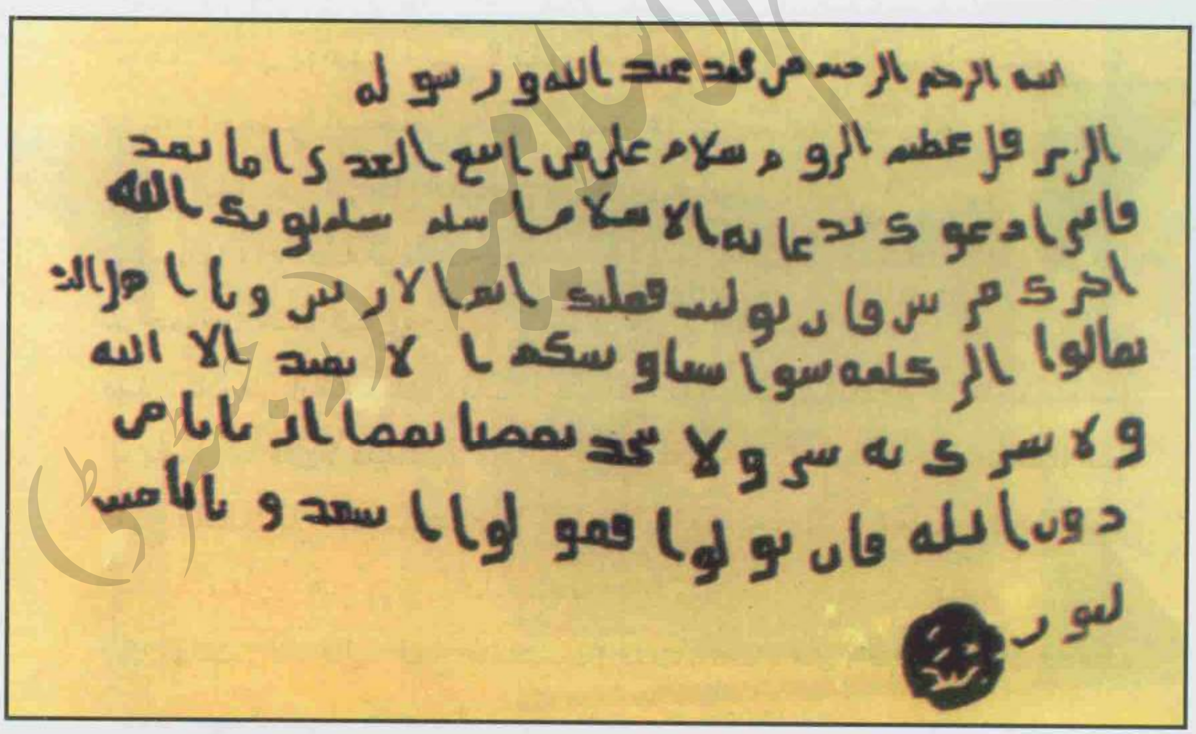

قیصر روم ہرقل کے نام گرامی نامۂ رسول کا عکس

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

(حضرت رضا بریلوی)

www.waseemziyai.com

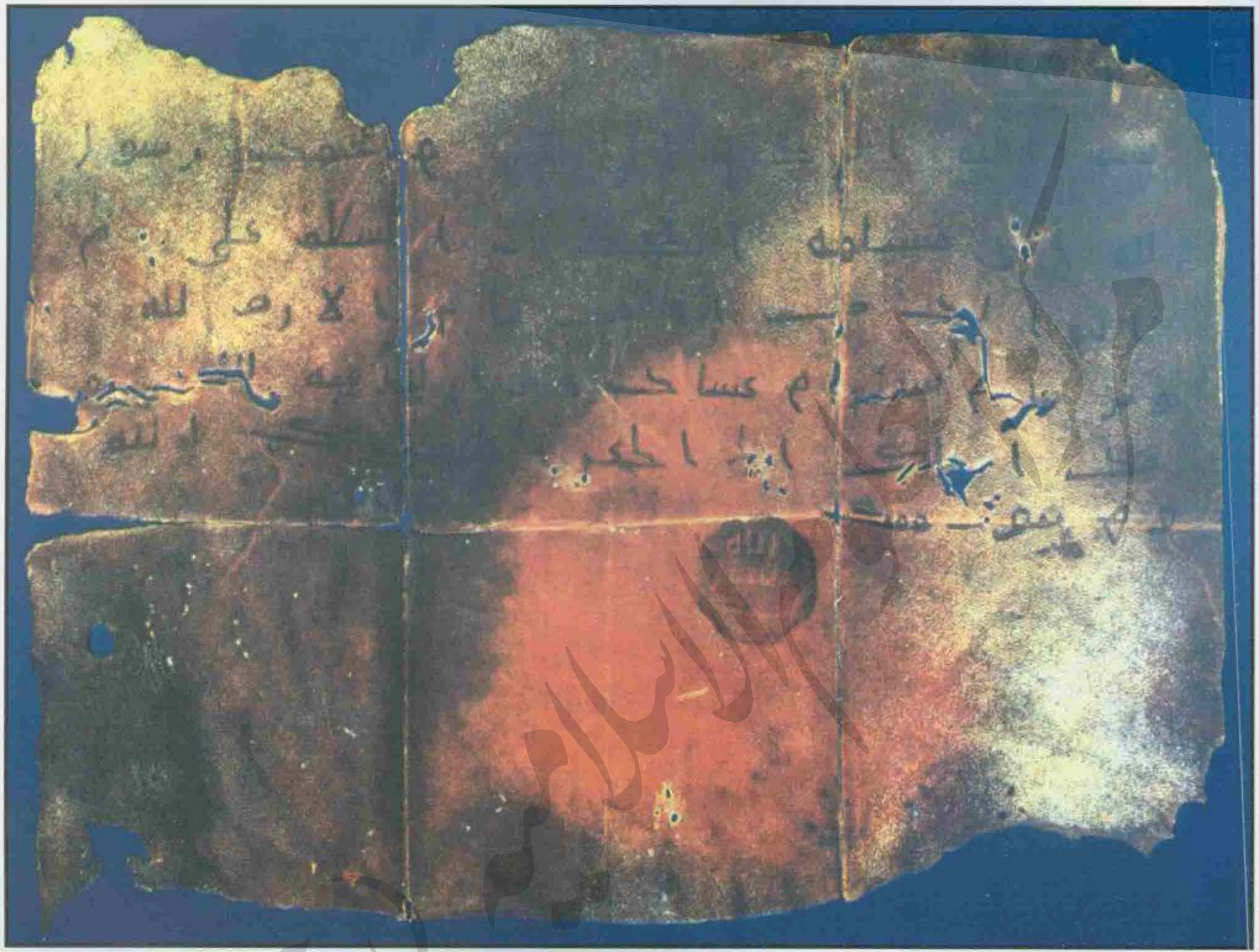

مسیلمہ کذاب کے نام گرامی نامۂ رسول کا عکس ٹاپ کاپی ترکی میوزیم میں محفوظ۔

نہ رکھی گل کے جوش حسن نے گلشن میں جا باقی
چٹکتا پھر کہاں غنچہ کوئی باغ رسالت کا

(حضرت رضا بریلوی)

## رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گرامی نامہ کی عبارت جو آپ نے مقوقس عظیم قبط جریج بن مینا اسکندریہ کے بادشاہ کو تحریر فرمایا :

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قاصد صحابی جلیل حاطب بن بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

اس نے کہا ٹھیک ہے۔مگر اسلام قبول نہیں کیا۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے سیدہ ماریہ قبطیہ اور ان کی دو بہنوں (سیرین، قیسری) کو ہدیہ بھیجا۔ان کے علاوہ بھی ایک باندی ایک ہزار مثقال سونا، بیس عدد قبطی مصری کپڑے، خچر (دلدل) دراز گوش (عفیر) اور ایک خصی غلام (مابور) ایک گھوڑا لزاز، شیشہ کا ایک پیالہ اور شہد ارسال کیا مگر خود ایمان نہ لایا۔تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

" ضَنَّ الْخَبِيْثُ بِمُلْكِهٖ وَ لَا بَقَاءَ لِمُلْكِهٖ. "

یعنی بد بخت نے اپنے ملک میں بخل کیا اور اس کے ملک کو دوام نہیں۔

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا۔

محمد بن عبداللہ اور رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جانب سے مقوقس عظیم القبط کے نام

ہدایت یافتہ پر سلام

امابعد: میں تجھے اسلام کی دعوت دیتا ہوں، اسلام قبول کرلو سلامت رہو گے۔اسلام لاؤ گے تو اللہ تمھیں دوہرا اجر دے گا۔اور اگر سرتابی کروگے تو تجھ پر رعایا کا گناہ بھی ہے۔

﴿ قُلْ يَـٰٓا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ {64} ﴾ (سورۂ آل عمران)

تم فرماؤ اے کتابیو! ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں یکساں ہے یہ کہ عبادت نہ کریں مگر خدا کی۔اور اس کا شریک کسی کو نہ کریں اور ہم میں کوئی ایک دوسرے کو رب نہ بنالے اللہ کے سوا۔پھر اگر وہ نہ مانیں تو کہہ دو تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔(کنزالایمان)

(یہ خط بارہ سطروں پر مشتمل تھا اور آخر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مہر تھی)

www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ اِلَى الْمُقَوْقِسِ عَظِيْمِ الْقِبْطِ.
سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى اَمَّا بَعْدُ..
فَاِنِّىْ اَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ. يُؤْتِكَ اللّٰهُ اَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ فَاِنْ تَوَلَّيْتَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ اِثْمُ الْقِبْطِ.
وَ يَا اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَنْ لَا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ.



مقوقس عظیم قبط کے نام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گرامی نامہ کی اصل کاپی کا عکس ٹاپ کاپی ترکی میں محفوظ

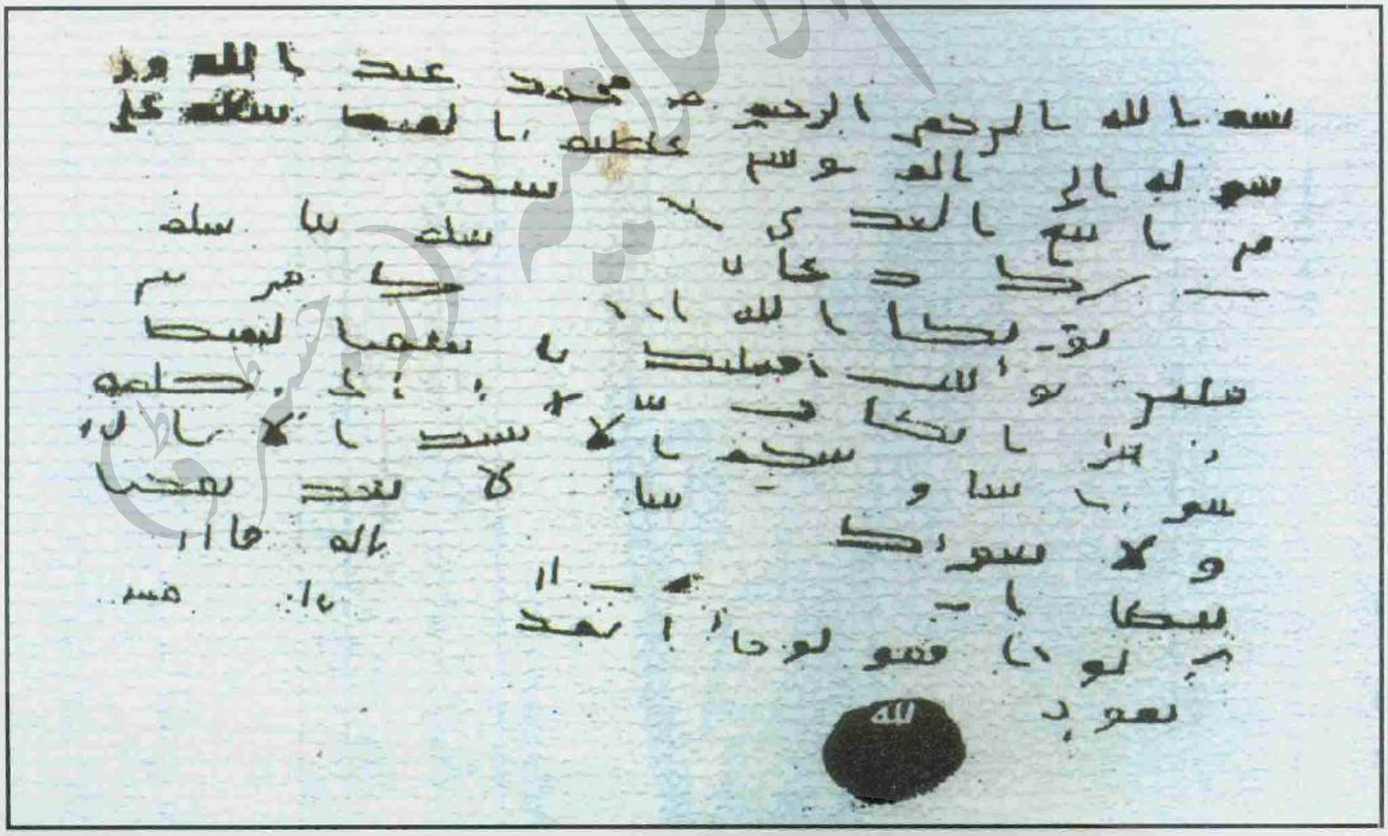

مقوقس عظیم قبط کے نام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گرامی نامہ کا عکس

www.waseemziyai.com

حارث غسانی کے نام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گرامی نامہ کی اصل کا عکس (ٹاپ کاپی ترکی)

## گرامی نامۂ رسول کی عبارت جو آپ نے کسریٰ بادشاہ فارس کو تحریر فرمائی

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا۔ محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی طرف سے کسریٰ شاہ فارس کے نام۔ ہدایت یافتہ پر سلام اور جو اللہ و رسول پر ایمان لا چکا اس پر سلامتی اور اس پر جس نے گواہی دی کہ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں تجھے اللہ کی دعوت کی طرف بلاتا ہوں۔ میں اللہ کا رسول ہوں تمام انسانوں کے لیے۔ تاکہ جو زندہ ہیں انھیں ڈراؤں اور کافروں پر وعدہ پورا ہو چکا۔ اسلام قبول کر سلامت رہے گا اور انکار کرے گا تو تمام مجوس کا گناہ تیرے سر ہوگا۔

www.waseemziyai.com

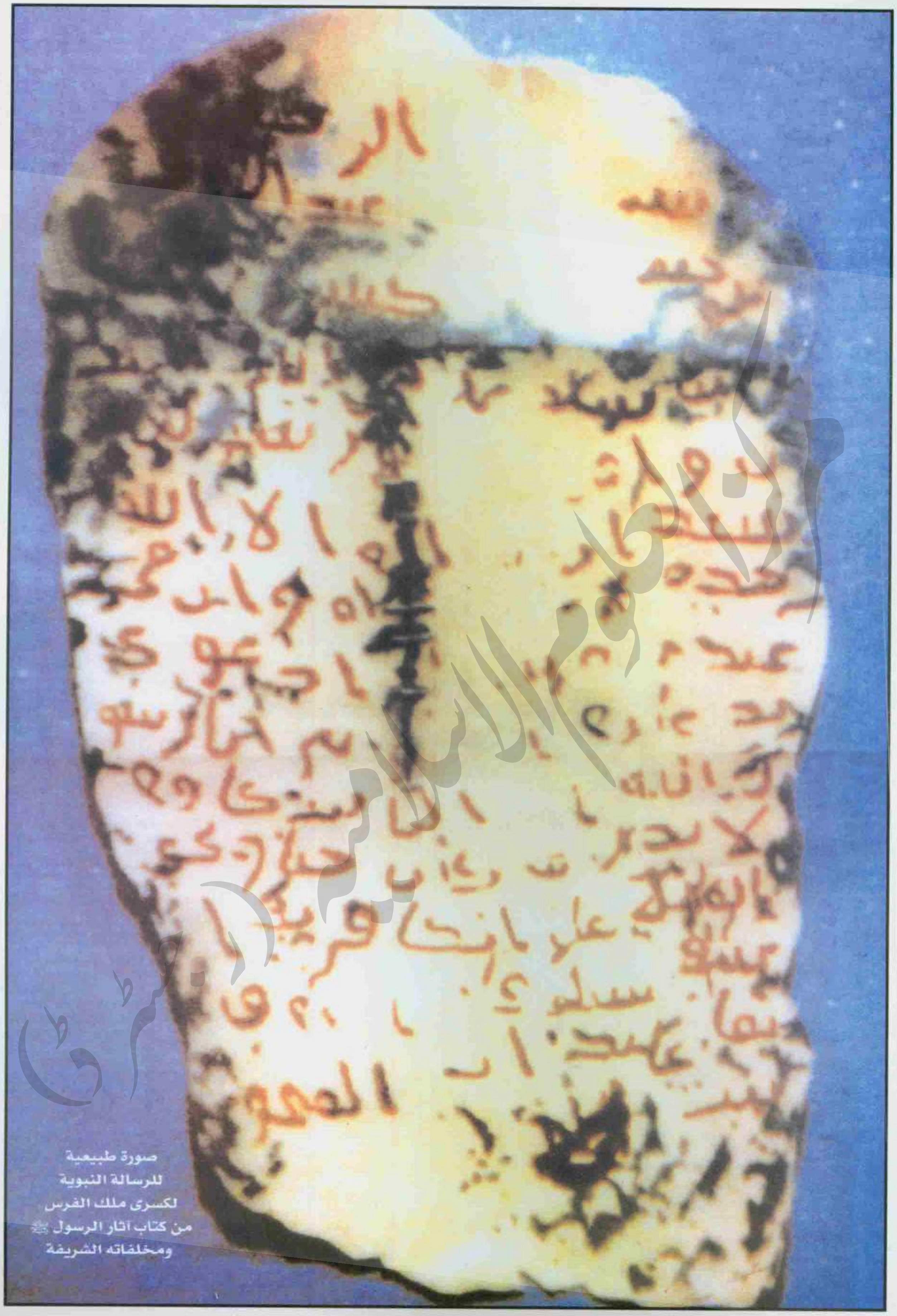


کسریٰ شاہ فارس کے نام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گرامی نامہ اصل نسخہ کا عکس۔

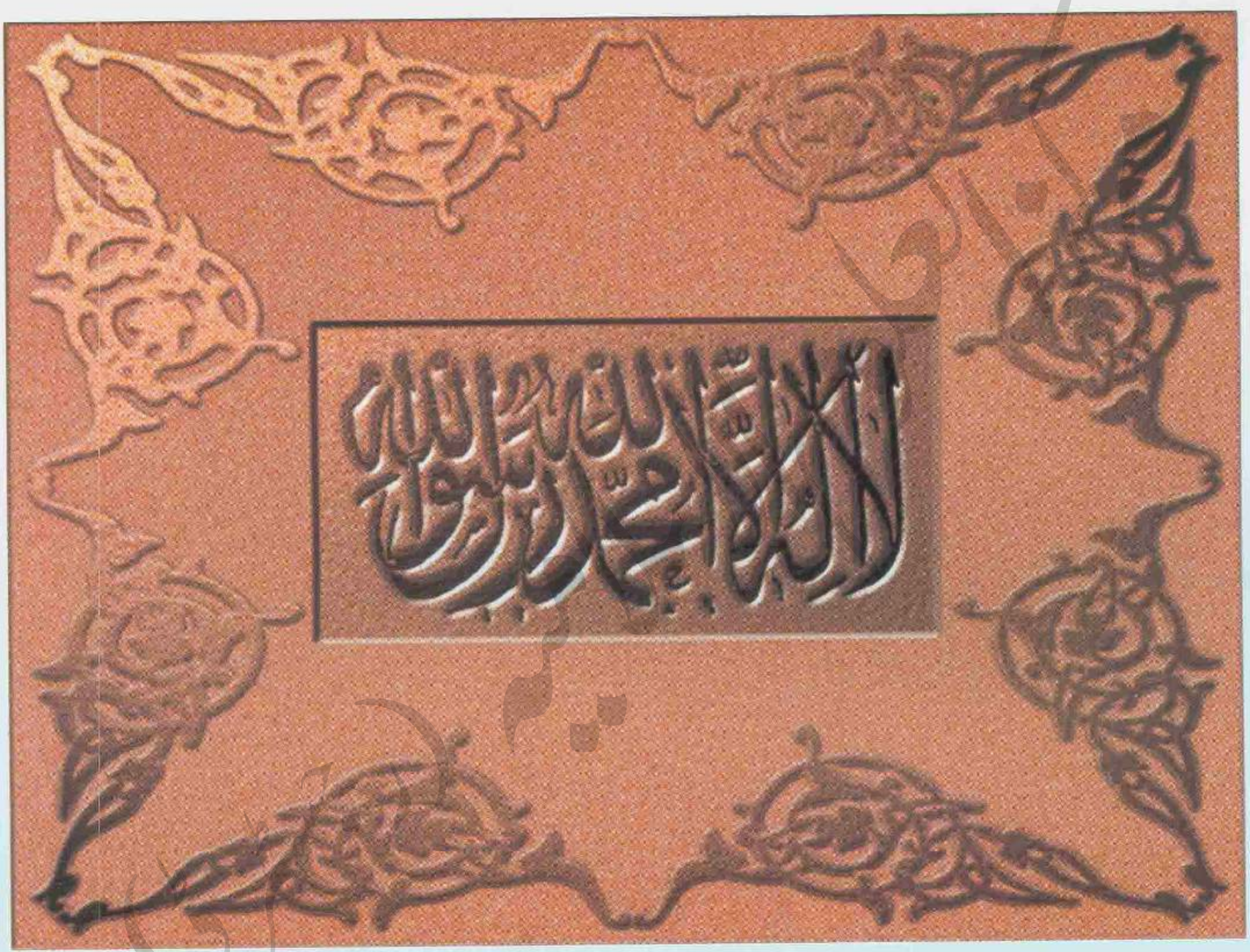


www.waseemziyai.com

# رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قمیص اور جبے پاک

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مختلف شکلوں کے متعدد لباس زیب تن فرمائے۔ جو اس وقت دستیاب تھے۔ چاہے وہ مدینہ میں بنے ہوں یا مکہ میں۔ یمن میں بنے ہوں یا ملک شام میں یا کسی اور جگہ۔ آپ کا سب سے پسندیدہ لباس قمیص تھا۔ آپ نے حبرہ (سوتی چادر یمن میں تیار ہوئی) حلہ (چادر اوپر اور نیچے ازار) مرط (چادر بغیر سلی ہوئی) اور جبہ بھی زیب تن فرمایا۔

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا اور اپنے پیچھے درجہ ذیل اشیاء چھوڑیں دو حبرہ عمانی، جو دو کپڑے صحاری اور ایک قمیص صحاری اور ایک قمیص سحولی، ایک یمنی جبہ، ایک سفید چادر، ایک ازار جس کی لمبائی چھ بالشت تھی، ایک کالا یا سرخ کپڑا، ایک رنگین چادر اور ایک چوکور چادر جس کی لمبائی چار ہاتھ تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک چادر حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچی۔ اس طرح کہ انھوں نے حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آل سے خریدا تھا کیوں کہ انھوں نے اپنی زندگی میں اسے فروخت کرنے سے انکار کیا تھا۔ یہ چادر خلفاء عباسیہ کے پاس رہی۔ اس کے بعد وہ خلیفہ معتصم کے پاس رہی۔ جس کو پہن کر وہ تاتاری بادشاہ ہلاکو سے ملنے گیا۔ ہلاکو نے اسے شکست دی اور چادر مبارک اور عصا چھین لیا۔ اس کو ایک طبق میں رکھ کر جلایا اور راکھ کو دریائے دجلہ میں ڈلوا دیا۔ اور کہا کہ میں نے ان دونوں تبرکات کو اہانت کے لیے نہیں جلایا بلکہ ان کو پاک وصاف رکھنے کے لیے جلایا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہا کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے ایک موٹا ازار نکالا جو یمن کا تیار شدہ تھا۔ ایک چادر جس کو ملبدہ کہا جاتا تھا نکالیں اور فرمایا: میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انھیں دونوں کپڑوں میں وصال کے وقت ملبوس تھے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ سے ہی مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک دن نکلے اور آپ کالے بال سے منقش اونی چادر زیب تن فرمائے ہوئے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جبہ شریف کو محفوظ رکھنے کے لیے ٹاپ کاپی ترکی کے میوزیم میں ایک خاص کمرہ بنایا گیا ہے۔ جس کے اندر عمدہ صندوقیں اور انھیں صندوقوں میں محفوظ وعزت کے ساتھ یہ امانات مقدسہ رکھے ہوئے ہیں۔ نیز ہدیہ کرنے والوں کے نام اور بنائی گئی تاریخیں اس پر مکتوب ہیں۔

www.waseemziyai.com

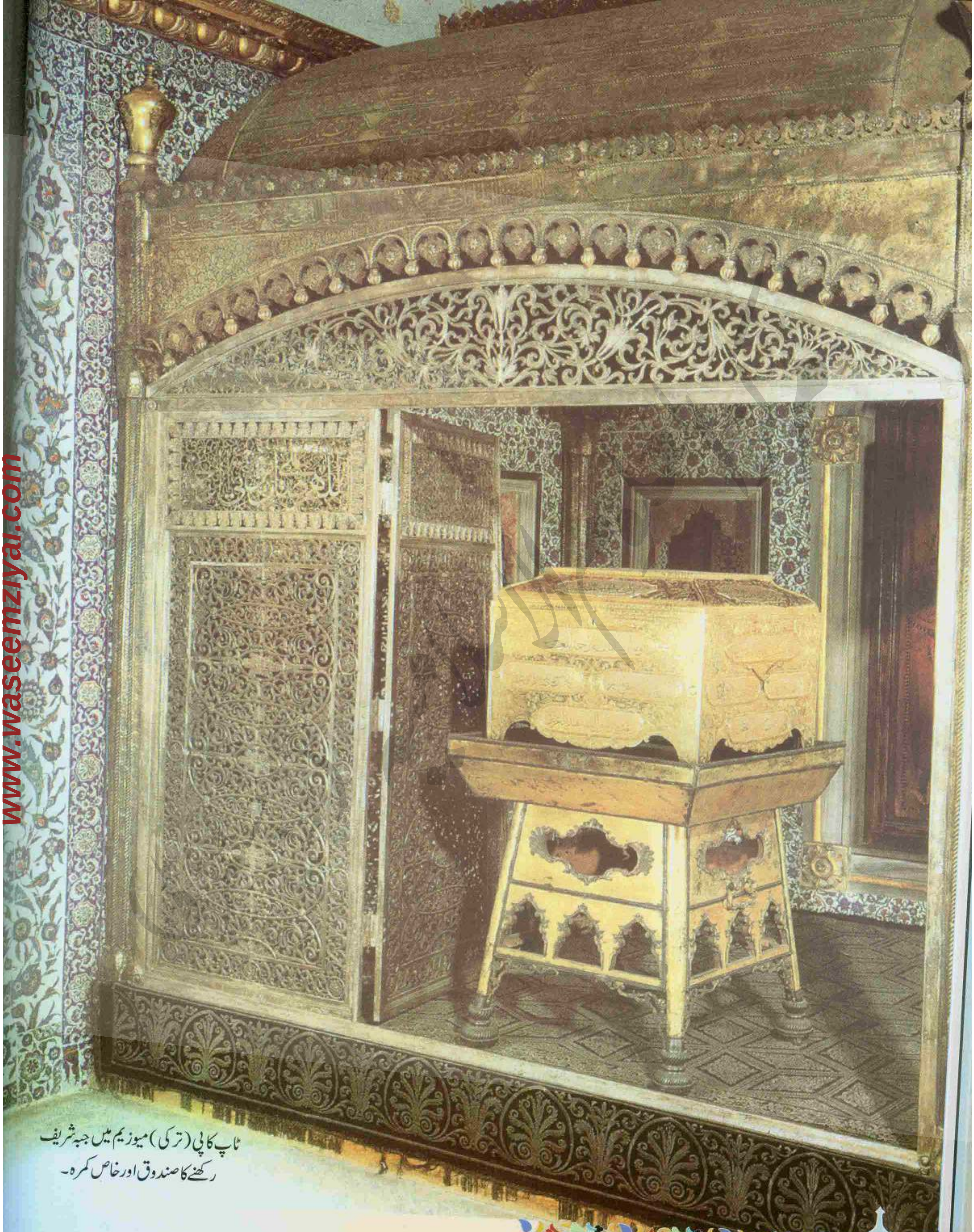

ٹاپ کاپی (ترکی) میوزیم میں جبہ شریف
رکھنے کا صندوق اور خاص کمرہ۔

www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

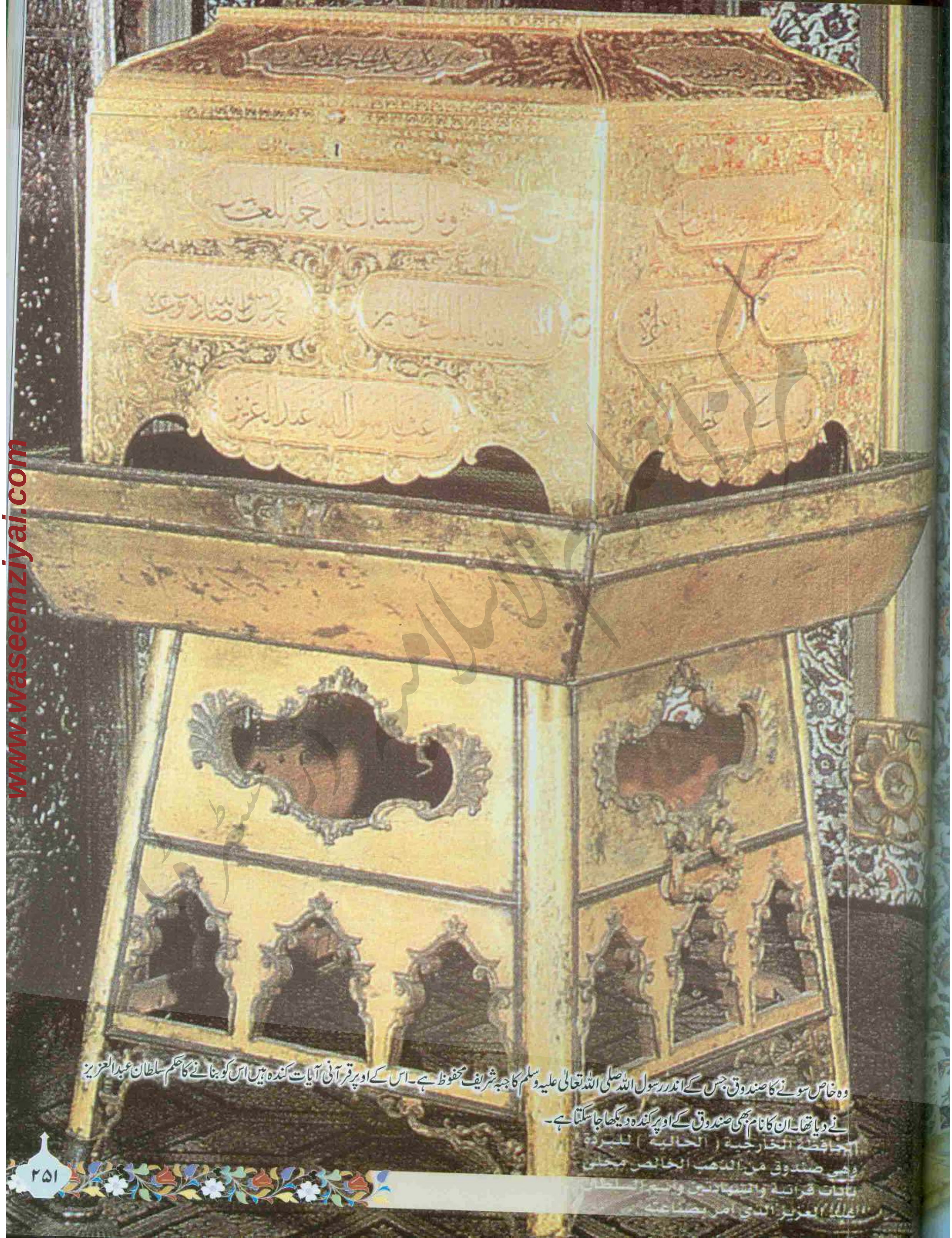

وہ خاص سونے کا صندوق جس کے اندر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جبہ شریف محفوظ ہے۔اس کے اوپر قرآنی آیات کندہ ہیں اس کو بنانے کا حکم سلطان عبد العزیز
نے دیا تھا۔ان کا نام بھی صندوق کے اوپر کندہ دیکھا جا سکتا ہے۔

الحافظة الخارجية ( الحالية ) للبردة
وهي صندوق من الذهب الخالص محلى
بآيات قرآنية والشهادتين واسم السلطان
عبد العزيز الذي أمر بصناعته

www.waseemziyai.com

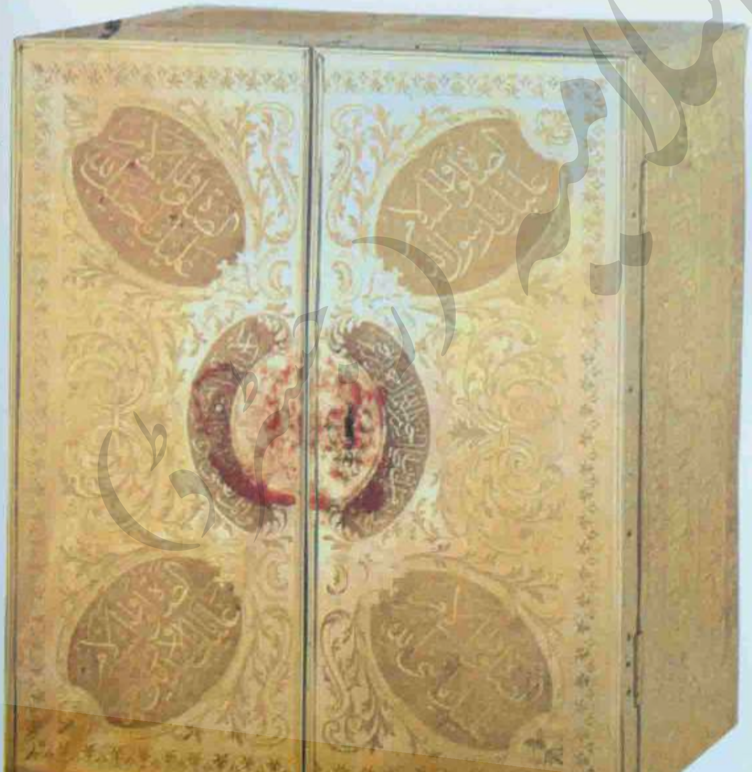

بکار خویش حیرانم اغثنی یا رسول اللہ
پریشانم پریشانم اغثنی یا رسول اللہ
(حضرت رضا بریلوی)

مندرجہ بالا سونے کے صندوق کے اندر ایک دوسری سونے کی چھوٹی الماری ہے اس کے اندر جبۂ رسول محفوظ ہے۔

www.waseemziyai.com

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جبہ شریف اس ریشمی سبز کپڑے میں لپٹا ہوا ہے جس کے اوپر سونے، چاندی کے تاروں سے نقش ونگار بنے ہیں۔

دل شدوں کا یہ ہوا دامن اطہر پہ ہجوم
بے دل آباد ہوا نام دیار دامن

(حضرت رضا بریلوی)

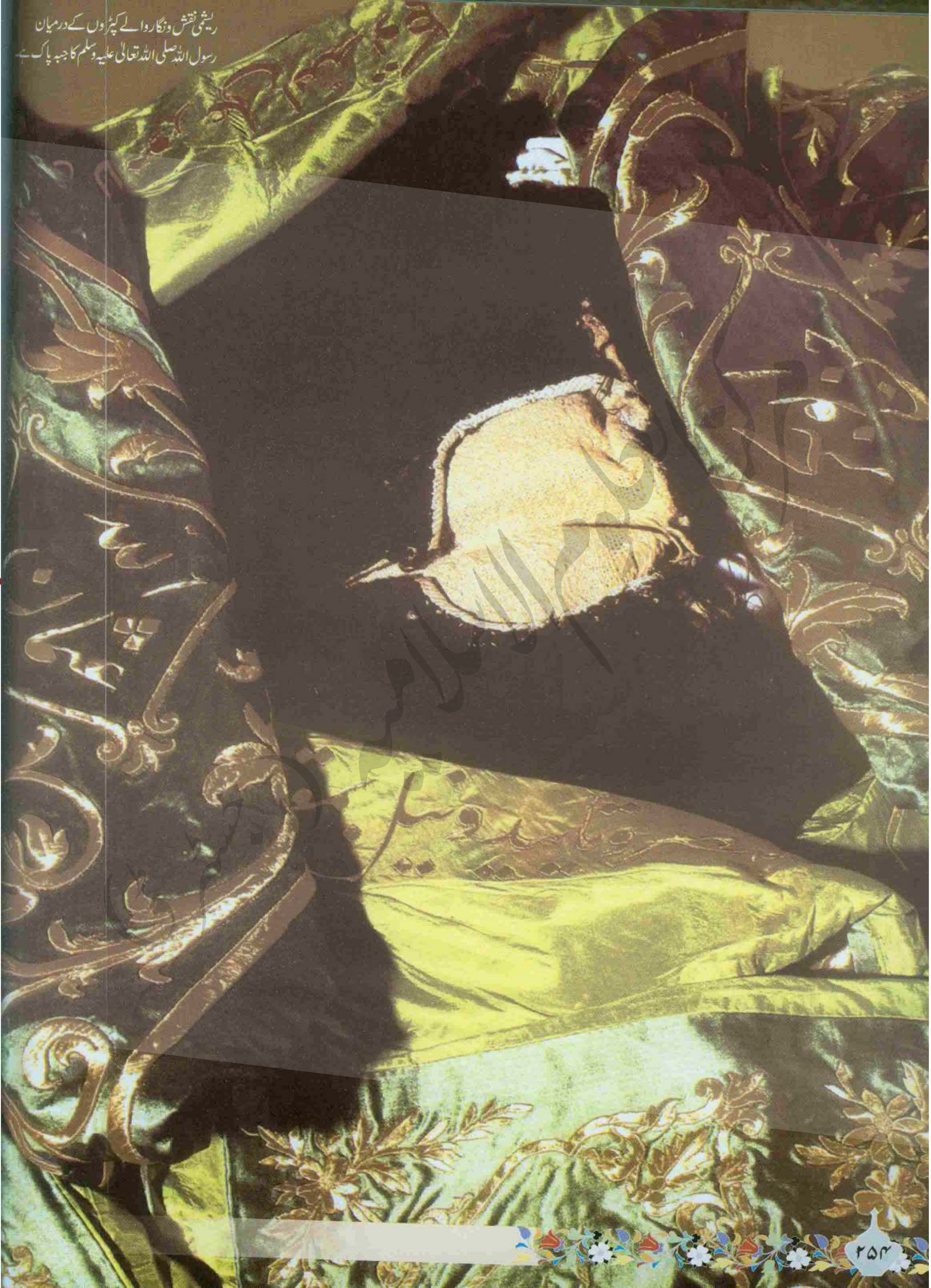

ریشمی نقش ونگار والے کپڑوں کے درمیان
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جبہ پاک ہے۔

www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

جبۂ رسول رکھنے کا پرانا داخلی و خارجی صندوق۔

# رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عمامہ شریف

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ سے متعلق کتابوں میں آپ کے عمامہ شریف کے تعلق سے تین رنگوں کا ذکر آتا ہے۔ کالا، سفید اور پیلا۔

فتح مکہ کے دن آپ نے کالا عمامہ لگایا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، جب ان سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیسے عمامہ پہنتے تھے؟ تو فرمایا: سر کے اوپر لپیٹتے تھے اور آخری سرا پیچھے لاکر کھونستے تھے۔

ابن سعد اپنی کتاب ''طبقات'' میں ذکر کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے کپڑے، قمیص، چادر اور عمامہ زعفران میں رنگتے تھے۔

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ کے جسم اقدس پر زرد قمیص، زرد چادر اور زرد عمامہ تھا۔

حضرت علی بن طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر و حنین کے دن فرشتوں سے ہماری نصرت فرمائی۔ وہ فرشتے ایسا عمامہ باندھتے ہوئے تھے۔ بے شک وہ عمامہ کفر و ایمان کے مابین خط فاصل ہے۔ [طیالسی و بیہقی نے روایت کی]

ابن عساکر نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی آپ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے اکثر فرشتوں کو عمامہ میں ملبوس دیکھا۔

ابن عساکر اور سیوطی نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، زبیر کے اوپر جنگ بدر کے دن زرد چادر تھی تو انھوں نے اس کا عمامہ لپیٹ لیا۔ پس فرشتے زرد عماموں میں اترنے لگے۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: آج فرشتے ابو عبداللہ کی شکل میں اترے۔

امام جلال الدین سیوطی نے اپنی ''جامع کبیر'' میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عمامہ سے متعلق متعدد روایتیں درج کی ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے متعلق بھی حدیثیں درج کی ہیں۔ خاص کر حضرت امام علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے عمامہ باندھنے کی روایت درج کی ہیں۔

جامع الاحادیث میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے غدیر خم کے دن عمامہ باندھا اور آخری کونہ پیچھے لٹکایا، اور دوسری روایت میں ہے کہ دونوں کناروں کو میرے شانہ پر لٹکایا، پھر ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعہ جنگ بدر و حنین میں میری نصرت فرمائی وہ ایسے ہی عماموں میں ملبوس تھے، نیز فرمایا ''إِنَّ الْعَمَامَةَ حَاجِزَةٌ بَيْنَ الْكُفْرِ وَ الإِيمَانِ'' یعنی یہ عمامہ کفر و ایمان کے درمیان خط امتیاز ہے۔ اور ایک روایت میں ''بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُشْرِكِيْنَ'' ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف کو عمامہ لپیٹا اور چار انگلی برابر لٹکایا اور فرمایا: جب میں آسمان پر چڑھا (معراج) میں نے اکثر فرشتوں کو اسی طرح عمامہ میں دیکھا۔

بعض نے روایت کی انھوں نے بخاری میں کسی شخص کو خچر پر سوار پایا اور ان کے اوپر سیاہ عمامہ تھا اور وہ کہتے تھے، مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہنایا ہے۔ [سنن ترمذی]

www.waseemziyai.com

بعض آثار میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی اپنے بچہ کے ساتھ آیا تو آپ نے اس کے لیے دعا کی اور اس کو عمامہ باندھا۔

مجمع الزوائد میں حضرت ابوامامہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی شخص کو کہیں کا گورنر مقرر کرتے تو اس کو ضرور عمامہ باندھتے اور اس کا آخر کونہ داہنے کان کی طرف لگاتے۔

امام بیہقی نے روایت کی: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عمامہ باندھو اور گزشتہ قوموں کی مخالفت کرو۔

دیلمی نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عمامے مسلمانوں کے لیے وقار ہیں اور عرب کے لیے عزت کا سبب ہیں۔ پس اہل عرب اگر عمامہ باندھنا چھوڑ دیں تو اپنی عزت سے عاری ہو جائیں۔

تصویر: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عمامہ شریف

تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا
سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا

(حضرت رضا بریلوی)



www.waseemziyai.com

# رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عصائے مبارک

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت میں ذکر آیا ہے کہ آپ کے پاس ایک سے زائد عصائے پاک تھے، جیسا کہ ابن قیم جوزی نے ذکر کیا کہ آپ کے پاس ایک لکڑی (چھڑی) تھی جو ایک ہاتھ یا کچھ اس سے لمبی تھی، جس کا نام ''عرجون'' تھا۔

ایک عصا تھا جو صنوبر کے درخت کا تھا جس کا نام ممشوق تھا، اور یہی اکثر خلفاء کے پاس تھا۔

امام جلال الدین سیوطی نے اپنی جامع الاحادیث میں حضرت عطاء سے روایت کی، جب نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ دیتے تو عصا پر ٹیک لگاتے۔

بزار و طبرانی نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں منبر اختیار کرتا ہوں اس لیے کہ میرے دادا حضرت ابراہیم نے اسے لازم پکڑا اور میں اس پر عصا لیتا ہوں اس لیے کہ میرے دادا حضرت ابراہیم نے لیا۔

سیرت ابن ہشام میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم داخل ہوئے، اپنی اونٹنی پر سوار کعبہ شریف کا طواف کر رہے تھے اور اس کے اندر بت رکھے ہوئے تھے، نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے ہاتھ میں عصائے مبارک سے ان بتوں کی جانب اشارہ کرتے اور ارشاد فرماتے:

﴿جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا {81}﴾
(سورۂ اسراء)

حق آیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا۔
(کنز الایمان)

پس آپ جس بت کی طرف اشارہ فرماتے وہ اوندھا گر پڑتا، یہاں تک کہ کوئی بت سیدھا باقی نہ بچا۔

www.waseemziyai.com

حضرت امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابوموسیٰ سے روایت کی نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے اپنی تلوار کو حرکت دی تو اس کا سینہ کٹ گیا، اس کی تعبیر وہی ہے جو جنگ احد کے دن مسلمانوں کو پہنچا۔ پھر دوبارہ ہلایا تو اپنی اچھی حالت پر لوٹ آیا، تو وہ وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے فتح دی اور مسلمانوں کو متحد کر دیا اور اس میں میں نے ایک گائے دیکھی اللہ تعالیٰ نے اسے اختیار دیا اسی نے جنگ احد کے دن مسلمانوں کا ارادہ کیا۔

مسجد حسینی قاہرہ (مصر) میں تبرکات نبوی میں اس عصائے مبارک کا بھی ٹکڑا ہے جو صنوبر کی لکڑی کا بنا ہے۔

ٹاپ کاپی ترکی کے میوزیم میں ایک عصا ہے۔ جس کے لیے لکڑی کا خول تیار کر کے دونوں سروں کو سونے، چاندی نے مزین اور نقش و نگاری سے بھر کر رکھا گیا ہے۔

تصویر: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عصائے مبارک اور اس کا خول۔

دونوں سروں پر سونے کا نقش ونگار بعد میں بنایا گیا۔ دونوں خولوں کے سرے پر سونے سے آیات قرآنی کندہ ہیں۔

عصائے کلیم اژدہائے غضب تھا
گروں کا سہارا عصائے محمد ﷺ

(حضرت رضا بریلوی)



www.waseemziyai.com

# رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلواریں

سیرت طیبہ میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس نو تلواریں تھیں:

- ★ ایک تلوار کا نام ''مأثور'' تھا۔ اپنے والد سے وراثت میں ملی تھی جس کو آپ مدینہ لائے۔
- ★ ایک تلوار کا نام ''عضب'' تھا جسے حضرت سعد بن عبادہ نے جنگ میں آپ کو ہدیہ دیا۔ (وہ آج مصر میں موجود ہے)
- ★ ایک تلوار کا نام ''ذوالفقار'' ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جنگ بدر سے غنیمت کے طور پر ملی تھی (وہ آج ترکی میں ہے) اس کے لیے نیا خول بنایا گیا ہے جو ہیرے جواہرات سے مرصع ہے۔ اسی کی بابت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب دیکھا تھا۔ حضرت علی کو عطا کی گئی کہ اس کی اصل لوہے کی ہے۔ وہ کعبہ شریف کے پاس مدفون پائی گئی۔

**یہود کے بنو قینقاع کے غنائم سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تین تلواریں ملیں:**

- ★ ایک تلوار کا نام ''صمصام'' تھا جو عمرو بن معدی کرب کی تلوار تھی۔
- ★ ایک تلوار کا نام ''قلعی'' تھا۔
- ★ ایک تلوار کا نام ''حتف'' تھا۔
- ★ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک تلوار تھی جس کا نام ''رسوب'' تھا۔ اور وہی نویں تلوار ہے۔ جس کو بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہدیہ دیا تھا۔
- ★ ایک تلوار کا نام ''مخذم'' تھا۔ رسوب اور مخذم ایسی دو تلواریں ہیں جو بنو طے کے بت پر لٹک رہی تھیں۔
- ★ ایک تلوار کا نام ''قضیب'' ہے۔

استنبول میں موجود تلواروں میں ماثور اور ذوالفقار ہے جنھیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی کو ہدیہ دیا تھا۔
ابن اثیر نے ذکر کیا کہ وہ حضرت محمد بن عبداللہ بن حسن بن علی کو منتقل ہوئی کیوں کہ انھوں نے ایک تاجر کو دی تھی جس کا ان پر قرض تھا۔

سنن نسائی وابوداؤد میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلوار کا دستہ چاندی کا تھا۔ انھیں سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلوار کا نیام چاندی کا، اور دستہ چاندی کا تھا۔

بزار نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنگ احد کے دن ایک تلوار پیش کی اور فرمایا کون اس تلوار کو لے کر اس کا حق ادا کرے گا؟ حضرت ابودجانہ سماک بن خرشہ کھڑے ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں لوں گا، ارشاد ہوا اس کا کیا حق ہے؟ فرمایا: کہ اس سے کسی مسلم کا خون نہ بہایا جائے اور اس کے ساتھ کسی کافر سے مقابلہ کے وقت تو نہ بھاگے۔ اس شرط پر آپ نے وہ تلوار ان کو عطا کر دی ابودجانہ تلوار لے کر نکلے اور میں

www.waseemziyai.com

ان کے پیچھے ہولیا۔ پس وہ کسی چیز سے نہیں گزرتے مگر یہ کہ اس کو دہلا دیتے ۔ یہاں تک کہ پہاڑ کے دامن میں کچھ عورتوں کے پاس آئے اوران کے ساتھ ہند بھی تھیں ۔تو ان پہ تلوار سونتی تو انھوں نے صحراء میں آواز دی کسی نے ان کا جواب نہ دیا، میں انھیں چھوڑ کر چلا گیا، زبیر کہتے ہیں کہ میں نے ابو دجانہ سے کہا کہ آپ کا ہر کام مجھے پسند آیا مگر یہ اچھا نہ لگا کہ ایک عورت کو قتل نہ کیا۔ انھوں نے کہا کہ اس عورت نے آواز لگائی مگر کسی نے اس کا جواب نہ دیا، تو مجھے گراں گزرا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلوار سے ایسی عورت کو قتل کروں جس کا کوئی مددگار نہیں ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلواروں میں سے ''عضب'' آج مسجد امام حسین قاہرہ میں محفوظ ہے۔

تصویر: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلواروں کی تصویر



www.waseemziyai.com

اس تلوار کا پھل سیدھا ہے، دودھاری ہے جس کی لمبائی ۱۲۵ سینٹی میٹر ہے اور عرض ۳ یا ۴ سینٹی میٹر ہے وہ ہندوستانی دھات کی بنی ہے۔
تلوار کا پرتلہ لکڑی کا ہے اور اس پر چمڑے کی تھیلی ہے۔

پھل کے ایک جانب عربی عبارت کندہ ہے خوردبین سے جس کو پڑھا گیا تو لکھا تھا ''محمد رسول اللہ من سعد بن عبادہ'' اس سے یہ واضح ہوگیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ کی ہے۔ اور اس کو سعد بن عبادہ نے ہدیہ کیا تھا۔ جس کا ذکر کتب سیرت میں موجود ہے۔

www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

تصویر: ٹاپ کاپی ترکی میں محفوظ قضیب تلوار

کن کا حاکم کر دیا اللہ نے سرکار کو
کام شاخوں سے لیا ہے آپ نے تلوار کا

(حضور مفتیِ اعظم ہند نوریؔ)

www.waseemziyai.com

تلوار ماثور اور اس کا مخمل کا خول جس پر نقش و نگار بعد میں بنایا گیا ہے۔

کچھ عرب پر ہی نہیں موقوف اے شاہ جہاں
لوہا مانا ایک عالم نے تری تلوار کا

(حضور مفتیٔ اعظم ہند نوریؔ)

تلوار کا قبضہ اور اس کا خول
جو بعد میں قیمتی نادر پتھروں
سے مزین کیے گئے۔

وہ چقاچاق خنجر سے آتی صدا
مصطفیٰ تیری صولت پہ لاکھوں سلام
(حضرت رضاؔ بریلوی)



www.waseemziyai.com

# رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمان

سیرت رسول عربی میں ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے متعدد کمانیں تھیں۔ ان میں سے ایک کا نام "بیضاء" تھا جو یہود بنی قینقاع کے ہتھیاروں میں سے تھی۔ ایک کمان کا نام "روحاء" تھا ایک کا نام "صفراء" تھا۔ (استنبول میں اسلامی میوزم میں محفوظ) "نبع" نامی درخت کی شاخوں سے بنائی جاتی تھی۔ ایک کمان کا نام "زوراء" ہے اس کو "کتوم" بھی کہتے ہیں۔ اس لیے کہ چلاتے وقت اس میں ہلکی آواز ہوتی ہے۔ اور ایک کمان کا نام "سداد" ہے۔

ہیثمی نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تیراندازی لازم پکڑو! وہ بہتر ہے۔ یا فرمایا: وہ عمدہ کھیل ہے۔

بزار اور امام طبرانی نے معجم اوسط میں روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "عَلَيْكُمْ بِالرَّمْىِ فَإِنَّهٗ خَيرُ لُعْبِكُمْ" تیراندازی لازم پکڑو کہ وہ تمھارے لیے عمدہ کھیل ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے نہیں گواہی دیں گے تمھاری گروی چیزوں پر مگر تلوار و جنگ پر۔

امام بخاری نے حضرت سعید بن میسّب سے روایت کی انھوں نے کہا میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتے سنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنگ احد کے دن ترکش سے تیر نکال کر مجھے دیا اور فرمایا: " ارمِ فِدَاكَ أَبِىْ وَ أُمِّىْ " اے سعد میرے ماں باپ تم پر فدا تیر چلاؤ۔

www.waseemziyai.com

سیرت ابن ہشام اور بیہقی کی روایت میں ہے: یہاں تک کہ انھوں نے مجھے ایک ایسا تیر دیا جس کا پھل نہ تھا تو میں نے اسے بھی چلا دیا۔

امام واقدی کی کتاب ''المغازی'' میں عمر بن قتادہ سے مروی ہے: غزوۂ احد کا نقشہ پیش کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بذات خود جنگ میں شریک ہوئے اور تیر اندازی فرمائی۔ یہاں تک آپ کے تیر ختم ہو گئے، کمان ٹوٹ گئی اور اس سے پہلے اس کا تار ٹوٹا تھا اور صرف ایک بالشت کا بچا تھا۔ کمان عکاشہ بن محصن نے لیا اور چاہا کہ تار درست کر دیں مگر وہ چھوٹا تھا تو آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تار نہیں پہنچ رہا۔ تو آپ نے فرمایا: کھینچو پہنچ جائے گا۔ عکاشہ کہتے ہیں: قسم اس ذات کی جس نے انھیں حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ میں نے کھینچا اور وہ اتنا بڑھا کہ میں نے اسے تین دُہرا باندھا پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لیا اور چلانا شروع کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کمان ''صفراء'' جس کے لیے تھیلی (خول) بنائی گئی اور سونے چاندی سے منقش ومزین کی گئی۔

یہ خول سلطان احمد اول کے حکم سے ۱۰۰۶ھ میں بنائی گئی۔ یہ کمان ٹاپ کاپی ترکی میں محفوظ ہے۔



www.waseemziyai.com

تصویر: مسجد نبوی شریف کا بیرونی منظر

# رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک

صحیح بخاری شریف میں حضرت انس سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست پاک بھرے تھے۔ ان کے بعد ان جیسا میں نے نہیں دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک سیدھے تھے یعنی نہ زیادہ پیچیدہ نہ بالکل کھلے بلکہ دونوں کے درمیان۔

امام ترمذی نے اپنی کتاب ''شمائل محمدیہ'' میں حضرت انس بن مالک سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے سر مبارک میں خوب تیل لگاتے تھے اور اپنی ریش (ڈاڑھی) میں خوب کنگھا کر کے سیدھی کرتے تھے۔

حضرت ابوجحیفہ سے مروی ہے: لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم آپ کے سر مبارک میں ''شیب'' یعنی سفید بال دیکھتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ''شَيَّبَتِي هُودُ وَ أَخَوَاتُهَا'' یعنی میرا سفید بال سورہ ہود اور اس کے علاوہ (بہنیں) ہیں۔ [هود، واقعه، حاقه، معارج، تکویر، اور قارعه]

حضرت امام بخار نے اپنی صحیح میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہل کتاب کی موافقت ان امور میں پسند فرماتے جن میں آپ کو کوئی حکم نہ ملا ہو۔ اہل کتاب اپنے بال لمبے رکھتے اور مشرکین اپنے سروں میں مانگ نکالتے تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی پیشانی کے بال لمبے کیے اور بعد میں مانگ کاڑھی۔



www.waseemziyai.com

صحیح مسلم شریف کی روایت میں ہے حضرت انس کہتے ہیں: نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمرہ کے پاس آئے اور رمی فرمائی منیٰ میں اپنی قیام گاہ پر آئے اور قربانی کی۔ پھر حجام سے فرمایا پہلے داہنے پھر بائیں جانب کا بال تراشے پھر آپ نے لوگوں کو دینا شروع کیا۔

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ خود رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبرک کے لیے اپنے موئے مبارک صحابہ میں تقسیم کیے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت ام سلمہ، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت خالد بن ولید، حضرت ابوطلحہ، حضر معاویہ بن ابی سفیان وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک محفوظ تھے۔

بلکہ حضرت امیر معاویہ کے بارے میں ذکر ہے کہ انھوں نے اپنے بیٹے یزید کو وصیت کی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک میری ناک، منھ، کان اور دونوں آنکھوں پر رکھ دینا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے موئے مبارک کو تقسیم کرنے اور تبرک کے لیے صحابہ کو اپنے پاس رکھنے کی اجازت دے رکھی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آج دنیا کے اکثر حصوں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک محفوظ ہیں۔

اہل عقیدت اس کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں اور اس سے برکت حاصل کرتے ہیں۔ مکہ شریف، دمشق (شام) قاہرہ (مصر) اور ٹاپ کاپی ترکی میں یقینی طور پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک محفوظ ہیں۔

اس کے علاوہ طرابلس، لیبیا، قیروان وغیرہ میں بھی محفوظ ہیں۔

مسجد حسین قاہرہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر مبارک اور ڈاڑھی شریف کے بال ہیں۔ جن کی تعداد پانچ ہے۔ اور ایک روایت کے مطابق پندرہ ہیں۔

www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

چاندی سے مزین صندوق جس کے اندر مرتبان میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے موئے مبارک محفوظ ہیں۔ (ٹوپ کاپی ترکی)

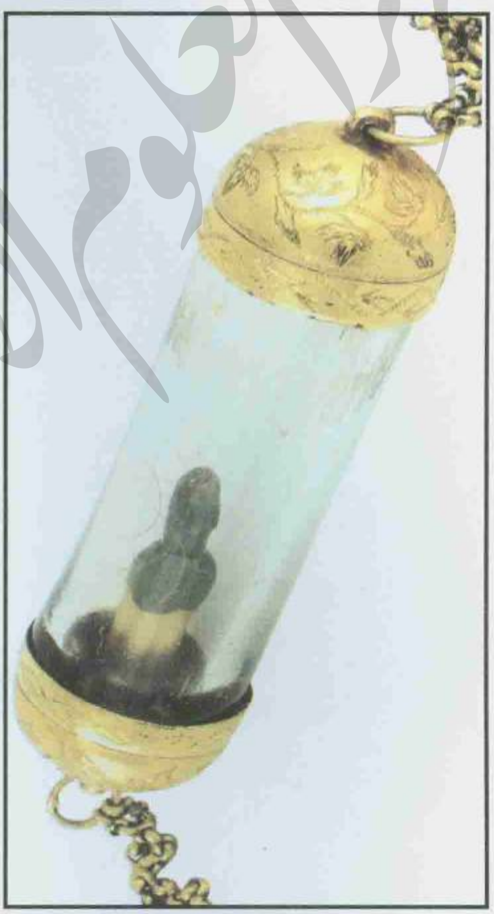

مرکز العلوم الاسلامیہ (رجسٹرڈ)
www.waseemziyai.com

صندوق کے اندر یہ شیشی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک ہیں۔

ہم سیہ کاروں پہ یارب تپش محشر میں
سایہ افگن ہو ترے پیارے کے پیارے گیسو

(حضرت رضا بریلوی)

www.waseemziyai.com

چاندی کا ڈبہ سونے سے ملمع جس کے اندر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ڈاڑھی شریف کے بال ہیں۔(ٹاپ کاپی ترکی)

بھینی خوشبو سے مہک جاتی ہیں گلیاں واللہ
کیسے پھولوں میں بسائے ہیں تمھارے گیسو

(حضرت رضاؔ بریلوی)

سلسلہ پا کے شفاعت کا جھکے پڑتے ہیں
سجدۂ شکر کے کرتے ہیں اشارے گیسو

(حضرت رضا بریلوی)

شیشی خالص سونے سے مزین اس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک ہیں۔ (ٹاپ کاپی ترکی)



www.waseemziyai.com

کیا کہوں کیسے ہیں پیارے تیرے پیارے گیسو
دونوں عارض ہیں ضحیٰ لیل کے پارے گیسو
(حضور مفتیٔ اعظم ہند نوری)

سونا جڑی شیشی جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک ہیں۔(ٹاپ کاپی ترکی)

www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

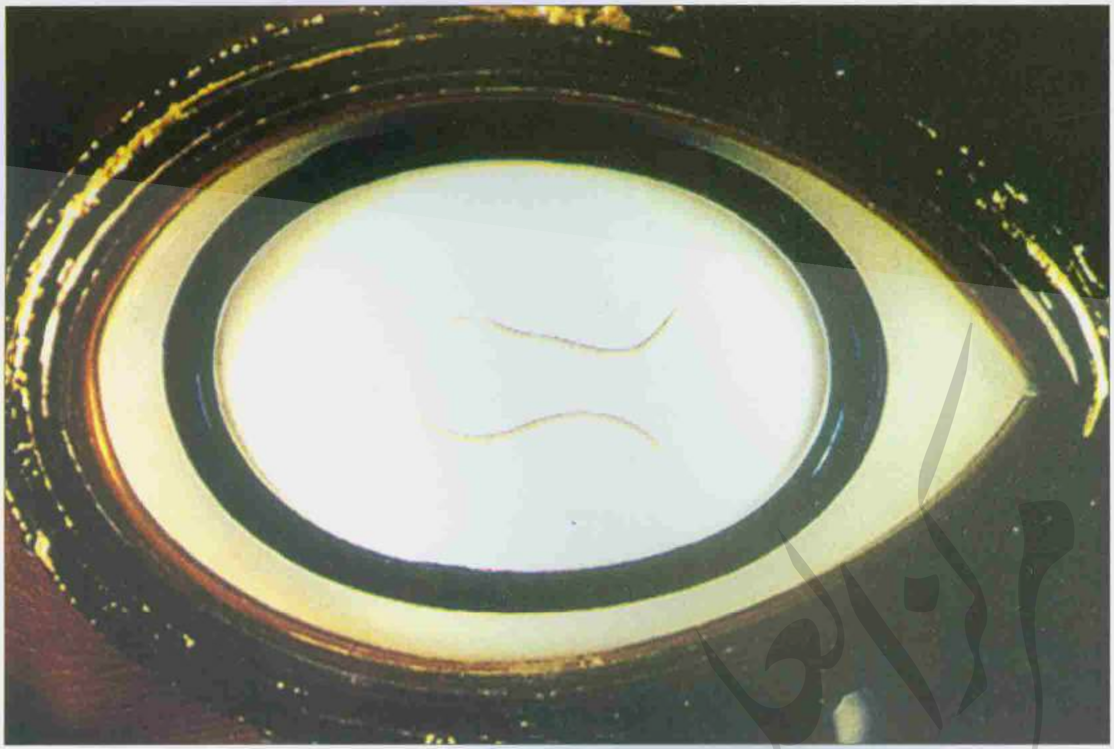

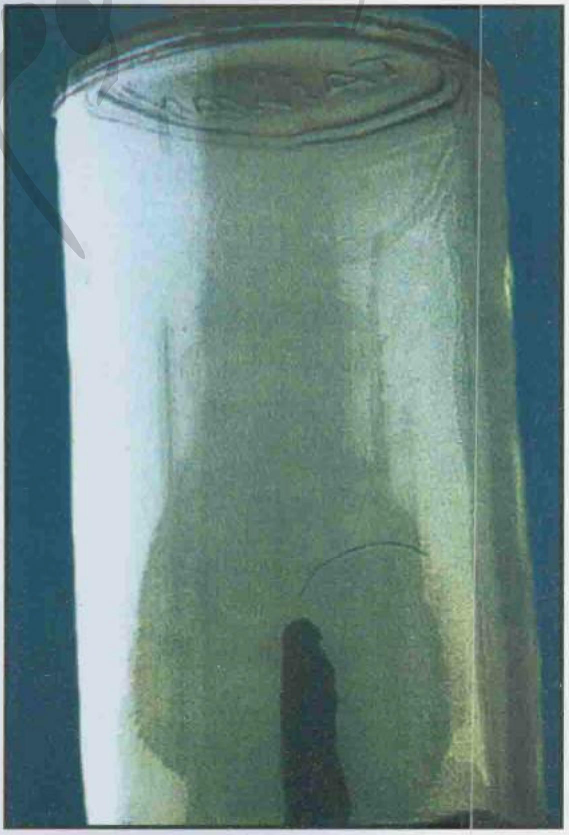

مسجد حسین قاہرہ میں محفوظ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک۔

یہ سر طور سے گرتے ہیں شرارے نوری
روئے پر نور یہ یا وارے ہیں تارے گیسو

(حضور مفتیٔ اعظم ہند نوریؔ)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ڈاڑھی شریف کے موئے مبارک۔(ٹوپ کاپی ترکی)

آخر حج غم امت میں پریشاں ہو کر
تیرہ بختوں کی شفاعت کو سدھارے گیسو

(حضرت رضا بریلوی)



www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

مسجد حسین قاہرہ میں محفوظ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک۔

اب چمکتی ہے سیہ کارو تمھاری قسمت
لو جھکے اذن کے سجدے کو وہ پیارے گیسو

(حضور مفتیٔ اعظم ہند نوریؔ)

# رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اگلے دندان مبارک

اسلامی میوزیم استنبول میں امانات مقدسہ واڈ کے تحت سونے کا صندوق ہیرے جواہرات سے مزین ومرصع کر کے رکھا ہوا ہے۔اس کے اندر سونے کے ڈبے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اگلے دندان مبارک کے اجزاء ہیں۔ جو مدینہ منورہ میں جنگ احد میں شہید ہوئے تھے۔دشمن خدا عتبہ بن ابی وقاص نے پتھر چلایا تھا اور آپ کے دائیں طرف کے نچلے دانت شریف شہید ہوگئے۔اور نچلے ہونٹ بھی زخمی ہوگئے۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے لیے بددعا کی ''اَللّٰھُمَّ لَا یَحُوْلُ عَلَیْہِ الْحَوْلُ حَتّٰی یَمُوْتَ کَافِرًا '' (اے اللہ! ایک سال کے اندر اس کو کافر مار) اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی دعا قبول فرمائی اور اس دن حضرت حاطب بن بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے پیچھے لگے اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید کیے اس ظالم کا سر تن سے جدا کر کے چھین لیا۔اس کا گھوڑا اور کمان لے کر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لبہائے مبارک پر ان کے لیے دعائیہ کلمات مچل رہے تھے ''رَضِیَ اللّٰہُ عَنْکَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْکَ'' اللہ تجھ سے راضی ہو۔

ہیرے جواہرات سے مزین ومرصع صندوق اس کے اندر سونے کے ڈبے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اگلے دندان مبارک کے اجزاء ہیں۔



www.waseemziyai.com

صندوق کے اندر کا سونے کا ڈبہ جس کے
اندر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
دندان مبارک کا حصہ ہے۔ (ٹاپ کاپی ترکی)

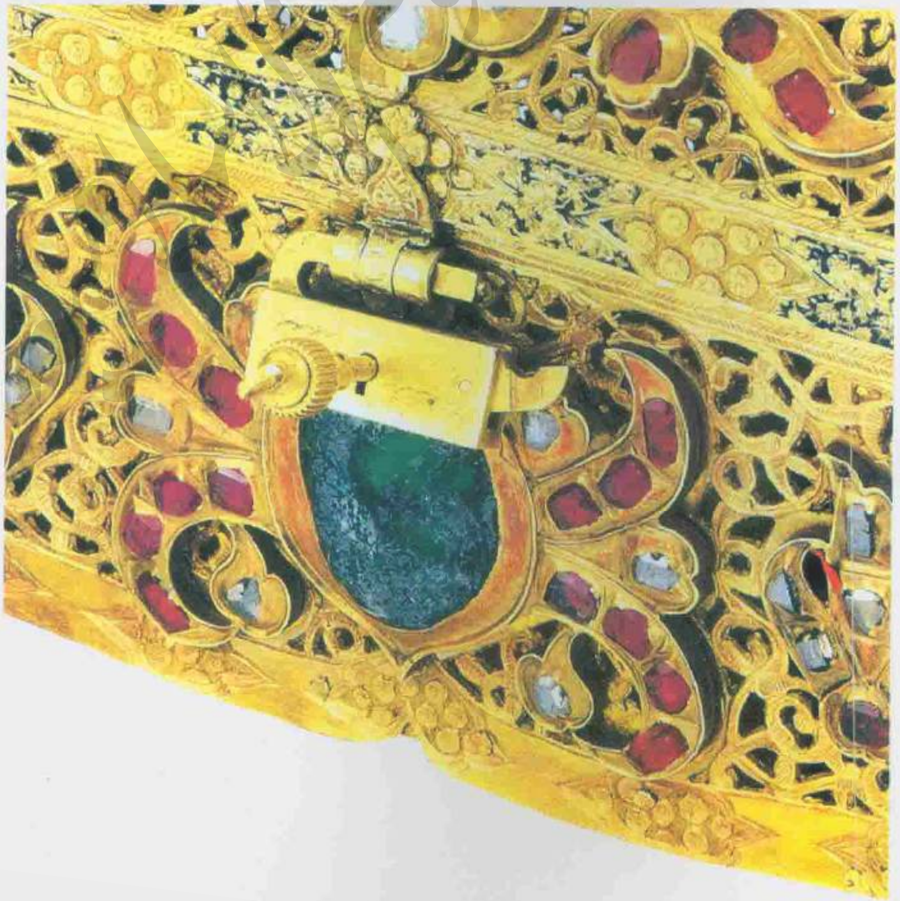

سونے کا صندوق قیمتی پتھروں سے مزین اس کے اندر سونے کا ڈبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دندان مبارک کا حصہ۔

www.waseemziyai.com

# رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مہر Stamp

سونے کی ڈبیا میں اندر سے مخمل لگا، استنبول (ترکی) میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگوٹھی مبارک کا نگینہ محفوظ ہے۔ جس سے آپ خطوط بند کرنے کے بعد اس پر مہر لگاتے تھے۔ رہی وہ مہر جس سے آپ خطوط کے اندر عبارت ختم ہونے پر دستخط کی جگہ استعمال فرماتے تھے وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے کنویں میں گر پڑی اور اسے کوئی نہ پاسکا جیسا کہ کتب صحاح اور کتب سیرت سے ثابت ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ خطوط بند کرنے کے بعد بھی مہر لگتا تھا اور وہی آج ٹاپ کاپی کے میوزیم میں محفوظ ہے۔

صحیح بخاری شریف میں حضرت انس بن مالک کہتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ قیصر روم کے نام گرامی نامہ لکھیں، لوگوں نے عرض کیا وہ بغیر مہر والے خطوط نہیں پڑھتے۔ آپ نے چاندی کی ایک انگشتری لی جس کا نقش ''محمد رسول اللہ'' تھا گویا آج بھی میں اس کی چمک آپ کے دست مبارک میں دیکھ رہا ہوں۔

حدیث متفق علیہ میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگشتری لی، آپ کی انگلی میں تھی، آپ کے بعد حضرت ابوبکر کے ہاتھ میں وہ انگوٹھی رہی، آپ کے بعد حضرت عمر کے ہاتھ میں رہی، آپ کے بعد حضرت عثمان کے ہاتھ میں رہی مگر آپ سے ''اریس'' کنویں میں گر پڑی۔ جس کا نقش ''محمد رسول اللہ'' تھا۔

خصائص کبریٰ میں سیوطی نے ابن عساکر کے حوالہ سے ذکر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی کو بلایا اور ان سے فرمایا میری اس چاندی کی انگوٹھی پر ''محمد بن عبداللہ'' نقش کرادو، وہ نقاش کے پاس لے گئے اور اس سے کہا کہ ایسا نقش کردو، نقاش نے کام شروع کیا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کا ہاتھ ایسا مسخر کردیا کہ اس نے ''محمد رسول اللہ'' نقش کردیا۔ حضرت علی نے اس سے کہا: میں نے تم سے یہ نقش کرنے کو نہیں کہا۔ اس نے جواب دیا اللہ تعالیٰ نے میرا ہاتھ الٹ دیا بخدا میں نے بھی یہ نقش بنانے کا ارادہ نہ کیا۔ مجھے نہیں معلوم یہ کیسے ہوگیا؟ یہ لے کر وہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئے اور سارا ماجرا بیان کیا، آپ نے اپنے دست مبارک میں لیا اور تبسم ریز ہوگئے ارشاد فرمایا: ''أَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ.'' (میں اللہ کا رسول ہوں)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مہر ثبت فرماتے اپنے داہنے ہاتھ سے، اور آپ کا وصال ہوا تو مہر (انگوٹھی) آپ کے داہنے ہاتھ میں تھی۔

www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا مہر جس سے رسائل (خطوط) بند کرنے کے بعد مہر کیے جاتے تھے۔ (ٹاپ کاپی ترکی)

حجر اسود کعبہ جان و دل
یعنی مہر نبوت پہ لاکھوں سلام

(حضرت رضا بریلوی)

# مہر نبوت

عربی زبان میں لفظ ''خاتم'' کا ترجمہ مہر کرنے سے یہ التباس ہوتا ہے کہ انگوٹھی مراد ہے یا وہ مہر نبوت جو آپ کے جسم اقدس میں دونوں شانوں کے درمیان تھا۔ لہٰذا اس امر کی وضاحت یہاں ضروری ہے۔ پس مہر نبوت کسی میوزیم میں محفوظ نہیں۔ صحیح بخاری شریف میں، حضرت سائب بن یزید کہتے ہیں: مجھے میری خالہ لے کر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، اور عرض کی یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ میری بہن کا بچہ ہے اس کو درد ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ رکھا اور میرے لیے برکت کی دعا کی، وضو فرمایا تو میں نے آپ کے وضو کا پانی پیا۔ میں آپ کی پشت مبارک کے پیچھے کھڑا ہوا تو میں نے دونوں شانوں کے درمیان مہر دیکھا جو گھوڑے کی دونوں آنکھوں کے درمیان سفیدی کے مانند تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ اس مہر نبوت کا وصف بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں: چھوٹا انجیر سفیدی مائل قفا سے ملا ہوا تھا۔ جب آپ کا وصال ہوا تو میں نے اس کو چھوا تو وہ غائب تھا۔

www.waseemziyai.com

# رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جھنڈے

خلفائے راشدین اور اس کے بعد خلفائے بنی امیہ اور خلفائے عباسیہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جھنڈے استعمال کیے اور خلافت عثمانیہ کے شروع تک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وہ جھنڈا جو فتح خیبر کے دن سن سات ہجری میں حضرت علی بن ابی طالب کو عطا فرمایا تھا استعمال میں تھا۔

وہ سرخ رنگ کا تھا، جس کو خلافت عثمانی میں سبز کپڑے پر نصب کیا گیا۔ اس کے گرد عشرہ مبشرہ کے نام درج کیے اور وہی آج ترکی کے میوزیم میں محفوظ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس متعدد جھنڈے تھے، جو جنگوں میں بلند کیے جاتے تھے۔ ایک کالا تھا جس کا نام ''عقاب'' تھا اور چند سفید، پیلے اور سرخ تھے۔

طبرانی نے روایت کی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جھنڈا سیاہ تھا، اور علم سفید تھا جس پر '' لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ'' لکھا تھا۔

مجمع الزوائد میں امام احمد حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جھنڈا حضرت علی کے ہاتھ میں ہوتا اور انصار کا جھنڈا سعد بن عبادہ کے ہاتھ میں ہوتا اور جب میدان کارزار گرم ہوتا تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انصار کے جھنڈے کے نیچے ہوتے۔

www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

سرخ رنگ والا حصہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جھنڈا ہے جسے فتح خیبر میں حضرت علی بن ابی طالب کو عطا کیا۔

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خوسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

(حضرت رضا بریلوی)

www.waseemziyai.com

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سرخ جھنڈا خلافت عثمانیہ میں سبز اونی کپڑے پر نصب کیا گیا اور بعد میں اس پر عشرہ مبشرہ کے نام درج کیے گئے۔ (ٹاپ کاپی ترکی)

روح الامیں نے گاڑا کعبہ کی چھت پہ جھنڈا
تا عرش اڑا پھریرا صبح شب ولادت

(حسن رضا حسنؔ بریلوی)

# رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سرمہ لگانے کی سلائی

مسجد سیدنا حسین قاہرہ (مصر) میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تبرکات کے ضمن میں آپ کے سرمہ لگانے کی سلائی بھی محفوظ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ایک سرمہ دانی میں سلائی تھی جس سے سونے کے وقت دونوں آنکھوں میں تین مرتبہ سرمہ لگاتے تھے۔

سنن محمدیہ میں انھیں سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سفید کپڑے پہنو بے شک وہ عمدہ کپڑا ہے، اسی میں اپنی میتیں دفن کرواور سب سے عمدہ سرمہ ''اثمد'' ہے۔ اس سے آنکھ روشن ہوتی ہے اور بال اگتے ہیں۔

طبرانی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی: پانچ چیزیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر و حضر میں نہیں چھوڑتے تھے، آئینہ، سرمہ، کنگھا، بال سیدھا کرنے کا آلہ اور مسواک۔

ملے جو خاک قدم ان کی مجھ کو قسمت سے
لگائیں سرمہ نہ پھر زینہار آنکھوں میں
(حضور مفتی اعظم ہند نوری)

مسجد حسین قاہرہ (مصر) میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سرمہ لگانے کی سلائی، چمچہ شکل والا حصہ پیتل کا بنا ہے۔

www.waseemziyai.com

# نقش پائے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بعض انبیائے کرام علیہم السلام کے نقش پا دنیا کے مختلف ملکوں میں پائے جاتے ہیں جن میں سیلون، شام، ترکی، فلسطین، مصر، طائف، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ وغیرہ شامل ہیں۔ بعض مورخین اور محققین نے نقش قدم رسول کی نو شکلیں چھاپی ہیں۔

خصائص کبریٰ میں امام سیوطی نے ذکر کیا ہے کہ امام شافعی سمیت بہت سے علماء نے فرمایا کہ جن انبیاء کو کوئی معجزہ یا فضیلت دی گئی اسی جیسی ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ضرور دی گئی۔ مثال کے طور پر ابو نعیم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داوٗد علیہ السلام کے لیے لوہا نرم کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے پتھر نرم ہوا۔ یہ معجزہ اول سے زیادہ تعجب خیز یوں کہ لوہا تو آگ سے بھی نرم ہو جاتا ہے مگر آگ پتھر کو نرم نہیں کر سکتی۔ مکہ کی بعض گھاٹیوں میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی نماز میں طول دیا یہاں تک کہ ان پتھروں میں قدم رسول کے نشان پڑ گئے۔

امام احمد بن حنبل نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ قریش ایک کاہنہ کے پاس آئے اور اس کو مقام ابراہیم دیکھا کر کہا کہ اس سے مشابہ ترین شخص کی خبر دو۔ اس نے کہا اس چادر پر چل سکو تو میں تم کو خبر دوں گی۔ تو وہ اس پر چل کر دوڑے تو اس نے نقش پائے رسول دیکھا اور کہا یہ مشابہت میں تم سب سے قریب ہوں گے۔

اس کے بعد بیس سال یا تقریباً بیس سال کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔

احمد تیمور پاشا نے اپنی کتاب ''آثار نبویہ'' میں سات نسخوں کی تصدیق کی ہے۔ چار مصر میں (مسجد اثر النبی، مسجد سلطان قایتبائی، مسجد سیدی احمد بدوی طنطا، مسجد اویس قرنی جیزہ) باقی تین میں سے ایک ترکی میں ایک قبہ صخرہ (بیت المقدس) میں اور ایک مسجد عداس طائف میں ہے۔

www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

رسول کریم کے داہنے پائے اقدس کا نقش، رنگین سنگ مرمر پر ایڑی کی طرف ٹوٹا ہوا جس کو چاندی کے تاروں سے جوڑا گیا۔ یہ نسخہ طرابلس (ترکی) سلطان عبدالمجید کے عہد میں لایا گیا۔

موم ہے ان کے قدم کے لیے دل پتھر کا
سنگ نے دل میں رکھی ان کے قدم کی صورت

(حضور مفتی اعظم ہند نوری)

www.waseemziyai.com

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بائین قدم شریف کا نقش یہ پتھر بیت المقدس سے لایا گیا جہاں شب معراج یہ نقش ہوا۔

جسم پُر نور کا یوں تو سایہ نہ تھا
اور پتھر میں نقشے جما کر چلے

(حضور مفتی اعظم ہند نوری)

# رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نعلین پاک

حضرت انس سے مروی ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نعلین پاک میں دو تسمے تھے۔

حضرت ضباعہ بنت زبیر بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، کہتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نعلین میں نیچے اور ایڑی کے درمیان خالی جگہ تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نعلین پہنے جس کو لوگ ''تاسومہ'' کہتے تھے۔ اور وہ وہی نعلین ہیں جن میں انگلیوں کے درمیان تسمے ہوتے ہیں۔

حضرت عبیدہ بن جریج سے مروی ہے، انھوں نے حضرت عبداللہ بن عمر سے کہا: میں آپ کو تسمے والا جوتا پہنے دیکھتا ہوں، انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نعلین پہنے دیکھا جن میں بال نہیں تھے اور آپ اسی میں وضو فرماتے تھے تو مجھے پسند ہے کہ میں ویسا ہی جوتا پہنوں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نعلین پاک اٹھاتے تھے اسی لیے وہ ''صاحب النعلین'' سے مشہور ہو گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ہوتے اور آپ کو نعلین پہناتے اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کہیں تشریف رکھتے تو اسے اپنی بانہوں میں لیے ہوتے...

امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ سے فرمایا: میرے ان نعلین پاک کو لے کر جاؤ اور اس دیوار کے پیچھے جو ملے اور وہ '' لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ '' کی دل سے گواہی دیتا ہو تو اسے جنت کی بشارت دے دو۔

اس حدیث پاک پر تعلیق لگاتے ہوئے سید محمد طاہر کردی فرماتے ہیں: ظاہری بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نعلین پاک صحابہ پہچانتے تھے۔ اس لیے ارشاد فرمایا کہ نعلین لے کر جاؤ گے تو میرے موجود ہونے کی شہادت ہوگی تو تمھاری تصدیق کرنے میں انھیں تردد نہ ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نعل پاک کے نیچے کا حصہ

دل کرو ٹھنڈا میرا وہ کف پا چاند سا
سینہ پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروروں درود

(حضرت رضا بریلوی)



www.waseemziyai.com

ذرے جھڑ کر تیری پیزاروں کے
تاج سر بنتے ہیں سیاروں کے

(حضرت رضاؔ بریلوی)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نعل پاک جس میں تسمے ہیں، خالص چمڑے کا بنا ہوا۔ ترکی ٹاپ کاپی میں محفوظ ہے۔

تمھارے ذرے کے پرتو ستارہائے فلک
تمھارے نعل کی ناقص مثل ضیائے فلک

(حضرت رضاؔ بریلوی)

www.waseemziyai.com

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاج دار ہم بھی ہیں
(حسن رضا حسنؔ بریلوی)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نعل پاک دباغت دی گئی جلد (چمڑا) سے بنا۔ ٹاپ کاپی کے میوزیم میں محفوظ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نعل پاک جوتا کی شکل کا داہنے پائے اقدس کا، کالے چمڑے کا۔ ٹاپ کاپی میں محفوظ۔

کھائی قرآں نے خاک گزر کی قسم
اس کف پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام
(حضرت رضاؔ بریلوی)



www.waseemziyai.com

مدینہ منورہ سے ترکی منتقل ہونے والے تبرکات میں حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا صندوق بھی تھا جس کو آپ استعمال کرتی تھیں۔ اس میں آپ کے ذاتی سامان تھے، جن میں آپ کی قمیص مبارک اور چادر پاک تھی، یہ سارے تبرکات ٹاپ کاپی کے میوزیم میں ''امانات مقدسہ'' کے ضمن میں محفوظ ہیں۔

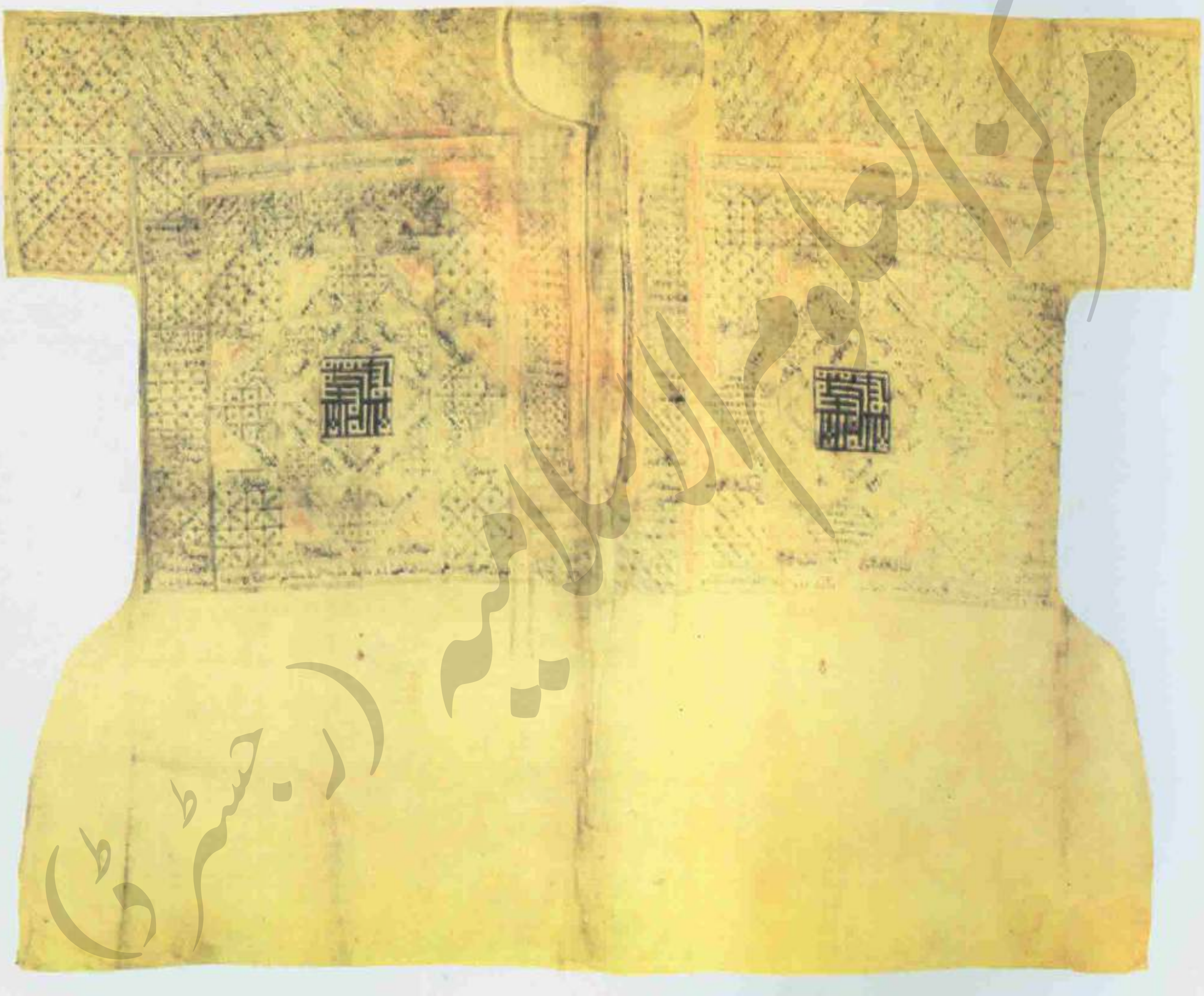

خاتون جنت فاطمہ زہراء کی قمیص مبارک اس پر آیات وکتابات اس طرح آپ کے زیب تن کرتے وقت نہ تھیں بلکہ بعد میں نقش ونگار بنایا گیا۔



www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

فاطمہ زہراء کا جبہ پاک، اونی کپڑے کا اندر سے سوتی کپڑے کا استر لگا یا ہوا۔ ٹاپ کا پی ترکی میں محفوظ ہے۔

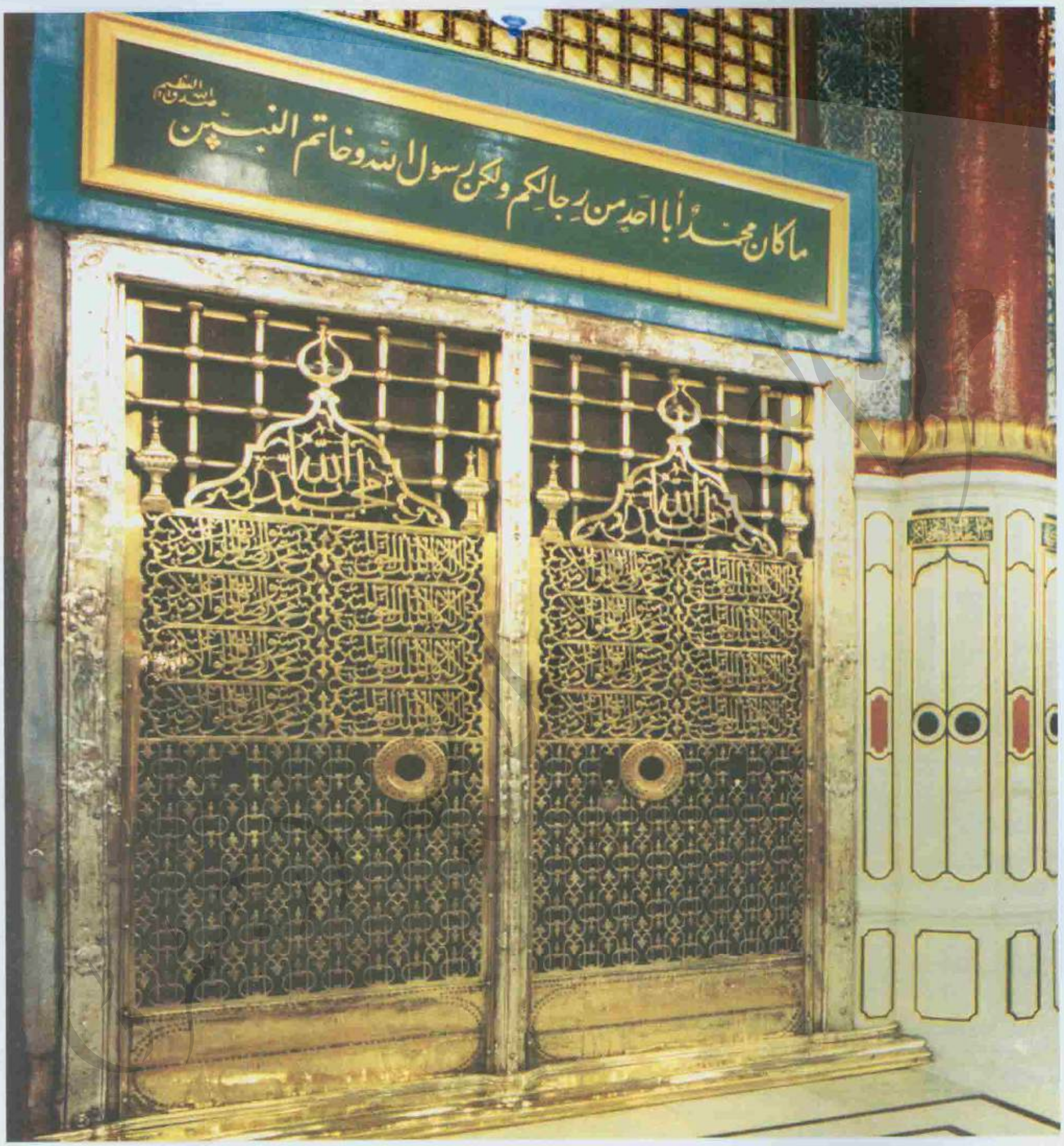


تصویر: مواجہہ شریف

حضرت عمر بن حزم نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے ایک قبر پر ٹیک لگائے دیکھا تو فرمایا:

"لَا تُؤذِیْ صَاحِبَ هٰذَا الْقَبْرِ أَوْ لَا تُؤْذِهٖ"

اس قبر والے کو تکلیف نہ دے یا اس کو تکلیف نہ دے۔

www.waseemziyai.com

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور آپ کا ادب ملحوظ رکھنا سچے مسلم کی علامت ہے۔ حسن ادب حسن اتباع ہے۔

صحیح بخاری شریف میں ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو شخص جو اہل طائف سے تھے فرمایا: اگر تم اہل شہر سے ہوتے تو ضرور میں تمھاری پٹائی کرتا، تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مسجد میں اپنی آواز بلند کرتے ہو۔

وفاء الوفاء میں سید سمہودی نے نقل کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے نہ حیات ظاہری میں نہ حیات باطنی میں آواز بلند کرنا جائز ہے۔

کتب سیرت میں مذکور ہے کہ خلیفہ منصور سے امام مالک نے مسجد نبوی شریف میں مناظرہ کیا اور ان سے فرمایا: اے امیر المومنین اس مسجد میں اپنی آواز بلند نہ کیجیے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کو ادب کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿ ... لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ... {2}﴾ (سورۂ حجرات)

اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے نبی کی آواز پر۔ (کنز الایمان)

اور فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ ... {3}﴾ (سورۂ حجرات)

بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس۔ (کنز الایمان)

اور بے ادبی کرنے والی ایک قوم کی مذمت ان الفاظ میں کی:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ ... {4}﴾ (سورۂ حجرات)

بے شک وہ جو تمھیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں۔ (کنز الایمان)

بے شک ان کا ادب واحترام آج بھی بعد پردہ ویسا ہی ہے جیسے کہ حیات ظاہری میں تھا۔ تو خلیفہ منصور پرسکون ہو گئے۔

ادب واحترام کا جب یہ حال ہے تو ان کا کیا حشر ہوگا جو آپ کو اذیت پہنچاتے ہیں۔ (والعیاذ باللہ)

جب عام قبروں پر ٹیک لگانے پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا: اس قبر والوں کو اذیت نہ دو۔ تو جو سید الانبیاء والمرسلین ہیں اس کی قبر کی کتنی حرمت ہوگی!

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ثابت ہے کہ جب مسجد نبوی شریف کے اطراف میں کسی مکان میں کوئی شخص کیل ٹھونکتا تو آپ اس کو کہلا بھیجتیں:

''أَنْ لَا تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو (اس کی آواز سے) تکلیف نہ دو۔

www.waseemziyai.com

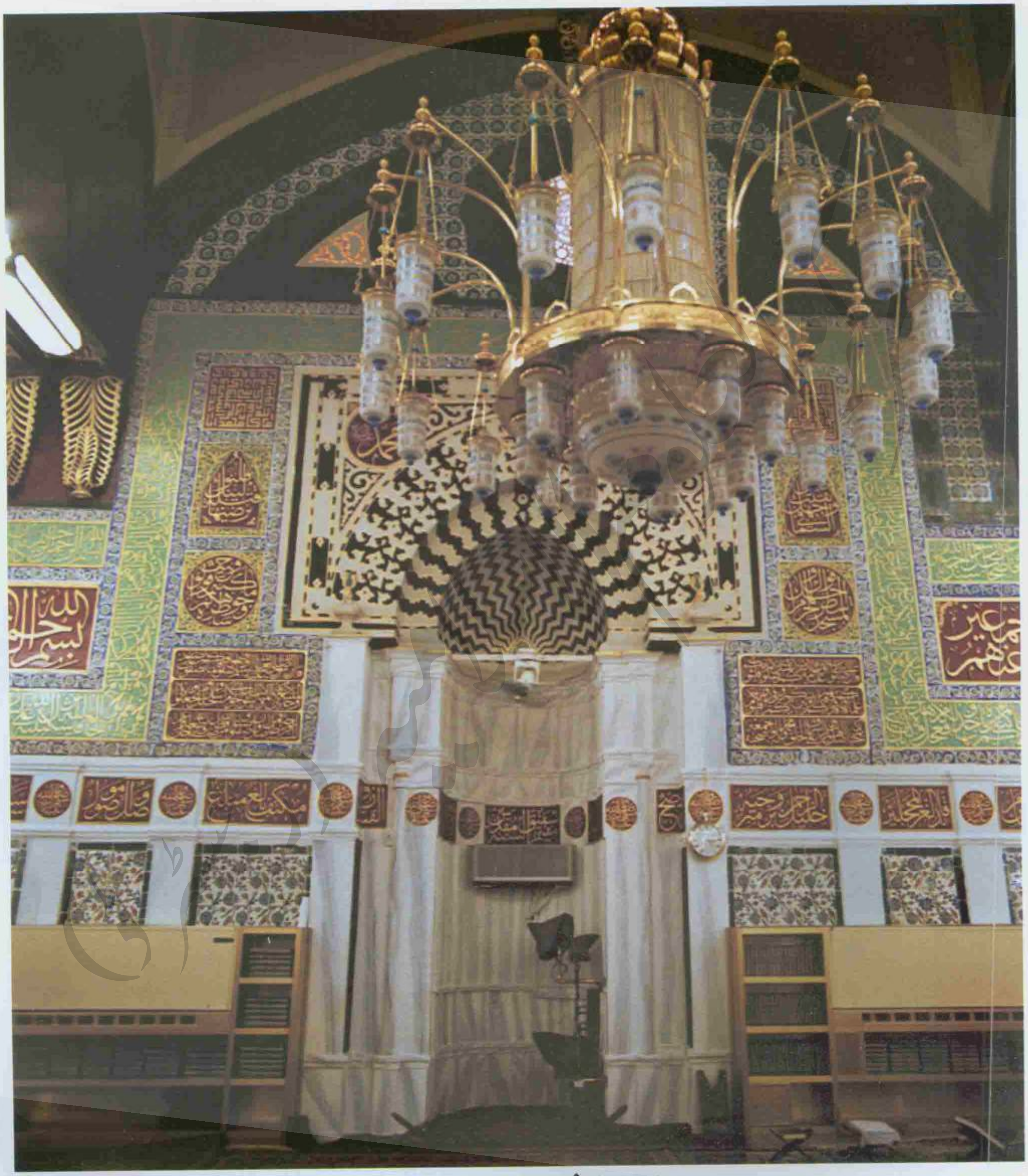

مسجد نبوی شریف کا جدید محراب امام

www.waseemziyai.com

# ماخذ ومراجع


★ آثار الرسول ﷺ و مخلفاته الشريفة ، النبوى جبر سراج ، المكتبة التوفيقية ، القاهرة

★ آثار رسول الله ﷺ ، خالد مصطفى ، رد ديزابن للتجارة ، مؤمن النجار ، مصر الطبعة الثالثة (١٩٩٧م).

★ آثار المدينة المنورة ، عبد القدوس الأنصارى ، دار العلم للملايين ، بيروت ، (١٣٩٣هـ).

★ الآثار النبوية ، أحمد تيمور باشا ، الناشر عيسىٰ الحلبى ، القاهرة ، مصر ، الطبعة الثالثة (١٣٩١هـ).

★ الحب التبادل ، الدكتور خليل ملا خاطر العزامى ، وقف البركة الخيرى مكة المكرمة و المدينة المنورة ، الطبعة الأولى (١٤٢٤هـ).

★ أسد الغابة فى معرفة الصحابة ، عز الدين بن الأثير أبى الحسن على بن محمد الجزرى (ت ٦٣٠هـ) الشعب ، القاهره (١٣٩٠هـ - ١٩٧٠م).

★ أطلس المدينة المنورة ، دكتور محدم شوقى بن إبراهيم مكى ، جامعة الملك سعود ، الرياض ، الطبعة الأولى (١٤٠٥هـ-١٩٨٥م).

★ الإصابة فى تمييز الصحابة ، أحمد بن على بن حجر أبو الفضل العسقلانى الشافعى (ت ٨٥٢هـ) دار الجيل ، بيروت (١٤١٢هـ) الطبعة الأولى ، تحقيق على محمد البجاوى.

★ تاريخ المدينة المنورة ، أبو زيد عمر بن شبه النميرى البصرى ، (ت٢٦٢هـ) ، دار الأصفهانى للطباعة ، جدة (١٣٩٣هـ) تحقيق فهيم محمد شلتوت.

★ تاريخ المدينة المنورة المسمى (الدررة الثمينة فى أخبار المدينة) الإمام الحافظ أبى عبد الله محمد بن محمود البغدادى المعروف (بابن النجار المتوفى عام ٦٤٣هـ) دار الزمان للنشر و التوزيع ، المدينة المنورة ، الطبعة الأولى (١٤٢٤هـ/٢٠٠٢م) تحقيق عبد الرزاق المهدى.

★ تاريخ معالم المدينة المنورة قديما و حديثا ، السيد أحمد ياسين أحمد الخيارى ، نادى المدينة المنورة الأدبى ، الطبعة الأولى (١٤١٠هـ).

★ تبرك الصحابة بآثار رسول الله ﷺ ، محمد طاهر الكردى ، مكتبة القاهرة ، مصر ، الطبعة الثانية (١٣٩٤هـ).

★ تحقيق النصرة بتلخيص معالم دار الهجرة ، أبى كر بن الحسين بن عمر العثانى المراغى الشافعى ، عام ٨١٦هـ من نسخ طبعت على نفقة السيد حبيب محمود أحمد المدينة المنورة ، الطبعة الأولى


www.waseemziyai.com

(١٤٢٢هـ/٢٠٠٢)، تحقيق دكتور عبد الله بن عبد الرحيم عيلان.

- ★ تفسير ابن كثير ( تفسير القرآن العظيم ) الإمام الحافظ ابن الفداء إسماعيل ابن كثير القرشى الدمشقى ، دار المعرفة ، بيروت (١٤٠٨هـ /١٩٨٨م) الطبعة الثانية .
- ★ تفسئر القرطبى ( الجامع لأحكام القرآن) محمد بن أحمد القرطبى (ت ٦٧١هـ) دار إحياء التراث العربى ، بيروت، الطبعة الثانية .
- ★ تنوير الحوالك فى شرح موطأ مالك ، الإمام جلال الدين عبد الرحمن السيوطى ، دار الفكر للطباعة و النشر، بيروت(١٩٧٢م).
- ★ الحجرات الشريفة سيرة و تاريخا ، صفوان عدنان داوودى ، الطبعة الأولى ، دار القبلة للثقافة الإسلامية بجدة ، مؤسسة علوم القرآن ، بيروت (١٤١٣هـ/١٩٩٣م).
- ★ الحجرات الطاهرات بيت النبوة ، مهندس عبد الرحيم محمود الخولى ، الطبعة الأولى (١٤١١هـ/١٩٩١م).
- ★ الرحلة الحجازية ، محمد لبيب البقنونى ، مكتبة الثقافة الدينية ، القاهرة (١٤١٥هـ).
- ★ الروح فى الكلام على أرواح الأموات و الأحياء بالدلائل من الكتاب و السنة و الآثار و أقوال العلماء ، الإمام شمس الدين أبى عبد الله ، ابن قيم الجوزية (ت ٧٥١هـ) دار الكتب العلمية ، بيروت (١٤٠٢هـ/١٩٨٢م) الطبعة الأولى تحقيق محمد أسكندر بليرا.
- ★ سنن ابن ماجه ، محمد بن يزيد أبو عبد الله القزوينى (ت ٢٧٥هـ) دار الفكر بيروت، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقى .
- ★ سنن أبى داود سلمان بن أشعث أبوداود السجستانى الازدى (٢٧٥هـ) دار الفكر ،تحقيق محمد محى الدين عبد الحميد.
- ★ سنن الترمذى ، محمد بن عيسىٰ أبو عيسى الترمذى، السلمى (ت ٢٧٩هـ) دار إحياء التراث، بيروت تحقيق أحمد محمد شاكر و آخرون.
- ★ سنن البيهقى الكبرىٰ ، أحمد بن الحسين بن على بن موسى أبو بكر البيهقى (ت ٤٥٨هـ) مكبة دار الباز، مكة المكرمة (١٤١٤هـ /١٩٩٤م) تحقيق محمد عبد القادر عطا.
- ★ سنن الدارمى ، عبد الله بن عبد الرحمن النسائى (ت ٢٥٥هـ) دار الكتب العربىٰ ، بيروت (١٤٠٧هـ) الطبعة الأولى ، تحقيق فواز أحمد زمرلى، و خالد السبع العلمى.
- ★ السنن الكبرىٰ، أحمد بن شعيب أبو عبد الرحمن النسائى ( ت ٣٠٣هـ) دار الكتب العلمية ، بيروت، الطبعة الأولى، تحقيق عبد الغفار سليمان البزارى.
- ★ سنن النسائى (المجتبى)، أحمد بن شعيب أبو الرحمن النسائى (ت٣٠٣هـ) مكتب المطبوعات ، حلب (١٤٠٦هـ ١٩٨٦م) ، الطبعة الثانية ، تحقيق عبد الفتاح أبو غرة.
- ★ السيرة الحلبية ، برهان الدين الحلبى ، دار المعرفة ، بيروت.

www.waseemziyai.com

★ السيـرة النبوية (سيرة ابن هشام) أبو محمد عبد الملك بن هشام المعارفي، تحقيق محمد على القطب و محمد الدالى بلطه، المكتبة العصرية، بيروت، طبعة (١٤٢١هـ).
★ الشجـرة الـنبـوية فى نسـب خيـر البـرية ﷺ، الإمام جمال الدين يوسف المقدسى (٨٤٠–٩٠٩هـ) تحقيق محى الدين ديب مستو، دار الكلم الطيب دمشق، (١٤١٤هـ–١٩٩٣م).
★ شفاء الفواد بزيارة خير العباد، السيد محمد بن علوى المالكى، الطبعة الأولىٰ (١٤١١هـ–١٩٩١م).
★ صـحيح ابـن حبـان، مـحـمـد بن حبان أحمد أبو حاتم التميمى البستى (ت ٣٥٤هـ) مؤسسة الرسالة، بيروت (١٤١٤هـ–١٩٩٣م) الطبعة الثانية، تحقيق شعيب الارنؤوط.
★ صـحيـح ابـن خـزيـمة، مـحـمد بن إسحاق بن خزيمة أبو بكر السلمى النيسابورى (ت ٣١١هـ) المكتب الإسلامى، بيروت، (١٣٩٠هـ–١٩٧٠م) تحقيق محمد مصطفى الأعظمى.
★ صـحيح البخارى، محمد بن إسماعيل أبو عبد الله البخارى الجعفى (ت ٢٥٦هـ) دار ابن كثير، اليمامة، بيروت (١٤٠٧هـ–١٩٨٧م) الطبعة الثالثة تحقيق مصطفى ديب البغا.
★ صـحيـح مسـلـم، مسلم ابن الحجاج أبو الحسين القشيرى النيسابورى (ت ٢٦١هـ) دار إحياء التراث، بيروت، تحقيق محمد فؤاد عبد الباقى.
★ الطبقات الكبرىٰ، محمد بن سعد بن منيع أبو عبد الله البصرى الزهرى (ت ٢٣٠هـ) دار صار، بيروت.
★ عـمـارـة الـمـسـجـد الـنبوى منذ إنشائه نهاية العصر المملوكى، دكتور محمد هزاع الشهرى، دار القاهرة للكتاب، القاهرة، الطبعة الأولى (٢٠٠١م).
★ عـنـوان الـنـجـابة فـى معرفة من مات بالمدينة من مشاهير الصحابة، مصطفى بن محمد بن عبد اله بن العلوى الرافعى، المكتبة العلمية بالمدينة المنورة (١٤٠٤هـ).
★ فتـح البـارى بشرح صحيح البخارى، الإمام الحافظ أحمد بن على بن حجر العسقلانى (ت٨٥٢هـ) دار المعرفة، بيروت، (١٣٧٩هـ) تحقيق محب الدين الخطيب.
★ فـصـول مـن تـاريـخ الـمـديـنة الـمـنـورـة، عـلى حـافظ، شركة المدينة المنورة للطباعة و النشر، جدة (١٤٠٥هـ–١٩٨٤م) الطبعة الثانية.
★ فـضـائـل الـصـحـابة، أحـمـد بن حنبل أبو عبد الله الشيبانى (ت ٢٤٤١هـ) مؤسسة الرسالة، بيروت (١٤٠٣هـ–١٩٨٣م) الطبعة الأولىٰ، تحقيق د. وصى الله محمد عباس.
★ الـكعبة المعظمة و الـحرمان الشريفان، عمارة و تاريخا، عبيد الله محمد أمين كردى، مجموعة بن لادن السعودية، (١٤١٩هـ).
★ كنز العمال، مكتبة التراث الإسلامى، حلب تحقيق الشيخ بكرى حيانى، و الشيخ صفوة السقا.
★ مـخـلـفـات الـرسول ﷺ فى المسجد الحسينى، دكتورة سعاد ماهر محمد، دار مطابع الشعب، القاهرة (١٩٦٥م).
★ مرآت الحرمين، اللواء إبراهيم رفعت باشا، مطبعة دار الكتب المصرية، القاهرة، (١٣٤٤هـ).




www.waseemziyai.com

★ المستدرك على الصحيحين ، محمد بن عبد الله أبو عبد الله الحاكم النيسابورى (ت٤٠٥هـ) دار الكتب العلمية ، بيروت، (١٤١١هـ–١٩٩٠م) الطبعة الأولىٰ ، تحقيق مصطفى عبد القادر عطا.
★ المسجد النبوى الشريف فى العصر العثمانى ٩٢٣–١٣٤٤هـ (دراسة معمارية حضارية) دكتور محمد هزاع الشهرى ، دار القاهرة للكتاب ، القاهرة ، الطبعة الأولىٰ (٢٠٠٣م).
★ المسند، عبد الله بن الزبير أبو بكر الحميدى (٢١٩هـ) دار الكتب العلمية ، بيروت، تحقيق حبيب الرحمن الأعظمى.
★ مسند الإمام أحمد بن حنبل ، أحمد بن حنبل أبو عبد الله الشيبانى (ت٢٤١هـ) مؤسسة قرطبة ، القاهرة .
★ مسند إسحاق بن زاهوية ، إسحاق بن إبراهيم بن مخلد بن زاهوية الحنظلى (ت٢٣٧هـ) مكتبة الإيمان ، المدينة المنورة (١٤١٢هـ–١٩٩١م) الطبعة الأولىٰ ، تحقيق د. عبد الغفور عبد الحق البلوشى.
★ المعجم الكبير ، أبو القاسم سليمان بن أحمد الطبرانى (ت ٣٦٠هـ) مكتبة العلوم و الحكم ، الموصل (١٤٠٤هـ–١٩٨٣م) الطبعة الثانية ، تحقيق حميدى بن عبد المجيد السلفى .
★ مؤطا مالك، مالك بن أنس أبو عبد الله الأصبحى (ت ١٧٩هـ) دار إحياء التراث ، مصر تحقيق محمد فؤاد عبد الباقى .
★ نزهة الناظرين فى مسجد سيد الأولين و الآخرين ، السيد جعفر بن السيد إسماعيل المدنى البرزنجى، دار صعب ، بيروت، (١٣٠٣هـ).
★ وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى ، نور الدين على بن أحمد السمهودى (ت ٩١١هـ) دار إحياء التراث العربى ، بيروت (١٤٠١هـ – ١٩٨١م) تحقيق محمد محى الدين عبد الحميد.
★ وفاة الحبيب ﷺ ، الشيخ أحمد جاد، دار الغد الجديد ، الطبعة الأولى ، منصورة، مصر، (١٤٢٤هـ–٢٠٠٣م).
★ إنجازات و أرقام ، أمانة المدينة المنورة ، الطبعة الأولىٰ (١٤١١هـ).
★ إنجازات و أرقام ، أمانة المدينة المنورة ، الطبعة الثانية (١٤٢١هـ.
★ التقرير الإعلامى ، اللجنة التنفيذية لتطوير المنطقة المركزية فى المدينة المنورة ، الطبعة الأولىٰ (١٤٢٠هـ).
★ المدينة المنورة رؤية تتحقق ، اللجنة التنفيذية لتطوير المنطقة المركزية فى المدينة المنورة ، الطبعة الأولىٰ (١٤٢٤هـ).
★ المدينة المنورة ، تصوير على كازويوشى نوماتشى، مؤسسة ثراء الدولية .
★ مجلة مركز بحوث و دراسات المدينة المنورة ، الأعداد من الأول حتى الخامس.
★ The Sacred Trusts, Tokapi Museum, Istambul Hilmi Aydin, 2004
★ The Topkapi Palace, Sabahattin Turkoglu, 1989



www.waseemziyai.com

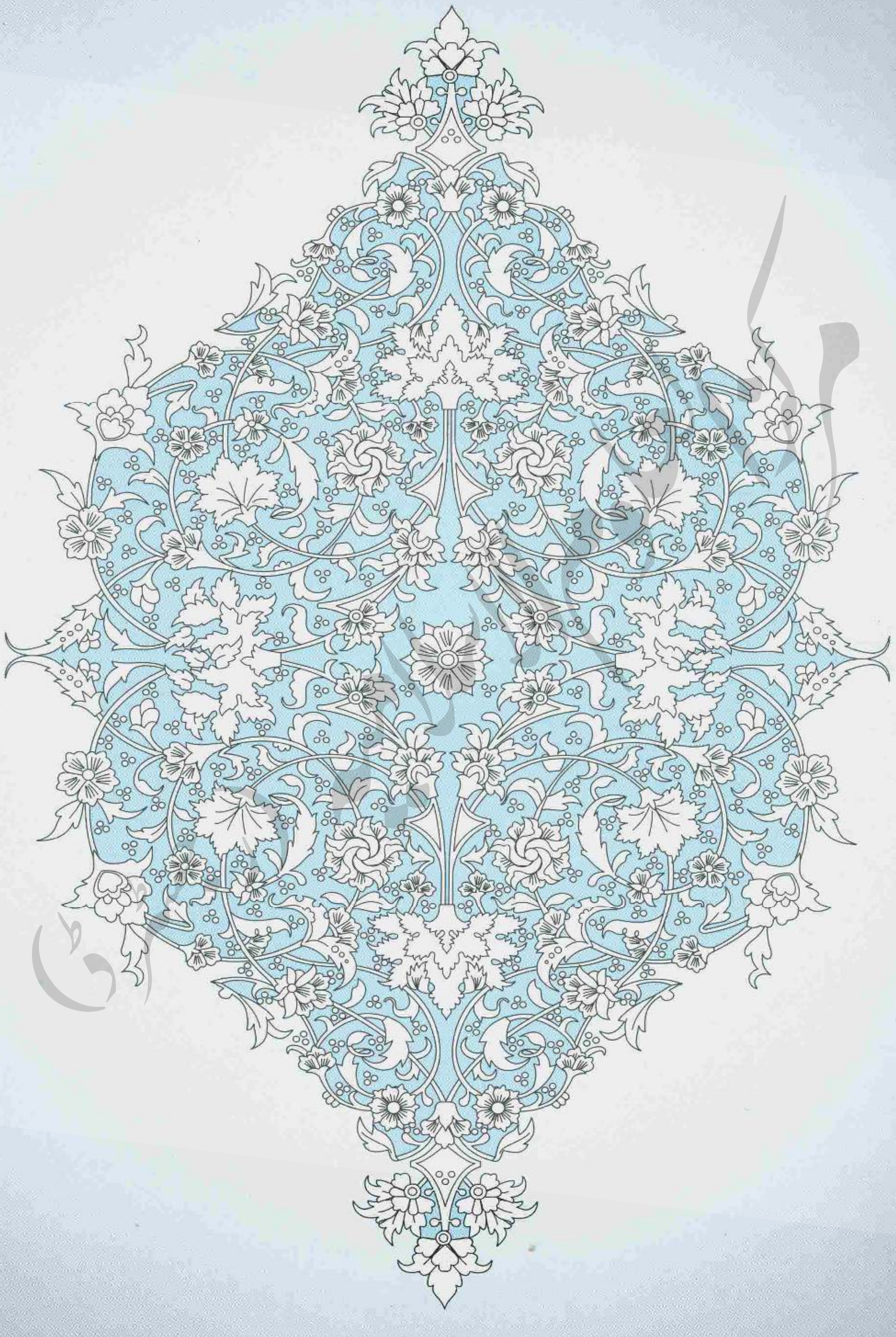

www.waseemziyai.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

﴿ وَ قَالَ لَهُمۡ نَبِیُّهُمۡ اِنَّ اٰیَةَ مُلۡكِهٖۤ اَنۡ یَّاۡتِیَكُمُ التَّابُوۡتُ فِیۡهِ سَكِیۡنَةٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَ بَقِیَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوۡسٰی وَ اٰلُ هٰرُوۡنَ
تَحۡمِلُهُ الۡمَلٰٓئِكَةُ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿248﴾ (سورۂ بقرہ)

اوران سے ان کے نبی نے فرمایا: اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمھارے پاس تابوت
جس میں تمھارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں۔ معزز موسیٰ اور
معزز ہارون کے ترکہ کی، اٹھاتے لائیں گے اسے فرشتے۔ بے شک اس میں بڑی نشانی ہے
تمھارے لیے اگر ایمان رکھتے ہو۔ (کنزالایمان)

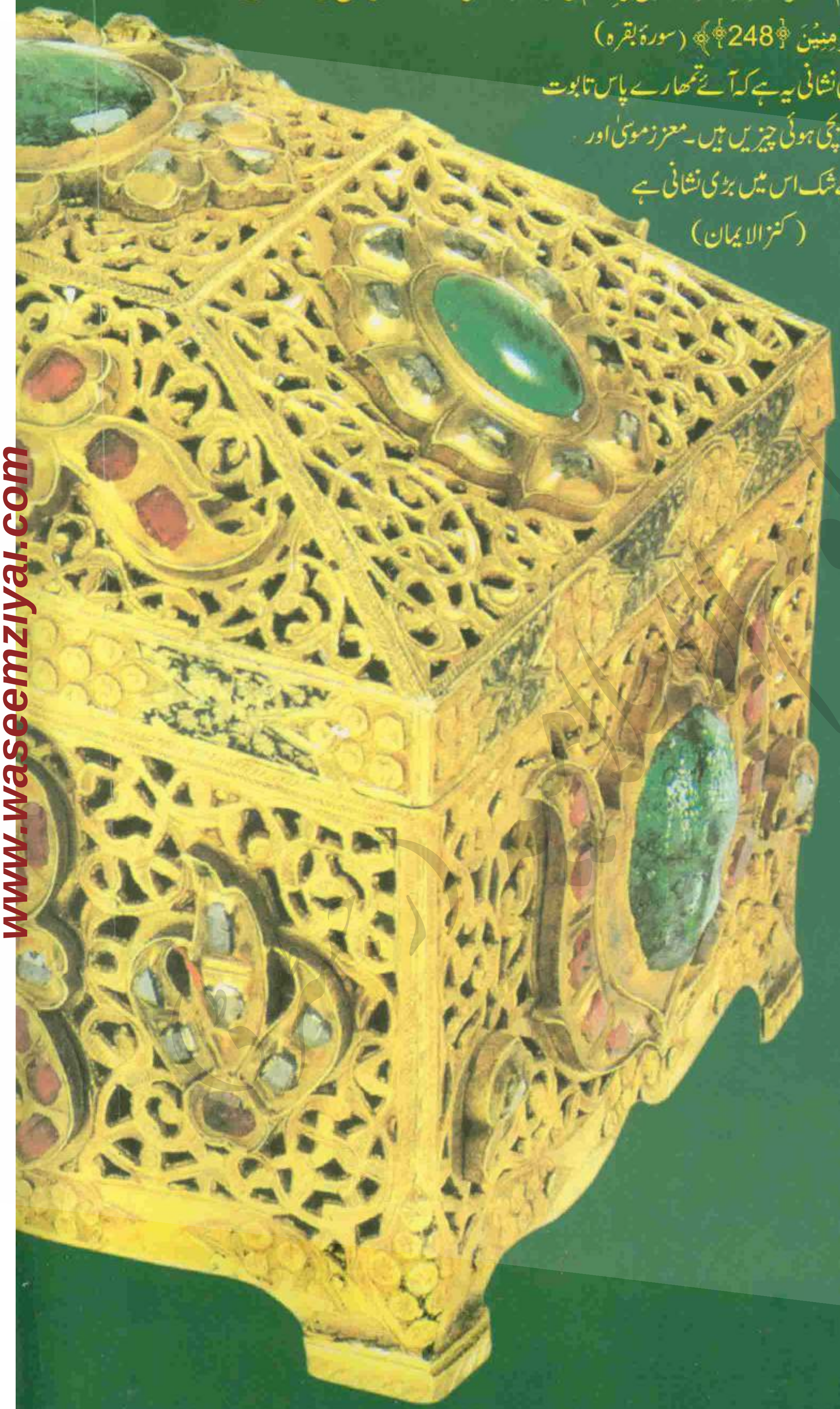

www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com

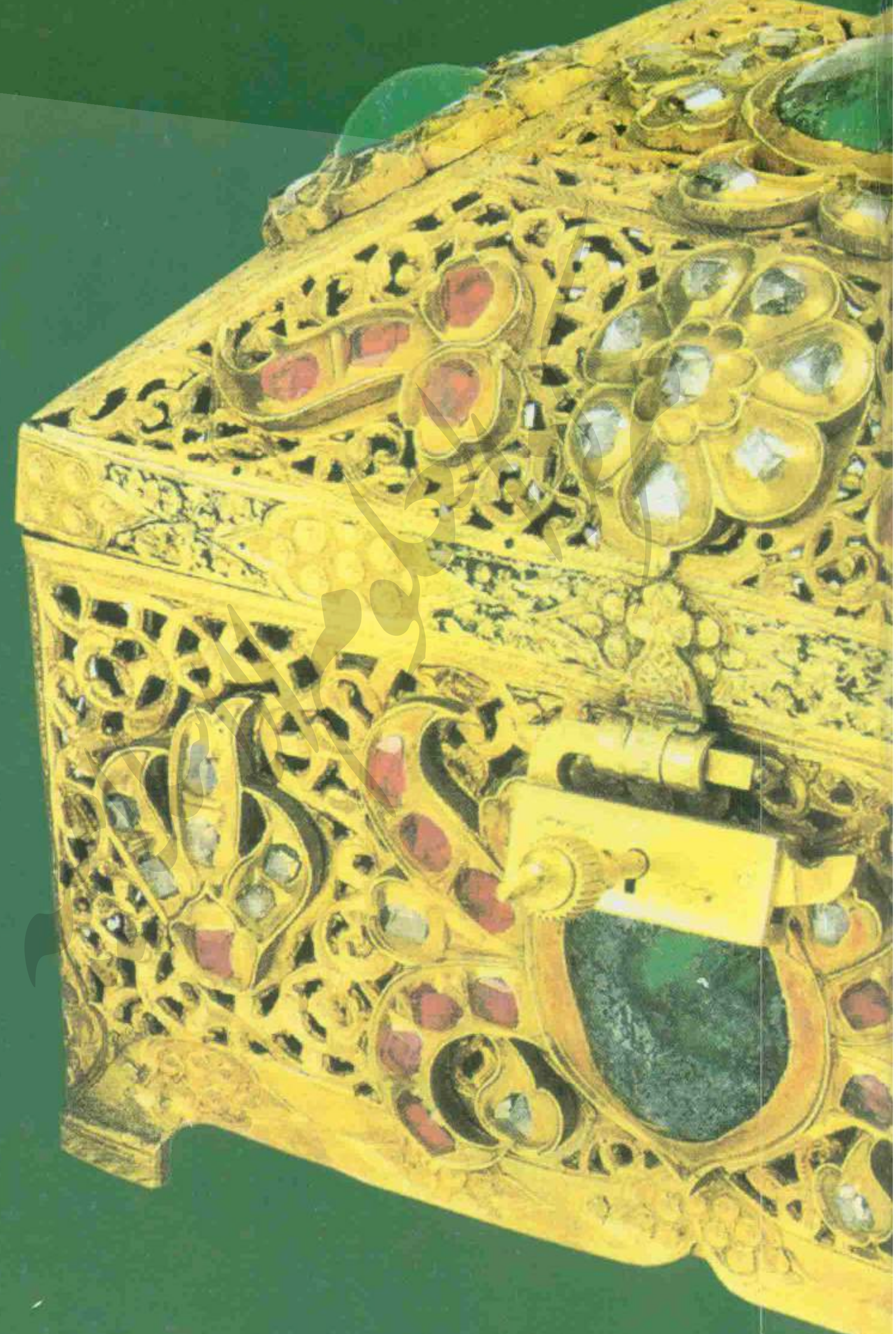

سونے (Gold) کا صندوق جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے دندان مبارک رکھے ہوئے ہیں۔ (ٹاپ کاپی ترکی کے میوزیم میں محفوظ)

MARKAZ-E-AHLE-SUNNAT BARKAT-E-RAZA

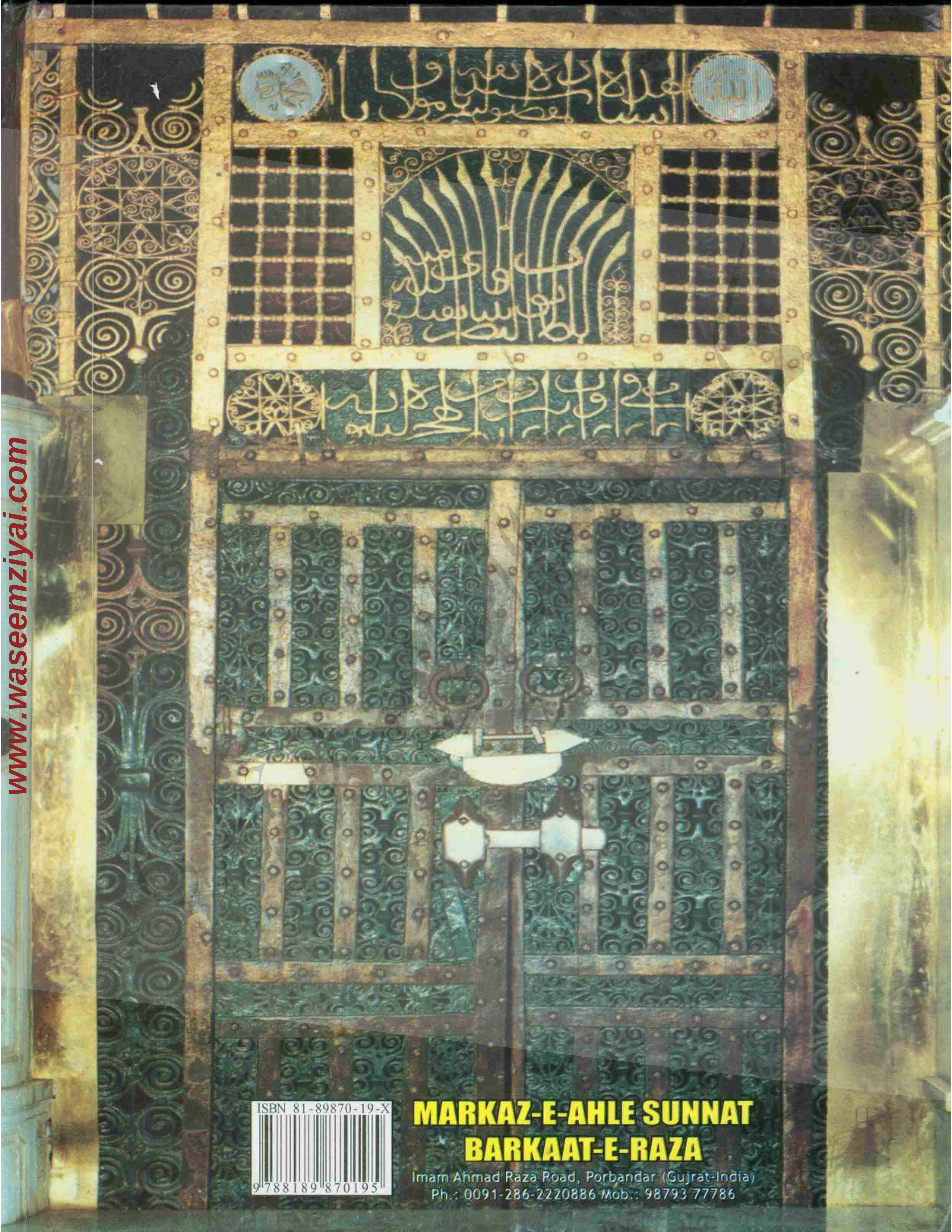

www.waseemziyai.com

ISBN 81-89870-19-X
9 788189 870195

**MARKAZ-E-AHLE SUNNAT**
**BARKAAT-E-RAZA**
Imam Ahmad Raza Road, Porbandar (Gujrat-India)
Ph.: 0091-286-2220886 Mob.: 98793 77786